بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نورسیدہ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین عرف علم دہر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثر اردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اُسی درجہ او مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قصہ جات نظم		بالا باختر	عا ر
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل موجود ہین - از منشی طوطا رام شایان - کامل	۴ عا ر	ایرج نامہ جلد اول	عا ر
ایضاً جلد اول - از منشی طوطا رام شایان	۱۲/	" جلد دوم	عا ر
ایضاً - جلد دوم " "	۱۰/	طلسم ہوش ربا جلد اول	عا ر
ایضاً - جلد سوم " "	۶/	" جلد دوم	عا ر
ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال	۱۳/ پ	" جلد سوم	عا ر
قصہ جات نثر		" جلد چہارم	سے ر
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفضل فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت مین تصنیف کی اور آٹھ دفترون مین ہے اور اُسکے نامون کی تصریح حسب مندرجۂ ذیل ہے		" جلد پنجم کا حصہ اول	۴ عا ر
		" " حصہ دوم	۴ عا ر
		" جلد ششم	سے ر
		" جلد ہفتم	سے ر
		بقیہ طلسم ہوش ربا حصہ اول	۱۲ عہ پ
نوشیروان نامہ جلد اول	عا ر پ	" حصہ دوم	عا ر
" جلد دوم	عا ر	صندلی نامہ دفتر ششم	عا ر پ
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ	تورج نامہ جلد اول - دفتر ہفتم -	سے ر
ہشومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	۴ عا ر	" جلد دوم	صہ ر پ
کوچک باختر	عا ر	طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول دوم و سوم کامل	لعہ ر

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیرین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن خوبی چھپا

حمد خالق یکتا ... دنیا کیا رحیم و کریم ہی حقیقت مین وہ سمیع و علیم ہی کیا کارساز
... یار ہی ہر طرح کے طریقے مین راز و نیاز ہی کس لطف سے شکم انسان مین قطرۂ نجس سے
نطفہ قائم ہوتا ہی اول مُضغہ بنایا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم مادر مین رہا
بعد نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت
دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا صدائی ندیان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہی بروقت
آنے کے پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا مین جا کر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس مین
نہ پھنسنا یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوئے طور زمانہ
دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد۔ تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے اور کیا کر چلے ۔ دنیا کے جھگڑون مین پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ سامان نہ کیے
ہر وقت یہی فکر ہی ہر گھڑی یہی ذکر ہی کہ کسی طور سے چار پیسے پیدا کیجیے طریقۂ نیک و بد کو بھولے
گلزار دنیا کو دیکھ کر پھولے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش و آرام میسر
ہوئے زہے کریمی و خہے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین ہی ہر شخص موافق
اپنی حقیقت کے کام کرتا ہی انجام کو اُسکے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس مور و مار طائران
ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہین ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہی ہر ایک کے

ساتھ نیکی ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی
بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے
نگاہ پھیر لے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا
وہ نگہبان ہی اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر لکھنا نہایت
دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف بالانصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے ضلالت کو
کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابوجہل کہ جہل مرکب تھا جسقدر حضرت نے اسکو
سمجھایا اسی قدر کفر اسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا ستانے پر ختم رسل کے
مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ بیحیا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر
آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگدل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب
دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ ای محمدؐ اتو بچو اسی
پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی کہ
ای پتھر تجکو اس خدا نے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر
ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابوجہل کے آیا آواز دی او جہل مرکب مین تیرے اوپر گرون تیرے
استخوان توڑ دون ابوجہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ بچے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر
ابوجہل سے الگ گرا وہ خانۂ کعبہ مین آکر کہنے لگا یارو محمدؐ سحر مین کامل و اکمل ایسا ساحر
ہی کہ مین نے پتھر اُسپر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجھپر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہین پروردگار
اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق
نہین ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کرین درود نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا ہی
کافی ہی کہ فیض و سخا مین یکتا و کامل ہین حبیب خدا سے عادل ہین

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو عنتر شیر بیشۂ داور کنندۂ در خیبر زوج زہرا اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضےٰ پردۂ دنیا مین نہوتی

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرت نے
بکراہت منھ پھیرلیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبر ہو ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب داور
ہو ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیماے منہاج قاب قوسین او ادنےٰ
حبیب رب العزت اعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک
بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام بنی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ
نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمایئے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ
علی مرتضےٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک
نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ ای ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہو ملک نے
عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہو اب اس
حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہو کہ ملک نے حضرت رسولخدا کے
سامنے بزبان حال کہا قطعہ

ستر عقد بسر عمّ تو باخیر النسا | در شب جمعہ با اصحابہ ہویدا گردد
زہرہ در خانۂ ہر کس کہ ز چرخ نزد آید | صاحبش مشتری زہرہ زہرا گردد

مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو ستارہ زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آ کے چمکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست | گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کی دانم | الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

یہ چند اشعار ذات بابرکات پر مناسب و انسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہو بناے قصر شان بوترابؑ | خاک آدم ہو غبار آستان بوترابؑ
لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکان بوترابؑ | دوش ختم المرسلین ہو نردبان بوترابؑ
کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سُنے | اب تلک آتی ہو آواز اذان بوترابؑ
لب تلک جو بات آئی دفعتہ وہ ہوگئی | ہو زبان خامۂ قدرت زبان بوترابؑ
اسکو لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا | پوست باقی رہگیا یا استخوان بوترابؑ
دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے انھین | کر لیا سو طرح جب امتحان بوترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہو خلق مہمان خدا
کوئی شئ گھر مین نہین ہو دزد لیجا ئیگا کیا
کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے
پوست کندہ عظمک عظمی سے یہ ظاہر ہوا
کوئی نعمت تھی سواے جو نہ مولا کی غذا
فرش پر ہر چند ہو وہ صاحب سیف و قلم
واقف سلونی واقف امر خفی
ایک ہین باقی فقط ہو پردہ پیغمبری
دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے فلک
مرتبہ کیا کوئی جانے شبر و شبیر کا
یہ غزل مٹی سے لکھدینا کفن پر بعد مرگ
نوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر

بعد ازین گیارہ مہینے میہمان بو تراب
پاؤن کو پھیلا کے سوئے پاسبان بو تراب
مح خوان احمد خدا ہو قدردان بو تراب
استخوان مصطفے ہین استخوان بو تراب
سنگ سوزان پر ہوا سہل امتحان بو تراب
عرش اعلے ہو سریر عز و شان بو تراب
ہین پیمبر واقف راز نہان بو تراب
درمیان مصطفے و درمیان بو تراب
ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بو تراب
ایک جان فاطمہ ہو ایک جان بو تراب
پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بو تراب
ہین یہ دونون زینہاے نردبان بو تراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہو کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک مٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نور الدہر و ایرج کا طرف صحراے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز
کہ ہو آج بزم مسرت فزا

کہ پیر مغان کا ہو عزم گریز
اُبلتی ہو شیشے کی صورت صدا

مرے ساقی خوش ادا مہ لقا
کہ ہو مجمع ساقی پارسا

ہر اک جام ہی جام جمشید کا
کہ جسپر غرور آسکے نالب ہوا
قد ا نہال گلستان حسن
ہر اک رند میکش کو جرأت ہوئی
قمر وصف عارض سے حیران کیا
بڑھاتے ہین سب جنگ پر قدم

ملے رند میکش کو اسکا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مے نوش کا

ہین اک جام کا جسکے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیچارگان
ادا سے جو ساقی کی آمد ہوئی
سمان بھر گیا آنکھ مین طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت
و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال سخن
آفرین + سخن را بکرسی نشاند این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران
خوش سیر دربار مین رونق افروز ہین ذکر ہو رہے ہین امیر فرماتے ہین کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ
پاؤن تو مین جا کے اُسے قتل کرون غرضکہ ایک تاجر حاضر ہوا کچھ زرین خود لایا ہو سامنے امیر کے
وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی
سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در
خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اپنے
دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہی مہینون مین یہ روپیہ
ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہین کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یون فوراً مل گیا
بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجکو ایک مرتبہ
پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگون کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے
شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا
خوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیون ای تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہی عرض کی کہ
حضور بڑے بڑے شاہون کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہین صرف خزانہ
وغیرہ لیا جاتا ہی مہینون مین روپیہ دیا جاتا ہی حضور کے یہان نہ صرف خزانہ مجھسے لیا گیا
اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا یا وہان یہ قاعدہ دیکھا یا حضور
کے یہان اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض کی یہان سے چالیس منزل پر صحرا آسے کیمیا ہے یار ؛ تیرہ لاکھ فوج گو یا دریا کی موج ساحر بھی ہزارون ساتھ ہین ایک ایک انصاف پسند سُنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین اُس لشکر مین دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہین کرتے آنکھ نہین چُراتے دزد حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہین افسر کا لقب رستم پیلتن ہی حضور کی صورت سے بہت ملتے ہین چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر مین کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال بیچا اسیطرح روپیہ اُنھون نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر مین رہا دونون وقت خوان کھانے کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر مین آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے فرزند دلبند ہین اب کس حال مین ہین تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ کیا ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحرا باد انگیز کا قصد ہی وہان سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُنکر خوش ہوگئے فرمایا کہ حقیقت مین وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے عرض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہین دو صحرا عیاری کرکے فتح کیے کہ جادوگرنیون کا مقام تھا عجائب وغرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلون مین قدم رکھتا اُن دونون جنگلون کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہوگئے تھے ایک ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جاکے رستم پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحرون نے خون کے دریا بہا دیے اب صحراے باد انگیز کا قصد ہی امیر نے لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ رو تاجر تو نے وہ خوشخبری سُنائی کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفۂ یادگار تجھے دیتے ہین ہم بھی بر سر راہ ہین ورنہ تیری اور خدمت کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے لاکر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپے لاکر تاجر کو دیے تمام دست چپیون نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہی جمہور کہہ اُٹھا کہ دست چپیون کی تیغ مین یہ قوت ہی کہ جہان جاتے ہین خون کے دریا بہاتے ہین اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار مین حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اسوقت ملاحظہ کرین

کہ بر ستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحراے گرداب نشان کے جائینگے صحراے گرداب نشان
فتح کریگا اُسنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر مثال صحراے گرداب نشان مین خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگوا کر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمایئے کہ صحراے گرداب نشان کس مقام پر
ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سنکر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر با توقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحراے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین
آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست چپیون کا یہی طریقہ ہی کہ جس ویرانے مین جاتین
وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہان کی دلشاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جا کر صحراے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہو لیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے تقضاے کار شبرنگ بن عمرو عیار
عیار نورالدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نورالدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجرزادہ طرف
صحراے گرداب نشان کے گیا نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ پری پوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جسطرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجرزادہ ایسا بلبلا جائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ
نے اسپ پری پوش تیار کیا نورالدہر سوار ہوے طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل و جان
سے شاہزادے پر عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار غلام قدیم کو ساتھ
نہ لیجیے گا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

ٹھہر گیا طہماس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو
ساتھ لیجیے نورالدہر ٹھہر گئے طہماس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نورالدہر کے ساتھ ہوئے
اول حال ایرج تحریر کرتا ہوں کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوے جاتے ہیں اگر کوئی مقام
معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دور اثنائیں
گذرین کہ پشت مرکب سے زمین پر نہیں آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہاے آب بھی جوش
مار رہے ہیں درختوں پر طائر زمزمہ سرائی میں معروف ہیں ایرج گھوڑے سے اتر پڑے
صحرا میں ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل
نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا جس میں سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے
کمان کیانی دوش سے اتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اس پٹھے کو توڑ کر اس
پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اسکو بہ قربانی ہو بجاؤں دور سے
شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھیں بحسرت گردش کرتی ہیں کہ اسنے منھ
کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا کہ شیر دل گر کر بیہوش ہوا پاؤں زمین پر رگڑنے لگا
شاپور ہاے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤں زمین پر رگڑنے لگا پاؤں سے اسکے غبار بلند ہوا غبار میں
شاہزادہ پوشیدہ ہو گیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہاں پر ایرج نوجوان ہیں
شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صداے ہیبتناک کان میں آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو
غنیمت جان بھاگ یہاں سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سنکر کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک غار میں جا کر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ
پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا
کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سر ہل رہا ہے مگر لٹیا ہاتھ میں لیے بیٹھی ہے شاپور گھاٹیوں
کو طے کر کے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ
ورنہ بلا میں مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آکے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی اماں آپنے
غلام کو نہیں پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے میں کیا جانوں کہ تو کون ہے شکل میں رشتہ
لگاتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی اماں آپ بھول گئیں جب ماں

میری مرگئی مین روتا تھا آپ نے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اُنھون نے اپنے گھر کا مالک کر دیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام سنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ اے فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز و اقارب جمع ہون چاندسی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہکے شاپور نے ایکی جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل۔کہا نانی امان اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہنے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہی کہا بیٹا بیٹھ مین دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہکے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھُلی بیہوشی اُڑی بڑھیا چھینک مار کر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اُتارے اُسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالائے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہو گرد کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہو آپ کو مکدر پاتے ہین ہم سب بہت گھبراتے ہین ٹھنڈھی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موئے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسکون اصل مین یہ کیفیت ہو۔ **نظم**

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہو	میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ طور ہو
دل دُکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہو	تا کہ مور ضعیف اسکو صدائے صور ہو
بعد مردن بھی گناہون کے سبب ہو کیا نہ مین	کوئے جانان جنت الماوی ہو جانان حور ہو
شوق سبزواری نے بجلی مین گرایا ہو سب مجھے	جو پھپھولا ہو بدن پر دانۂ انگور ہے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال	یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہو

عارضِ جانان پہ تل ہو یا کلف ہو ماہ مین　　ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ یہ سیندور ہی
بھیک بھی مانگی تو بہرِ عزتِ اہلِ دول　　مجھ گدا کے ہاتھ مین جامِ سرِ مغفور ہی
تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا　　عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور ہی
ہو وہ نزدیک اور نہین عارض پر اُسکے دسترس　　مہرِ تابان پاس ہو ماہِ درخشان دور ہی
دستِ موسیٰ ہو بغل مین شرم دستِ یار سے　　نور پاتے سنگِ رہ جو ہو وہ سنگِ طور ہی
خط کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا　　سچ تو ہی ماسیہ اکثر خدا سے دور ہی
کوچہ گردی معشوقون کے عشق مین چھوڑا قبول　　غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور ہی

فوصین ان شعرون کو سُنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق
ٹپکتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون **فرقوت جادو** آتی ہی اُس سے حال پوچھو کہ
دو دم کیسے کلام کرتا ہی اتنا جو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے
سامنے مٹکنے لگا کہا بوا ایسا مردوا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا واری
اُسے صحبت مین بلا لیجئے یہ سُنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھ لیجئے
کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای ساکنانِ **طلسم ہفت پیکر** آگاہ ہو فلان سال
مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر تدبیر سے
مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کریگا بڑے
بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے
بادشاہ کوہ نزاب ایرج نوجوان پر عاشق ہوا اور عاشق ہوکر اُس جوان کا ساتھ دے اگر
نہ ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی
تصنیف کردہ ہی کسکی مجال ہی کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا- ایرج
نوجوان پوتا طلسم کشا کا میری جالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمالِ بیمثال پر
عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہی شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ ای
ملکۂ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھا دیجئے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پسند کریگا
ذرا بلوا کے مجھے دکھا دیجئے مین دو باتین اُس سے کرون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ نے

کہا کہ ای فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا مین نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہین ڈرتا
ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال مین مجبور ہو گئی اب مین نے اس سختی سے قید کیا ہی کہ مثل
ماہی بے آب تڑپ رہا ہی اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دن کو آپ نے
کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہین اسوقت بلوائیے کہ کنیز اُس سے باتین کرے
یہ باتین تھین کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اُٹھ کھڑی ہوئی کہا بڑی ہمشیرہ
آتی ہین کمیت شعلہ خیز کا ابر چھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو مین
ایک جوان حسین بسلاسل تخت پر پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالون زنجیر نہین
ٹوٹتی کمیت آکر اتری کہا بوا توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد
مین یہ جوان آکر پہونچا مین کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا کہ مین
دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اُٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہین مانتا آخر مین نے قید کیا ہو
توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئین توسن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر
جلتے ہوئے گذرا مین نے بھی اُسکو قید کیا ہی اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہی
بالکل یہی باتین ہین غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشارون سے باتین کرنے لگا
کہتا ہی کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ لے اکثر آپ لوگون کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جراءت کو نہ ظاہر کیا
جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہین مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منھ پھیر لیا
کہ جھنکے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوئے
چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو
کسقدر جراءت کا نازہی یہ نہین جانتے کہ سحر کے آگے زور نہین چلتا ای فرتوت اس جوان کو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونون جنین مل کر بیٹھیے پھر چرچہ
شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزون نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھور
رہے ہین نورالدہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہین اور فرماتے ہین کہ ای کمیت شعلہ خیز تو مجھکو
قتل کیون نہین کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ مین آئی مٹکنے تھرکنے
لگی پاجامہ کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

روا ہی کسکے دین مین یہ طریقہ کس مسلمان کا
اکیلے چھوڑتا ہون خاک و خون مین قید بیجان کا

پریزادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین اسمین
بنے کشکول یان گر افسرِ شاہِ سلیمان کا

جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا

مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی
طنابِ آہ رشتہ ہو ان اوراقِ پریشان کا

وہ خنجرون سے گلے ملتا ہی کیا ق نے بنایا ہی
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا

بوقت بیخودی مجھسے جو اسکا چھٹ گیا دامن
دہین دستِ جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا

عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی
قمر مالک ہی تو ہی اندلون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تونے جوانون کے دانت کھٹے
کردیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای
کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین مطلعین لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا
کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے
ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اُٹھکر ہی نورالدہر سے کہا دونون نے
اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان
نے شاپور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ لسب تھا ابھی ہوگا وہ آج کہان ہی نورالدہر نے کہا
کہ وہ شیر بیشۂ جرأت بھی آتا ہوگا شمشیر زنی کررہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک
جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب
خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے
کہا کہ ای شمشیر جوہر بار تونے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرائے گل اندام مین یہ بیتاب
ہوکر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے
خیال مین آیا کہ کوہ غرائب پر چلون شاپور نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے
ان دونون خسرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرین گے
شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے بیشک
طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمتگاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے
پہلو میں ایرج کمیت کے پہلو میں نورالدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا
ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکایک
ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگریان کانپنے لگیں کمیت و توسن و شمشیر تینون
اپنے مقام سے اٹھیں دستکیں دیتی ہیں چاہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف
نہیں ہوئی آندھی نے اسقدر زور پکڑا کہ کنیزیں مثل پرکاہ اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے
تین پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ کمر میں توسن کی اور ایک کمر میں کمیت کی اور ایک کمر میں
شمشیر کی پڑا اور ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تمکو
قدرت جہنم میں جھونکیں گے نورالدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں کہ اٹھ
نسکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤں زمین نے اسکے بھی پاؤں تھام لیے
تھوڑے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادوگریان غائب ہوئیں آخر میں دیکھا کہ
تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہو لٹکتی ہوئی جاتی ہیں اور کنیزیں اڑ کر زیر کوہ گر کر
پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں ایرج و نورالدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اترے آگے
نورالدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نورالدہر و طہماس
کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہو کہ قبۂ بارگاہ کا قبۂ
فلک سے ہمسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزاروں جادوگر اترے ہوئے ہیں جادوگروں نے
جو نورالدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ ای خورشید جادو عزیزدار طلسم کشا
آتا ہو اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کر لو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نورالدہر کے
چلے نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے
شبرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش میں اسی صحرا میں سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے نعرے
کی صدا سنکر آپڑا حقۂ آتشبازی مارا کئی سو جادوگروں کے منھ جلے طہماس نے ساطور جو
ہلایا کئی سو کے سر اڑ گئے نورالدہر نے کئی سو جادوگروں کو تیغۂ خاراشگاف سے مار کر
کے پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سیہ فام گرز ہاتھ میں فولادی لیے ہوئے نکلا پکار کر آواز دی

کہ او نبیرۂ حمزہ کیوں قضا کا طالب ہو اگر گولہ ماروں گا مع گھوڑے اُڑ جاؤ گے یہ کب جواب دیتے ہیں اُسی طرح گرم جنگ رہے طہماس سا طور ہلا رہے ہیں بیچ میں فوج ساحران کے جا پڑے وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی منع کرو اسی میں خیر ہو ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کروں اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹو تسلیم خورشید۔ بلا خیر ایسا ہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چنچل یان یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب سنتے ہیں ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے تب آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ میں تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹا نور الدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا طہماس کو گینڈا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہو چاہتا ہو کہ گرا دوں طہماس جب بیڑی جاتا ہو گینڈے کی پسلیاں کر ملتی ہیں مگر رکتا نہیں کہ سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نور الدہر حیران و پریشان مصروف جنگ ہیں طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہیں ہر طرف سے نیزے اور تیر پڑ رہے ہیں خون بدن سے جاری ایرج بھی آپڑے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام ہو بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا اے فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہو خیال ہو کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا کہا کہ اے شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران آتے ہیں اگر وہ آگئے تو تھوڑے ہی عرصے میں کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیر نے تم پھیرا شاپور نے جلدی میں خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا اور کٹکر اسکے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا ہو گیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اور طہماس کا گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوئے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے آیا کہا کہ اے شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا باعث تھا یہ سُنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کشتی گیر نا ودے دست چپی ایسے وقت کب مدد کرتے ہیں یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑے ہی

عرصے مین اُس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا
مگر نور الدہر و طہماس و شبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوئے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کرکے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا
حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہی اُس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ
کہتے ہوئے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس رستہ طی کرکے
ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرماتے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام
نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحراے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سُنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکے اُسی طرف گھوڑا
پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہو تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہل قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوئے قریب
خندق کے پہونچا ہی اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد
کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
یا تو خندق پھاندنے کو تھا یا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سبز چشمی زیر ران
اُڑائے ہوئے گھوڑے کو آتا ہی شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی دستور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خداے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اُسی خداے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہان دیو خصال
اگر گاوزن تھا دیو خصال کا گینڈا اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی مدد کو آنے کا کیا باعث
ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا یلغر انکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ اُنکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو تو
معشوق خوشخو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون میرا حربہ

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہی ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گدھے تھے
یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا چاہا کہ نوک نیزے پر اُٹھا لون ایرج نے سنان نیزے کو
بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
ایرج نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا
جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے دونون
جوانون سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اُٹھتے ہی زور
صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ دائے ایسے دوچار گھستے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے
خون بہ رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دو پہر الجھ الجھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے سینے مین سر اَڑا کر لے دوڑے پندرھوین قدم پر لا کے ایک کہ مارا دونون
گھٹنے آشنا بزمین ہوئے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خودسر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا اچھالی
پر سوار ہوئے فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی اسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا لیا لپک کے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہو کے نکلا تھا اُسنے
بارہ ہزار جوانون کو حکم دیا ان بیچاؤن کو رد کو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر
مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر جو پھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے مین مشغول
ہوئے میثاق کو وقت ملا کہ بھاگا اپنی فوج مین پہونچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جا کر اُسکو مار ڈالین
اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہین شاپور شیر دل معروف لشتی بانی ہی کہ جو پشت سے آیا
اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایک بیچا نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا ٹوٹا نہ ہوا شاپور شیر دل
ہٹا ایک بیچا نے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم
چو بارہ ہوا اب رات ہوگئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار نیام
مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سے
سر جیا ڈالا کسی کو چابک ماردی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہو گا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے مین چھپا تو مین ہارین تب میثاق کوہ تن رکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
اُترا آب و دانہ اہلِ قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آکے ٹھہری بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ اے نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اُسنے
بلغر کرکے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوند لقا کا
نواسہ آکے پہونچا اُس شہر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین و جمیل تن پری
اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کرکے آ پڑی مین بارہ ہزار جوانون سے
برائے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کئی ہی افسر تاک تاک کر مارے
عیار بھی اُسکا بلا ئے روز گار تھا چستی بازی کرتا تھا ایک بیچارے نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے
کے بعد اُس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسپر کیا گذری ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا ہی آب آذوقہ
ہم پر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی
جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھوں
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھول لی اُسپر سوار ہوکے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھول دو تلاش مین اُس جوان کی جائینگے
بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھول دی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعے کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہو گیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہی ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی

نہین معلوم کیا باعث ہی کہ صاحبزادی نکل گئین مادیان عربی پر سوار ہوکے گئین وہ مادیان دو برس کی
سال حضور نے خریدی ہی بادشاہ نے کہا کہ اُس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر
آئے اُنھون نے کہا حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ بیٹھ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر ہلڑ ہوا کہ
بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سُنی رسالدار اپنے خرمس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرمس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور
جانوران درندگی آوازین ؎ پر وردہ عہد نازو نعم اُسپر یہ ہیج و خم کہ جانورون کی آوازین کان مین
آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈال دیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
کوہ شرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور
زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہی کسی کا سر پھٹتا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہی اور دو چار آگے
شریک ہوجاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اُس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ
سفاک قزاق اُسکا نام ہی برائے سیر وہ نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہوگیا کرہ
بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ
کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج نے کہا
کہ میرا گھوڑا وحید ہی کرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے کرہ صحرا مین مارا مارا
پھرتا تھا کرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون سے گھرا ہی مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے
چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا اسپ حبشی تھا سہ حبشی
دیکھکر سمجھی کہ اُسی شہریار کا گھوڑا ہی مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم
گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہورہے تھے ملکہ نے قریب آکے کہا کہ ای مرکب اصیل
اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہی ملکہ نے جو یہ کہا فوراً ساتھ ہولیا ملکہ نے
قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہی قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی
ملکہ اشتیاق مین ایسے نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے کہہ رہی تھی کہ اپنے آقا کے پاس
چل گھوڑا چلا آتا ہی ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سوار
آیا اُسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلالو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس
بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی کرتا شنجرفی
کا پہنے ہوے تلوار قبضے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چلین کہ
قریب جاوین نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو خوشخو آنکھین مثل
چشم آہو خنجر ابرو دلآرام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین
ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ ای ملکۂ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ
کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے
جو آپکا ذکر سُنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون
سفاک نے کنیزون سے سُنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہی ایرج کی مشتاق ہو کر
سفاک نے کہا کہ مین تو جاکر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ ای شہریار مین حاضر
ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سُنا تھا وہ
مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران پوتے رستم کے فکر صحرا
گرداب نشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سُنا کہا کہ ای شہریار غلام سے کیا پردہ پیکر
ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی تو امیدوار
اور مائل وشیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا
کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جاکر میثاق کو مارون سفاک نے عرض
کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے
میرے جائے دہنے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا ایرج نے حکم دیا
کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے بھر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ بادبان پر
سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو حضرت شاہ کا حال
سُنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ
برسنے لگی جب دو تین ہزار آدمی لسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا دسے پہ

ایزن پر گینڈے کو دوڑاے ہوے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فرہاد کی میثاق نہین سُنتا
چاہتا ہو خندق تر کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے
ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادل پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایرج نوجوان نے
وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہی ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر
پہونچے اُسنے گرز اُٹھا کے بیرک کے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد
کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی
دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغہ برقتاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سیر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق
کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی
قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخر کار فوج
میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ الک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی
کو فتح کر کے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہی ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا
یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہی یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے
ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دبا و ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرونگا اب میثاق
مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی
دعوت ہی اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہی اس فتح کی اسکو
بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر
بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑلونگا دختر کاؤس پر
میری جان جاتی ہی بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ
حضور نوش کرین ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا
تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون او سفاک کیا تو نے ہمکو بیہوشی دی
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے
اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے
اسے مل کر گرفتار کر لیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کر لیا گولا اندازون کو

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا توپین لگی ہوئی ہین پکار کر آواز دی کہ اے اہل قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہے قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان خونی کی تیاری کی تین دارین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہے جا ہتا ہے قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے۔ نعرۂ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده

پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
لقارا بہ یک دست بر داشتم

ظفر در یلان عرب یافتم
خبہ نوجوانان لقب یافتم

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن دو صفدر طہماس بن عنقوطل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نورالدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر بیڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا۔ نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف

تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاؤ زمین بیخ و بن برکنم

ملکہ نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر تنجہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج لڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اسکی پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہ سر سفاک کا جبر گردن سے اڑگیا سفاک کو مار کر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صدائے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر بھاگے نورالدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجزادے

کر پاس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے میں سر ٹکراؤ ہم طرف صحرائے گرداب نشان کے جاتے ہیں ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین آ کر تیری گوشمالی کرتا ہون نورالدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نورالدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کرکے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا خیر صاحب حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرائے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جا کر پتے لگاتا ہی شام کو آ کر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا پلک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ چمکا ایکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے لٹتے ہوے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آ کے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اُس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی

نظم

ہردم کا خیال رخ زیبا نہیں جاتا	کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہیں جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہیں جاتا	حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہیں جاتا

باقی ہی پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو — سرکٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہیں جاتا
ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا مین — مجنون کوئی اب جانب صحرا نہیں جاتا
اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے — کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہیں جاتا
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیلو — ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہیں جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے — اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں جاتا
ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا — یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہیں جاتا
ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض — سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہیں جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب توان تک — اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہیں جاتا
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند — جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہیں جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ ای نرگس آج تو تو نے رنگ باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کوہ غرائب پر مین بحکم خداوندہ گئی ہیجان نکہت و توسن و شمشیر کو اُٹھا کے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہیں کرتین جسکا لشکر یہان اُترا ہو وہ اُسکی عاشق توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجائے تو باعث خرابی ہو فرزندان عمرو مین شاپور بلا سے روز گار ہی ایسا نہ ہو کہین پھرتا پھراتا اس جا نکل آئے شاپور کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ ای ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہیں رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہی ان کو آج سب نے صحرائے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہیں پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو پکڑ لاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی مجکو نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہی ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے او چند شعوگے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحرائے گرد اب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کمدو کوشش کرینگے صحراے گرداب نشان تک نہ پہونچ سکینگے ایک صحراے لق و دق وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہوجائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہواے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین اُس گرمی کی کیا برداشت کرسکینگے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہوجائینگے شاپور نے پھر دل پر پتھر رکھا گستاخ ہوکے پوچھا یا ستہ کس طرف سے ہے گلپوش نے کہا کہ اے نرگس تو تو آج اِس طرح پوچھتی ہی گویا تجکو جانا منظور ہے میں قیدیون کو بلوائین دیکھون اب راہ پر آئے یا اِس قید شدید مین بھی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن و کمیت و شمشیر کو لاؤ کنیزین چار پانچ اُٹھین ستارے بنکے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن و شمشیر کو لیکر آئین مگر اُن سب مین توسن زیادہ بیقرار و مضطر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب بدنگاہی منظور یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہی شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھگڑیون کی جو یا انکو قتل کیجیے گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ ہمارے بندون کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت ہا پشت سجدہ کیا ہی ذراسی خطا پر کیونکر قتل کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش و نشاط مہیا کیجیے دور کا جام چلین اس طور سے شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہوجائین مین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سُنکر گلپوش نے کہا کہ اے نرگس تیری خوشی واجب و لازم ہی تجکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اِس صحراے پر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اُترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہکے کنجی میخانے کی ازار بند سے کھول کر سامنے نرگس نقلی کے پھینکی کہا او نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے بزرگون کے طریقے ایجاد کیے چلاکر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزیں شراب لینے کو آئیں اور لے گئیں شاپور نے چند گلابیاں مئے ارغوانی سے بھریں محفل
میں لیکر آیا گھنگرو پانوں میں باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے
آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
میں لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اُسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ رو کا اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتہ
تو اٹھالے شاپور برزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اُٹھایا ایک شعلہ چمکا کر رنگ و روغن عیاری
کا جل گیا پانوں زمین سے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہے نرگس کہاں گئی کنیزوں
نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہے کنیزیں اُسکو اُٹھا لائیں شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور اُن
تینوں جادوگرنیوں کے ساتھ کنیزوں سے کہا کہ اسکو بھی لیجاکر قید کرو کنیزوں نے شاپور کو لیا اور اُن
تینوں جادوگرنیوں کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئیں گلپوش جلسے کو برخاست
کرکے خدمت خداوند میں چلی صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی چلی پھول برستے ہوئے گجرے ہاتھوں
سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہے کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہے مرادمند زیر کوہ فریاد
مچا کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یا خداوند ہم بیمار ہیں صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہے کہ اولاد نہیں ہوتی
تصویر سنگی سے آواز آتی ہے کہ جا تیرے یہاں اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہے فرزند پیدا ہوگا گلپوش
آگے اُتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے دیر دیر پر کھڑا ہے گلپوش نے کہا کہ اے زبرجد عرض کرو
قدرت سے کہ میں نیا معاملہ عرض کرنے آئی ہوں زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
کیا چاہتی ہے تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کر دیا قدرت کہدیں کہ جو تجھپر
معرکہ گذرا وہ ہمپر روشن ہے گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہاں شاپور عیاری کرنے آیا کنیزوں نے
گرفتار کیا لشکر اسکے آقا کا میرے جنگل میں اُترا ہے جو حکم ہو بجا لاؤں اور تینوں جادوگرنیاں
اطاعت قدرت نہیں قبول کرتیں وہ عشق میں نورالدہر و ایرج و طہماس کے گرفتار ہیں جب
اُنکو سمجھایا جاتا ہے تو وہ بلکتی ہیں تڑپتی ہیں نہیں مانتی ہیں اُنکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے تصویر
نے آواز دی کہ تینوں کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان
تباہ کرکے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہوگئی خوب سا بناؤ سنگار کرکے
چلی پہاڑ پر آئی بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہے ایرج نوجوان کنارے پر

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آرج نوجوان پر پڑی کہ
عاشق ہوئی جمال ہمثال دیکھکر بیتاب ہو گئی خود سر پر کج زلفین خلیلی تابدوش معلوم ہوتا ہی
کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض دوماہ کامل ہونٹون
سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہی تیغ دودم سکندری حمائل سپر پشت پر ہلال و بدر کا
سابقہ ہی کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہی ترکشون سے تیر دلدوز منھ
نکالے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہیں یا طائر تیر پر بند ہیں
یا محبوب خود پسند ہیں کہ منھ کو پردۂ ترکش میں چھپایا ہی خنجر آبدار جوہر دار زیب کمر جس سے پیچ
رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہیں لڑنے پر چست ارادہ درست قد سرو باغ خوبی
با کاکل مشکی خانۂ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہیں اس جمال ہمثال کو دیکھکر بیتاب ہو گئی بے اختیار
منھ سے یہ اشعار نکل گئے نظم

لالہ رویوں پہ دل جلاتے ہیں
اپنا رنگ اس طرح جماتے ہیں
آہ آمد ہے کسکی محفل میں
آزمالے جو آزماتے ہیں
گر سے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہیں
غل ہے زنجیر کا کہیں شاید
کو بکو در بدر پھراتے ہیں
کرتے ہیں زلف یار میں شانہ
آستین وہ عبث چڑھاتے ہیں

شمع تربت مری بجھاتے ہیں
داغ بالاے داغ کھاتے ہیں
نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس رات
گل جو بوٹے نہیں سہاتے ہیں
خشک کیونکر ہوں کہن بطرح
مست ہیں یا ذوق لڑکھڑاتے ہیں
بیچ میں یہ آنکھیں گھمن ہو دل
لڑکے دیوانوں کو ستاتے ہیں
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہیں
درد دل جب بیان کرتا ہوں

روح کو بھی غرض جلاتے ہیں
پان اس شوخ کو کھلاتے ہیں
تیکھے پہلو کے کاٹے کھاتے ہیں
در پے وصل رقیبوں کو
درد و غم مجکو کھلاتے جاتے ہیں
یاد آتا ہے گشت کوچۂ یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنگی جینے میں خاک اڑاتے ہیں
دھو چکا ہوں میں اپنی جان سے ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہیں

چادر صحراے عشق کے ای رند
سانپ بنا کے مجھے ڈراتے ہیں

چلاکے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آرج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا میں کھوون
کے غوطہ زن معشوقۂ پرفن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی ہمارے کر رہی ہی ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہی

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ مین آؤ
ہم بھی تمھارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لائے
مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا
تھا کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کرو خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا
گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمھارا عیار مہتر شاپور شیر دل
ہمارے پاس قید ہی اور کمیت و توسن و شمشیر کو مین ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا
سمجھاتے ہوے وہ نہین مانتین ہین اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائین
ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون اب
بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جا کر سب حال
کہا وہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے
گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپ کے اقبال نے دور مارا
میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپ کے سحر حسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤن
ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار ہی
وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے آقا کا
مرتبہ بڑھاؤن اسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بسر راہ ہین صحرائے گرداب زن
کا قصد ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور ہی کہ اپنے کو صحرائے گرداب نشان تک پہونچائین
کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہان کی گرمی
آب کے لشکر سے نہ اُٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرۂ نار ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر موت
ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور نہ جائین ہمارا ہمچشم آگے
بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہی سپہ گری مین پر فن ہی ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصۂ دراز تک ایرج کو سمجھایا
ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس میں ٹوٹتے ہوے زمین پر آئے دیکھا سات کنیزیں زریں پوش سامنے آئیں گلپوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلپوش نے کہا کہ اے ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوے اب جو انکی خوشی ہوگی وہ کرینگے اور انکو تا بصحراے گرداب نشان پہونچائینگے وہ جادوگرنیاں جو قید ہیں اُنکو لاؤ اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اُسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتوں کنیزیں پہلوے نخل میں آکے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتوں کنیزیں ایک تخت پر سوار تینوں جادوگرنیاں کمیت و توسن و شمشیر زبانوں میں انکی سوزن سر جھکائے ہوے اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہی تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہی آپ کے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش نے ساتوں کنیزوں کو اشارہ کیا ساتوں کنیزیں پھرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے دیکھا کہ ساتوں کنیزیں پھر کر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہی مسندیں قاعدے سے لگی ہیں نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہیں ہر سرو گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہی قمریوں نے اپنے آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشۂ نہر کلاں تھا وہاں بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا اُترے سردار صحرا میں ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے توسن و کمیت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہینگے جو مناسب ہو ہمارے حق میں تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہیں ملکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے میں اختیار ہی گلپوش نے کہا کہ اے کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہی آج یہ سامان جما ہی جشن قرار دیا ہی اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہی کہ خبر پہونچے اس وقت تمام صحرا میں روشنی ہی دن سے بہتر معلوم ہوتا ہی ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جانب توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت میں آیا چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اُسکے رُخ کی یہ گلشن دہک گیا — گل پر پڑا جو داغ شبنم چٹک گیا
کاکل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر — پھانستا نہیں جو دام سے طائر بھڑک گیا
دل چاہتا ہے آپ گلا رگڑ دوں یار ہو سے — قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم بھڑک گیا
آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا — ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا
اللہ ری وحشتیں مرے آہو خصال کی — کوسوں ہی رم گیا ہے جو پتا کھڑک گیا
مطبوع طبع یار نہ ہوگی شبیہ بھی — رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا
دی جان اُسنے آتش گل سے کباب ہو — شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا
نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل — ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا
شاعر نہیں ہوں رند ہوں مجنون عشق ہوں — جو منہ میں آیا عالم وحشت میں بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آ گئے تعریفیں شاپور کی کر رہے ہیں گلپوش بھی نہایت بکمال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج میں بیٹھی کہتی ہے کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زرچک پر ہے ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہے میں پلٹ کر نہیں گئی اب اُسکو کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اُسکے کان میں کہہ دیتا ہے کہ فلاں ساحرہ نے یہ کیا جو یہاں ہو رہا ہے اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اُٹھا گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ کوئی آتا ہے ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جوہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچکر تلواریں برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی ایک پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سی تلواریں اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر نیمچہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نے نیمچہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تھپکی ماری نیمچہ ہاتھ سے شمشیر جوہر بار کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اُسنے وہ نیمچہ پکڑ لیا شمشیر کے سر پر نیمچہ مارا کہ شمشیر جوہر بار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا کمیت پر بہت شاق ہوا کمیت بلند ہوکر برابر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہے کہ سبزۂ ابر کو پامال کردوں کہ ایک جوان ابر سے نکلا باگ پکڑ کر ایک گھونسہ منہ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار ہوا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر مین جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دامن جھاڑ کر اٹھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہی شعلۂ ابربار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہین اگر میرا سحر چلا تو اسکو جاکر مارتی ہون ورنہ قدمون پر نثار ہونے جاتی ہون یہ کہکے گجرے پھولون کے اپنے ہاتھون سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی اڑا پھول اچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخین خمیدہ خنجر بکف ہزارہا طائر آشیانون سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اڑی ابر مین جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائرون کی زمزمہ سرائی تو رہ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہین پتے مثل رنگ مدقوق زرد ہوکر درختون سے گرا چاہتے ہین ہر نخل کے سائے مین پتون کا انبار جب جھونکا ہوا کا چلا ہے درختون سے گرتے ہین زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہین یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہان ہین آکے اپنے کام مین مصروف ہون دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے اترتے ہوے پیدا ہوے درختون پر گرکے ہوا گرم جو چل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتون کا گرنا رکا طائرون نے دھوم مچائی ایک عندلیب فرحت قریب پتون سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

مین تو ہون زندان مین اور دھوم مچاتی ہے بہار ۔ رنج دیتی ہی مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف ۔ گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار
رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے ۔ رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار
دفن ہو یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز ۔ باغ مین ہر سال آکر خاک اڑاتی ہی بہار
مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی ۔ ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار
پا بزنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین ۔ حیف ہی ایکی برس کیا مفت جاتی ہی بہار
آمد آمد اس گل رعنا کی ہے گلزار مین ۔ صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہی بہار
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہی سر کو پھوڑ کر ۔ ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

دیکھ لیں گے سال آیندہ اگر جیتے رہے		گل روانہ ہو گئے ای رفد جانی ہی بہار

اسطرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پُربہار ہوگیا وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی بزنین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر دو دونون بازون مین لپٹ گئے اور تخت سے اُس ساحرہ کو اُٹھا یا خنجر کو مارا گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خالی ہاتھ ہو گلیوش نے بڑھ کر جھولی اسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چکے گلیوش تڑپ کر گری یا دم خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آئی ہی کہ ای گلیوش کیا غضب کرتی ہی شعلہ ابر بار کو ستاتی ہی یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نسنا خنجر گلے پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرتا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلیوش نے اُنگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ ابر بار جادو بود گلیوش ہنستی ہوئی سامنے آیرج نوجوان کے آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آکر گھیرا کمیت گوشئہ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خاتمہ ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلیوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون ستارون نے کمیت کو اُٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیئے

پکار کر آواز دی کہ ہیں اُٹھو زخم تمھارے اچھے ہوے کمیت اُٹھ بیٹھی پاؤں کو گلپوش کے بوسہ
دیا کہا کہ ای گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا
قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ اُسکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملکہ گلپوش
ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوے ہیں اُنکے لاشے اُٹھوا ڈالو سب کے
اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار میں سب گلپوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ ای گلپوش آج تمنے
کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد
کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ ای نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے
واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہٹو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ
ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا چشم نور الدہر
آگے بڑھ گیا ہو وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہو کہ میں اپنے کو تا بہ
صحراے گرداب نشان پہونچاؤں خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر برق میرے ساتھ ہو میں آگے
بڑھوں صحراے گرداب نشان کا پتہ لگاؤں ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہیں دادا جان کے
ساتھ مہینوں رہے اُنکو ابھی تک صحراے باد انگیز کا پتہ نہیں لگا وہ صحراے باد انگیز میں
پہونچیں اور ہم صحراے گرداب نشان میں پہونچ جائیں دادا جان کو فتاحی طلسم میں آسانی ہو
آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہو وہ گرداب
نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحراے گرداب نشان کا
پتہ لگاتے ہیں یہ کہکے دونوں عیار چست و چالاک ہوکر تلاش صحراے گرداب نشان میں چلے
عمرو نے راہ میں کہا کہ ای برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق
نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپکے ساتھ ہو یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ
نے کہا کہ ای فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان
پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازیں دیتا ہوا کہ میاں برق آگے
نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہو برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بعد جوش و خروش یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

خلفِ وعدہ سے ترے دشوار جینا ہوگیا ‌ ‌ ‌ ایک دن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہوگیا
خوار کرتا ہی ہوا مردون کو سفلون کو عزیز ‌ ‌ ‌ سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہوگیا
وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال ‌ ‌ ‌ گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہوگیا
کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا ‌ ‌ ‌ ہر حباب اسکے لیے گویا سفینا ہوگیا
اس جہانے مین بھی ہر روسے رہا پہلو تہی ‌ ‌ ‌ عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہوگیا
گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش مسند کے دل ‌ ‌ ‌ آسمان کو سٹے کا جسکے ایک زینا ہوگیا
دوسرا مجھسا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب ‌ ‌ ‌ کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہوگیا
اب کہان وہ اینڈہ نامستون کی وہ ہوش کہان ‌ ‌ ‌ ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہوگیا
اب نہین دل مین کدورت آئنہ حاصل ہو صفا ‌ ‌ ‌ جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہوگیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اُٹھا لے گیا حیران و پریشان اسکی جستجو مین چلے مگر برق متوج ہوا سے بیہوش ہوگیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہی اسمین جلسہ آراستہ ہی ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی گرد انکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرا اسے مجر آشوب ہی آشوب آدمخوار مین یہاں کی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہی اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع کے پری ناچ رہی ہی کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہی اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو مین سے سوا مین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر گذر ہو آشوب نے کہا کہ ای برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کدو کا دشمن

کر رہے ہیں کُل سرداران صاحبقران اسی فکر میں ہیں کہ لوح کا پتہ لگائیں آج تک لوح کا پتہ نہیں لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جاکے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائیں ورنہ طلسم میں پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ میں جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشائے اصلی کہلاتے ہیں ہم اُنھیں سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحرائے باد انگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آکے یہاں گرفتار ہوئے لیکن امیدوار ہوں کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا کہ ای برق میں تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرا دونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اُنکا بچاؤ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا ہی میں جاکر رستم کو پلٹا دونگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحرائے باد انگیز کا نشان نہیں ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ میں مقرر ہیں آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائیں کے سحر اُنکے مہلت نہ پائینگے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہیں ویسے یہاں کے ساحروں کی لونڈیاں اور غلام ہیں ادنے سحر میں دیوانے ہوجائینگے ایک کمال تو میرا سُنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کروں کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہوں یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گا نا تو میرا سُنیے

بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

محتسب دل کو نہ رندوں کے بہلتے دیکھا	دور ساغر نہ ترے دور میں چلتے دیکھا
حق بجانب ہو وغش آگیا قاتل کو مرے	دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہوگئی بیٹھ صنم مقفل دہن خاموشی	حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال	کبک وطاؤس نے شاید تمھیں چلتے دیکھا
کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار	کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہیں منظور ہے مردون کا فروغ	شمع کو شیر کی چربی سے نہ جلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر	مہندی اک دن اُسے ہاتھوں میں ملتے دیکھا
قد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہیں تشبیہ ای رند	دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ ای برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو بلا دون جب اُنکو بلا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی ہی
تو ابھی دیکھیے یہ کہکے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے مین آیا بلہ ڈال دیا کہ ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اُٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگا دی کہ ایک
چلہ بیس آدمی ملکہ ہین اس طرح تقسیم کرلو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹ کے چالیس گلابیان
کنٹر الماس نگار آئینہ جبین مُرَّار غوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس
سلیقے سے شراب دیا ہو کہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے پورسی
گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بُری گت
ہوئی سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز بخترین گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اُٹھی حضور یہ بڑا کمال
ہو کہ سر پہ جام رکھے توڑے لے رہا ہو اور قطرہ نہین گرتا ایسے کامل کہان دیکھے خداوند ہفت پیکر
خیر کرے برق نے اُسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوگئی
اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب۔ فرد
ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اُس پہ بچھاور توڑا + آکے سامنے
آشوب کے جھکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہو کر نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی
ہنسنا اسکا برق کیلیے رونا ہوا دندان گوہر نما سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم تجسے بڑا تعجب ہی کہ دام مکر مین
عیار کے پھانسو برق دوڑ کر قدمون پر آشوب کے گرا کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام
کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث میری خرابی
کا ہو تیری آنکھون کے گردش کرنے پر مین ہنسی میرے ہنسنے نے مجکو آگاہ کیا اب مین تیرے ہاتھ کی
شراب پیونگی اور جو شراب اُٹھا کر لے گئے تھے اُنھون نے جو پی اوک رہے ہین ڈاک رہے ہین جو اُٹھا
وہ لڑکھڑا کر گرا کئی ہزار جادوگر بیہوش ہوسے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے پہونچا نہر مین جو اپنا
عکس دیکھا ہائے بھائی کہکے کود پڑا کوئی کنوین مین گرا ہر چند کہ باتین بنا کے برق نے پھر ایسا
رنگ جمایا کہ آشوب محو ہوگئی مگر اپنے ملازمون کو بیہوش دیکھکر بہت بگڑی کہا کہ مین تجکو ابھی قتل
کرونگی قدرت نے یہ حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق پھر رہا ہی ای آشوب آدمخوار اُسکو

گرفتار کرکے سر اسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تو نے وہ باتیں کین کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار
کو نہ قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ تو مجپر مہربان ہوئین آپ کی
خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا اُنھون نے بیہوشی ملائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لاکھ
برق نے باتین بنائین مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہے مجھے دم دیتا ہے یہ کہکر برق کو قید کیا
لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہے قید کو اسکے سپرد کیا اُسنے لا کے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو
تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کرڈالے
یہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے باہر کے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی تامل
کر مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہان خواجہ پھرتے پھراتے ایک صحرا مین پہونچے
کہ گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے
پر دس پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر ان کنیزون سے پوچھا کہ اس
قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا
کہ مین ساحر ہون سرزندہ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصود
تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہے صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتادو مین نے
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہے جب سانپ منھ مارتا ہے نیولہ
لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہے اسکی پتیان جاکر کھا لیتا ہے پھر جوشان وخروشان آکر لڑتا ہے
دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز جست وچالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام پر ہے
خواجہ اس کو لگا کر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر
کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری پھرتی ہے ملکہ اورنگ تجھکو پکار رہی ہین خواجہ اندر گئے
دیکھا کہ مکان نہایت لطف سے آراستہ ہے ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ انگلیون پر
شمار کرکے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اسکا روانہ کرینگی
طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہے کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا نہین ہے مین جا کر
آمادہ کرون کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل مین لیجا کر اُسکا سر کاٹے قدرت تقدیر تو کر دیتے
ہین مگر اسکی [illegible] ہم نہین بتاسکتے یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

کنیز کو ساتھ لے لیجئے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی ہین اب چلکر بدلا لون
اورنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اورنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب
بیٹھی کہہ رہی ہو کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا مین او ربات پر ہنسی تھی دانتون سے
برق چمکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جو ان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا
بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر ہزرون
مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا
جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل
کر کے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا
اورنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اورنگ سے کرتی ہوئی
تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہان آئین اورنگ نے عرض کی کہ
ای مادر مہربان میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے
کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو از روے ستارہ شناسی کے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ اُس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو
قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ ای لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام
ملکہ اورنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اورنگ گئی
تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج تو
انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہی کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا
قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت
منتین کین تو خواجہ نے طرف اورنگ کے دیکھا اورنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا
سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی
ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے باالحان داؤدی یہ غزل
عاشقانہ شروع کی۔

نظم

غرہ مٹ جاتا ہی راہِ عشق مین مغرور کا | ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا — رنگ اُڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا
جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا — اے اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا
جاے خون زخم جگر سے شعلے اُٹھتے ہین ام — آگ لگ اُٹھے اگر بچھا ہم دھرون کافور کا
دیکھنے والا ہون اُس رشک پری کا اے کلیم — پر تو وہ تھا حسن کا جسکے سے تجلّی طور کا
دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود — واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا
دے چکا مجھ زار کو وہ عیسی دوران جواب — اے اجل تو ہی مداوا کر اب اس رنجور کا
ساعد سیمین سے زیب اُس دست نگین کی ہو — پنجہ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا
خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رند کو — بعد مردن خاک سے اُٹھیگا بگا نور کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور نگ نے کہا اے گل اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو مین قتل برق کی تدبیر بتاؤن اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ ترکیب کر عیاریان کرتا ہے کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان گھس پڑتا ہے اور عیاری کرتا ہے اور نگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے مین آئی خواجہ نے اور نگ سے باتین کرتے کرتے جواب مار کر بیہوش کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور نگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہے آشوب اُٹھکر کمرے مین آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اور نگ نقلی نے کہا کہ مین نے اُسکو اپنے مکان پر بھیجا ہے کتاب سامری منگائی ہے دیکھون خداوند قدیم مقدمۂ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہین اس حال کو سب نے لکھا ہے یہ کہکے باتین کرنا شروع کین کہا خالہ امان گلوری تو کھاؤ تمھارا منھ خشک ہو رہا ہے یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی پیک جو حلق سے آشوب کے اُتری کلیجے مین آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری مین کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہین پہچانا نعرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر برم
رنگ از رخ بخناب بدا خترم برم — در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر برم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑلون لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو بھی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ مین نے لڑکی کو قصر جمشیدی مین

بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی کہ اُسمین حال دیکھون جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ رخسار
کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ اے لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ اے ملکۂ عالم وہ دشمن آپ کے خاندان کا
ہو عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہو جو عیاری کر سکے مین نے سحر کر دیا ہی جب بیہوشی ملائیگا سیا سحر مجکو
خبر ہو نچا ئیگا پیرے ہلنے پر تو حال کھل گیا تھا اور نہ کہ جب فعل کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ
سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپے ہین
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلابیان
اُلٹنا پلٹنا شروع کین کل شراب مین بیہوشی ملا کے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے
کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست درازیان
کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا سامری و جمشید آنے
ہین دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی تا مگ دون
وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جا کے گری کوئی دوڑکر درخت سے لپٹی
پکار رہی ہی کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان کہان رہتے ہین کئی دن سے تلاش مین تھی
یہ کہہ کے بیہوش ہوئی اس طرح بہ طرز نو سب کنیزین گرین اور گر کر بیہوش ہوئین خواجہ و برق
خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی کی
انگوٹھیان اُتاریں کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضائے کار گلنار
سرو قد مان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے نخل سرو پر قمریان کو کو کر رہی ہین دم
محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ اے گلنار سرو قد
ہوشیار ہو جاؤ جلد جا کر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہو عمر دلے مدد جادوگر قتل
کیے گلنار گھبرا کر اُٹھی اوراق سامری جھولی سے نکالے اُنکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ مین
قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہو برق
ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھ کر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جا کر اُسکا پاؤن کاٹ لیا اُس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر اُسکا کاہی کیڑے آتار رہے ہیں کہ آسمان سے لغزہ ہوا او ساربان زادے تھا میری بیٹی کو لیا کہا یہ کہکے زمین پر آئی زمین پر وہ پتھر مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اُٹھی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہو کوئی مان کو پکارتی ہو جو اُٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہو کہ ارے آشوب کہان ہو خواجہ کہتے ہین کہ مین بھوکا تھا کہا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہو کہتی ہو کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار لیے اُسی کے سر پر پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہو آپ کا حربہ زبردست ہو ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ

اے کارساز اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچالے۔ لطف

از حجاب جان چو روے روشن آن جانان نمود	شد فدا خورشید و جان قربان مہ تابان نمود
گاہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار	قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود
از ہدایت کرد امد ردار دل روشن چراغ	گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد	ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
داد مفلس را حق در گنجینۂ لعل و گہر	حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہوکر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھسی ہوئین ہانپتے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پاؤن برہنہ اور ایک مین جوتا ہانپتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہو پکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جھونجھو کہکر لپٹتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا غرور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آئیے بلالے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے چلی کنیز لگا کرلے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین منھ سے نہین بولتین

گلنار سے بچی لمکر پلٹی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا برق

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہون
دم مکر پر میرا پھیرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اور رنگ اور آشوب کو زمین سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ دفع بیہوشی دیکر آواز دی کہ اے آشوب وا اور رنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہے اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اور رنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان ودل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہر چند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان مین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کہیے قبلہ وکعبہ کیا کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہے وہان تک رہبری کریگی اُن مقامون پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر وعافیت طے کین پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استادہ کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب وا اور رنگ اُترین گرد لشکر جادوگرنیون کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت نہین ہوے سب سردارون نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوایئے ایرج نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہے کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمایش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین قرضدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابھی مرتبہ سو دبھی نہین ہوسکا اُن لوگون نے خط لکھے ہین اُسکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوا ئین تو کیا عجب ہے

کر دو چار شعر گادون وہان دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا مین ایرج کا نوکر ہون مجھے فرصت نہین شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے مین بیٹھے ہین سیکڑون باتین آپکو سناتے ہین ایرج خود اٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منھ جھلائے ہوے نکلے فرمایا ابھی کیا ہی ہمارے سونے کا وقت ہی ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ مین چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمرو نے کہا کہ مین اب شریک مین آقا کے جاؤنگا مین یہان نہ رہونگا مجھے آپ حکومت کرتے ہین مین صرف اپنے آقا کی حکومت اٹھاتا ہون ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت دربار مین آپ کی ضرورت ہی بمشکل خواجہ بارگاہ مین آئے سب سردار منتین کرنے لگے کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے ان منتون سے مطلب نہین نکلتا سبھون نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی ۔ نظم

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا
سرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا

لکنت اس طفل کی مین لکنت موسیٰ سمجھا
جو رمخندی کا مین آسکے ید بیضا سمجھا

سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایا سمجھا

گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن ای شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یان آکر
اس کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا

لالہ و گل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا
سنبل باغ کو مین زلف چلیپا سمجھا

اس مسیحا پہ تصدق جو کیا تن گئی جان
ماش کے پتلے کو مین خاک کا پتلا سمجھا

خیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے
خاتم دست سلیمانؑ ترا چھلاؔ سمجھا

بلبلی دھول کی آواز انا الحق کی صدا
دار منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا

گلشن دہر مین شبنم کی طرح قانع ہون
قطرۂ آب ملا تو اسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف
قیس آ بوسے حرم کو سنگ لیلا سمجھا

وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے
خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رتبا سمجھا

چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اے رند
زاغ ابھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہیں ایرج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہیں اور نئے
نئے طور سے بجا رہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ لشکر میں آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ کے
اندھیرا فوج غم والم نے گھیرا کنیزیں جو نکل کر بھاگتی ہیں جسنے قدم خیمے سے نکالا منہ کے بل گری
آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کنیزوں کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدائیں
بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھ کر دوڑی آ کے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا
چھایا ہے برقیں کڑک کڑک کر گر رہی ہیں کنیزوں کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگیں
درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گریں ایک عجب ہنگامہ ہے یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکہ آشوب
نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا لے اب بچ یہ کہہ کے جھولی پر
ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اسکے
ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اسکے ایک طائر کلان پشت پر ہزارہا طائر بار کا میں
منقاروں میں دبائے ہوئے صحرا میں آکر اول وہ طائر کلان اترا اسکے بعد وہ سب چھوٹے
طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار
اٹھا کے کچھ کہتا ہے وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اپنے پروں کو ہلانے
لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت دنقارے کی آواز آئی
دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پہ رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈیڑھ لاکھ
ساحر باہتمام سواری کرتے ہوئے نوبت دنقارے بجتے ہوئے علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے
سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس
دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور
دکھائیگا شاہباز طائر درنے آواز دی کہ اری آشوب تونے بڑا غضب کیا شریک مسلمانان ہوئی

تمھارے بارے مین قدرت حکم قطعی دیچکے ہین کہ سر کاٹ کر سنگ یالا سے کوہ زبرجدی لاؤ مین قدرت
سے وعدہ کرکے آیا ہون کہ سر دونون کے لاتا ہون یہ کہ کے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزون
کو اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ مین روشنی کرائی خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوئین تمام
کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طائر دوربرائے مقابلۂ سرکار آتا ہی کنیز اُس سے لڑیگی عمرو نے
آشوب کو الگ بُلایا کہا کہ ای آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب
یہ کہکے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب واورنگ غائب ہوئین خواجہ برق کو
ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ وروغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت
اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوے لشکر مین آکر داخل ہوے ہرکارون نے
آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب واورنگ آتی ہین شاہباز نے چند وزیرون او
امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کرکے دونون کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے
کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے بہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہین عقاب
کج باز کہ شاہباز کا وزیر تھا اُسنے راہ مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ
نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہین ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے
تھے عمرو نے جاکر ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا
شاہباز نے سحر کیا مین اُنکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونون نے آپس مین
صلاح کی کہ چل کر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہی اُس سے مل کر لشکر نبیرۂ رستم کو
تباہ و برباد کرین صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دین اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان
مین پہونچے ہر چند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ ان لوگون کو جینے نہ دیگی عقاب
ملکہ آشوب سے باتین کرتا ہوا سراپا کو دیکھکر کھٹکا ہو ہی سوچتا ہی کہ یہ دونون شریک
نبیرۂ طلسم کشا ہوئین پھر کیا سمجھ کے آئین پہلے نہ سوچین کہ ہفت پیکر سے دشمنی کرکے کہان
رہین گے جنکے ساتھ فوج دریا موج ہی پانچ پہاڑ فوجون سے بھرے ہین جسدن اپنے مقام سے
نکل پڑیگا اگر کروڑون مسلمان ہونگے تو ملوہ کرکے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہین ہی یہ تو
نہین سمجھا کہ یہ آشوب واورنگ نہین ہی مگر یہ دل سے باتین کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہو انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آکر شاہباز سے سب دلیلین بیان کین کہ ای شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کیجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب اور رنگ نقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز برائے تعظیم اٹھا کہا کہ ای ملکہ اگر تم نہ روکتین تو ایک سحر مین لشکر خیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ تھا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا بہ طلسم کشا جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہو آشوب بولے کہا کہ میرے نزدیک تو یہی فلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پہ سحر کرین خیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہو آشوب نے منھ بچکا کے کہا یہ گانا بے تال ہو اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آ بیٹھین کہا کہ بی گانا سنو یہ لیکے یہ غزل شروع کی

نظم

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا در کہہ کر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے
سرہانا پائینتی تھا پائینتی میرا سرہانا تھا

مددی آرائش گیسو نے وسعت بات کرنے کی
مقابل آئینہ تھا ہاتھ مین کا فور کے شانا تھا

جو مرجاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ لکھ دوانا
ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا
ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس
اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے الفت روئے حسینان آپڑی گل مین ہی
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی او بت عاشقانا تھا

چھڑایا زندہ ہمسے آسمان نے اُسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائک ہاتھ چومنے لگے کہا کہ حضور کیا کہنا ہم تو نقل بھی آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اسنے کان مین شاہباز کے کہا کہ حضور آشوب مین یہ کمال کہان شراب مین بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے فوراً گلابی مین بیہوشی ملا کر جام لبریز کرکے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی عنایت ہی آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کرکے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونون بلا مین پھنسے دیکھیے کیونکر بچین برق بھی ہوشیار ہوکے بیٹھا خواجہ اس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے کھایا وہ دافع دارو بیہوشی تھا یا تو آنکھون مین سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف تھا کچھ جام عمرو نے یون ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوشی تاثیر نہین کرتی عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ ساحرہ زبردست ہی اسکے بیرون نے اسکو بچایا اب ظاہر مین سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اٹھی کہ ای شاہباز تم شب کو سحر کرنا ہم اسکو پورا کر دینگے اور نہین تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات نہین کنارے تمکو آگاہ کر دین اس طور سے تدبیر کروگے تو تا بہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات نہین ہی شاہباز اٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہی مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا آشوب نقلی شاہباز کو گوشے مین لائی کہا کہ ای شاہباز رات کو جادوگر نیان طلایہ پھرتی ہین جو سحر کروگے جادوگرنیان کامل و اکمل ہین گلپوش بلاے روزگار ہی ضرور دفع سحر کرینگی دن کو سحر کرو یہ باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہی اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے مین باتین کر رہے ہین یہان نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا منھ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ ای وزیر اعظم یہان آؤ کچھ کہنا ہی عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ مین نے اسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ نکل آئے شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اسنے سر نکالا عقاب اس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو بھی حلقے کمند کے مارے حباب مارکے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہو اتنے عرصے مین برق نے اور
سب پر رنگ جمایا شراب کا جرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ تو صاحبو ہو چشم بھی پیتی گے
پہلے جام سادہ آپ پہاپیر آغشتہ بدارو بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے
نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہی سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست درازیان آپس مین
ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اٹھ اٹھ کر گرے بیہوش ہوئے
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقاب
کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
پروردگار عالم کی کہ مین نے تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اُس
پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کاف کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا جس
معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرۂ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو
جسنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہو کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا تمھاری
فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہ مین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہو کہ سب
سردار میرے گرفتار ہوئے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل سے
تمھاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
شاہباز ہلاک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صاحبقرانی کو
تا چہرۂ گرداب نشان ہو سمجھا تو تھا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز مین بہت
قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر
خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب جلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جاکر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر دم مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہی اسکے استقبال کو آ شوب

داورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کرو برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہوگیا آشوب و داورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
شاہباز طائر درجا ؤ کر خواجہ نے جاتے ہی عماری شکل پر شاہباز کو مطیع کیا شاید یہی کہ
رہا ہی کہ یہ باتیں قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کر لیا
آشوب اور داورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحرون کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آٹھہرے دیکھا
گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوئے پشت پر ڈیڑھ
لاکھ ساحرون کا لشکر آشوب کو جو برائے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا ملا آشوب
سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سردارون سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ اعزاز و اکرام
تمام لاکر بارگاہ ایرج میں پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
تخت پر نہ بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے
کوچ کریں یہ وادی ریگستان مشہور ہی یہان حوالی میں ایک پہلوان رہتا ہی مشہور صحرا النشین اُسکا
نام ہی اگر اُسکو خبر پہونچی تو فوراً برائے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اُسے خود پیغام رزم
بھیجیں گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہی مگر وہ نہایت زبردست ہی غلام کو خوف یہ معلوم
ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہی تم خود جاکر
اُسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منھ سے
نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کرکے چلا مشہور
صحرا النشین اپنے جیشے میں بیٹھا ہی چار سو پہلوان حاضر ہیں کہ ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی
عرض کی کہ اے پہلوان دوران واے رستم زمان آپ کی حوالی میں آکر نبیرۂ صاحبقران فروکش ہوا
قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اُترا تھا عمرو نے
اُسکو عیاری کرکے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہونچ گیا اب ایرج یہان سے کوچ کرین گے
حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوئے یہ سُنکر مشہور صحرا النشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان
کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوئے آواز اپنے مالک کی سُنکر سب حاضر ہوئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی
کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلے میں نبیرۂ طلسم کشا کے جائیں گے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر درآکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے صاحب
خداوند کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم بصد
شوکت وحشم آپ کے بیشے سے گذرا چاہتا ہے مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام
قبول کرلی اب آپ کو اختیار ہے ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہے اُسکو بھی پہلوانی کا دعویٰ
ہے لقا کا نواسا ہے مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہے کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا جہان پایا تیغ
جا پڑا لقا اِس جوان سے جان بچاتے ہین طہماسب دیو جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے کا
دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طہماسب و طہماس ایسے میرے
چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھود تا یا پہلوانی کو جاری
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا
اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جاکر کسی کو دوپہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام
ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہے شاہباز نے کہا اس گفتگو سے
کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ و جلال دیکھینگے
مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل وجان سے مین نے اطاعت کی تحسین خبر کرنے آیا ہون
مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور
نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہے کیا خیال ہے
کیا جاہ و جلال ہے شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر
سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُسکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کر و فر
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہے زمیندار سے وہان کے
کہلا بھیجتا ہے کہ آج بادولت کو فروکش ہونے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کر دو اسی وقت
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گاؤن
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہے یہان شاہباز نے آکر
ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہے

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتا اب وہ آتا ہی غلام کو بھی بڑا خیال ہے مدت سے وہ یہاں
رہتا ہے سیکڑوں قریے اُسنے قبضے میں کر لیے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اگر یہاں کے بادشاہوں سے
فریاد کی تو اُن لوگوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس جنگی سے کون مقابلہ کرے گا قُوں
لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پہ
فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہیں چھکڑوں پر لدی ہوئی ہیں گرد فر سے آکر
پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جابجا اُترے ایرج نے حکم قدغن دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر
کے چھانٹے جائیں اور وہی سب ساتھ جائیں گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر
میں طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر ہمارے
ساتھ میدان کارزار میں جائیگا غیر ساحروں سے کہدو کہ تیار رہیں اور ساحر لوگ علیحدہ رہیں کوئی
صاحب ساتھ نہ جائیں شاپور نے لشکر میں حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ
لشکر غیر ساحروں کسقدر ہے وقائع نگاروں نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہیں شاپور نے
عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہے ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی
کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار میں ہونا ضرور ہے تنہا غلام
کافی ہے ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا شاہباز طائر در نے
عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤں شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب میں
مشہور ہے کہ مشہور صحرا نشین ، ایرج نوجوان سے سوبرسر مقابلہ ہے پہلوان ہزار شکر رہے ہیں
ملازمان ایرج کو انتظار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف میں مشہور ہے غرض بہر رات ہی
ہنگامے میں بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوشش الحماتۃ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع
ہمراہ میدان چرخ زبرجدی میں آکر خم مارا ادھر سے یہ دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر پہونچے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوکر نقیبوں نے نقابت کی تربیت کرا کا کہکر ہٹے کہ مشہور
صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا گینڈا دوڑانے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلاکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان ودای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سوائے ایرج کے اور کسی کو نہین چاہتا ایرج نے کرۂ بن شقرکو صفت سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا ایسا مرکب اصیل کوہ سرین وکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل تو تھی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلا ئیان مارتا ہوا دم سے جھونکرتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

کرشمہ یہ خامے کا بانگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

لاہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس مین نگا ورزق ہوے تین قدم کرۂ بن شقرا اور پانچ قدم گینڈا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینۂ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکارا تھا کہ ای جوان میری تلوار کا بار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ مجھکو ثابت ہوا کہ تو مین جلا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا تب مایوسیت کے مقابلے مین آیا بس پلٹ جا مین نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب مین فرمایا کیون اسقدر غرور کرتا ہی شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہین وار کر یا لات ومنات پر لعنت کر اور ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ ستر طعن چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تعبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور مثل ابر کے گرجا گرا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بیدریغ ہی حلال جہات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص عام ہی اگر پہاڑ پر ہاتھ ماروں تا بہ بیخ کاٹون صد ہا پہلوان مار ڈالے دل مین درد کا نام نہین اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہکے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا وہ ایسا ثابت تھا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مظلومان کہون یا ابر سے جھٹا برق جہندہ نکلی

خبردار خبردار کہکے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دودمۂ سکندری کو نیام سے کھینچا تلوار کو تلوار پہ روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اُسکا گریبان پکڑا دونوں لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہان مشہور پکڑلیجاتا ہی ایرج تڑپ کر نکلتے ہیں اور جس مقام پر ایرج پکڑلاتے ہیں دو چار گھستے ایسے دیتے ہیں کہ زرہ پارہ پارہ ہوجاتی ہو پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہیں اُلجھ اُلجھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہوگیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج ماہ تابان سے شکست کھائی قلعہ مغرب میں جاکر روپوش ہو مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھکر ہاتھ تھاما فرمایا کیا ارادہ ہی مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہی ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہیں بے حریف سے فیصلہ کیے نہیں پلٹتے یا تو تمہیں زیر کریگا یا ہم بجبر غالب آئینگے تب میدان سے پلٹینگے مشہور نے کہا کہ میں ہرگز رات کو مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر و شمشیر اُٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہوجائے کشتی میں عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا میں کسی طرح مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہی کل صبح کو میدان میں آنا نیزہ و شمشیر آپس میں چلیگا ہرچند کہ ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر میں جاکر اکیلا بارگاہ میں آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ میں تنہا بیٹھا بیٹھ کر رونے لگا آنکھیں روتے روتے سرخ ہوگئیں عیار اسکا پیمان شبگرد جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق باہر ہیں آقا اکیلے اندر ہیں پہرے والے سے کہا کہ جاکر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہی امیدوار ہی کہ باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اُسکو بھیجو پیمان شبگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس حال میں دیکھا آنکھیں سرخ سر جھکائے بیٹھا ہی پیمان شبگرد نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی کہ میں حضور کو نہایت متردد پاتا ہوں ہرچند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر بخوف کہہ نہیں سکتا مشہور نے کہا کہ ای یار وفادار میں برائے مقابلۂ نبیرۂ رستم میدان میں گیا وہ کل فنون سپاہ گری میں بجبر غالب ہی شام کے ہوتے ہی میں پلٹ کر آیا گروہ نہ تھا تھامیں سوچتا

کہ عیار میرا پیمان شاگرد موجود ہی کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل
کرون اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہو سکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا
کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طرح
سے مقابلہ کیا دن بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر بندھے ایرج کے
سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے
مین وہ جوان ہاتھ پانون چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضع ہی مگر زور اسمین کوٹ کوٹ کر
بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہی کہ کل کا اُسنے وعدہ لیا ہی اب
اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اُس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت
پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اُٹھا بناے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ
کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُنھون نے
جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین مگر جلدی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر پیمان گھبرا گیا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو پیمان
نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے آئی ہون
برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہی پیمان گھبرایا کہا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی
برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کر دون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ
بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے
ارے پیمان نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان
جاتا ہی پیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر
طرف لشکر کے چلا یہان برق اُسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے
پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین
آیا تھا مین نے اُسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ
مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہو کر گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آسکے بیبان بھر لشکر مین داخل ہوا جابجا دو کانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہو بہت لوگون سے
پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روئی عطر کی
دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوا دیجئے تو آپ لوگون کی بھی
خدمتگزاری کریں ایک خدمتگار نے کہا کہ مین کیدان کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ تولے
بک جائیگا اُس خدمتگار کے ساتھ بیبان چلا دو کانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر
بیبان نے حلقے کمند کے خدمتگار کو مارے حساب دار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ
ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھا اُٹھ کے اپنے کام شام کو جب چپی پہ تقسیم
ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چپی پہ میرا پہرا ہو مین خدمتگار اور جو تھا یہ قرار پایا چپی پہ
ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش
کیا اپنے مقام سے اُٹھ کچھ نکالا دارو سے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب
سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسنے دو حلقون سے دونون
ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا چادر
عیاری مین باندھکر اب حیران ہو کس طرف سے نکلون طلایہ کی آواز کان مین آتی ہو دروازے
پہ نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہو آخر پیچھے بارگاہ پر آکے سرا چہ چاک کیا نکلا
پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا
کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح چھپتا چھپاتا جاتا ہو شاپور اپنے خیمے مین پڑا سو رہا
تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے تمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی
لیجائے برق کہین گے کہ اے شاپور بڑا افسوس ہو مجھے تم سے کہدیا تھا تمنے انتظام نہ کیا
یہ سوچکر اُٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین
شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہو نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہین
جی مین کہتا ہو کہ اے شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہو پھر خیال مین
آیا کہ چل کر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہو پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج
کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پہ نہین ہین

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام
پر سراغ چالاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا ہیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے
دیکھا کہ ایک سیاہ پوش لپیٹ تارہ بدوش جاتا ہو خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سوچا کہ اسکے
پیچھے چلو آگے ہیمان جاتا ہو بجیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہو ہیمان مشہور
رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ زنگ کی آواز کان میں آئی تو وہ کھڑا
ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ہیمان لپیٹ تارہ بدوش آتا ہو پکار کر پوچھا کہ ای ہیمان
شہریار روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے ہیمان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاپور
بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں بلوہ ہو گیا
کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے
کہا کہ اسکو ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ ہں شبیر کو دام مکر میں گرفتار کر کے لاتا ہوں یہ ہوشیار
ہوتے ہی آفت برپا کریگا آہنگروں کو بلائیے اُسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا
اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانۂ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کر کے اُٹھے سامنے
مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم
کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہو جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے
جلاد حاضر ہو شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی
قتل کروں ایرج نے کلمات سخت و سُست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسے اسکا
سر کاٹ لے یہ خاموش نہیں ہوتا برے سے گفتگو کرتا ہو گویا اسکو خوف جان نہیں ایرج نے کہا کہ
مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ ایرج
نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آگیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کولے کا خط دیا
شانگیں لگانے لگا آواز دیتا ہو کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ ماروں کہ سر
اسکا اُڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونوں
ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم۔

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف لون مست
باک ندارم ز دار چوب ستون مست	بر سر دار فنا خاک و فنا سے من

خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق		بشکنم این بند را وقت جنون ہست		قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے

پھینک دیا شاپور نے نیمچہ ہاتھ میں دیا ایرج نوجوان معروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام سے اُٹھا للکارتا ہوا کہ ای جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ نہ چھوڑونگا اپنے ملازمون کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کرایا اُسیر یہ غرور مشہور نے طرف پیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردون کو بلا کمندون مین اسکو گرفتار کرین پیمان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور پیمان سے نیمچہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے پیمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹ لئے آخر اُسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہو شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہو یہ فقرے ہمارے گھر سے نکلے ہین دیکھ تیرا سر کٹا جاتا ہو پشت پر حریف آگیا پیمان پلٹا شاپور شیر دل نے نیمچہ مارا کہ سر پیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی پیمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے آواز دی کہ یارو خبر لو آقا اکیلے گھرے ہین سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر ور آپڑا ایرج نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا معروف جنگ ہوئے شاہباز جو سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرم معروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ پر آگرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہوگیا کافر گھبرائے پھرتے ہین مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ مین سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اُسنے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا دیا سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور مین بھی بے نظیر ہو فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہو بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا بارگاہون اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروزی پلٹے داخل لشکر ہوئے مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والون سے کہا کہ تم لوگ یہان ٹھہرو مین بالائے کوہ پر جلدی جاتا ہون خداوند سے جاکر فریاد کرونگا کہ اپنے ساحر کو روانہ کرین کہ جو ایک سحر مین ان سب کا خاتمہ کر دے اسی طرح گینڈے پر سوار زخم دار سر سے خون بہتا ہوا اکبر ٹے تمام

خون آلود صحرا ادن کو طی کرکے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو اس حال سے
دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران ودای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی کہتا ہی کہ یارو
کیا کہون عجب آفت مین ہون قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہین طلسم کشا کا
دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہی ساحر زیادہ
غیر ساحر کم خود بہادر یکہ ایسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کرایا
اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہوگیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہون یہ سب
کہتا سنتا بشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا نقوی پرستی باتین کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند
سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس والی صحراے عشرت خیز
تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا نقوی پرستی نے آواز دی اپنے ملک مین
جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرہ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس
والی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہوگئے اُنھون نے یہ زور اُسکے تئین دیا کہ
اُسپر نبیرہ طلسم کشا اپنے عظم وشان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر بھیجون کہ جو جاکر زمین ہلادے مگر تو
اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہو وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے بھاگا
ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت
سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی
یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا جشن کے باہر
نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آکر لی گلبوش اُترین تھوڑی دیر کے بعد
توسن و کمیت بھی آئین شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور
دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ
ای شہریار لشکر نبیرہ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرہ طلسم کشا آجے
تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہی مین اُسی کا
انتظار کر رہا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے
چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین

نہایت حسین دریاے جواہر میں غوطہ زن دونوں ہو تھے رشک نسرین و نسترن پشت پر دولا کھ جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار بازو بطلہ قرقرے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا میں اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اُس محبوب مطلوب کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہی آنکھیں فرش کروں خاک پا لیکر آنکھوں سے لگاؤں دنیا سے چشم بناؤں میری تو عجب کیفیت ہی قلب کی یہ صورت ہی کیونکر ضبط کروں ضبط نہیں ہو سکتا کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی۔ نظم

طور اعجاز کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہوں تم سے کہ ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا

یوں تو جایا کیے ہر سال حسینوں لیکن
ابکی نوچندی میں اک چاند سا ٹکڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی +
مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا

کبھی بالوں کو سنوارا کبھی سرمہ پونچھا
آئنہ لے کے سحر اُس نے جو چہرا دیکھا

ہوں وہ کافر کہ مسلمانوں نے اکثر مجکو
پھونکتے کعبے میں ناقوس کلیسا دیکھا

جان بلب ہوگیا دوروز کی غفلت میں تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا

آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
کونسے کوچے میں کسنے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجھپہ کیا ہی یہ دراندازوں نے
بخدا میں نے کسی کو نہیں اصلا دیکھا

آپ کیوں کرتے ہیں ہر روز نظارہ بازی
میں نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اُڑ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے ای رند
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ ای مشہور میں تمھاری مدد کو آئی ہوں تم ایسی باتیں کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو میں ابھی جاکر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤں دیکھوں کون کون جادوگرنیان جمع ہیں کہ جنھوں نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہیں کہ لی گلپوش بہت تیز ہیں ایک آنکھ کا اشارہ اُسپر کافی ہی دیکھوں تو کیسا باغ لگاتی ہیں اور اگر ایسی باتیں منظور ہیں تو رخصت ہوتی ہوں

کل صبح کو طلسم کشا تم پر جلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے میں آگ لگا دیگی بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مشہور کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ ای ملکہ عالم فقط نگاہ لطف کا امید وار ہوں آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہیں کہ اس نواح میں کوئی ہمسر میرا نہیں ہو فقط میں نے نبیرہ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بخوشامد قدرت سے عرض کروں تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرادیں خود قدرت تمکو سمجھا دیں تین سو قصبے میرے قبضے میں ہیں ان سبکو آپ پر نثار کروں ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کریں کہ آپ کو رضامند کردوں کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیروں ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دوں خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ میں نہ آنا ورنہ میں بہت بیزار ہو نگی یہ کہکر بارگاہ استادگرائی لشکر اپنا آئی ملکہ داخل بارگاہ ہوئیں اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر کنیزوں کو حکم دیا کہ ہومخانہ آراستہ کرو کنیزوں نے اسی وقت تخت بچھائے اوس پر پھول رکھدیے پیالوں میں پانی بھر کر رکھا کہا کہ ای ملکہ توسن چابک خرام آئیے ہومخانہ تیار ہو توسن چابک خرام اپنے مقام سے اوٹھی تخت پر آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اوچھالتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ ای ہوائے تیز ابیار رنگ جادوئی کیفیت دکھا کیوں دیر کی ایک ہوائے سرد چلی ابرج اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں دورہ سرداروں کا بندھا ہوا ہی یہی ذکر ہو رہے ہیں کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اوٹھیں توسن وکمیت نے پوچھا کہ کیوں حضور کہاں چلیں گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئیں دیکھا صحرا سے گرد اوڑی ایک مادیان مشکین زین ولجام سے آراستہ کلانچیاں مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہو ملکہ گلپوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کرلاؤ کنیزیں اوس طرف چلیں دیکھا کہ وہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہو کنیزوں کے سرفراکر سامنے گلپوش کے آئی سر جھکا کر کھڑی ہوئی اشاروں سے معلوم ہوتا ہو کہ گویا کہ رہی ہو کہ مجھپر سوار ہو جیسے ملکہ اوچک کر پشت مادیان پر آئیں باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اولٹی ملٹی طرف لشکر توسن نے جلی قضا سے کار شاہباز طائرہ در سویرے سے اوٹھ کر براے شکار گیا تھا اودھر سے پلٹا ہوا آتا ہو دیکھا کہ ملکہ گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہو اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے باگ پر خنجر ہیں گھونگھٹ پھاڑی ہوئی جاتی ہو شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلپوش ٹھہر جاؤ اب

بادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ بادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب
شاہباز پکارتا ہی رہا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہین جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہین رکتی
شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے
پکارکر آواز دی کہ اے شاہباز مجھے کیون روکا مین نہ رکون گی مجکو توسن جادو نے خرام نے بلایا ہو
مجھے وہان جانا ضرور ہی اُسنے مجکو بلایا ہی یہ کہکے گھوڑی کو اڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا
دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن جادو خرام
کی بارگاہ مین گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن
نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھون سے گجرے کھول کر دیجیے کہا کہ یہ ہاتھون مین رہنے گلپوش نے
ہاتھون مین لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا
اب سب نے دیکھا کہ گلے مین گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان زبان باقی دیکھا
توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے اُس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا زبان مین
سوزن پڑگئی توسن نے گلپوش کے منھ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک
کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جاکے کہا کہ
منم شاپور شیر دل زبان سے سوزن نکالون اپنے ہوش مین ہو گلپوش نے اشارہ کیا
فوراً شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جاکر وہی گجرے کہ جو
توسن نے دیے تھے وہ نوچ کر لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر
رہگیا لشکر مین بلوہ ہوا توسن نے باہر آکے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہین جسپر پھول گرا وہ
جلا کنیزین بھاگ رہی ہین لشکر مین تلاطم ہی توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی پر
ہاتھ ڈالا ورق سامری نکال کر دیکھا اسمین نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہین تھی شاپور شیر دل تھا
گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان
کے پھینکے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے پھول جلنے لگے سب پھول سنے جلائے غصے مین بہرہ
سرخ کہتی ہوئی کہ یہ مکار بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر
لے گیا پہلے سے میری کنیزون مین کیونکر ملا اب مین انتقام کرونگی اس عرصے مین طرف بارگاہ کے

جاتی ہی کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکارکر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم غلام نوبت بجان وکارد باستخوان ہی ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہی آپکا چاہنے والا بہت بیتاب وبیقرار ہی

نظم

آج پھر اُس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا
مین بھلا کیونکر کہون تمکو بُرا
کیا کرون اس عشق مین کیا کیا کیا
تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمنے ناز
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
آبرو پر جان کو صدقا کیا
ای شب فرقت نہ کر مجپر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر اُلجھا کیا
عشق افشان جبین یار مین
آپ نے انسب کیا اولا کیا
اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدہ امروز بھی فردا کیا
کیون اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند مین تڑپا کیا
اسکو بھی سکتا ہوا دیکھو آئینہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوے سستی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا پتھر کا کیا
لاگ پیدا کی کے اب جلاد سے
سحر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجسے کی
مین نے منھ تیرا نہین کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آنے مین کیون عرصا کیا
وہ کف پاے حنائی کرکے یاد
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتون تنکے چنے
پیٹ کر منھ ہمنے یان نیلا کیا
ہر گرہ موے کمر کی ناف پر
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معرکے مین عشق کے سر کا نہ پاؤن
ہیزم تر کی طرح سلگا کیا
زلف جانان جسنے دیکھی اک بار
دانت پیسے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق یار رند

ملکہ تو غصے مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون ای دیوانے ہمنے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن مین نہین آتا بیہودہ بکے جاتا ہی ہم ابھی جاکے شاپور کو لاتے ہین یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسون مین اُترا ہی تو سن آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازارون مین ہنگامہ پڑ گیا دوکانین چھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منھ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہی جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے اراگیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہان ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ دل

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہوکے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و
مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہی برق و خواجہ عمرو
بھی بارگاہ مین تھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کتنا خوب عیاری کی کہ
تھوڑے عرصے مین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاءاللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہا تھا
ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ لڑائی کہا مہتر جناب
اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمھارا
مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہو کس لطف سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد والامان
کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دو کا مدار غل مچاتے ہوے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آ گئے
پکارتے ہین کہ ای آقاے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچائیے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آ گئی شرمندہ جو ہوئی ہی اسوجہ سے بہت غصہ ہی شاہباز نے کہا کہ حضور
باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف
گلپوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاپور رنجی بشت پر عمرو و برق کہتے ہوے
کہ ای فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین
کہ میرا تکیہ پروردگار پر ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوے ایرج بیرون بارگاہ
آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے آتی ہوگی جو بند
ہوئی سینے پر ابھار نار پستان پاسبان نیزۂ دل ستان جہان پاؤن رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ
مین تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ
چشمۂ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن جہان خرام نے
دیکھا کہ خود زرین بر سر انور سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن
کی پڑی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابروے خمدار مین برائے تیش زنی جمع تھے تو وہ دل پر لب معشوق
ہوے بے اختیار منھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین
توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ میں تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیسکی سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ میں آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر سامنے بیٹھا رنگ رو سے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش رہی جانتی ہو کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منھ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندوں کو بھی اشارہ کیا ساز ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ **نظم**

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا	سیر غربت میں جو کی ہمنے وطن یاد آیا
ہمنے شادی میں بھی ماتم نہ فراموش کیا	پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا
جانے والوں پہ عدم کے نہیں روؤں کیونکر	ہوں میں غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا
گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال	غنچہ گر باغ میں دیکھا تو دہن یاد آیا
لحد تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی	شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا
یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن میں پڑھا	اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت میں بندھا	قید میں بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا	سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا
باغ میں بھی نہ میں اس رشک چمن کو بھولا	زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا
بولتے بولتے کیون ہوگئے خاموش ای رند	کس پری کا تمہیں انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہیں ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز ہے ملکہ نے کہا کہ میاں شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ میں تمھاری گرفتاری کو آئی تھی اس شہر کا مشہور رہے بہت پریشان کیا ہے آپ یہاں سے کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرائے گرداب نشان و صحرا باد انگیز فتح ہوئے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کیجئے کنیز آپ کے ساتھ ہے یقین ہے کہ رہبری میں میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرائے گرداب نشان میں پہونچادوں اور گرداب دو پہ وال آپکی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے یہاں ہرکاروں نے یہ خبر مفصل مشہور کی

پہونچائی کہ ملکہ توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پر عاشق ہوئین اب دربار مین خوش
بیٹھی ہین یہ سنکر مشہور آگ ہو گیا کہا کہ ابھی جاکر سر اُس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر ایرج
سے نہین لڑا ورنہ ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب مجھسے بچ
سکتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا کیہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا۔
فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہے سب پہلوان گینڈون پر سوار ہوے بارادۂ
رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہے کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرا نشین تیغۂ برہنہ ہاتھ
مین گینڈے پر قہقہے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی
مین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آ گئے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سپاہ
گلشن جہان ہوے لشکر مین غریو بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہے
کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرا نشین مع لشکر
آپ کی فوج پر آ گرا ہزار ہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہے کہ بارگاہ مین آئے حال توسن
سنکر بہت غصہ آیا جلا کے آپ بڑا لکھکر چلا ہے کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اُسکی یہ ہے کہ اپنے
کو بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جاکے اُسے پلٹائے
دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کیسے اُسکو پلٹاؤن یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام
سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جاکے اس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہون
یہ کہکر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا
کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہہ کے کرہ بن اشقر پر آ
ہوکر بارگاہ سے نکلے اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اُسکو مارو
یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
نہال گلستان صاحبقران

چو تیغ یلی برکشم از غلاف
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد درمیان مصاف
منم صفدر و صف شکن پہلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر
لڑنے لگے ہر مقام پہ تلوار چل رہی ہے کمیدان و رسالدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹن

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جمایا پھر ہرے علم کے کھولدیے جنگ مین معروف ہوے تھوڑے سے عرصے مین مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانون کے لاشے جابجا خاک مین پڑے ہین ریت جو زخمون مین لگی ہو چمک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہتا تھا وہ نہ ہوا لاشے پہلوانون کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتین کر رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشۂ جانفروشی شمشیر برہنہ ہاتھ مین پہلوانون کو قتل کرتا ہوا آتا ہو لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگتے نظر آتے ہین مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤن کسی طرف نکل جاؤن مگر ایرج سے مقابلہ نکرون ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہو بڑا تجھکو ملکہ کے آنے کا رشک ہوا او بیحیا حلوا خوردن را روے باید شو کتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور برس پڑا ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب فوج مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے مین پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ اے شہر یار مین آپکی اطاعت کرتا ہون دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے پر بہت جھلایا گینڈا اڑا کر مقابلۂ ایرج مین آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار ہر بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا بانکوا چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیون لڑتے ہو مین نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہوگئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سب سردارون سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سردارون سے معمور ہو ملکہ توسن چابک خرام پہلوے تخت شاہباز مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ اب کوچ کیجیے طرف صحراے گرداب نشان کے چلیے معرکۂ عظیم بپا ہیگا گرداب جادو بڑی ساحرہ مکارہ ہو اگر خدا اس سے جان بچالے تو بڑی بات ہو اسکا سحر نہین کرامات ہو ہفت پیکر کو اسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہو اپنے مقام پر کہتا ہو کہ مابدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہو وہ بلاے روزگار ہو کالی آفت ہو ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحرون کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خرام وگلپوش کو کیا اس گروہ سے لشکر ساحران وغیر ساحران آراستہ کرکے ایرج طرف صحرائے گرداب فشان کے چلے اب حال خیریت مآل شاہزادہ نورالدہر تحریر کرتا ہون کہ یہ جو آوارۂ دشت ادبار ہوکر چلے ایک صحرائے خارستان مین گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے مین ٹھہرتے ہین تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نورالدہر دیکھ رہے ہین کہ جنگل سے ایک شیر پیدا ہوا دھاڑ کا مار کر شبرنگ پر جا پڑا اسنے چاہا کہ بھاگون شیر نے آکر گردن لی چھاگل ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نورالدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے بڑھ کر چھاگل اٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھرون نہین معلوم کیا شے دیکھی سبحان اللہ کہکے چشمے مین پھاند پڑا نورالدہر حیران ہوے کہ طہماس کیون چشمے مین پھاند پڑا نورالدہر ایسے پریوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر عالی آراستہ ہے طہماس ایک نازنین کے پہلو مین بیٹھے ہین شبرنگ ساز ہاتھ مین بجا رہا ہے نورالدہر حیران ہوگئے طہماس کو پکار کر آواز دی اری ہزبر بیشۂ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری رفاقت سے منھ موڑا نازنین کے پہلو مین جا بیٹھے طہماس بوس وکنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا کہ اے شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہین نورالدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چارون تیلیان جھوڑ کر نورالدہر کو لیے ہوے چشمے مین جا پڑا نورالدہر بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی مین پایا ایک نازنین نہایت حسین و مہ جبین دریائے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن حسن وجمال مین یکتا نسترن باغ پیرا نام مقبول طبع عاشقان خاص وعام مقام صدر پہ گرد کنیزین ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو مین طہماس کے ایک پہلو مین شبرنگ کے شبرنگ بخواہش تمام بشوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گا رہا ہے

نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرربار نے کیا	رسوائے خاص وعام دلِ زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا	دل سرد میرا گرمی بازار نے کیا
ستھراؤ تیغ ابرو خمدار نے کیا	میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
جن سنگ لیٹا سر سے نہ اترا کسی طرح	دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین
رُخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا

بدنام اسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو
سارا فساد یار کی تکرار نے کیا

سیدھا کرونگا گیسوے خمدار کی قسم
جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا

ای بادشاہِ حسن ہوا تجہیز وہ فقیر
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا

جھگڑا کیے بجے نہ جلایا گیا نہ دفن
مردہ خراب کافرِ دیندار نے کیا

گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا

قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا

دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا

پان ہونٹھ نیلے کردیے دانتون سے کاٹ کر
وان زیر لب کسی کو اگر یار نے کیا

بے یار سیر باغ جو کی مین نے جلکے زند
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

خبر نگ کس لطف سے یہ غزل گا رہی ہی کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ سامنے ہین کچھ دروازے پر ہین کچھ سامنے دالان مین یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز دوڑی اُسنے آکر عرض کی دروازے پر مہتاب کرگدن سوار خبر سنکر آیا ہی کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو بلاکر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہی دروازے پر کنیزون کو قتل کر رہا ہی یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رکتا سامنے جو پہونچا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہون اور تجکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ شادونگا تجکو خاک مین ملا دونگا یہ کہکے گینڈے سے کودا تلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقابلے مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہر نے تیسرے پیچ پر اُسکو اُٹھاکے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھا جنخ دیکر گردن اُسکی کھینچ لی مارکر اُسکو نور الدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہریار پہنچے

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مار آپ ہی کا نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا داخل جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا مین نے اپنے باغ مین جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ مین چلیے یہ سنکر نورالدہر نے طہماس و خنجر جنگ کو ساتھ لیا چار سے کنیزین ہمراہ اُس مکان سے نکلین نورالدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر مین ایک چشمہ ہی اُسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طی کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہین ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوے ملکہ سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہین ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہین یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئین یہ سب ساحر بخدمت شاہنشاہ خارصحرا کہ باپ ہی ملکہ کا روانہ ہوے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نئے مردون کو لیکر باغ مین آئی ہین یہ سنکر شاہنشاہ غصّے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا غصّے مین اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت سر باغ پر پہونچا کہ ملکہ نورالدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ منم شاہنشاہ خارصحرا او گیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے فوراً اُسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملکہ کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا جس کنیز کی آنکھ مین دھوان لگا وہ منھ کے بل گری کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منھ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس مین بیٹھی تھی اُسنے ارادہ کیا کہ اٹھون شاہنشاہ خارصحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین گری جو پہلوے نورالدہر مین تھی اُسنے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اُسکے قطرے جو شیشہ پر گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خارصحرا نے پھینکا اُس شیشے سے جو پانی گرا اُس نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے وہ بھی لہرا کر گری آنکھین کھلی ہوئین دیکھ رہی ہی کہ شاہنشاہ خارصحرا زمین پر آیا نورالدہر و طہماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونون جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے چاہتے ہین کہ اپنے مقام سے اٹھین تلوار کو ٹیکا اُٹھے اور پھر گرے کہنیون سے خون ٹپک گیا ہی بیکار ہو رہے ہین شاہنشاہ خارصحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ مین ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شاہنشاہ خار صحرا ادھر آیئے
ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہی دیکھیے وہ ظالم
تجھے نیچا دکھاتا ہی چاہتا ہی کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خار صحرا نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ سینے پر اُبھار ایک پائچہ گھُٹنا سا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی
آئی ہی منھ سے گلوری گر گئی خالی منھ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا
شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا آواز دی کہ ارے وہ عیار مکار ہی اُسی کی مکاری کا سارا
فتور ہی فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہی کنیز بتاتی ہوئی چلی
کہ حضور جلد آیئے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہی کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجکو نگاہون مین کھائے جاتا ہی دیکھ مجکو گھور گھور کے
دیکھ میرا فن ہلکا ہی گھٹا جاتا ہی ابھی کل بخار اُترا ہی آج پھر یہ کیفیت ہی کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہی
آنکھین جھپکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھور رہا ہی لہنگا پھر پہننا چاہتا ہی
گنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا یہین سے سحر کر زمین اُسکے پاؤن تھام لے ارے کمبخت مین
ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلد دفع بھی
ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ناہیان دریا و مرغان ہوا اگر یہ و نہ روئینگی
اور اُنکو ترس نہ آئے ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہی ایسا بے درد کوئی
فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہی اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین
بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہی کہتی ہی کہ گولہ پھینکو زمین پاؤن اُسکے
تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہی کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ کہکر
گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہی مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون
کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ یہ چھیکا
آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہی کہ یہ بڑی چیت و چالاک کنیز
ہی آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اُسنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کلیجہ چیر کا
کر کے حلقے کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر

خنجر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اُسکے سیکڑوں کنیزیں جل گئیں صدہا باقی رہیں
ملکہ نے دوڑ کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر سے دیکھکر کہا کہ اے شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہین کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضے مین کیا مین اس صحرا کی حاکم ہون یہ چشمہ خاص آپکے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا مین اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول بار تا مہتاب کا
پہلا احسان ہے کہ یہ بیحیا مدت سے میری صحبت مین آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اُسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت مین کیا عذر ہے مین
آپ کے ساتھ چلونگی صحرائے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نور الدہر کو لائی مقام
صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا کو کا اسکی سرسبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہے اب تو جلسے جا سب مطیع اسلام ہوئین کہا کہ اے شہریار اب جلد
کوچ کیجیے اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچائیے آپ کا کوئی ہمچشم ہے نور الدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھین کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگین کہ ایرج نوجوان نبیرۂ رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساحر جمع ہین اب اُنکو صحرائے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین فی الحال توسن چابک خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہے کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلینگے وہ وہانکی واقف کار ہے اور گرداب جادو
سے رسم بھی رکھتی ہے نور الدہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن بلخ بیرا و سرسبز و
گلشن افسر کلان نے ابر نارنجی تیار کیا ابر بالائے سر آراستہ کیا زیر ابر نور الدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہین ابر کڑکتا ہوا سر پہ جس صحرا مین جاکر اُترے نسترن نے اُسی وقت
اُس صحرا کو گلزار کر دیا گلہائے سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نور الدہر راہ
رہ روی کرتے جاتے ہین کہ چوتھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہے ملکہ نسترن نے بارگاہ زر بفتی
استادہ کرائی نور الدہر کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ساطور مسند کی کاندھے پر رکھے ہوئے
پہلو مین بیٹھا ہے شبرنگ سر پر رومال ہلا رہا ہے ملکہ نسترن سامنے کھڑی ہوئی سرسبز پہلو مین

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہیں نخل خشک تر ہو رہے ہیں خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہو ایک ابر آسمان
پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہیں چھڑکاو ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہ ہیکل
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر سانٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے
ہاتھون مین ودرکابے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر شغل
رہے ہین کئی سو کنیزین زرین پوشش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی پریزادون کا جماؤ ہی
نور الدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ایسا رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ
کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیا سر سبز و
شاداب ہی ہر چشمہ لا جواب ہی دریافت کرکے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشتقاق
کوہی یہان سے قریب قلعہ ہی قلعۂ جہرانیہ اُسکا نام ہی وہانکا حاکم ہی اسوقت برائے سیر نکلا ہی
اس طرف بھی آگیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے
تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپ سے دریافت کرتا ہی کہ آپ
کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پُر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا
شبرنگ نے کہا کہ جاکر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان برائے
سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشتقاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون
کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کرکے سر انکے خدمت خداوند مین روانہ کرونگا
لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن بانغ میرا ساتھ ہی میرے قلعے کے
قریب ملک سوسن زبان دراز رہتی ہین انکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے
اور اے نہنگ تو جاکر ملک سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن سحر
کرے تو وہ سحر آپ آکر رد کیجے گا آپ آکر نسترن کو گرفتار کرین مین نبیرۂ حمزہ کی گردن ماریگا نہنگ
اُودھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نور الدہر کے اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اسنے طبل جنگی
بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بہ قول شاعر شیرین کلام اشعار

علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا

فوج انجم ہوئی گریزاں سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بفرار

لشکر ضیاء و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نورالدہر سوار ہوے ملکہ نسترن طاؤس زرین بال بر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ پشت پر میدان میں آکر پہونچے لشکر کو ہیان فرداً فرداً میدان میں آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی کینڈے پر سوار سپر پشت پر چہرہ کا چہرہ دوش پر بارہ دوے ہوے دو تلواریں کمر میں حمائل خنجر کمر میں نیزہ ہاتھ میں پشت پر سب گوہی بجے ہوے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کنیزی سی کنیزیں گلشن و سر سبز پیادہ ہمراہ رکاب ہیں نورالدہر گھوڑا بڑھائے ہوے سب کے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نورالدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گاڑھا گرجتا ہوا چھایا ہوا زیر ابر سنگ عیار اسکا شلنگیں لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر پھٹا دیکھا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم آئیے میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ دو میدان میں کھڑا ہی نسترن ساتھ آئی ہیں میں نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر بی نسترن سحر کریں تو آپ روکیے گا اور میں نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہوں آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تا بہ کوہ زبرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر بی نسترن سحر کرینگی تو بہت پچھتائینگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان میں آکے سلحشوری دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے میں آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا نورالدہر نے کہا کہ ای بیاوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیوں بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو تمہیں اختیار ہی طہماس رُکے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر۔ نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے
تیز گامے ز برق چابک تر

طرفہ دیوانہ و پریزادے
نرمی گوش و نرمی کاکل

خوش خرامے ز آب نازک تر
دستہ بید و دستۂ سنبل

تین ہتھیکڑوں میں مرکب مقابلے میں اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت اور صورت زیبا کو دیکھا خیال میں آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤنگا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اسکو کیون نہ میرے مقابلے میں بھیجا اب تو نیزہ و تلوار و گرز رکھ لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نورالدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے سے بر در گار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر اشفاق بہت حیران ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو میں سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا نہیں معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے میں آیا نورالدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہیں نسترن کو خیال سوسن کا اور سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہے یہی خیال ہی کہ سحر شکرین نورالدہر نیزہ بازی کر رہے ہیں مگر اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری میں ہی ساتھ طعن نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئی آپس میں چوریان اور گھاتین ہور ہی ہین نورالدہر نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون میں غریو بلند ہوا کہ ہمارے افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تا دوابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جو کڑک کر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے۔ نعرہ شاہزادہ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی	کہ شاہا کش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواند

دیگر

بطفلی ز جرأت ہنر داشتم	لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم	شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے یکہ کے آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساطور تیغ کی

یہ بھی پہونچا جسکے ساتھ طور مارا سیع گیشا سے چار ٹکڑے ہوسے ملکہ سوسن زبان درازحتماً شہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزار ہا کو ہیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس کھڑی ہین اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کو ہی دشمن جان اور تشنہ خون ہو رہے ہین مگر کس دوس سے معروف جنگ ہین سب لڑنیوالے اپنی جانسے تنگ ہین دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑوں سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر بھاگ رہے ہین کوئی منھ پہ نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہی شمشیر کیش برق سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیرون کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم تیرون کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت ولیاقت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب جرأت مین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہین گذرے مجکو نشکر غم والم سے گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قد کا جوان کون ہی جس مجمع مین پہونچا مجمع متفرق کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا اب مین سحر کرتی ہون کہ کوہی بھاگ جائین افسر تو انکا موجود ہی بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہر یار کے اپنی جان بچائین کنیزون نے کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رہے کہ کوہی گرفتار کر لین کہا کہ مین یہی چاہتی تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو — آ چکین آ چکین صاحب کا اگر آنا ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو — آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
ہوشیارون مین گنے مجکو وہ دیوانہ ہو — رنگنی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف — ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو
حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے بچے — جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانا ہو
دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے — سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو
نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن — دخل کیا گیسوئے سنبل مین کبھی شانا ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور — قصر جنت سے منور مرا کاشانا ہو
جام کو ٹھیلے موجود ہو ساقی میرا — زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکریں کھلواتا ہے — بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیرین جہان دونون گوارا ہیں مجھے — کھاؤن میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشان میں جو تو جائے واعظ — نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آگے جو اے رند مرے بالین سے — ہے یقین موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزیں ہان ہان کرتی رہیں مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کوہیون پر مار دیا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن بلخ بیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا سمجھیں کہ یہ نور الدہر پر سحر کرتی ہے طاؤس اُڑا کر قریب پہونچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کوہیان کو بھگاتی ہوں تم کیوں گھبرائیں نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردہ قدرت میں ہمیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت بد زوال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہو دیکھ تجھپر آفت آتی ہے ایک پنجہ آسمان سے گرا اُسنے سوسن زبان دراز کو اُٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے پرواز پیدا کیے پیچھے اُس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اُسمین پنجہ اُترا نسترن آسمان پر ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اُتری سوسن کو ایک نخل سے باندھدیا کوڑا اُٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اُس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اُٹھایا چاہا کہ ماروں آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اُس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اُسنے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اُٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا بھی اُسکا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ جھپکا یا تیغہ پھینکی کڑک کر اسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوے سوسن کو
ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہین اور ساحرہ بھی مری پڑی ہے اپنے کو نخل سے
بندھا پایا زور کر کے کمندون کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نسترن سے کہا کہ تونے بڑا احسان کیا اس ظالمہ
کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نورالدہر کے
چلین کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو لنگر ای پر کمر باندھی ہے اب کہان جاؤ گی ایک زنجیر
آسمان سے گری دونون کی گردنین بندھ گئین کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر
سنگی کے دست بستہ کھڑا ہے یکایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
قدرت منہ سے کیون نہین بولتے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ تم خداوند ہفت پیکر
زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیان گلے انکے بندھے ہوے دیر مین پڑی ہین منہ
سے نہین بول سکتین آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین نبیرۂ حمزہ کی شرکت
کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لاؤ ان دونون کو لیجا کر قید کرے تصویر
نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہو گا اسی میلے مین بروز منگل
انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اسکا یہ حال ہوگا
تھوڑی دیر سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لا کے
قید کیا زبانون مین سوزن دی دن کو آب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
نسترن کی زبان مین سوزن سر نگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہے نگہبان اس
ادا کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدمون پہ گرا کہا کہ مین غلام ہوا مجھکو یہ غلامی قبول فرمایئے
دن بھر آج تڑپا ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت
بالاعلان کہہ چکے ہین اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید
سے رہا کر دونگا میرا کہنا مانیے نسترن نے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہے کہ ہمکو اس مصیبت مین
دیکھتا ہے اگر اس امر کا خواہان ہو زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانین گے یہ
سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نسترن
کے سوزن نکالی نسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

منع کرنے لگا نسترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجکو ذلیل حقیر
جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال نبیرۂ صاحبقران ہین اُنھین کا ساتھ
دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے زمانہ اختتام عمر طلسم آگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیرون
کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بیدریغ کسے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی
سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجکو خدمت شاہزادۂ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیر وہان
جمع ہین دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر چند کہ ملکہ نسترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے
نہ مانا تھا نہ بیگر دونا جا اکہ نسترن پر ہاتھ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چلی ہی اسنے نگہبان کی
پشت پر کاردستہ ماری کہ سینے کو توڑ کر پار کی نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے
نکلین پرپرواز پیدا کرکے چلین ملازمان نگہبان نے افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے
مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوئے چلے کہ ارے ان نازنینان مہ جبین نے
ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہی جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ ساحر
ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے پھینک
مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت زیبا کو
دیکھ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہوکر پکارتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی
یہ کیفیت ہی کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین

نظم

گلاست توڑ کر اپنا اسے جرس بس ‏ ‏ نہین اس راہ مین فریاد رس بس
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اُس سے ‏ ‏ جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو ‏ ‏ کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل ‏ ‏ ہماری خاک کو ہی خار و خس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہی میر ‏ ‏ بہت نکلی ہماری بس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی دونون نے کہا کہ جاکر
تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہین
زیر کوہ پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نور الدہر کے چلین

نور الدہر بہ فتح وفیروزی پلٹے تھے ان دونون شاہزادیون کے واسطے پریشان ہو رہے ہین
کہ کنیزون نے خبر دی حضور مبیبان آئی ہین نور الدہر باہر نکل آئے دونون شاہزادیون
نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جا کر آفت برپا کرینگے
تصویر توڑینگے دیکھیے اسیر وہ بچا کیا ہے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ پہونچے اور
دوکانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافون کی دوکانین لوٹ لین بزازون کے
تھان اُٹھا لے گئے کھانے کی چیزین اُٹھانے لگے بارہ و ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے زبرجد شاہ
نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جشنی مثال میلے کو لوٹ رہے ہین اور قتل بھی کرتے ہین
نسترن وسوسن کا نام زبان پر ہے یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان باتیغ برہنہ ساتھ پہاڑ کے
پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائین جس پتھر پر
جسنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کر سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیان طے کین تیسری
گھاٹی پر آکر پامال ہوئے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک
آتے آتے تمام ہوئے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندون کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلاف
مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کوہین سنگ انداز جادو سے
حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کرکے جائے اور اُنھین گرفتار کرکے لائے اس صحرا سے
آگے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان مہ جبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی
پہلی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوئے دو گھاٹیون سے اہل فوج
نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ جادوگر زبر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اژدہے پر
سوار ہو نکلا جھنڈا اژدہوں پر اُٹھا لے بارگاہ کا لدا ہوا اس گروہ سے کوہان برائے مقابلہ شاہزادہ
نور الدہر چلا یہان نور الدہر شب کو اُسی تجویز مین تھے دونون شاہزادیون کی رہائی کی
سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہائے آتش نمایان ہوئے دیکھا کہ کوہان اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار نسبت پر آکر مقابلے مین اُترا دن بھر سامان جنگ مین مصروف رہا شام کو حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شبرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی جبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے
عرض کی کہ آج کنیز شب کو طلائے پر رہے نور الدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند
کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دوپہر
رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کو ہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چڑھا ہونے لگا ملکہ
نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چڑھا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر
برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ
سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ لشکر کو ہان سے ایک اژدہا نکلا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے
کہ لشکر نور الدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صحرا
کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آکر آپس مین معروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابۂ آتشین
چھوڑے کبھی آپس مین دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے
جسم پرنشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہان کے آیا تھا اُسپر
اژدر سوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر
پھینک دیا اب اژدر سوار بھر پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی تلوارین
گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست
کی اور دہن اژدر مین پھاند پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا
منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن گرین
اژدر نے انکو بھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اُسنے دم کھینچا
خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزین دوڑ کر دربار گاہ سوسن زبان دراز پر آ کر چیخ
پکارنے لگین کہ اے ملکۂ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اژدہا آیا ہے کہ اُسنے ملکہ
نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہے ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے
سب حال بیان کیا لشکر مین آکر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانین
پامال کر رہا ہے سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور خیمے

خالی پڑے ہین زمین پر لوٹتے ہین اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کر کے دوسری بارگاہ کیطرف
رخ کرتا ہی سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیون اسقدر بدعت کرتا ہی خوف خدا سے نہین
ڈرتا ہی یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تو نے اس طرح پامال کیا لالشترین کہان ہی اژدر سوار
نے جواب دیا کہ ای سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدرے کو دوڑا تلوار کھینچ کر دیکہ سوسن
پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی پنجے پیدا ہوے وہ پنجے آکر کمر مین
لپٹ گئے اٹھا کر لے چلا جب بلند ہو چکے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی
پنجہ ڈالے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جا کر مثل بجلی کے تڑپی پنجے سے نکلی جو مین
دونون سے آپس مین سحر ہونے لگا اسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اسے توڑا اسنے گولا مارا ملکہ
نے نفطہ برو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی گولے
اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اسنے گردن کو کاٹا کوہان سوسن پر
جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان
نے اسکو چیر ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر ہوگئے اژدرے کے دو ٹکڑے ہوے
شکم سے اسکے کئی سو جادوگر نکلے جون جون جہانگی قوت جسم مین آئی لشترین بھی دریا سے
خون مین غوطہ مارے ہوے شکم اژدرے سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پاؤن
مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے لشترین نے سحر کیا وسط ہوا پر تڑک گیا سوسن
برق کے مانند کڑک کر آئی لشترین نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا
مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مار لین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ
مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اس شاخ سے
کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے پھینکے کہ وہ مبہوت ہے مثل غنچہ
کے دل تنگ رہ اور مثل پتون کے ہاتھ ملا کرے کہکر دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا
ہر درخت پر ہزارہا طائر معروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو
جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کمزور سحر کر رہا ہی کہ
ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اسنے پکار کر کہا کہ ای کوہان فدای امیر

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز مین عجب درد تھا نظم

غافلو باغ یہ نہیں دلکش
آتشین زن چراغ عقل ہیں کو
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا بہار
شاخ پہ ہی جو سیب بے چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان ہی
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم مین جو فرق نہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جر قیاس

اس چمن کی ہو لے بہن دی کو
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے میکشان محفل درد
تب نظر آئے گیسو سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈنا
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر | ربے اللہ خاتمہ بالخیر

اُس طائر نے اسطرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگاکے سننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے جو غول کی طرح اُداس عالم یاس ایک چیخ ماری پکار اٹھا کہ ای ملکہ عالم کیا اشعار سُنے ہین دل پر تاثیر ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن مین آپ کا تابعدار ہون خدمتگزار ہون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہی بس اب یہان سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہوگی تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائین گے کیا عجب ہی کہ تمھارا رتبہ بلند کرین یہ سُنکر کوہان جھوما آنکھین سُرخ ہوئین آسمان سے اتر الشکروالون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت نے سب کو یاد فرمایا ہی اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا ہجوم کرکے طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سامان لشکر جو تنا ہو طرف کوہ زبرجدی کے جاتا تھا ہر منزل پر شب کو اُتر پڑتا ہی صبح کرکے اُٹھتا ہی اور ہی رنگ مزاج کا ہوتا ہی لشکر والون پر تاکید کرتا ہی کہ یارو اب چلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھون کو بلایا ہی

اسی وقت لشکر تیار ہوتا ہے سب صفین باندھ کر ساتھ ہوتے ہین اسی جوش و خروش مین دن بھر رہروی کرتا ہے ہر جنگل مین ٹھہر جاتا ہے ملکہ سوسن کو یاد کرتا ہے جہان گل و غنچے پر نظر پڑی وہین عارض یاد آتے ہین یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہے

نظم

دام سے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے ۔ وہ غل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یون لگا لائی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو ۔ جس طرح سے کوئی تکہ بنکے کبوتر چھوٹے

ہو وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار ۔ دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے

طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانون مین ۔ قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے

دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال ۔ کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک ۔ اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے

بندہ خانہ ہے قریب آ تو قدم رنجہ کرو ۔ پاؤن کی مہندی تمھارے جو نہ دلبر چھوٹے

ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے ۔ نامہ بر ہاتھیون کے پاؤن مین بندھکر چھوٹے

صبر دل کو نہ کیا مین نے غنیمت جانون ۔ جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے

تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی ۔ پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

خوبرویون کی محبت کا برا ہے انجام ۔ تجھے لیکا یہ کہین او دل مضطر چھوٹے

پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا ۔ جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے

ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے اے رند ۔ پیشتر اس سے بلے روٹھ کر اکثر چھوٹے

اسی جوش خروش مین چوتھے دن قریب کوہ زبرجدی پہونچا یہان وہی میلا جما ہوا ہے مراد مند حاضر ہین سب طرف سے آوازین آ رہی ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا جلد مرادمندون کی مراد دیتا ہے صاحب اعجاز و کرامت آپ ہی تو پہلے دو سو خداوندون کا باپ ہے ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولادین ممکن ہوئین سامری و جمشید کیسی خدائی کر گئے آخر ناچار ہوے مر گئے اب آپ خداوند ہین ہم سب دردمند ہین کیا مرادین پوری کرتے ہو دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکایک جنگل مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی صدائین آنے لگین ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالمون سے

ہاتھ سے بچائیے ایک ایک لعین دیو خصال فیل شان ہے تقویر کے سے آواز آئی کہ ای زبرجد ذرا دیکھ تو
کہ یہ کیا معرکہ ہے کیوں میلے والے فریاد کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مرنے پر ہو رہے ہیں زبرجد شاہ
سامنے سے تقویر کے ہٹا اور تقویر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان بن کوہ تیغہ برہنہ
ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دوڑ کا کے گھوڑوں پر
سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہیں جس خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑ لی اور کھینچ لیا استون
گرا دیا جو خیمے میں تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یعنی پامال کیا اہل میلہ کا
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں لوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرتے ہیں زبرجد کو کوہان پکارتا
ہے کہ او بھیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہے زیر کوہ آ تو تیرا تاج اُتاروں تجھکو رسوا کرکے ماروں زبرجد نے
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تقویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند
کوہان اپنے ہوش میں نہیں ہے ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہے سارے میلے کو ویران
کر دیا ہزارہا آدمی مارا گیا میلے کے لاشے پھڑک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے جاتے
ہیں مجکو کلمات سخت کہ رہا ہے زیر کوہ بلاتا ہے نہایت بلبلاتا ہے حکم ہوا کہ او زبرجد
زیر کوہ جاؤ دیکھو تمھارا کیا کرتا ہے فوراً پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمھارا وہ کیا
کر سکتا ہے تم بادولت کو بخدائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہے اسپر بلا آسمان سے نازل
ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہے تو جاکر سامنے کوہان کے یہ کہو کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہے تو آپس میں لڑو ایک ایک کو دیکھ لے میلے کو کیوں برباد کرتے ہو
خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چلا
راہ میں جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیروں نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں
ہے زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہے کہ یارو مجکو
خداوند نے بھیجا ہے آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہیں وزیروں
امیروں کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے بہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا
کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کھڑا رہ میں آتا ہوں زبرجد نے جواب دیا کہ ای کوہان خداوند
ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس میں لڑو قدرت بھی تماشا

دیکھ رہے ہیں پرسنگ کوہان ستر تھر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت نے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لائیں ہم جنگ کو حاضر
ہیں کہیے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب
تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جس پر پھول گرا وہ پھول گیا جوش جرأت
سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بھاڑ پر چڑھ چلو زرجد کی طرف کوہان سنگ نے
گیشتا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ
ہوکر کھڑے رہ گئے کوہان نے آکر وزیروں پر یہ کہکر گرا کہ اس ملعون کو کیوں جانے دیا زرجد کو
پکڑ نہ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہر یار ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زرجد بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند میں نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ سب
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوئے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ رواں کا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے پر سب وزیر مارے گئے میں پہاڑ کے نیچے کوہان
معروف جنگ ہو دیا د ہوکر بالاے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور
جہاں جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو سخت بجائیگا زرجد شاہ
تو پشت دیر پر ہوکے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دار الامارہ شاہی میں جاکر تخت پر بیٹھا اور باتیں
بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سنانے لگا کہتا ہو کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہی کہہ دیتا ہی کیسا
خداوند ہی مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ چھت سے قصر کے آواز آئی کہ او یاوہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہی عذاب خداوندی میں مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زرجد کے دو ٹکڑے ہوئے اور
پھر آواز آئی کہ او بندگان من قدرت مردے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ وہی
زرجد تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہی بیان تو یہ کیفیت ہی وہاں کوہان پہاڑ سے
آکر لپٹ گیا گھاٹیاں پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گھاٹیوں کو طی کرکے بالاے کوہ پہونچا دیکھا کہ
جوان ساتھ ہیں پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوئے تصویر ہاے سنگی کہ ہاتھی ایک تصویر کی شکل
جا بجا کھڑی ہیں ڈنکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
بے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان جتنے ساتھ والوں نے بھی پلو کیا

اب تو لقو پر نے ایک چیخ ماری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
دھوئیں کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ میں دھواں لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا
سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانے کی
کوشش کی کہ جھونکا ہوائے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساختہ کردیا تھا
قدرت نے اُس سحر کو مٹا یا لو دو اِس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھکو جہنم میں جھونکا
دونگا تجھکو بوجہ کیوں غم والم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک لقو پر نے چلا چلا کے باتیں
کیں وقت وہ ہی کہ نور الدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نسترن و سوسن دست راست
اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ نسترن تمنے سنا ہفت پیکر چلا رہا ہی
میرے سحر کو مٹا رہا ہی میں نے پھولوں کا سحر ساختہ کردیا تھا اور پیروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ
شکست ہو وہاں پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اُسی بات پر آمادہ ہوئے
اب بالائے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہاں مٹا اب
کوہاں کا بچنا دشوار ہی اُسنے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑوں میں
آواز اُسکی سُن رہی ہوں کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی کوہاں کو دروازے پر دیر کے روکا ہی
وہ ٹہل رہا ہی یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤں نسترن نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا ہوا وہ ہفت پیکر بلائے روزگار ہی نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا میں
پھنس جاؤگی کہ وہاں سے رہائی ناممکن ہوگی غرضکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پریہ آواز لقو پر
نے پھر دی کہ ای کوہ زبرجدی اِس گنہگار کو لیتا اسکا تیرے علم میں مقام ہی کوہاں اسکا نام
ہی یکا یک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہوئے اُن گڑھوں میں سب
بیچا ندے بڑے گڑھے برابر ہو گئے کوہاں بھی ایک غار کلاں میں گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی
زبرجد کو یہاں بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا
قدرت آپکو بلاتے ہیں زبرجد تعریفیں کرتا ہوا چلا بالائے کوہ پہونچا سامنے لقو پر کے آیا
عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت
و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانوں کو عجب حال زار میں دیکھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے اُنکو باغ رنگا رنگ مین دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہی
لقمونے بہ غصہ آواز دی کہ او بے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
بندے ہمارے سنتے ہین حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہین بہشت واسطے نیک بندون
کے ہی اور جہنم واسطے گنہگارون کے تجکو کارخانۂ قدرت دکھا دیے تونے جو قدرت کو بُرا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اُسنے تمھاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تجھسے نہین ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جاکر نورالدہر کو روکے یہ دونون
جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہین گرداب جادو وہ ساحرہ ہی کہ ان دونون کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہی یہ یہین رُک جائین وہان تک نہ جانے پائین کیا عجب ہی نورالدہر کو
سوسن لیجائے اور ایرج کو توسن پہونچائے یہ دونون دربار گرداب مین پہونچین سے آگے
کوئی ساحر جائے راہ مین انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہین انکو ہٹا دے دونون کو آگے
نہ بڑھنے دے زبرجد نے کہا کہ مین جاکے تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے دربار مین آیا اور اُسنے ذکر کیا
کہ قدرت یہ فرماتے ہین کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہی کہ جاکر نورالدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا مین ایرج اُترا ہی اُس جنگل کا صحرائے کشت و خون نام ہی وہان سے ہٹا دے اور آگے
کو وہ نہ آنے دے قدرت تو فرما چکے ہین کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو مین جائینگے لیکن
قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہی خلخال جادو مصاحبون مین سے زبرجد کے
ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ ای شہنشاہ وہ آفت برپا کرون کہ صحرا سے وہ خود بھاگین
بھونچال جادو بہن خلخال کی یہ کہکر اُٹھی کہ بہن تم چلو مین سحر تیار کرکے آتی ہون خلخال اُسی وقت
ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلۂ نورالدہر چلی جہان نورالدہر اُترے ہین صحرائے بہار
چشمے جھَر جھَر بہہ رہے ہوے صبح کو یکایک خبر جنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے درخت جو سر سبز و شاداب تھے پاپتے زرد
مثل مدقوق درختون سے گر رہے ہین جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین جنگل مین خاک اُڑ رہی ہی
صحرا ویران کف دست میدان نسترن نے دیکھکر عرض کی کہ کنیز جاتی ہی ابھی دریافت کرکے

آتی ہی یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہی ای شبرنگ بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہونگے صحرا تپ رہا ہوگا
شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہی جو آپ فرماتی ہین اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سنکے
نسترن اُٹھی سوسن نے کہا کہ بندہ بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمایئے مین جاکے دریافت
کیے لیتی ہون یہ کہہ کے نسترن باہر نکلین صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسین کہا حضور مین پہچان گئی
یہ کہکے دستک دی صحرا سے بونڈلا گرد کا اُٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن کے
آکے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ ادے جاکے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہی صحرا کیون ویران ہوگیا
چشمے کیون خشک ہوے درخت کیون خشک پڑے ہین وہ جوان ایکجانب بھاگا غائب
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑتا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہی سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست بستہ
عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے مین بی غلغال آکر اُتری ہین سحر کر رہی ہین رات سے اُنھون
نے سحر شروع کیا ہی ابھی ختم نہین ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا
آب و دانہ اس جنگل مین طائرون کو نہ ملیگا غلام آپ کا جا کر سب سامان دیکھ آیا ہو تنہا سنے
مین بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین نسترن نے اسی وقت کالے روئی کے جھولی سے نکالے کنارے
لشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا وہ
بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ
پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیان پڑین تھوڑے ہی عرصے مین ابر پھٹنے لگا
چشمے جو قریب پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر یکایک دھواں ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینہ کا برسنا موقوف ہوا چشمے جو قریب تو مملو بہ آب تھے بالخاصہ ہوگئے پھر خاک
اسی طرح اُڑنے لگی بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑے سے
عرصے مین اسقدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخین پیچ و تاب کھا کر
گرین گل بوٹے مرجھائے غنچون نے دہن اپنے بند کر لیے رنگ پھولون کے اُڑ گئے درختون سے
مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آ گیا منہ کھول کر زمین پر گرا ملکہ نسترن بھی پسینے پسینے
ہر چند کہ سنگین دیتی ہین چاہتی ہین ابر قائم کر دون پانی برسے چشمے و جوئے مملو ہو جائین مگر
ابر نہین آتا جب گھر کے آتا ہی تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہی اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہی کہ

ابر

ابر لخت لخت ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے
دسنکین دبتے دیتے ہاتھ سرخ ہوگئے انگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ نسترن مجبور
وناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون ہوا ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر
خلنخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین
سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر نسترن کو ہٹا یا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا
کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑا یا آواز
دی کہ ای ابر بارسیہ رو جا کر لشکر خلنخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بدحواس
ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلنخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر
سیاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو
معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین
فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلنخال باہر نکل آئی دیکھا اُسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے
آگ گر رہی ہی اُسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹاؤن ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہی
عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے
عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبرا کر خلنخال نے
حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ
آگ کی دیوار کھینچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف لشکر
نورالدہر کا تھا اُدھر راستہ تھا سب کے آگے خلنخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر برستا ہوا
بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا
جب لشکر خلنخال کا مقابلۂ نورالدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئین
خلنخال مقابلے مین اُتری اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن ونسترن ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے پلٹا یا اور کئی ہزار آدمی میرے
لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی
یہ کہہ کے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلنخال مین

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی
حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگین چار پہر رات تیاری
ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان
کو لیکر قلعۂ مغرب مین چھپا شاہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع
میدان چرخ زبرجدی مین آیا میدان تمام نور و روشن ہوا دونوں لشکر میدان مین آئے اُدھر
سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آئی اژدر پر سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی
بال کھلے ہوئے میدان مین آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران گرم لرزان و ترسان ادھر سے
لشکر نور الدہر بصد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچا اک نسترن و سوسن جادوستان زین بال
پر سوار آمد۔ خلخال دیکھ رہی ہین کہ لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئیں اور جمین نقیبوں نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار مین جاؤن کہ یکایک
زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ نسترن طاؤس سے گرین سنبھل کر اُٹھین اور ہزارہا کنیزین زمین پر
گرین پڑی تڑپ رہی ہین اُٹھ نہیں سکتین نور الدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی
کہ لیکر بھاگون نور الدہر ہرچند روکتے ہین مرکب نہیں رُکتا راؤن مین بیچین ہی چاہتا ہی
کہ طرارہ بھرون یا الف ہوجاؤن نور الدہر نے کئی کوڑے مارے نسترن نے دیکھا کہ زمین
کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نسترن نے پڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزین جو گری
تھین پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھین وہ اپنے مقام سے اُٹھین اور سنبھلین
سامنے نسترن کے حاضر ہوئین کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ
رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام
ہی یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جاکے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال
جادو پر جاکر برسا لشکر مین بھونچال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے
بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہیں کرتی
آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوئے ہین میدان مین جاؤ مین لشکر حریف کو تہ و بالا کردونگی
مین یہان سے پانچ کوس پر بھی وہان جاکے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی میرے

لشکر کے جلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر ہٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی اب
تم میدان مین جا کر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جب کر
ٹھہرے تب جا کر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا
سے ہٹا وہ یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو وہان بڑی بڑی جادوگرنیان
جمع ہین اگر انکے مقابلے مین تمکے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلخال کو ایسا
گرمایا کہ خلخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ملکہ نسترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلخال کے آئین خلخال نے اپنے
کو پشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھولدیے منھہ سے شعلے چھوڑنے لگی وہ شعلے آتش کے
قریب نسترن آئے نسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پاٹ کر خلخال پر گرے
نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ
شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جا کر گرے کئی ہزار ملازم خلخال و بھونچال کے
جلے جب تو خلخال نے ایک مار سیاہ منھہ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ
پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلخال دوڑی
بھگے خلخال چلی جاتی جاتی ہو نسترن بھی اسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے
غائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ بشکل
ساحر جیتا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس نسترن کے
پہونچایا کہا ہوا زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو نسترن نے سوزن
اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھہ سے خلخال نے
توڑے ہاتھہ مین نسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہوگئے پانون مین بیڑیان پہنائین چاہا کہ
سر زنجیر بمقام کر لیجاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر
تیار ہوا آواز دی کہ ہین کیا کرتا کیا خوب سحر کیا خلخال نے کہا کہ ہوا ایسے سیکڑون شعبدے
یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھہ سے بچ کر کہان
جائینگی شبرنگ قریب پہونچا کہا ہوا دیکھو بی سوسن آتی ہین خلخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قعد پاک خلخال کے مرتے ہی لنسترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی
لنسترن نے کہا کہ ای شبرنگ یہ بڑا کار نمایان کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین
نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی ہتھکڑیان بیڑیان خود پہنین اگر اپنے ہوش مین
ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنسترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے
ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھونچال نے مرنے
کی آواز خلخال کے سُنی تھی سمجھی تھی کہ شاید ہن نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا
کہ آگے آگے لنسترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے دیکھ کر
بھونچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ
و لنسترن پر آپڑے لنسترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ معروف جنگ ہوئی سوسن بھی
جا پڑی نور الدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نور الدہر آئی ہر جسنے سحر
نور الدہر پر کیا اسنے اُس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیان
اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آکر مل گئین لشکر بھونچال مین زلزلہ پڑ گیا بھونچال بھاگتی پھرتی
ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجدی پر شور پسکی مین سے
ہفت پیکر آواز دے رہا ہی کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون بچا یک
زبرجد سے کہا کہ او غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچال بھاگی پھر رہی ہو کسی
پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ جاکر سر
نور الدہر کا لاے زیر کوہ سکآن فیل در کھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ ای
بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکآن
کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اُڑا کر قریب سکآن فیل در آئے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سکآن گینڈے پر سوار ہو کے چلا اُس وقت پہونچا کہ
بھونچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن یہ تو ل
رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکآن فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
بھونچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہے ہین

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہی کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو آیا ہون یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہان کنارے پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان فیل در سے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کردیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے صرف قبضہ ہاتھ مین رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دائی ہو کر خالی دیا خالی دے کر خبردار خنجر کو کے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گینڈے سکان کے چار ٹکڑے ہوے چار لاکھ فوج جو اسکے ساتھ آئی ہو وہ سب لڑائی مین مصروف ہو گئی طہماس نعرہ کر کے جا پڑا ساطور کو گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین اب بھونچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہو کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یون مار لیا کہ جیسے باز کے پنجے سے عصفور نہین بچتی بیک ضرب ساطور دو پرکالے ہوے فوج بہت ہو لیکن بیدل ہو رہی ہو سب چاہتے ہین کہ بھاگ جائین سب نے کہا کہ آپ نعرہ کر کے آگے بڑھین تو اہل فوج جم کر لڑین یہ سنتے ہی بھونچال نے علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت اپنی ظاہر کرو اور مسلمانون کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہو کہ یارو نہ گھبرانا چار جانب سے لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھونچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر نور الدہر بہت کم ہو دونون جادوگرنیان ایک جانب جانبازی کر رہی ہین جم جم کے سحر دیکھے ہزارون کو مارا صحرا مین خون کے دریا بہ رہے ہین نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہین سوسن نے پڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوارین گرین نیزے برسے لون کے دریا بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہین سب جادوگرنیان ساتھ پہلوان گھیرے ہو نور الدہر کو جو دیکھتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکے نعرہ کیا ۔ نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فگند درمیان معاف

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

چو تیغ علی برکشم از غلاف
زگاو زمین تیغ و بن بر کنم

	سنم نخل بستان صاحبقران		سنم شیر دل صف شکن نوجوان	

ایرج نوجوان مع لشکر آکر گرے توسن نے بڑھکر پھوپچال پر سحر کیا پھول برسے پھول ہوش
گرے پھوپچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ ای ملک عالم
مین کنیز ہون میری تو یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی **نظم**

متاع وصال کی لذت اٹھائیگا پھر کیا	گدا کو دیگا نہ منعم تو پائیگا پھر کیا
شب فراق صنم سر پہ لائیگا پھر کیا	یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا
ہزار بار کیا میرا امتحان اسنے	بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر کیا
جفا و جور نہ کر اسکے بندون پر او بت	خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا پھر کیا
وہ گھورتے ہین بڑی آنکھ سے عتاب بہ لب	مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر کیا
رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار	یہ آنکھین کور ہون انمین سمائیگا پھر کیا
کرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لیے	وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا
وہ بے وفا ہی نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا	جو زندگی مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

یہ اشعار پڑھکر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ خدمت مین اس ملعون و
بد کردار ہفت پیکر کی یہان کیون جمے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تمہے کچھ غیرت نہین دیکھو مین
تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ مارا گولہ پھٹا اور تلوار
برسنے لگین کئی سو جوان مر کر گرے ایرج و نور الدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑھکر
نور الدہر نے ایک یکہ ران کو مارا جوش جرات مین منھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان
تھا دوسرے کو بڑھکر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیمار تھا یہ صاحب تن و توش
تھا نشہ جرات سے بیہوش تھا نور الدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت باتین کی نہ لو
ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو سپر پہ کاٹ کر ہاتھ مارا ایرج
بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ منھ پر نہین لیتے نور الدہر
نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے سر
زخمی ہوئے طہماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران وای فرزند دلبند قاسم نوجوان

آپس میں لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کرو ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ او ملم قد سے تیری شامت آئی ہے یہ کہکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ اے ایرج طہماس نے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگرگاہ تک پہونچتا اب بھی اسکو پاس ہے دوستی اسکا شغل نہیں ہے ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتی گیر زادے آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہے پڑے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہے کہ تمھاری نالائقی ظاہر ہو نور الدہر نے چاہا کہ جواب دوں بھونچال نے اتنے عرصے میں ہزار ہا اپنے ملازم قتل کیے قلیب فوج میں جا پڑی چہار جانب گوڑے مارنے لگی قریب ہو کر سب بھاگیں کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ او بھونچال کیوں تیری شامت آئی ہے یہ آواز سنکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ گرا بھونچال کو اٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا فسرین کو اٹھا لے گیا ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچ کر چلے تھے کہ آپس میں لڑیں کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن رشک قمر زیور و لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہے

نظم

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردا اٹھا	آسکے کاندھا دیا آکر تو جنازا اٹھا
زہد و تقوی سے بھرا ای رندین گھرا اٹھا	پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اٹھا
شکر کر قید سے صیاد کی ہو دل ہے رہا	آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اٹھا
قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی	دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اٹھا
جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا	قد آدم مری تعظیم کو سینہ دریا اٹھا
نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم	آتش طور نہ پھر آگ نہ وہ شعلہ اٹھا
کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے	دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اٹھا
اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل	تو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اٹھا
حشر کو ہونی ہے اک تازہ قیامت برپا	گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اٹھا
جسکو تیرے لب جان بخش نے مارا قاتل	حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اٹھا
سنکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر	آج دنیا سے مرا چاہنے والا اٹھا

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نورالدہر نے کان لگا کر سُنا مگر برق
و عمرو جو لشکر ایرج مین تھے جس وقت بھونچال کو پنجہ اُٹھا لے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر
بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونوں
جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہین اور نورالدہر اپنی جانب
اُس نازنین نے کہا کہ مین نورالدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہے مجھ سے
زیادہ خوبصورت ہے اور کم سن مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین
نے آواز دی کہ اے گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریاے جواہر مین غوطہ زن
اُسنے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طہماس کے چند اشعار گائے طہماس
بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر
سامنے نورالدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ اے شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین
کا نورالدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ اے طرار چمن پیرا عیار تیرا خواہان ہے کہ پہلو سے
نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر
شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہین تو مل کبھو ارویے ہوے
آ دُکھ گئے ہوش مین تو تک اک سدھ بھی بجھو
جی ڈوبتا ہے اُس کہسر ترکی یاد مین
اس چاک دل کی چشم سے ناصح لہو تھمے
کافر ہوے بتون کی محبت مین میر جی

پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوے
اب تو نشے مین جلتے ہو زخمی کیے ہوے
یا اِن کا رعشق مین ہم مر جیے ہوے
ہوتا ہے کیا ہمارے گریبان سیے ہوے
مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صدا سے سیتا کی آئی
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین سے
صدائین مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا
نہ دوست کا لشکر ہے نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہے عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہی کہ خود ہفت پیکر آکے سب کو لے گیا اب اُن سب کا
پتہ ملنا دشوار ہی چل کے صاحبقران سے اطلاع کرین خواجہ و برق تلاش مین صاحبقران
کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گذارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طماس و شبرنگ
نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیہوش ہوگئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا
اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی تصویر سنگی باتین کرتی
ہی نور الدہر و ایرج و طماس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی
کہ ای بندگان من کیو نکر حاضر ہوئے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہین ای
زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چندے چین کرین اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ
اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی ہی سزا واجب و لازم ہی دیکھا کہ ایک زنگن بھونچال کو
لیے ہوئے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی مین اسکو بڑے جبر سے لائی ہون راہ مین اسنے بڑے بڑے
مکر کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی زندرا سکا کم ہوتا تھا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچا پایا
تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی رہے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر
خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دناتے کی
آئی صاف اُس دناتے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر
عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدمتگزاری موجود ہین دھوان
جو ہٹا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چارون آدمی بیقرار ہوئے
پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف ومہر کی جسپر نگاہ کرتے ہین ۔ جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین
تمھارے واسطے کرتے ہین خاد دیوانی ۔ تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی ۔ حلال کرتے ہین یہ بانگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی ہے ہم تک ۔ خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کسے ہی کیسا پیار ۔ جو قول ہارتے ہین اُسکا نباہ کرتے ہین
مزا اُٹھائین گے عاشق کے خون ناحق کا ۔ عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دل میں راہ ہی کچھ — ادھر سے بھی وہ نگہ گاہ گاہ کرتے ہین
غفور اسکو سمجھتے ہین تجھکو کیا دل غلط — ثواب کرتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہمکو — وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین
غرور حسن سے اسکا خدا کا خوف نہین — جو مر بھی جاؤن تو وہ کب نگاہ کرتے ہین
شب فراق مین ہمسے تو نالہ رک دیکھا — وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین
خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا — وہ با مُرد ہین جو طے یہ راہ کرتے ہین
کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم اے زاہد — ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دل مین درد ہی کیا — پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

کہ اندر سے قصر کے چارون نازنین گلبدن پشت پر اُنکے دو دو سی کنیزین آکے ان لوگون کا استقبال کیا مکان مین لائین مقام صدر پر چارون کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی دن بھر تو یون گذرتا ہے شام کو بعد نکال آکے اُس مکان مین جاروب کشی کرتی ہے جاروب کشی کر کے سامنے نور الدہر و ایرج کے آتی ہے کہتی ہے کہ اے شہریار آپ پر عنایت قدرت ہے ہماری بھی خطا معاف کرائیے نور الدہر و ایرج جواب دیتے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے دونون جادوگرنیان نور الدہر کے ساتھ کی نسترن و سوسن اور ساتھ والیان ایرج کی گلپوش و توسن و شاہ ممتاز وغیرہ بھی صحرا مین بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا شاہزادے انکے ساتھ ہین لیکن اپنے ہوش مین ہین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیون کے ہین ایک نگہبان سیاہ رو تیغ در دست دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہے بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہے شاہ بابا پڑتا کہتا ہے کہ بہتر اسی مین ہے کہ قدرت کو سجدہ کرو یہ ثابت قدم کوے دینداری جواب دیتا ہے کہ جبیر لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کرین اب اُسکے اختیار مت ہین جس طرح جی چاہے پیش آئے مگر خواجہ و برق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرائے سبزہ زار مین اترے ہوئے ہین رفقا ساتھ ہین یہ فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو برق نہ چلے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ و برق آتے ہین امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد تو کسی سے
مقابلہ نہیں پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے میں صاحبقران کے
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح زدوکش ہو صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو
سب باتیں دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم پر
کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاءاللہ بڑے لطف سے لشکر رستم زدوکش ہو تحفہ جات پاچکے ہم
فکر لوح میں معروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر پارۂ جگر یعنی ایرج نوجوان و
نورالدہر بن بدیع الزمان آپس میں کچھ تکرار کرکے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام
ایرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ اُن دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جاکے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع ہوا تھا یا دوگر نیان عمدہ عمدہ ہمکن ہوئی
صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر اُن شیرون کو گرفتار کرکے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہیں ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
شیرون کا شیر کب رکتا ہو انشاءاللہ وہ صاحب اقبال ہو ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ
اُسکو جاکر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نورالدہر کسی مقام پر رہجائیں گے
آپس میں آنکھیں ملنے لگیں جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے یہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کرکے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس میں
دست رستی دوست جیسی بگڑا چاہتی ہیں فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
ہووے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بھئی ایرج بھی بے مثل ہیں اور نورالدہر بھی
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہوگئے عادی کو بلاؤ میں صحرائے گرداب نشان میں جاکر
کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہاں پہونچائیگا تو حال لوح آپ کھلیگا میں جاکر رہائی ایرج و
نورالدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیرون پر کچھ افتاد پڑجائے مجھے اُنکا قید ہونا
بہت شاق ہوا انشاءاللہ چل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اتالہ بارگاہ کا چلے
عادی نے اُسی وقت اتالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر
جب سوار ہوچکے سب سردار اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے لندھور شبرنگ تازی پر

مالک ماریان شکیب یہ تھوڑے عرصے مین لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر
بڑھائین تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا
کہ بخیر و عافیت مین لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین فروکش ہین مین نے خبر مفصل پائی ہو کہ اُنکا
بھی طرف صحراے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہو امیر نے فرمایا کہ مین نے صحراے
گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہین کہ گھوڑے کو
بڑھاوین کہ پہلوے دشت سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پشت پر
ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین گھوڑون کو بڑھائے ہوے آتے ہین وہ
پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ منم سالوس فیل پیکر یا
صاحبقران حکم خداوند ہو کہ ان صحراؤن سے نکل جائیے آپکی بدعت تا بہ قدرت پہونچ چکی
اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو ہم فتح طلسم کی فکر مین ہین
انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہین اس مقام سے بھی اسکو بھگا دینگے ہفت پیکر
اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا کہ صحرا
سے دوسری گرد اڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانون کے رواروی
کرتا ہوا آتا ہو ایک عیار طرار مکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے آراستہ
نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہو اور کسکے مقابلے کا خواہان ہو
عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو
روکنے آیا ہو اور امیر با توقیر طرف کوہ زبرجدی کے جانے ہین نقابدار مرصع پوش نے
فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہو ہر چند کہ پہلو مین ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اُسنے
کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائین مین جاتا ہون یا اسکو باندھ کر لاتا ہون یا سر کو قدم اقدس
پہ نثار کرتا ہون لیکن مرصع پوش نے نہ مانا گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا
تین ٹھکانون مین آیا آکر مقابلہ سالوس مین پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف
آکر ٹھہرا عیار کو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد
آپنے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہین معلوم

کس خاندان سے ہی خواجہ و برق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا
کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہی یہ ارابے زرد و سرخ و سفید کے جو ساتھ
ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی اور نہایت جوان آدم
معلوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اُسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل
یہ چاہتا ہی کہ جاکر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کرون لندھور عرض کرتے ہین کہ ای
آقاے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے شخص صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار
سالوس سے نگاہ وزن ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار
اور چھ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھر کر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہو اکہا
کہ او طفل بے ادب حربے کرلے کہ تجکو حسرت نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین
آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی
کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغ نیام انتقام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے نقابدار
پہ ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلاتکلف
تلوار کو اُسکی تلوار بدو کا روک کر سر کو بچاکر کمر پہ ہاتھ مار دیا شب سے تلوار گذر گئی شل خیار تر
کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار
پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر
کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاک تاک کر
کمیدانون اور رسالداروں کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج
کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی بچشت و پلو
سے خبردار عیار بشت برشتی بالی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اسکو گرا دیا بھی
حقہ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے
نے دو لتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوے جب عیار
حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ اُستاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کریں اُسنے حقہ
مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہی جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و
تیغزن ہی یہ عیار بہ فن ہی نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف بہ آسیب سپر تلوار کو اسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مار مع
علم علمدار کو قتل کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم والم گرا آخر بیرؤ تھے پڑاو پر آئے نقابدار
پڑاؤ پر بھی جا پڑا خیموں میں آگ لگا دی خیمے جلنے لگے پڑاؤ لوٹ لیا آخر اُن سبھوں نے بمشکل جی
اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا
سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر کیا کہنا
کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے سالار کو مارا عین میدان میں آکر اُسکو للکارا ہم
چاہتے ہیں کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں گل کس گلستان کے ہو ماہ کس
آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیوں ڈالتا
غلام یہ چاہتا ہی کہ آپ سے امتحان کرے ہاتھ آزمائے صاحبقرانی غلام کو طلبیں یا میں بھی
بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت رہوں صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج
میں آئے میں ابھی موجود ہوں نقابدار نے کہا وقت پہ موقوف ہی ابھی تو غلام ایک مرتبہ
حاضر ہوا ہی صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کار نمایاں ہاتھ سے نہ از سند کے ہوں تو البتہ
دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج
میں آئے جو اشیا کہ باعث صاحبقرانی قرار پائے ہیں مثل اشقر دیوزاد و تیغۂ صمصام و قمقام
و نیمچۂ سہراب یل و سپر گرشاسب نوجوان و گرز سام بن نریمان جب میں نے پردۂ
قاف کا سفر کیا مصائب بہی اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت
طبیعت پر ناگوار ہی فرزندان دلبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر
عنایت پروردگار سے اُنکو زیر کیا اور بلنے بچانے ایک نقابدار زرین پوش اُنھیں اشیا کا
خواہان آتا ہی اسکو البتہ مثل اپنا پایا ہی جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا
اُسکا البتہ خیال ہی اور آپ کے جب مزاج میں آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی ای

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہین مین بھی خوشہ چین خرمن حضور
ہون مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے
چاہا کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہی کہ عیار نے عرض کی کہ ای شہریار بس
اب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے
نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اُڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا
کے نکل گیا صاحبقران اُسی مقام پہ اُتر پڑے فرمایا کہ ای عادی کل چار گھڑی رات
رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون
فرزند قید خانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ اُنکو جلکر رہا کرون زیر کوہ زرجبدی
تلوار چلے لشکر اُسی مقام پہ صاحبقران کا آج پڑا پہلوان عادی اٹالہ بارگاہ کا لیکر تین
کوس آگے بڑھ گیا خواجہ برق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت
کرو دیبانہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحر اور پہلوانون کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہین
اگر بارگاہ پہ کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ ای شہریار آپ بخوبی
آگاہ ہین کہ قرضدار مجکو گھیرے ہوے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانین گے کہ بھاگا جاتا
ہی لہذا اُنکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے
خواجہ عمرو نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہوگئے اسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش مین
عادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اُترا ہوا ہو بارہ ہزار قزاق بیچ بی بی آل
بارگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چھوٹے ہوے چر رہے ہین قزاق درختون
کے نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درۂ کوہ تھا خواجہ و برق ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے
زلف لیلاے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت
پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھون مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا دور ہی سے نعرہ کیا
کہ باشیما ای مسلمانان حکم قدرت کا ہی کہ اٹالہ بارگاہ کا چھین لاؤ منم قرطوس فیل دریہ کی
عادی پہ آپڑا خراب بی بی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُٹھین قرطوس آگرا ہزارہا قزاق
مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

زخمی ہوا چالیسون بھائی عادی کے ارجد عادی دوریا بار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو اجلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا
عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو
گھوڑے سے اُتارا ہوادار پر سوار کر لیا اڑتے بھڑتے قزاق پہلوان عادی کو لے نکلے اٹالہ بارگاہ
کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے مین کیا اور یکدرن صحرا کے چلا عمرو نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
مین کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوے جاتا ہے برق فرنگی نے
قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش آکر ہو بڑھ کر قرطوس کو رد کا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار مین عادی کو
گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اُبھرا اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت
چورنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا
افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
اٹالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
اُستاد والا نژاد ذرا یہان تشریف لایے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو قریب
آئے تو نقابدار نے کہا کہ تحفجات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھکو ملی اب اسکو لیجاؤ عمرو
نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائین گے کہ بارگاہ مجھے نہین پائی
ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھینی ہی مجھسے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آیندہ تمھین اختیار
نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلا لے عیار جست وخیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر
قریب تھی عادی نے آگے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
بارگاہ پائی اُسی مقام پر اُترا اسکے سر مین دوا لگائے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر اٹالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آتے ہین عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن فکر مین
ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا اب
ساحر روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہین عادی اتنا لیکر تین کوس آگے بڑھکر اترا
دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی
وہ جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صداے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غریو سنا برق کو بلا کے
کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غریو ہی برق نے جا کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
آب چنگاریان بنکر لشکر پر گر رہے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ کسی ساحرہ کا کام ہی
اُسی نے یہ تہلکہ ڈالا ہی جا کر اُسے مارون یہ سوچکر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے
لگے ہوے ابر اٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
سحر کر رہی ہی کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ منم قطرہ زن
جادو ای ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک
ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے اسقدر
دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہی اسکو پڑھ لے جو حکم ہی وہ جلد بجا لا ساحرہ نے سر اٹھایا
اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے زمین
جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے
پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھا تالا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھکا
انگوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
جل گیا برق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپنے دی مجھکو قدرت کا حکم
نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جا کر فریاد
کرونگا ساحرہ نے اُٹھ کر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت
اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او لنگوٹے چھورے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھکو
قدرت کے سامنے لیچلون وہان جا کر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہی کہ جہان عیارون کو پاؤ قتل
کرو لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہی یہ کہکر کمر مین بجھبہ دیا

برق کو لے اُڑی برق راہ مین ہر چند فقرے دیتا ہی لیکن قطرہ زن نہین سنتی خواجہ عمرو
انتظار مین کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ برق کی کمر مین پنجہ دیے ہوے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منھ پر ہاتھ پھیرا
پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام کی
ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہان تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا
ہے قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیون ساحر کیا کہتا ہی
عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان سے آتی ہو کہا مین بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ مین بیٹھ کر سحر کیا
یہ مجبور یہان پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر مین نے پہچان لیا تو کون ہی کہ جو پوچھتا ہے
خواجہ عمرو نے کہا کہ مین طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہون ابھی
درۂ کوہ مین بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو
گرفتار کرکے اس طرف لاتی ہی اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا مین بموجب حکم خداوند
آیا ہون اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے مین خدمتگزاری کرون قطرہ زن
نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہین مین اس وقت بہت خوش ہون کہ
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتین کرتے ہوے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو وہ
قدرت خود آتے ہین زبان سے کیا فرماتے ہین قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہان عادی بدحواس
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جا بجا
اُڑتے پھرتے ہین جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اُسی وقت اُٹھا بارگاہ کا لدوا یا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سردارون
کے کوچ کیے ہوے آتے ہین ان مقامون پر جو آکے پہونچے حال نقابدار سُنا کہ قرطوس
کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دسبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچی ہے اب مین اپنے کو جلد
پہونچاؤن عمرو نے کہا کہ مین آگے بڑھون صاحبقران نے جواب دیا تمہین اختیار ہی

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اُس ملعون کی
تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ قید رہتا ہی خواجہ عمرو و برق بانہائے
عیاری سے آراستہ ہو کر پاے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کو
بعد دو دن کے ایک صحراے پُر فضا ملا تالاب جابجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوے طائر
درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پر فضا مین اُترے صبح کو کوچ
کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی
ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلنے ہین شام کو
پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سردارون نے عرض کی کہ غلامون کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین
دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پر اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے چند
تیر ترکش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختون پر رکھے
دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے
اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا امیر اسم اعظم پڑھا کہا کہ
اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اُس
زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ کھول کر خشک
ہونے لگے درختون سے پتے زرد ہو کر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر
اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا سب طرح
کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر بیار لاکھ
ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلۂ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم
بوزینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف
اسی صحراے نوخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکا تا اب ہر
میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجون سے
بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحرون سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آمادہ حرب و پیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران کو
پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی
بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر
چمکا بقول شاعر

نظم

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزاں سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اک بار
سپہ انجم سیاہ روبہ فرار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو
شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر بعد گرد و فر میدان کارزار میں آئے
صفین جمین نقیبوں نے نقابت کی کوکمت کڑکا کہکر ہٹے بوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا
سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہی اُسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے بوزینہ کے آیا
اجازت لی کہا کہ حضور میں صاحبقران کو للکارتا ہوں بوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم
باطل السحر ہی سہمان نے کہا کہ میں سمجھ لونگا یہ کہکر میدان میں آیا جادو گولے چار طرف پھینکا اور
پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے صاحبقران نے اشقر نکالا اور
مقابلے میں سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش
گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر جا پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہی امیر یا توقیر جس طرف دیکھتے ہیں شیران صحرا حملہ آور
ہیں صاحبقران نے خنجر ترخ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا
شیر غائب ہوے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزارہا بندر پیدا ہوے قریب
صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر با توقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکایا بندر کود
کود کے درختوں پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے پھر تلوار چمکائی اور اسم اعظم
پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا بوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیر کر
صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آ پڑے امیر تلوار چمکا کر ساحروں پر پہونچے اسم اعظم
پڑھتے جاتے ہیں ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلواریں کھینچ کر امیر کے شریک ہوے
صاحبقران نے بوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب میں چلے اب خواجہ کا

حال سنیے کہ خواجہ عمرو و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے
برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون
زبرجد سے معاملہ طی ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے
اُٹھاکر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص یوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تھی اُن
اُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا یوزینہ کو مقابلے مین
جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا ہے
تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
اُسکو وہین روکنا زبرجد یہ مضمون پرچہ پڑھکر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرائے شہر مین اُتر چلیے
مین آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرنائی
چار پانچ لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالائے
کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اُسنے تصویر کے سامنے جاکر دہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو
بجا لاؤن فوج حمزہ کو بڑھکر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے
روکے سے نہ رُکیگا میلے مین آکر خلل ڈال دیگا لیکن جاکر میلے سے باہر صفین باندھو کہ حمزہ کا
یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ
یہ کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب
بیچ میلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر کھڑے ہوگئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے
اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُترکر مقابلہ کرو حریف
کو جیتے جی نہ روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی
یہان دوکانون پر ہین ان رستون سے کیا مسلمان گذر سکینگے جس طرف سے نکلین گے
ہم لوگ مار لینگے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار
آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہیں فوج والے لرزان
و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوے آتے ہین نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو آوازین
آرہی ہین نعرۂ صاحبقران کی وہ صدا ہوئی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند
چیختے ہین تصویر بالکل جواب نہین دیتی جب بہت لوگ چیخے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہین
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھین سپہ سالار غصے مین کیونکر لڑ رہا ہو سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھوان نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے اور
لباس معقول پہنے ہوے قباے زربفتی زیب جسم موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے
مین اُڑا ہوا جاتا ہو کل میلے والون نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند
چیختے ہین تصویر سے آواز نہین آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے اُنھون نے
جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہین یہان جو
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی مین دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھے ایسا شعبدہ باز
ایسی فاش شکست کھانے کہ ہوش درست نہین بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے
میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے مین مقابلے مین پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے رہتے تھے لیکن مین اُسی زور و شور سے لڑے گیا جو
کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا مین نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پاؤن مین اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے مین طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار ہوے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوگیا لاتی جنگ
کے ہوے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے آخر مین یہ ہوا کہ زخمی ہوگیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
حکم خداوندی ہو صفین تیار کرو کہ بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی

اسیر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کرکے گرفتار کرے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائینگے بوزینہ قریب زبرجد کے آیا پائے تخت کے ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہے کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے آگے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار پشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کرکے فوج زبرجد شاہ پر گرے ۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال | سمندون ز چشمم فراری شدہ
زمین دیو عفریت عاری شدہ | ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہرہا دار اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام شد

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا ۔ نعرۂ لندھور ۔ جزیرہ ہائے دریا اگر قسم تا بہ ہندستان اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا ۔ نعرہ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا ۔ نعرۂ بہرام ۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار پشت پر فوجیں بیشمار فوج زبرجد پر گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا بوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا ادھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے انکے ساتھ والون پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی بوزینہ کوتاہ کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر سحر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ اسکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے تیغ زن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکایک بوزینہ نے جو سحر کیا تلوارین رک لیں حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوئے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پہ حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیارون کی بھی کمتین چلیں خنجرون کا کاٹ کم ہوا مزاج عیارون کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچا کر بھاگ جائیں فرامرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیارون کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھس گھس کے
لڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گذار معروف
جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزارہا ساحر مار کر گرائے یا چلیے کھڑے ہین
کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز جو اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدلگامی
کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین منھ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائین گھوڑے
اپنے قابو مین نہین رہ رہ کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز فرامرز
کا یہ حال دیکھکر تیر زین کھینچے ہوے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مسخرے بیچ جنگ مین
یہ کیسی پریشانی مثل آئینے کے حیرانی یہ کوہ کے جا پڑا دس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے
بڑھکر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہاے آتش نکلنے لگے بے آگ
جلنے لگے ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھلتے کئی سو سردار اس مقام پر آکے
پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہو کر پشت
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہزا اپنے پیرون کے
نام لے لے کر پکار رہا ہے کہتا ہے کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تمنے مانگا وہی دیا
شراب کی بوتلین صدہا تمھارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا
کسی طرف سے کچھ خبیر پیدا ہوے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھکر جھولی پہ ہاتھ
ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی ای شعبدہ بازو تم جلد آکر حاضر ہو
تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کرلین
سامنے ایک نخل تھا اسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اسنے پکار کر آواز دی مثل انسان کے
گویا ہوا کہ ای بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر کر رہے ہین
چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل مشکین کہ یہی سب مل کر صاحب قران کو گرفتار
کرلین بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہے میری شعبدہ بازی مین عجیب
ہے کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کرکے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
اب آج کیا رکوگے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا طلسم ہفت پیکر

برباد ہونے سے بچیگا زبرجد نے دیکھا کہ بوزینہ بڑھتا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب
سحر پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جہان جیزون کو بوزینہ
پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرتے ہین گرنے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ
جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریائی رواق تھوتھنی غنچہ رنگ گل تیز و طرار اپنے راکب کے
خیرخواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اُٹھاتے یا طرارے
بھرتے ہین کہ سوار کو گرادین دہانہ چبا رہے ہین کف منہ سے جاری چہرون پر اُداسی پریشانی
یا سبزہ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین
زنجیرین پڑی ہین بوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کرون کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑین غرض پھر
ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار صید گیران سب کے
دلون پر قبضہ کر کہ حمزہ کو یہ سب گرفتار کرلین تجکو شراب پلاؤنگا روز تیرا پوجا کرتا ہون پہلو
سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام
کے رنگ جارہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما جاہتا ہی مگر خون اپنا نکال کر پھینکو
خونخوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے
کہنے کو خلاف جانتا ہی بوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون
کیا کسی بات مین عاجز ہون اُن چیزون کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہوجاتا
مین نے تم ایسون کو پوجا پاٹ کر کے قبضے مین کیا یہ کہکے جھولی سے کارد نکالی ران پر
اپنی چھری ماری خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھرلے جسقدر بن جاہے
خون جسم کا باہر دولت کے لئے یہ کہکر خوب قہقہہ مارکے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ
کہان جائیگا منہ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تاکے ہوے کھڑے تھے دہن بوزینہ کا
تاک کر تیر مارا حلق پر پڑا گدّی کو توڑ کر لیا۔ گندا مرا بوزینہ کا مرنا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری
و برفباری ہونے لگی عرصے تک ہواے تند چلی اسکے بیرون نے آواز دی کہ گشتی مرا نام من
بوزینہ منزل دراز بود زبرجد شامت ہوا آخر بوزینہ کا دیکھانہ ہمہ والون سے کہا کہ یہ
آسمانی تیر کہان سے آیا کسنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہیں کہ عجائب و غرائب قدرت کو سنبھالے ہوئے ہیں سب طرح کی خبر ہو جاتی ہیں آٹھ پہر نیک و بد بتاتے ہیں اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہے سب کو بڑھایا فسون نے اسباب سحر ہاتھ میں لیا سب بلوہ کر کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران عقب ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائیں پر مالک جم جم کر سب سردار لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہے کہ یارو میں سحر کرتا ہوں تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ بڑھنے دو کئی ہزار ساحر مجمع کر کے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہے کسی نے آبرو اپنی بڑھائی ابر بنایا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریائے آتش پیدا ہوا اسی طرف سے دریائے آب و آتش جوش زن ہوئے سرداران صاحبقران گھوڑوں سے گرنے لگے بعض کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہیں کہ پشت سے اپنی گرا دیں سردار کیسے کیسے کوڑے گھوڑوں پر مار رہے ہیں پشتیں گھوڑوں کی زخمی ہوئیں مگر مرکبوں کا وہی حال ہے سواروں کو لیے ہوئے دوڑے پھر رہے ہیں کم سوار پشت ہائے مرکب سے گر رہے ہیں زبرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہے صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہائے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والوں سے کہتا ہے کہ یہ وہ سحر میں نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا تو اب میں کیا کروں رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے قریب پہونچیں اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اتار لیں مگر حمزہ اس زور میں شمشیر زنی کر رہا ہے کہ اسکے قریب کوئی ٹھہر نہیں سکتا جہاں جم کے گردمرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم ہوتے ہیں ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہیں یہ لوگ سوائے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانیں عاجز ہو کر بھاگتے ہیں کچھ ساحروں کو بن نہیں پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر بوزینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرجد ہوپہنچے سرداران زبرجد رونے لگے اسد غازی نے جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ میں ساحروں کے گھرے ہیں اپنے سرداروں کو لیکر گوشۂ

نخلستان میں آئے وہاں سے کھڑے ہو کر درختوں کی آڑ پکڑ کے تیروں کی بوچھار کرنا شروع کی
سات سو ساحر تیروں سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی
کھڑا جھوم رہا ہے تیر اندازوں نے کمانیں ہاتھ سے پھینک دیں سہمے ہوئے ایک گوشے میں
کھڑے ہیں جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہیں صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تیر
کہاں سے آتے ہیں تیر انداز تو اس حال میں ہیں یہ تیر کیسے برسائے دیکھا کہ اسد غازی
دامن گردانے ہوئے گھوڑے سے اپنے اتر پڑے ہیں بیخ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوئے تیراندازی
کر رہے ہیں ہزارہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ مستانہ کرتے ہوئے
قریب تخت زبرجد پہنچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کیے جب
سحر کرتا ہے اشقر رک جاتا ہے جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہیں تب اشقر قدم بڑھاتا ہے ایک مقام
پر امیر نے فرمایا کہ کیوں اے اشقر تو بڑی بڑی لڑائیوں میں ساتھ رہا آج کیا ہے کہ جو تو رک جاتا ہے
اشقر نے زبان جنی میں جواب دیا کہ اے آقا زمین پاؤں تھام لیتی ہے اس وجہ سے مجبور
ہو جاتا ہوں امیر نے غصے میں کوڑا اٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر پار تخت زبرجد کے
پہونچا زبرجد نے اس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
مارا زبرجد نے زور میں اپنے سحر کے سپر سحر کو اٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں تڑپ کر
تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
ٹکڑے ہوں لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو
پکڑ لوں چند قدم پر جا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد
غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار
قدرت قدرت نے تجھ کو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہے جس کو تو اسم اعظم سمجھا ہے
یہ قدرت کے نام ہیں اب ان کی تاثیر تجھ سے لیے لیتے ہیں جس وقت امیر نے زبرجد کو جھکایا

اُس وقت تک خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے زیر علم اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرجد کو بھگایا خواجہ ایک نخل کے سایئے مین ٹھہر گئے اُس آواز کو سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہو ساری خدائی کرنا بھول جائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرۂ نجس سے قرار دیا اسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکارا کریا صاحبقران ہوشیار ہو جے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سُننے کے ہین یہ کہکر اشعار پڑھنے لگا۔

نظم

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا

تو قصد کر بگانہ مری دل شکنی کا
ہی پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا

ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لیکا نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا

جو پاس ہو وے ٹالیو تو راہ خدا مین
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا

منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے ہر گز ترے گلبدنی کا

ثانی نہین ساعد و بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون
ہو وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

یاد آئے جو مجکو تب ہجران کے حرارے
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین
ہوگا نہ سزاوار تجھے مال دنی کا

سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرای
دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا

بو مشک کی آتی ہی کھلے ہین ترے جب بال
جوڑا نہین نافہ ہے غزال ختنی کا

کھل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس
موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا

سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے
فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا

مژگان تری بھر کرنے لگین خون دلون کا
ان حرکون کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا

یادِ دُرِ دندان مین گئی جان مری آہ		تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر
کو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ مبہوت ہو رہے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی
طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہی اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوے کچھ فرماتے ہین عمرو دیکھ رہا ہی کہ
صاحبقران کی آنکھون مین حلقے پڑے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا خاموش ہوے آسمان سے
آواز آئی کہ کیون ای سپہ سالار قدرت کیون خاموش ہو منم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو
تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے نامون کی تاثیر تمسے لے لی صاحبقران کے پہلو مین مقبل کھڑا ہوا
جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیون شہریار مزاج کیسا ہی مین آپ کو نہایت خاموش
پاتا ہون صاحبقران نے فرمایا دریاے حیرت کا جوش ہی اسم اعظم فراموش ہوا اس سے
خاموش ہون مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ ای شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا
مقبل یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے مین غبار اٹھا
اُس غبار مین مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے مین غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار
غلام کی خبر لیجیے غلام کے قلب مین درد ہی رنگت بھی زرد ہی یقین ہی کہ روح نکل جائے ہر عضو
مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجیے کہ مین کلیجے سے مس کرون کہ جان ٹھہرے
مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر
آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل دغا دار
نہین ہی امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا بلا تکلف مقبل کے حوالے کی
مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ منم کیہان عجائب نگار حرز ہیکل یون لیتے ہین عمرو نے جو یہ
حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اُداس عالم یاس وہ جو شکل مقبل تھا سامنے
سے غائب ہوا امیر خاموش ہوکر کھڑے ہوے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے
آواز آئی کہ ای زرجد اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زرجد
یا تو زیر کوہ جا کر زخمار خوار ہو رہا تھا یا یہ آواز جو کان مین آئی مردانگی دوڑے ہوے آئے
وزیرون نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا زرجد سحر کرتا ہوا چلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ اے دارائے ہند تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون مین داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ اے مالک چلو قصر نیلگون مین رہنے کا حکم ہی
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے علاوہ ہندی
لندھور کے اسّی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی جسکا
پھاٹک کھُلا ہوا چند نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ اے دارائے ہند و اے
مالک آئیے قصر آپ کا مشتاق ہی مالک و لندھور مع کل فوج اس مکان مین داخل ہوے
فرامرز عاد مغربی و جمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک و لندھور مین کیا
میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو تمسے کیا
کہ ہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح پر مثل لندھور
و مالک باتین کرتے ہوے اُسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک
دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اسی مکان مین چلے گئے
عمرو دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین رکتا
تھوڑے عرصے مین سب دست راستی و دست چپی اسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران اکیلے
حیران حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل ہو چکے
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر ہوے
قریب آکر عرض کی کہ اے شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے نظیر
نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہین
صاحبقران اُن تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مُہرہ مین آواز دیتا ہی کہ اے آقائے
نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے جب قریب
پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کر لین بعد تھوڑے عرصے
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین
بیڑیان مسلسل و مطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال کر
بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل و مطوق

زنجیرین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوے اور ایسے مجبور و ناچار ہوے کہ اپنے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوے مگر اسم اعظم بند دل دردمند ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہی سب ساتھ کے سردار قید مین صاحبقران نے کہا کہ ای دلاور ہند کچھ خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہی کہ اُنپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہی کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہی کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تا بیرہائی امیر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار
جو سوچو تو اک بات ہی بات کی
مرے دل مین ہر دم یہ ہی جستجو
کہ مسکش کی میخانے مین دھوم ہو
یہ وصلت قمر کو ہوئی جو نصیب
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا شوق
لکھون داستان امیر جلیل
کرین جا کے صاحبقران کی مدد

دکھا مجکو باغ سخن کی بہار
بس اب آگے وعدہ وفائی کرو
یہ ہی مجکو حسرت یہی آرزو
یہ مجمع غنیمت ہی ای یار مست
ملے آکے پھر مجھسے میرا حبیب
غم فرقت یار دل سے گیا
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہی
کہ فرزند انکا ہو جا کے کفیل
کہ ہی قید خانے مین ایسا جلیل

یہ ابر سیہ فصل برسات کی
یہ مشکل ہی مشکلکشائی کرو
کہ اس فصل مین رند محروم ہو
بٹھائے جو پہلو مین دلدار کو
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
ترددے آب و گل سے گیا
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
یہ سبزہ چمن مین کہ کمخاب ہی
لکھون حال خواجہ کا با شد و مد
بجاتے ہین کفار طبل رحیل

چہرہ فشاحان طلسم عجائب سحر سامری وطی کنندگان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان فرخندہ پی + رہ داستان یون وہ کرتے
ہین طی + خواجہ عمرو و دختر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اُس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام
پہ آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ ای برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا
سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بند کرکے لے گیا حرز ہیکل بھی لے لی اب اُسکی قید سے رہائی
بہت دشوار ہی جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہو برق بھی اس بات
پر شامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کر لیں گے اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ
تحفہ جات بجائے لوح کے ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کرکے طرف رستم
کے چلے منزلون کو طی کرکے راہ مین صحرائے ویران ملے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق پوچھتے
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا اُنکو مارا تب یہ
جنگل ویران ہوئے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلون کو طی کیا سامنے لشکر رستم کے
پہونچے زمانہ وہ ہی کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین
جہلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے
رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائین گے جہلال سرکش نے
طبل جنگی بجوایا ہی ہو مکانے مین داخل ہو سحر تیار کر رہا ہی کہ صبح کو لشکر رستم کو شاد نگا یہان
ہمراہیان رستم نے عرض کی ہی کہ ای شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہی صبح کو جب سحر کریگا ہم مین
سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہین
آفتاب فلک سپہر کا ہی نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے
سے نکل جائیں پس رستم کو جہلال کے سحر سے نہایت خوف ہی ہر چند کہ لشکر گران ساتھ ہے مگر
سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ جہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہی لشکر رستم انتشار مین ہی یہ دریافت کرکے لشکر رستم سے
خواجہ نکلے فرمایا کہ ای برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مدام کرو شب کو رستم سے ملاقات
نہ کرنا مین جہلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے سماک ملیدا قی نے

جو ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر جہلال
مین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارہ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
آتا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو جہلال قیامتین برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو دلوا دونگا
آپ جا کر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کرکے لائیے یا سر اُسکا خدمت غلمشاہ مین پہونچائیے
خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر جہلال مین
آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی
قول ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا سے نکل جائین
ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر بھاگین خواجہ
یہ دریافت کرکے اول شکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام مین مصروف
ہی زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہو مخانے مین ہین یہ دریافت کرکے خواجہ وہان سے
ہٹے کنارے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک
نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اڑاتے ہوے چلے یہان جہلال بیٹھا ہی
سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای راز دار خداوند منم
اسرار بلند پرواز یہ سُنکے جہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
اُترتا ہوا زمین پر آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے جہلال اُٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے
مُہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آئیے مین مشتاق تھا
خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے جہلال جس چوکی
پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر آئے کاغذ
ہاتھ مین جہلال کے دیا جہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص قدرت
کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہی اسکو بھی لے لو
مہلال نے کہا کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لوبان
دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اوسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی مہلال
نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر مہلال کے ہاتھ مین
دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی مہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا
دھوان نکلا دماغ مین مہلال کے پہونچا مہلال بیہوش ہوکے گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن
دی پشتارہ اوٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے مکر سے کانپتا ہی جہان | تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و عیار ہون | مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | نہ پائے مری گرد پاپوش گر | دوندہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے
افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی
عمرو نے فوراً آندھی حضرت دانیال کی تخت پر آراستہ کی وہ ساحر جھپٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا کر
نیچے پاؤن اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکالے
اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گرگون کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام
پر بیٹھے ہین کہ سمک نے بڑھ کر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ مہلال کو لیے ہوے آتے ہین اوسکے لازم روک
رہے ہین خواجہ لڑتے بڑھتے آتے ہین رستم بارگاہ سے یہ سنکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی
کہ غلام جا کر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اونکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا
فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ
کیون خواجہ یہ سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشاد ہو
وہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف
ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب جلتے

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤن طناب مین بندھے سر نیچے اور پاؤن اوپر
فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہی خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو
ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو
کا تھام لیا جہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے
ہوشیار کیا کہا کہ کیون ای جہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا جہلال نے دیکھا کہ دربار
دُربار طلسم کشا آراستہ ہی طلسم کشا مقام صدر پر سجا رہے ہین کہ ای جہلال تم حافظ کلام
ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر
ہی لیس مناسب ہی کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا
کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہی اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل
کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخل ہو اُس فصاحت و بلاغت
سے جہلال کو سمجھایا کہ جہلال باتین فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا اور
عرض کی کہ ای شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا
ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہی قلب پر تاثیر ہوئی دیدۂ دل روشن ہوگئے اور مین ہفت پیکر
کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق
شہرۂ آفاق ہی جو وقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے
ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہوجائین ای شہریار ہفت غارا فراسیاب مین
کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین بھی براے امتحان
گیا تھا کل فنون ہین مین نے بھی سند پائی اُسنے جو مجکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا
کہ ای جہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اُس
ہفت پیکر کے آیا مجکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت
حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اسلیے
مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اُسکو سیکڑون
کوس کی خبر بتاتا تھا جب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی علمشاہ
سے متوجہ ہوکے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو
تحفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ
دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین
ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار
کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو
بالکل نہ جانتا تھا جسوقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی
کہ اُسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دکھ
نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبالمندی اور ہفت پیکر کی بداقبالی ظاہر ہو
اس راز سے کون ماہر ہو جہلال عرصۂ دراز تک رستم کو سمجھا یا کیا اور مطیع ہوا رستم نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال
کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رو یا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران
نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر غیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب
دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے مین یہ حال دیکھکر وہان سے
اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چلکر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت میں
صاحبقران ہین جہلال نے جو یہ سارا حال سُنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای
شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود تصویر
سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہو کہ قیام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین اُنکو سپرد
کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی
پائین اب مین طلسم کشا کو تا بہ صحرا ے گرداب نشان پہونچا دونگا گرداب سے مقابلے
پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہیں سکتا کیا مجال ہر وقت
گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہو ملکہ ہمارے اورنگ نشین اُسکی دختر
نہایت حسین وجمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہو پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا
کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مولج سمندر نشین
بلاے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑین گے اپنے اپنے زور دکھائیں گے غلام آپ کا
سب کچھ کریگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا
سمک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائین گے
غرض کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات
بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد
ہوے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا
ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بعد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو
بہ تعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچا ئین قبلہ وکعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو
جہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام ومقیم زن وشوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ
دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہو چکا
تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا
ساتھ چھوڑیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ
ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا
دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مراد مند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آیندہ
مین حاضر ہونا اکثر زبرجدے گستاخ ہو کر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث
کہ بعض مراد مند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مراد مند آتا تھا محروم نہ جاتا
تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جاکر طعن وتشنیع کرین کہ کیا قدرت
عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ ای زبرجد شاہ ہر چند تیرے ہاتھ سے
سب کو گرفتار کرا لیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

تینون تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام
نہین ہی کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیائے تحفہ جات
ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ بتائین یہ سُنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم
اوڑھے پہلوسے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم
ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلوے کوہ مین ایک نخل سرسبز
وشاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دوپہر رات گذری آسمان پہ
برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب
تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزۂ صاحبقران بدر طلسم کشا مع سردارون کے میرے باغ
قید مین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصۂ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا
اندر دیر کے گھس گیا زن وشوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب سر تصویر
سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ ای قیام ومقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر اُنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو
نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام ومقیم تصویر سے باتین کر کے چلے تخت پر سوار
ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہوئین
تخت اُڑا اثناے راہ مین زن وشوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
اورے کے سپرد کرین گے مگر ہمین سے ارشاد ہوا کہ اُنکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جھلال سرکش اُنکا شریک ہو گیا اور ہمراہ
ہی اگر وہ نشان بتا دے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا
ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام ومقیم اُس باغ مین اُترے کنیزین
چبوترے پر باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن وشوہر

آ کے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہیں خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

مقابل آرسی میں عکس جو اسکا نمایاں تھا ۔ مثال آئنہ وہ آئنہ رو خود بھی حیران تھا

صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا میں جویا تھا ۔ بہ رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی پنہان تھا

تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا ۔ فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا

نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزاں نے ۔ مثال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہمان تھا

اڑایا دھجیاں کرکے لگا جو ہاتھ وحشت میں ۔ کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا

دو لوٹوں کسطرح کانٹوں پہ دوری میں گلستان کی ۔ وہ بلبل ہوں کہ فرش خواب جسکا گل کا داماں تھا

مرے باعث سے ہی عالم میں شہرا تیری صورت کا ۔ دگرنہ مصحف رو تیرا کس کا فرکا ایمان تھا

دبستان محبت میں مری تحصیل افزوں ہی ۔ اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجکو حفظ قرآن تھا

خدا دیوانہ جس وادی میں تھا ای غیرت لیلی ۔ پرے مجنون کے جنگل سے بھی کوسوں بیابان تھا

جلایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے ۔ ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا

نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے ۔ مثال شبنم اس گلشن میں شب کی شب کا مہمان تھا

نہ چھوٹا فقر میں بھی شیوہ مردانگی ای رنما ۔ نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا ای گل بہار آج تو تو نے وہ کمال کھلا کر دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کا دل جمع رہتے ہیں اور یہ انسے سیکھتی ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہی خوف ہی کہ عمرو آجائے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہی کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رہے میرا دل دھڑکتا ہی ہر چند کہ میں ایسے وقت پر بڑے ملاقات قدرت گیا اور وہاں زیادہ نہیں ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہی عمرو کے تو ہوش اڑگئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب میں کیا کروں کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی عقب میں خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہی ملازموں کو پکار رہا ہی کہ یارو جلد آؤ میں قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک جباب مار
خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ
ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا
میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہان قیام و مقیم جلسے مین بیٹھے ہین زوجہ
ہر چند کہتی ہو کہ شراب کا جرعہ پیو قیام کہتا ہی کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے دل
دھڑکتا ہی نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام
عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجائے
باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین مضحکہ ہی تبر کیا نگاہ ڈالین گے
مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھاینگے مقیم نے کہا کہ
صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہو کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی
جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا
کیا ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام برائے استقبال اُٹھا
مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریاے جواہر مین غوطہ زن
نازنین برق شگفتہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار بس گیا ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ
تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہی ہاتھ چھوڑ دو سالار بیہوت
ہو رہا ہی اشاروں کو کب مانتا ہی لپٹا جاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا
ہوتا ہی کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہی ای سالار
ہوشیار رہنا حصار بھی مین نے نہین کیا ہی تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہی اسوقت
بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچھتائین گے رنج و ملال اُٹھائین گے دونون نے اشارہ مین

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماردون کہ سر تمھارا اور اُنکا اُڑ جائے اب کیون اُسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کرینگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہی نظم

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہوکر ۔ رہگیا ابکے برس بھی مجھے سودا ہوکر
مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہوکر ۔ پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہوکر
آہ نکلی جو سوے عرش مشعلہ ہوکر ۔ رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہوکر
مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد ۔ سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہوکر
خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہو مجھے ۔ چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہوکر
جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو ۔ منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہوکر
چشم بہنے لگی جب داغ جگر بھر آیا ۔ چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہوکر
منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق ۔ نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہوکر
ناز معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا ۔ تار موے کمر یار نے حلقا ہوکر
پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ + ۔ اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہوکر
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن ۔ کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر
ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا ۔ پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہوکر
ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر زند ۔ بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہوکر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہو گی مجھے آرام نہ آئیگا رو رو کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس
یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے
کہا کہ آپکے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت
پر قبضہ کیجیے برق نے بہکایا سالار نے فوراً بجادج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم
پیچ وخم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینۂ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون
کہ صبر کرون دل پر جبر کرون نہین ہوسکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھون
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر ولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہکے ملازمون سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیجاؤ وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب
کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمۂ وصل نہ صاف ہو یہ کہکے طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہان ہان کرکے الگ ہوگئین کہ دونون ساحر زبردست
ہین ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی
اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہی چاہتی ہی کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھ کر نکلجاؤن شوہر
کے سحر روکتی ہی کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او
گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہی تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون تیرے
بھائی کو تونے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھومتا ہوا آگے
بڑھا آواز دی کہ او بھیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہی اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی وہ ہکا جی
چاہا اُسنے کیا خبردار اسکو ڈرا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار مین
چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھارہے ہین مہتر برق فرنگی دمبدم سالار کو
اُبھارتا ہی اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرمارہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپکے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالنے لگا

مقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سینگ کا تیر مجر کمان میں پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ
آسمان کی سے آگ برسا چاہتی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ
سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ ہو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور
پکارنے لگی کہ اے شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت میں
بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے میں گئی اب اسکے
بدلے تمھیں وہاں حوریں ملینگی ہم کہاں جائیں اپنی مصیبت کس سے سنائیں سالار نے کہا
کہ اے گل بہار تو اسقدر کیوں بیقرار ہوتی ہے جہاں جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
کہ اے سالار میں انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہرخانہ
تیرے سپرد کرونگا تجھے اختیار ہے برق نے جو آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار
اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس بیس
اوپر سے پاتے ہیں مزے اڑاتے ہیں اور تم عورت ہو ایک دن میں سارے گھر پر اختیار ہوگا
نخرے باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اس سے نشے کی باتیں کر کے سارا گھر اسکے
سپرد کر دیتے ہیں تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن میں اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا او
بھیا ایسی باتیں نکرو میں کیا اپنی بی بی پر سوت بنونگی یہ مرنے والے اکثر راتوں کو اٹھ کر
میری پائینتی آ بیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتیں و خوشامدیں کرتے تھے میں نے کہدیا کہ صاحب یہ
بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میاں سالار سے بھی اپنا طریقہ میں رکھونگی آئندہ انھیں
اختیار ہے اگر اپنے مال کو عزیز جانیں گے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہے سالار نے اسکا ہاتھ
تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہے اسنے عورت کے لیے جان دی میں نے
ہرچند سمجھایا مگر اسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گھونگھٹ میں تھی جب سے میرے اسکے
آنکھ لڑتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا
اچک کے برق بھی برابر آیا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا کلیجا دہلا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ
گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو میں اپنی گٹھری بقچی تو لے لوں یہ کہکر کوٹھری میں

خواجہ گھسنے لگے جہان جو مال دیکھا اُٹھا کر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ
رہے ہین یہ بھی تخت سے کود کر ہمراہ ہو گیا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میاں خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ کو سب
کی گٹھریان بقچیان جابجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لونگا برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت پر غلام
پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کہدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے
حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایان کیا خواجہ نے کہا بس
چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد ہین ایسا نہو
کہ کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوے
برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑ سے تھے مین نے زنبیل مین ڈال لیے
بچون کے نمالچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین
برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائین گے دو جام
چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ مین
پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان
رکھی ہی مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون رات
کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہی کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
شکل بنا گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کبقال زنگی کو
بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال
اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جا رہا ہی
اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک جام شراب
پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہی جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر ٹھہر لیے
کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو مقام صدر پر
بٹھایا زوجۂ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت
سے اسپر عاشق تھا آج مجھسے صبر نہ ہو سکا مین نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کیقال نے کہا کہ ای افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت مین
حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہین کہ ایسا نہ ہو کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی
بشکل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی مین آٹھ پہر
رہتا ہون کہ باغ سے باہر نکلون عیار کسی مقام پر گھیر لین مقیم نے کہا کہ ای کیقال اُس مرنیوالے
نے شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جاتا تھا مین باغ
سے کہین نکلتی نہین رات کو بھی اپنے پہلو مین لیکر سوتی ہون کیقال نے کہا کہ اب تم ہمارے
افسر کے پاس آئین اب تم تک عیار نہین آسکتے انکے برابر اس حوالی مین کون جادوگر ہے
سب نے انکو بافسری قبول کیا ہی انکی سب حفاظت کرتے ہین تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ
چلی آئین سالار نے کہا کہ ای کیقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالین مجال ہی کہ وہ ہم تک نہ پہونچے
ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر مین انکی مدد کو موجود تھا کیقال نے کنیزون کو آواز دی کہ ارے
شراب لاؤ برق اٹھ کر دوڑا میخانے مین گھس گیا شراب کو الٹ پلٹ کرکے لانے لگا کہتا جاتا
ہی کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرین گے شراب لاکے رکھی گل بہار بیچ مین آکر بیٹھی عرض
کی کہ کنیزا ایک غزل گائے کیقال نے کہا کہ بی گل بہار تمھین گانے مین بھی دخل ہی کہا حضور
گانا تو بڑی چیز ہی دل بہلا دونگی سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے
آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اٹھا چلے
طوفان آئین پاکر مخالف ہوا چلے
کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے
سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے
اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے
وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچون آہ سرد
بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
واقف ہوے نہ اہل جہان کے طریق سے
بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار
دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے
ان ٹھنڈی گرمیون سے مین جلتا ہون گیا
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

	ق	
آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حُسن		عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تک سنے کوئی		در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے
سو ہو گئے سفید سیہ کاریوں میں رِند		کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ میں ہی ساقی گری بھی کروں برق نے کہا کہ یہ کام میں خوب کرتا ہوں وہ دونوں میں آپس میں تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیاں ہاتھ سے اُتاریں ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھا لاؤ تا جا دونوں جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی رنگ و روغن دونوں کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑوں سالار نے ایک دو ہتھڑ مارا خواجہ و برق منھ کے بھل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ ای کیقال جب راہ میں عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کیقال لے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے میں پہونچا شراب لا کر آراستہ کرنے لگا سمجھا و اسیر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ مقرر کی ہے ای کیقال میدان خونی کی تیاری کرو کیقال نے کہا کہ میں خود جلاد صاحب بیداد ہوں اگر قدرت حکم دیں تو اپنے بھائی کو قتل کروں ذرا مجکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم بیجا کے لیکن خلق نہیں کیا مقیم نے کہا کیوں صاحب یہ دونوں کیونکر ہم تک پہونچے میں ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہیں کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہیں ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہیں مگر آج انکی قضا دامنگیر ہے کس طرح آکر دونوں پھنسے بڑے بڑے ساحروں کو ان دونوں نے مارا آج سب کے خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہیں لشکر طلسم کشا یہاں سے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد انہی کے قدم سے ہوے کہ بھائی میرا میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہیں کہ میں نے بھائی کو مارا انہیں ظالموں کے آنے سے

یہ سارے فتور ہوئے ای کبقال جلہ میدان خون کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی کو خیمہ
باغ سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابرون پر بل پڑے ہوئے خنجر ہائے برہنہ ہاتھ مین
آکر پکارے کہ دی افسر کیا حکم دیتا ہی کبقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت
بھی انکا تھین کہا دو وہ زنگی نا چہلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تونے آج کیا
نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنہون نے ہزارون جادوگرون
کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی ان زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر
لیے ہوئے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینے کا
گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی
آمادگی دیکھکر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین
گوشت کہانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے
تھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے **نظم**

بپے کشائش باب امید نا امید ۔ بدست فاتح ابواب رزق ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید ۔ چو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید
گدائے درگہ پاکش فقیر و دولتمند ۔ امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بہ آسمان و زمین ۔ خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد ۔ خداست حامل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر ۔ خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
دگر بہ آئینہ سینہ چون صفا شد ۔ عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک ۔ برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان ۔ نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق ترطب ترطب کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجر ہائے برہنہ
ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دین مگر لشکر رستم
منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشہ سبز و خرم مین آکر اترا بارگاہ مین جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ ای شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام و مقیم کا
حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال
زنگی جو زنبیل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے
گرفتار ہو گئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین
جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجھکو خبر دیتا ہو کہ عیاری اُنھون نے
کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائینگے کوئی بات بھی
عیاری کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جاکر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلال
ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاد آدمخوار
خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ و برق سرنگون حیران طرف کیقال زنگی کے
دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا
کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے جگر
نکالا جلادون پر مارا کہ ساتون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او بیحیا
تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی
جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا وہی گولہ
لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے
مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال
کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے
جہلال پر سحر کی بوچھار کردی جہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ
کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلوارین
اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑتا ہو جب خنجر توڑے تلوارون
کے پھل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہی

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق تیغ شمشیر
جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر سر پر تلوار گری سر اور سینہ کو کاٹتا تا بہ
جگرگاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں تمام باغ لوٹ لیا اور
کوٹھریوں میں گھس گئے مجال نکال کر سارا مال غنیمت اور نذر زنبیل کیا چھت پردے تک
کاٹ لیے چہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کو بیٹھے
پھرتے ہیں پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہیں یہانتک کہ غلام کو بھیجا
لیکن شکر ہے کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے
کہا کہ ای چہلال مجھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جھولی
سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے کبقال کے لی یہاں کو شیشہ
ٹوٹا وہاں امیر اُس قید خانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی سامنے بیٹھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے
ہیں یکایک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران
ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر
امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید توڑی اندر سے قید خانے کے نکلے دروازے پر
صلصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار
چھین لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو مارا ملکر اُسے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر
مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آپڑے وہ
شیران دشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہاں عمرو نے چہلال سے کہا کہ یقین ہے میں نے
شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہاں صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا میں یہ حرز ہیکل صاحبقران
کو پہونچا دُوں ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرلے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل
پر سحر تاثیر نہیں کرتا چہلال نے کہا کہ میں پہونچا دونگا حرز ہیکل مجھے دیجیے یقین ہے کہ لڑائی
بڑی ہوتا ہے کوہ زبرجدی خبر پہونچیگی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی پرواز پیدا کرکے چلا اُسوقت
پر پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے در زندانخانہ پر لڑ
رہے ہیں زبرجد طرف کوہ کے چلا اوسے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز
آئی کہ ای بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا اکبقال وسالار وغیرہ سب مارے گئے قیام و مقیم
سے فساد پڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے
سارے فساد برپا ہوے جہلال وقت پر پہونچا جسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون
کہ جہلال سرکش حمزہ سکل لیکر آتا ہو اگر ہوسکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے
جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ
آمادۂ حرب و پیکار ہو یقین ہو کہ ساتھ طلسم کشا کے تا صحرائے گرداب نشان جائے بدون
اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہو یہ سُنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ
فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھکر انتظار جہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عقاب پہ
سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او جہلال کہان جاتا ہو قدرت تجکو طلب کرتے ہین
جہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس چھوٹے پر لعنت کرتا ہون سکاری کر کے خداوند بن بیٹھا
مین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے
تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گیا
جہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گرز مارا کہ تیس ہزار جادوگر پرا باندھے سامنے کھڑے
تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہو معشوقہ کے جمال
بیمثال کو دیکھکر بلبلا نے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا		مجکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہو خلق		دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہو		سوسے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص		چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق		مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
ساری رگین ہوئی ہین تن زار پر نمود		ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا
گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی رند		سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای جہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجالائین جہلال نے کہاکہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہی ان سب کو مارو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگادو یہ سنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب سحر ہاتھ مین لیکر فوج زبرجد پر جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ بجا اسی قدر جوان مرکر گرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے لڑائی مین مصروف ہوے جہلال جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہین انکے ساتھ شریک ہوتے ہین جہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہو کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی آواز آئی۔ نعرۂ صاحبقران

منم صاحب جرز و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائے براز عدل و انصاف شد
سندون بدبخت گشتہ فگار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رستم بسنجان پے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت دادم مصاف
شدار جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
بدیرفت گنجاب ملعون فرار
گکند چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

ایک طرف سے سرداران نامی دبیلوتان گرامی نعرے کر کے لڑنے لگے اب جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا برائے سلام اسقدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام اور حرز ہیکل نکالکر صاحبقران کو دکھائی امیر کا مرکب اُسی قعر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی آواز جو کان مین پہونچی شیہے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہی جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگا امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے جہلال نے خوب آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد پر بڑی تلوارین برسائین شعلہاے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے مین جو تھا

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا
زرہ جد نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کشتی تاج کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا زمین کو آکر
تلوار نے بوسہ دیا زرہ جد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر مین و زیر کوہ و
بالاے کوہ اندھیرا ہو گیا لکہاے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرتے تھے آوازین ہیبتناک
آنے لگین تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی جہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحراے بیجز
مین کھڑا ہون سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحراے سبزہ زار مین امیر نے اپنے کو
پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ ہے ایک سمت بارگاہ
ہشامی خیمے بارگاہین استادہ ہین لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدۂ شکر پروردگار کیا
اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہان سے طرف صحراے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران
تو اس مقام پر اترے مگر جہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا مین پایا سمجھ گیا کہ یہ شعبدہ خاص
ہفت پیکر کا تھا کہ اسنے مجھکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران پر آرام ہون
یہ سوچکر طرف لشکر رستم کے چلا یہان رستم انتظار جہلال مین تھے جہلال جو ایک صحرا مین
پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین جہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس
مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب جہلال آکر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے
آپنے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و جہلال و برق پاس
رستم کے جاتے ہین راہ مین ایک چشمے پر آ کے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا ای جہلال پانی
پی لین تو آگے بڑھین جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے
چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے
جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے مین پھاند پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ استاد میری خبر لو دوڑو
عمر و جہلال جب تک دوڑین نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ ای جہلال برق کو
کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے مین بیٹھا تھا جہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو جھک کر
ہنسا پکار کر آواز دی کہ ای نہنگ غوطہ زن یہ بیٹے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے کہ
جہلال سرکش ساتھ ہے کئی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی آخر جہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دنا ما ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق
ہوا جب تو جہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھ کر
چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا
دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار
کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری
گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چلی اور یہ خنجر اُسکے سر پر پڑا
سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے جہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن
مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین نہنگ غوطہ زن بود اب
جہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریاے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین بیرون بارگاہ
کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و جہلال و برق آتے ہین مگر جہلال دریاے خون مین نہایا ہوا ہی
بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر جہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا جہلال نے کہا
کہ ای شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو ہونچا اُن ساحرون
کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی اُنکو مار اشیشہ اسم اعظم توڑا اب منظور
تھا کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے ہونچائین جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے
قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد شاداب
ہوا اور پہاڑ پر ہونچیگا اور تو کچھ مجھ سے نہ ہو سکا مجکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ
غوطہ زن مالک تھا اُس صحرا مین ہونچا یا نہنگ مجھپر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپکے
اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت مین ہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
صحراے گرداب لشان مین ہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار
کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب ہونچین اور وہان سے حال نوح کا معلوم ہو
یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے
تب نوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ ای جہلال تمنے بڑا کام کیا جہلال نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پر غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا
ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آواز دینا دشمنون کو
گرفتار کرنا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات
پر موقوف رکھا ہی سب کام خود کرتا ہی جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا غلام
کو ڈر ہی کہ اُسکے شعبدے مین حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم رہون وہ بلا سے
مددگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا
امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہی غلام کو بڑا خوف ہی جب حضور صحرائے گرداب نشان
مین پہونچین اور وہان سے مدد ہو اور لوح کا پتہ چلے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
جلسہ آراستہ کیا جہلال سے یہی باتین رہین سمک نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کشا
کا کوچ ہی چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا جہلال نے ساحرون کے پرے جمائے
رستم نکل کر سوار ہوئے نزد صحرائے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو
ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہی کہ نخل بندھے
ہوئے کھڑے ہین جہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا مین
کسی ساحر زبردست کا گذر ہی اُسی کے سحر کا باعث ہی کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے
رستم نے بارگاہ استاد گرامی فرمایا کہ ای خیرخواہ جو پروردگار بہتر جانیگا وہی کریگا یہان تک کسنے
پہونچایا ہزارہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب لے جائے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ
سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی جہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے
حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپکے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حرز ہیکل تھی اُسکو
مارا خدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اُسکا گشت کرکے آیا ہی باتین کر رہا ہی
کہ سامنے سے ابر شہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین
مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہی اب مجکو
لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہی ایسا نہو دیاؤن کہین اینچ پیچ پڑ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہین ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین اُسکے باغ مین خود جاکے دیکھ آیا مرد کے
نام کا کوئی مشغلہ بھی نہین ہی مزاج مین تحمل کود زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہماے
اورنگ نشین صرف وزیرزادی ساتھ ہی تخت آکے اُترا باپ کو سلام کیا مان سے کہا کہ تمکو کچھ
خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو دہ کوچ کرینگے تو آپ کی سرحد مین آجائینگے
فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ویسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے
چلے گئے یہ صحراے گرداب نشان ہی یہان کوئی نہین آسکتا اس طرح کی باتین عرصے تک رہین
گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس مالک صحراے بادانگیز یعنے بادانگیز
جادو آئی تھی اُسنے بھی مجکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ راہ مین دو روکے ہماے یہ کہکے اُٹھی کہ اب
سیر براے گشت جاتی ہون سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہماے اورنگ نشین
تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہان رستم جب صحرا مین
اُتر چکے تو سمک سے فرمایا کہ مہینون اسی گشت مین گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے
جسدن سے اس طلسم مین آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہنچے آج یہ صحرا معقول ہی
شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہان بیٹھین دیکھین کیا کیفیت
ہوتی ہی یہ سُنکر سمک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار براے خدمت مقرر
کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا جہلال سے ذکر بھی نہین کیا اُس بارگاہ مین آکر مسند
پر بیٹھے ایک دو جام پیے سمک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سمک نے طورا
اپنے پاس سے نکال سامنے رستم کے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا — ای پری کا دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ بےخبر ہونے لگا — آئنہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جبکے ہوا سرگشتگی کا میری حال — انگلیان کانون مین دیکے وہان سر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے — دردِ دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوے آثار صبح — بار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جیسے مولی گوش مین دیکھا رہے کہنے لگا — ہر تماشا کان سے پیدا اگہر ہونے لگا

میکشی موقوف جام و شیشہ کہ بالائے طاق
روئے انور پر ہوا آغاز خط روسیاہ
آہ عاشق کان میں اُسکے نہیں کرتی اثر
میرے مرنے کی جو دی اُس حور کو جا کر خبر
شعر سُنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے
لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ
عرش تک جس دن گئی آہِ رسا سن لیجیو زندہ

رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا
یہ بڑا اندھیر اے رشک قمر ہونے لگا
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا
سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا
اب سخن میں میرے سیفی کا اثر ہونے لگا
بے مروت اتنو جانون کا ضرر ہونے لگا
عالم بالا میں شور الحذر ہونے لگا

سماک عجب لطف سے اس غزل کو گا رہا ہی شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانون مین یا تو باطمینان بیٹھے تھے یا آشیانون سے سر نکال دیے صدائے زنشکر جھوم رہے ہین بعض آشیانون سے نکل آئے گرد سماک کے چرخ مار رہے ہین فضائے کارلکہ ہمائے اور رنگ نشین تخت اڑائے ہوئے آتی تھین قریب کوہ جو پہونچین کان مین آواز کی آئی وزیر زادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا اری کمبخت سنتی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہی دل لبھا رہا ہی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہی وزیر زادی سے کان لگا کے سُنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہی کیا خوب گاتا ہی اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائیے یہ جو خیمہ سلطنا استادہ ہی اسی مین کوئی گا رہا ہی بلندی سے اتر کر دیکھیے تخت کو پہاڑ پر لائین اور اُتریں پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ اپنا عرش اعلیٰ پہ پہونچا یا ملک ٹہلنے لگین اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکن اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود مسند پر رکھا ہوا جام معکوس معلوم ہوتا ہی زلف عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان قریب چشمہ خورشید لہرا رہی ہین عارض کی روشنی ماہ تابان پہ طعنہ زن غنچہ باغ خوبی دہن گلو صراحی سے محبت سینہ چوڑا دونون شانے نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکار ہی چہرہ گلزار ہی سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص طبلہ تنبولہ کہ نگاہ مین نہین سماتا کوئے طور سے بجا رہا ہی اور بتاتا بھی جاتا ہی جوان مسند نشین جھوم رہا ہی دیکھتے ہی ہمائے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب ٹھہرا کاہ وکہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہی کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے مین پہونچا دن

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہے فقط ایک شخص صاحب شوکت ولیاقت بیٹھا
سن رہا ہے چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہے کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یہ اپنی عملداری
ہے آپ کے صحرا میں اُترے ہیں ذرا چل کے ڈرایئے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہے دونوں کوہ سے اُتریں
قریب پردے کے آ کے دیکھا چند خدمتگار پڑے سو رہے ہیں پردہ پڑا ہے ملکہ نے پردہ اُٹھایا
رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن میں لاجواب بحسرت ادھر دیکھ رہی ہے بے اختیار پکار اُٹھے کہ آیئے فرد - رواق منظر
چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + سمک نے بھی پلٹ کے دیکھا
وزیرزادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ اے صاحب تشریف لایئے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا
خاموش ہو گیا جواب کر وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ پرائی عملداری میں آپ یوں بیخوف اترے ہیں ابھی
بارگاہ اُٹھایئے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہیں تا بہ صحرائے
گرداب نشان جائیں گے یہ کہکے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگیں سمک نے وزیرزادی
کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دیں خیمہ
اُٹھا لیجائیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہے ہم ایسے
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو
اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمایئے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہے آخر
آپ کا کیا قصد ہے رستم نے کہا کہ ذکر سُنا ہو گا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحرائے گرداب نشان کی فکر میں نکلے ہیں منظور ہے گرداب شعلہ زن کو قتل
کریں یا اپنے ساتھ لیں ملکہ یہ سُنکر ہنسیں کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے
نکال ڈالیے صحرائے گرداب نشان ایسا مقام نہیں ہے کہ جہاں یوں بیخوف جایئے رستم نے
کہا کہ اب تو قصد کامل ہے وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہے
کہ آپ کا گذر وہاں تک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
آپکے آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جسدن صحرائے گرداب نشان میں پہونچیے گا بادانگیز جادو

آپ کی فکر مین نکلی ہو وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کدھر بھاگ کر جا بیگا جدھر جلیئے گا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہوگا نہایت حیران ہوجیے گا رستم نے کہا کہ انشاءاللہ مالک بحر وبر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہو یا انشاءاللہ راہ رہبت پر آئیگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر کہا گرداب و لوح کا حال مجھکو تو نہین معلوم ہو لیکن مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائین انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہی موت عشق کے آزار کے لیے
بدتر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے

گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے

بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے

جھپکے پلک پلک سے نہ اے دل تمام رات
رتبہ بڑا ہو مردم بیدار کے لیے

ہو جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے

سیخ کباب پر لٹو کو چڑھا شتاب
ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے

مجنون عشق کو ہی عبث پند واعظو
ہو حکم شرع مردم ہشیار کے لیے

دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے

اک ماہ پارہ کے تصور مین صبح ہو
کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے

کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود
کیا مرتبہ ہو سنگ دربار کے لیے

عاشق ہون رند یار کا تقصیر دار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہوگیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہو حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جا کر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب
مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت
برپا ہو اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائین گے تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا
تو اُنکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق
مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر
مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اُڑتے
پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم بیٹھے
یکایک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کہ گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دوسرا دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا
کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آتا ہی مین جاکے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی
ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رک سکتی ایسا نہ ہو کہ در انداز آجائے تو بڑی
مشکل ہو اے شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپ نے خلاف فصل
مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہواے تند کا چلا یہ خیمہ بھی
گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار
مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہین گے آیندہ
جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک
آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جاکر تیرے ماں باپ سے
اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے لیجانے کو کم ہون دو گھڑی سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے
ہین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادوگرن بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی
کلمات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر پہنچ کر
گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک
دستک دی جھونکا ہواے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا علاوہ ان رستم کے سرکٹ کر گرنے لگے ملکہ ہما سے اور رنگ نشین آگے بڑھ چلین
آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہی اس بات کا یہان ٹھکانا نہین مطلب تو اس سے ہی کہ طلسم کشا
گرفتار ہوکر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہین ہین کہ کسی سے دبین مین نے
اپنی جان بچائی ہی امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ مین نے
سب تیری باتین سنین عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے بی
وزیر زادی صاحب تجھکو گھیر کر لائین وہ بھی ابھی ہی عیار طلسم کشا پر مائل ہی اب کوئی عیار طرار
ایسا نہین کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے
گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہی اس زور سے
جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ خیمے اڑتے پھرتے ہین ہزار ہا بندگان خدا کے سرکٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر
آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدعت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہین ہوا کم ہو جاتی ہی
جب باد انگیز دستک دیتی ہی تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ زمین تھرا جاتی ہی کئی مرتبہ
ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا ہلڑ جو زیادہ ہوا جہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صدہا سر کٹے پڑے ہین آندھی زور سے چل رہی ہی ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہین
جہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہی جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہین کسی ساحر نے بڑھ کر عرض
کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و لطافت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے
رد و قدح ہو رہی ہی وہ نازنین بھی کمی نہین کرتی یہ سنکر جہلال سرکش دوڑا اس وقت پہونچا
کہ ملکہ ہما و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہین باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طرف
آسمان کے پھینکا ایک ٹکڑہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آکر اس
گیسو بریدہ کو چھپالے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اسکے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلین ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقین گرنے لگین ملکہ برقون کو کاٹ رہی ہین ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہین جہلال نے
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہی مگر باد انگیز دم نہین
لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہی ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہین جہلال نے دیکھا کہ ملکہ

ہماے اور رنگ نشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر چھوٹی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُسپر ملا ملکہ چھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری منھ کے بھل باد انگیز گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ اے جہلال کیا کار نمایان کیا جہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈلہ گرد کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا لے گیا ہماے اور رنگ نشین نے دشکین دیکھا چاہا اُس گرد کو روکون مگر وہ بونڈلہ نذر کا جہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے ملکہ عالم لاش اسکی تمھاری مان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل ہو بچایئے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہے تو اُسکی جستجو مین معروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفہ ملے کہ سحر اثر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوئین آتشین برپا کرتین باد انگیز بلاے روزگار تھی آپ سے سحر مین معروف تھی مین نے غفلت مین کارد مار دی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ ہر دو ہر بحیلہ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب صحراے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے جہلال اب مین جاتی ہون جاکر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہے کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب و غرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و لقمان حکمت ہے بروقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ ان مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہے ایک ایک ساحر مکار و غدار ہے ملکہ ہماے اور رنگ نشین باتین کرکے جب رستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ اے شہریار آپ کی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہے۔ نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلفِ دوتا کا ہوگیا
آبرو کھو کر جو یا حسن ادا کا ہوگیا

ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو ویگا کبھی
مرتے ہین بیمار الفت منتظر اب یا مسیح
اُس نگاہِ تیز سے دل ہو گیا جسم دو چار
ورکے غمزے اُسے جنت مین خوش آتے نہین
یار مین اُس راست قامت کی ہوئی فریاد رند

سنکھیا کا عالم اس خبط شفا کا ہو گیا
عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
ای پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتین کرکے تخت پر سوار ہوئین طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین بیان گرداب جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا مواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب مین تحقیق کل سے بہت بیتاب و بیقرار یا ہی ہون اس وقت آنے کا کیا سبب کیون تکلیف کی۔ مواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہون طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہی مجکو خوف ہو پسران حمزہ آنکھ مین موہنی رکھتے ہین جسکی نگاہ انپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی برائے گشت جاتی ہین ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دلکو بیتابی ہو آج کل بخبر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات مین معروف رہو مین اپنے باغ مین بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشہ باد انگیز ایک غبار مین لپٹا ہوا بیرون سے لاکے پہونچا یا اور فریاد کرکے دست بستہ عرض کی دشمنون نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہی اب خرابیان شروع ہوئین طلسم کشا کا اس سرحد مین آنا خالی از علت نہین ہی یہ کہکے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اُٹھا لیجاؤ لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہین ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جاکر شریک طلسم کشا ہون کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اُٹھا لے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا مواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین شب سے گئی تھین اب آتی ہین ابر پھٹا ملکہ ہماے اورنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمانے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری حواس مین ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہان تک پہنچا ہماری
سرحد مین آگئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ اے مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی مجھے
نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر اے باپ مین آپکے مکان
آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحراے گرداب نشان کا تختہ
طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ جھلال سرکش ساتھ ہی
کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ اے نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح
دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم
نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصد کیا تو
ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ اے باپ آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے مواج
نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی
ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کریگی تو
بھی لوح نہ ملے اُس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ
کردیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اُسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد
پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہ سکتا
مگر کیون بیٹیا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح
پیش آئین گے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا
ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ اے نور نظر خاموش
رہو دیوار و در ہم گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رستم
کے بیقرار مین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ
ہونگے فرمائین گے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ
کچھ نہین بتاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے باپ ضرور فرمائیے کہ لوح کسکے پاس ہی
مواج نے کہا کہ اے نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا مجھپر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہان ہی اگر مین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی
صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہوکر راہزن ہوے مین تمھاری صورت
دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون ای نور نظر تمنے طلسم کشا کو نہین دیکھا ملکہ ہما یہ سنکر
گھبرا گئین کہا ای باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہی مجھے طلسم کشا سے
کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو شعلہ اسرار دان کو بلاؤ
ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی ای شعلہ جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری
اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے منھ پر ہما کے
ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ فق ہوگیا تھرتھرکانپین اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای باپ
شب کو جو مین براے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار اُنکا گرفتار تھا وہ گانا مجکو ایسا پسند آیا
کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو لشکر طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ
باد انگیز سحر کرہی ہی مین نے اُسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر جھلال نے پشت سے آکر کارد سحر
ماری کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم
دریافت کردونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ ای نور نظر زبان منھ
سے نکالو سوزن زبان مین دو ہمارا یہی حکم ہی ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب
و مواج نے اُران سیاہ جسم مین لپٹاے کہا لیجاکر قید کرو سرہنگ جادو دایۂ ملکہ ہما ہی
اُس سے کہا کہ اسکو لیجاکر برج قلعہ پر قید کرو کہ وہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منھ
پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ ای باپ مجھے کیون قید کیا مواج نے
کہا کہ تونے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجاکر
برج قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی طلسم کشا نے
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر ان ہی نادخیان یہ حسین بکی
تلاش سے پایا مگر یہ صحرا سے گرداب نشان ہی یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی
عنایت ہی لاشۂ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو
روح سامری ہی اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجاکر برج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہین
آٹھ پہر نام رستم زبان پہ بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن
گھبراکر سماک سے فرمایا کہ ای یار وفادار کئی دن ہوے ملکہ ہماے اور نگ نشین نہین آئین
ذرا خبر تو لاو اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل
بیقرار ہی اور عجب کیفیت ہی ـ نظم

ستدرہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا — پھر تو مین اور کف دست بیابان ہوتا
خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا — ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
نسبت اس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا — رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا
چھینتے موسم گل مین جو نہ پوشاک سری — چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت — آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا
قدکشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے یون — آدمی تو اگر ای سرو گلستان ہوتا
آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند — سر پہ کیون خنجر جلاد کا احسان ہوتا

سماک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپکا اقبال
یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آوٗن اور کیا عجب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم
نے کہا کہ ہان برادر اسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و
بیقرار گئی تھین رنگ روسے اُسکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید مان باپ پر حال
اُنکا کھل گیا مین بھی یہان سے پہونچون وا منہ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سماک اُسی وقت طرف
قلعے کے روانہ ہوا راہ کو طی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحرون نے
پوچھا بھائی کہان سے گئے تھے سماک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی لشکر طلسم کشا ہماری شہر
مین آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین
گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جہلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب نے کوئی
انتظام نہین کیا چڑھ چلیے ایک نے اُن مین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرے جن بیٹی کو قید کیا سرہنگ
جادو نگہبان ہی فتور تو پڑچکا اب دیکھیے کیا ہو سماک یہ سُنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھاتھا بطور پہرہ آبیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلاگئی مگر نوجوان ہی ہنسنے دیتی ہی سوسی کا پائجامہ گاڑھے
کی چدر یا میلی اوڑھے ہوے کُرتی کھنسی ہوئی تھوڑی دیر مین پھر پلٹ کے آئی بتی کو اُنگلی سے
اُکسایا اور اُنگلی کو پائجامے مین پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوے اُسپر تورے
کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھالے سمک سمجھا کہ جسکی صورت مین بنا ہون
یہ اُسکی آشنا ہی جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسنے دیتی ہی اپنے کو چھڑاتی ہے کبھی
کہتی ہی چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سمک نے حباب مارکر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر رہی ہین ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوریان
بنارہی ہی کنیز نے آکر کہا کہ کیون بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہین محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہین دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ زمین شکار
کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگین چاہتی تھین کہ لوح کا حال دریافت کرکے جاکر
طلسم کشا سے کہدین اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر نہ بچے نہین
معلوم سامری وجمشید کو کیا منظور ہی کنیز یہ باتین کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منھ مین دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک
نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان وہان
مین لپیٹے ہوے چلا راہ مین جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہان جاتی ہو سمک
نے خاصدان دکھادیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ مین آیا سرہنگ جادو مع چالیس کنیزون
کے بیٹھی ہی سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا اُس ملکہ کے مقدمے مین کچھ اُنکی بات
سے نہین کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا منھ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہی کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ نے کہ بلاے روزگار ہی اُسسے دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کہین حکم نہو ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہی کہ قدرت کو نامہ لکھا ہی دیکھیے وہان سے کیا جواب آے نہین معلوم
وہ کیا جواب لکھین سرہنگ نے خاصدان اُٹھالیا گلوری کھائی کہا بی محلدار مین شام سے دوسے
تنباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزین مانگنے لگین کہ بی محلدار صاحب ایک

گلوری ہمکو دو یہاں سے بدلی ہو تو اپنی صحنچی میں جائیں تب پان لغیب ہوا ایک ایک گلوری سمک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہیں کہ سب کے پہلے سر ہنگ اپنے مقام سے اُٹھی گر کے بیہوش ہوئی کنیزیں لینا لینا کہکر اٹھیں سب گر گر بیہوش ہوئیں سمک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپ نے بھیجا تھا میں ہوں سمک بن عمرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو میں بات کروں سمک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کر کے ماران سیاہ کو مارا سمک نے چاہا کہ سر ہنگ کا سر کاٹوں ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہے میں نکل جاؤں انکو پڑا رہنے دے یہ کہکے ملکہ نے سمک کی کمر میں پنجہ دبا کے اُڑیں رستم اُسی خیمے میں بیٹھے ہیں یاد میں ملکہ کی رو رہے ہیں خادم جو سمجھاتے ہیں کہ حضور سمک گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہیں کہ یارو نہیں معلوم اسپر کیا گذری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہے یہاں دل کی یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے

نظم

مشغلہ تھا یہ شبِ ہجر میں ہمدم اپنا / سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا
پھینک دونگا میں اسے چیر کے پہلو اپنا / تجھ پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا
نہیں معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہے / اہل ایمان تجھے اپنا کہیں ہندو اپنا
بوئے گل سے تجھے دھوکا نہ دے نکہت کا / جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا
کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر / کیا فسوں بھول گئی نرگس جادو اپنا
جان جاں جب سے ہے تجھ سے مرا خالی آغوش / گور بھی مجھ سے تہی کرتی ہے پہلو اپنا
یاد کر کے لب بالخوردہ کی تیرے سُرخی / خون دل آج پیا ہے کئی چُلّو اپنا
ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کو بیچے قاتل / پاؤں میدان سے سرکے جو سر مو اپنا
مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکوں میں / رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا
لوٹا کرتا ہوں شب ہجر میں انگاروں پہ / جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہوں پہلو اپنا
پاک دامانی کا دعویٰ نہ کرے اس رو سے / منہ گریباں میں اگر ڈالے کبھی تو اپنا
داغ کھا کھا کے مرے عشق میں گل رویوں کے / حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا
پیچ و خم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا / باغ میں اُٹھ کے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

پشت پا ماریں نہ کیوں ہمت گردوں پر زند ‖ شل نہیں فضل خدا سے ابھی بازو اپنے

رستم بیقرار ہو رہے ہیں خادم سمجھاتے ہیں کہ ای شہریار سمک وہ عیار ہی کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ
بہکنے والا نہیں رستم فرماتے ہیں کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہی کہ دیکھا آسمان پر برق
چمکی ملکہ ہما سے اور رنگ نشین سمک کے پنجے میں دبالئے ہوے بعد تعجیل آتی ہیں رستم
بے اختیار پکار اُٹھے فرد۔ ای آمدنت باعث آبادی ما + ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما ملکہ ہما
زمین پر آئیں سمک کو پنجے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اُداس منھ پر ہوائیاں
اُڑ رہی ہیں رنگ رو متغیر متردد و متحیر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہیں رستم نے ہاتھ
میں ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید
ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال روح نہیں بتاتا سمک
بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہاں ملکہ کو لیکر صحبت میں بیٹھے سمک بیٹھا رکھانے لگا یہاں
گرداب جادو سوکر اُٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اُٹھی لڑکھڑاتی
ہوئی نشے سے برج میں آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہی کف منھ سے جاری اور سب
کنیزیں بھی بیہوش پڑی ہیں گرداب نے ایک دوہتڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ
اُٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گذری کون اُسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہاں فقط
بی محلدار آئی تھیں انھوں نے گلوری کھلائی جب ہی میں بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو
کنیزوں نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہیں محلدار کو اُٹھایا محلدار نے سب ماجرا بیان کر کے کہا
کہ مجکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اُس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈیوڑھی میں بیہوش پڑی ہی
ابتو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہی مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام
کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے
آندھی چلی کہ صدہا نخل اُکھڑ کر گرے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہیں جدھر سے نکلی وہاں
خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اُس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ ہو رہے ہیں
سمک قنات کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہی کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکایا ملکہ نے
آنکھیں کھول کر اس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

کہ ای شہریار اُٹھیے رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغہ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او طلسم کشا اس بحر سے پیتا پانی ہے یہ کہکر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ
ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان
پر آئیےگا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھینگے یقین ہی کہ روح کو راحت ہو
پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت لیکر پردۂ دنیا
سے چلے فرد- ہی جنازہ اسلیے بھاری مرا + حسرتین دل مین لیے جاتے ہین ہم + رستم نے
دیکھا چند ساعت مین گرداب ملکہ کو لیے ہوے نظرون سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوے
کہا کہ ای مہتر سمک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہین معلوم قتل کرے یا بخشے قلب اُلٹ گیا
ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا- نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین
منتشر میرے حواس جمع مشکل مین نہین

آتش افروزی کی او گردون ہوا دل مین نہین
کچھ سوا خاکساری آب اور گل مین نہین

مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین

مارتا ہی جسکو کرتا ہی کام اُسکا تمام
نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین

اُسکو گردن مین پہنکر کب گلے میرے ملا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین

مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہی
کینہ او بت تیرے دلمین ہی مرے دل مین نہین

طو نہین ہوتی کسی سے گفتگوے حسن و عشق
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین

کسکے آگے زار تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک طبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

رستم نے بیقرار ہوکر فرمایا مرکب تیار کرو جلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہین
اسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہوچکے ہین جلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمایئے
مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت ضرور نہ جائیں رستم نے کہا کہ ای جلال
بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور مین وہ آئی گرفتار کرکے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر
چھریان چل گئین مین اپنے کو پہونچاؤنگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغہ ہفت جوہر کھینچے گرداب نے
جو تیغہ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اُڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

لیجاتا ہو ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہکے رستم نے گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا چلا اہل لشکر نے جو سُنا بارہ ہزار جوان ساحر و غیر ساحر فوراً تیار ہو کر عقب مین رستم کے چلے یہان گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پہ ٹھہرایا ہو زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئین یقین ہو کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم آگے ہے اور پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم یلتن

ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق انگندہ شور
کیست علمشاہ چو رستم لقب
یل نامور رستم ذی ہنر

دیگر

علمشاہ رومی شبیہ فیل زور
منم نور عین شہ بحر و بر

بارہ ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر آ پڑے رستم چاہتے ہین مین لڑ بھڑ کر قلعے مین گھس جاؤن گرداب نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج مارتے ہوے قلعے سے باہر نکلے اسطرح سحر کر رہے ہین کہ جنگل مین آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا جوش مار رہا ہو تلوارین گر رہی ہین درختون سے پتے جو گرتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پتہ گرا سر اُسکا اُڑ گیا رستم نے بھی تیغ ہفت جوش سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوے زمین پر پھڑک رہے ہین دریاے خون جاری کہ صحرا سے گرد اُڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پہ رہتا ہو ملکہ ہماے اورنگ نشین کا منگیتر یہ خبر پا کر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اُسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا اب یہان رستم کو لڑتے ہوے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہو گرداب نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سرہنگ جادو بھی چلا کر برج سے کودی گرداب سے یہ کہکر کہ مین جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر فوجون کا بلوہ ہو اور مین بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہو کہ فوجین برابر بھیج رہی ہو دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پر سحر کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون مین فوج کو ملکہ نے متفرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہو رستم پر آگ برسا دی تلوارین برسا رہے ہین مگر رستم پہ کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین ملکہ ہماے اورنگ نشین گالی

باندھے ہوے ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہین سحر کر رہی ہین جسکو دیکھا کہ رستم پر بلوہ کرکے جاتا ہی اُسپر سحر کرتی ہین کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہی تو برق جمکائی دو دو سوار کٹ کر گرے ہین رستم دور سے دیکھ رہے ہین کہ ہماے اورنگ نشین نے فوج کو پراگندہ کیا ہی سرہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری اور پنجہ کمر مین دیکر ملکہ کو لے اڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جاکے ملکہ کو بچاؤن یہان سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ مین اتری ایک تختہ سنگ پہ دہان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا۔ عتاب کہہ رہی ہی کہ او گیسو بریدہ تونے مان باپ کی بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت وایس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے

نظم

ز کار بستہ کشاید خدا ز ہر سو باب — کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک املاک و واقف اسرار — خداست کاشف اسرار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا — میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک بر آورد جوہر انسان — خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد — بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور — کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
ز رفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو * — نمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
وجسم نازک انسان برند جان حزین — کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک — بشست ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر — فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہندی — ستادہ ایم برائے دو روز پا برکاب

بلک بلک کر دعا مین مانگ رہی ہی جس سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ میر

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار و غدار اُنکے ساتھ کیونکر پیش آئین
نہین معلوم کیا کیا مکر پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکارون سے بچالے اور یہ روز سیاہ انکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہی کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہی پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگت آیا ہوا ہی مین اُسی کے حوالے کرونگی
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
کہا کہ ای ملکہ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا سامنے قلعۂ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہی ملاحظہ فرمایئے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنگی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ ہی
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائینگی رستم کو فراموش کرینگی وہ بڑا ساحر ہی راضی
کریگا اس کمبخت کے سر پہ جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جوان کو آتے
ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر یہ زندہ رہے تو بڑا قتل پر ہاتھ نہین اُٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپ رہا ہی کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھا کے
اس مصیبت سے اُسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
تو سرہنگ دیکھو اسپر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہی وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابرو کھینچے کو ملینچ گرداب نقلی نے حلقے کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک تھا پاک
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچایئے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ ای عیار والا گہر کیا بات ہی عیاری ہے کہ
کرامات ہی کیا وقت پہ پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا بیان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دمبدم بلوہ فوج کا ہوتا ہی اُس بلوے مین شیرانہ دلیرانہ و دستانہ
مصروف جنگ ہین کافر ہی چاہتے ہین کہ اگر تیغۂ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور زرہ ہفت جوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر ساحر
گرفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا منقار جادو سحر کرتے کرتے عاجز ہوگیا
مگر رستم پر تاثیر نہوئی پس اسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر علاوہ گولہ طرف صحرا کے
پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے آتا ہے قریب رستم کے
پہونچا منقار سحر کر رہا ہے وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیوں رستم
ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہے اگر آپ کو جرات کا دعویٰ ہے تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کرکے
مجھسے مقابلہ کیجیے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہیں یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے
سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آؤ ہم فرزند
صاحبقران ہیں ہر شرط پر موجود ہیں زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا
سمک عیار تاقی چھپا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
جدا کی تیغ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر بندہ ہے کہ سمک
کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ میں مصروف ہیں کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہیں
منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ عالمشاہ زنگی کو ریل کرلے دوڑے زنگی ہرچند
چاہتا ہے کہ زور کروں رنگ نہیں سکتا اب وہ وقت ہے کہ زمین پیر کے نیچے سے نکل جاتی ہے
منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہو ہو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے
پندرہ قدم زنگی کو ریل کر ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے زنگی کے آشنائے زمین ہوئے رستم نے
کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہوگئے پلٹ کے
دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغ منقار نے اٹھالیا رستم نعرہ کرکے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا خبردار
ان چیزوں کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر
رستم کو اٹھا لیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہما نے جو دور
سے یہ معرکہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے چلیں کہ منقار کو ماروں جب قریب پہونچیں منقار نے
ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کاؤں کاؤں کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا
عکس اپنا ملکہ ہما نے اور رنگ نشین پر پڑا ملکہ چرخ کھا کر گریں منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کروں

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ ہماے
اورنگ نشین کو اٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی
آج کی شب اسمین اترو کل بیٹون کو جمع کر کے ساعت نیک و بد دیکھکر کھونری تمھاری
بھر جاینگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ای
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہو کہ رستم تک آئے اب تو شام
ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات
لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پاے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سمک بن عمرو نے
جو یہ معرکہ دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہو کے طرف باغ کے چلا صورت بدل کرایک مالن کی
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے
تک سمک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے
ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سمک نے پکارکر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن ساری باندھے ہوے پھولون کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک
کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بند و بست ہو گا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو ابھی جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ خود شاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو
نہ کھلے مین کنجی جا کر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلا لون یہ کہکے باغبان بچہ گیا اور کنجی قفل کی
لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا
کہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہین نہین کہتا ہوا
چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریا کے آیا آپ چھپریا مین گھس گیا منت
کر کے بلانے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر گیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سمک یلداقی
نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو
مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سمک یلداقی نے حباب
مار کے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان
تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے
خادمون نے کہا کہ پہلوے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہے اُسمین قید کیا ہی سمک سب
پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا صفت
گل و بلبل کر رہا ہی منقل آتش روشن سحر تیار کر رہا ہی باغ کی جانب دیکھ رہا ہی باغبان بچے
کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہی کیون اس طرف آیا سمک
نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت
بہت حسین منت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر
ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین
خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن دروازہ کھول دون اُسکو
آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہو گا خبردار کوئی آئے تو اندر
نہ آنے دینا ان باتون مین لگا کر بارہ دری پہ چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو مین اُسکے
رکھا ہی سمک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہی اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے
ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہی زرہ کو ہین پہنے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ
تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پہ رستم سامنے قلعہ گرداب کے آئے اور ہزار ہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پر اب رہتے ہیں الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہی ہوں کہ صبح
کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آوینگے اپنا اپنا فیرنگ دکھائینگے
مین پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ نقطۂ اشارے کی دیر ہو سمک نے باتوں مین لگایا باتوں مین لگا کر
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ مین تیرے ساتھ
چل کر اُسے گرفتار کرون یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اُٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہان
سمک نے تینون چیزین لے لین کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اُٹھانے سے
سمک کے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ ای شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغہ مجھسے نہین اُٹھا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سمک نے جھپٹ کر کلاہ سر پہ
رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوے اژدہین منھ سے نکال رہے تھے اُن سب نے
پھنے اپنے جھکا لیے رستم نے ہنہ مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر
گر پڑے رستم کلاہ پہنے ہوے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری سے
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جاکر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہان سے پلٹا تھا دیکھا کہ
تیغ بکف علمشاہ بارہ دری سے آتے ہین منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھولدیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو مین پھر وہی سحر کرتا ہون کہ زنگی جلے
اور تحفہ جات اژدہے والے مین گرفتار کرونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کرکے ساحرون پہ جا پڑے سمک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ ہائے
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹ خون گولے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹھ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ ای رستم تم رستم ہو فرزند محرم و گلشنم امیر ہو زرہ اُتار کے مجھسے مقابلہ کرو سمک نے
پہلو سے آواز دی کہ ای شہریار برائے خدا اسکے مکر مین نہ آیئے گا رستم نے کہنے سے سمک کے

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تلوار تیرے ہاتھ مین ہی کیون نہین وار کرتا زنگی نے پینترہ بدل کے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اُسکی تیغہ ہفت جوہر
پر پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار رہ کے
ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کے
مرتے ہی منقار کے منھ سے خون جاری ہوا بات نہین کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو پیٹا
کہ مین نے یہ سحر کیون کیا یہ سوچ کر جاتا ہو کہ منھ بند کرون بند نہین ہوتا منھ کھولے کھڑا ہی
خون کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو
روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوے رستم جو قریب
منقار کے پہونچے منقار بھاگا اپنی فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہی کہ طلسم کشا
کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارے
مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین بکار ر کے
سردارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منھ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا
کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہو دہان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا
زور نہین پکڑتا دور جا کر کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم دامنہ قلعہ گرداب مین بیہوش
پڑے ہین جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سُنی
سب تلوارین کھینچ کر اُٹھے اُس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہ بھی سب
آکے شریک جنگ ہوے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر
رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سماب نے جب
دیکھا کہ علمشاہ جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہماے اور زنگ نشین مین چلا
اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ خون گرد
کنیزین نگہبان بیٹھی ہین سماک اُن سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ ہوا سوسن رستم نے
کیونکر رہائی پائی سماک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریان
نکالین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہوئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالون قضائے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون
برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
چاہتی ہی للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہی زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا
سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین
ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ
توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہی ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے مین چھپا گرداب جادو
ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا
کہ گرداب چرخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی
بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہی اور ایک عورت
قتل کیا چاہتی ہی وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے
پھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے گرے
اب زمین شق ہوئی گرداب اسمین سما گئی سمک جست کرکے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا
بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزون
کو مقرر کیا سمک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین
بیٹھی ہین جو آتا ہی اسکو منع کرتی ہین سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ اری کمبخت
زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کرکے چلین سمک بشکل
گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپہونچا اب اٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے
سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچی
رستم لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کرکے لشکر گرداب پر گرین زیور اتار اتار کے مارنے لگین کبھی
بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہین صلصال کش
بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہماے اور نگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین ہلادی جھلال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کل فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہی جھلال کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اُٹھائی رستم سے کہکر گئین کہ افسون جادو باد اجان کا شاگرد رشید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اُسی کے مقابلے مین جاتی ہون آنکھ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین جھر نمکین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تیر پڑے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ای سر تاج حسینان و ای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہی اب تو قلب کی عجب کیفیت ہی۔ نظم

صدمے گذرے ایذا گذری
رند کہو تب کیا گذری
گذرے جسدم ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کافر پر بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی جیسی گذری

ہجر مین تیرے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حال فرقت
ہمنے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہمپر جو بیت ترسا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سُنے گا
اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
رند کہو دل پر کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکے افسون پڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسرون کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چلی آ مین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی دیار جادوانی کے لیجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر بنے ہوش مین نہین ہی ہمارے قتل کو آیا ہی اس
لنگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور جگہ ترس
نہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا آئی ہی
میرے شوہر نے جگہ سحر سکھایا اس مرتبۂ اعلےٰ پر پہونچایا اور اُسکا بدلہ تونے یہ کیا کہ اُس
لنگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کرکے چاہا گولے کو پلٹاؤن کہ
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا اس مرتبہ گرداب نے ران اپنی تراش
کے خون چلو مین لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اُسی گولے مین جذب ہوا گرداب
نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چیخ ونے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری
و جمشید کا کام ہی یہ کہکے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکر
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کام کر
گرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کارد سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اُسمین سے پیدا ہوا
گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا نیچہ ہاتھ مین لیے
للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرداب کے علمدارونکو
قتل کیا جہلال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی وہ مشتہ قلعہ مین
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علمہاے فوج سرنگون کیے دشمنون کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک
طرف سے ملکہ بہار اور رنگ نشین نے سحر کیا ایک طرف سے جہلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اُس بھاگنے مین پکار کر آواز دی
کہ ای مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام
آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہی

کہ بڑھ کر گرداب کو ہاتھ ماروں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے
چلی کہ چلہ پیچھے ہٹا جاتا ہے جب چاہتا ہے کہ آگے بڑھوں ہوا کا جھونکا پڑتا ہے کہ پیچھے قدم
اُسکے اُٹھ جاتے ہیں دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلوے
کوہ سے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر آکے بیٹھے
منقاریں کھول کے پکارتے تھے کہ ای اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا
امواج سمندر نشین آتے ہیں ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے داماں نکل گئے — ہم چاک کر کے اپنا گریباں نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے — اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
سیلاب اشک کوسوں تلک موج زن رہا — روتے ہوئے جدھر ترے گریاں نکل گئے
ثابت رہا میں آج تلک اپنے قول پر — اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے
دست جنوں نے حد سے جو بڑھ کر قدم رکھا — دامن سے بڑھ کے چاک گریباں نکل گئے
کہنا تمھارا کافر و دیندار نے کیا — ہندو نکل گئے و مسلمان نکل گئے
وہ لب جو یاد آئے تصور میں زلف کے — ہم چین ہو کے سوے پرستاں نکل گئے
اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا — دیوانے ہو کے سوے پرستان نکل گئے
صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریاں — تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر — یارب کدھر وہ سلسلہ جنباں نکل گئے
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہو کے زند — مجنوں سے بھی بڑے کئی میداں نکل گئے

اس طرح طائروں نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش بر آواز ہوئے اور اُسی جانب سے دیکھ
رہے ہیں کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریائے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غراتا مارتے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرا میں پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ پتلہ کہ جو
زنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اس پتلے کے چلا پتلے نے چاہا کہ
بھاگوں لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اس پتلے کو دہن میں لیا دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوا جوش و
خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہے جس طرف دریا نے جوش مارا ہزاروں کو ڈبو دیا کشتی

حیات کی طوفانی ملازمان جھلال کو پناہ پانی دشوار ہو دل پانی پانی ہوئے جاتے ہیں حباب
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان جھلال کو دیکھ رہے ہیں جسکی نگاہ حباب پر پڑی پروانہ وار
وحشی مثال دریا میں پھاند پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان جھلال غرق دریاے حیرت
ہوئے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہیں دریا اُنکے قریب نہیں آتا بلکہ اکثر مچھلیاں
کہ جنکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہیں تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہیں رستم جب تیغ ہفت جوہر
کو چمکاتے ہیں مچھلیاں ہٹ جاتی ہیں پاس رستم کے نہیں آتیں جھلال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کئی گولے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہی جوش وخروش ہے مچھلیاں نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہیں مچھلی کمر میں لپٹ کر ساحر وغیر ساحر کو دریا میں کھینچ کے لیجاتی ہے
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ ہماے اورنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ اے جھلال یہ سحر بڑے
ظالم کا ہے اس سے بچنا نہایت دشوار ہے کدوکاوش بالکل بیکار ہے وہ بڑا ساحر نامی ونامور ہے
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسوں اُسکے ساتھ انتظام میں رہا خدائی کو اُسکی
رونق دیتا تھا عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا اب سوائے جان دینے کے اور کوئی چارہ
نہیں ہے اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہاں جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو نہنگ نگل گیا
اُس وقت سے افسون ہوش میں ہے گرداب کے آگے عذر کر رہا ہے کہ خطا میری معاف کیجیے
میں نے جو کلمات سخت آپ کو کہے ہیں اپنے ہوش میں نہ تھا خطاوار ہوں آپ کا گنہگار ہوں
گرداب نے کہا کہ اے افسون تم سے یہ امید نہ تھی اُس چھوکری نے جو نگاہ سحر آگیں ڈالی
اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے جھلال وہماے اورنگ نشین قریب رستم
کے آگئے ایک ٹاپو میں تینوں کھڑے ہیں رستم چاہتے ہیں کہ گھوڑے سے اُتر پڑیں اُتر نہیں سکتے
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ایک مقام پر جو گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو لیکر بھاگا دریا کو طے کرتا ہوا
طرف صحرا کے نکل گیا ایک قطعہ نخلستان میں جاکر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اُڑا رستم مع مرکب
غائب ہوئے ملکہ ہماے اورنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا بیقرار ہو گئیں چاہا کہ
عقب میں رستم کے جاؤں شاہزادے کو اس بلاے ناگہانی سے بچاؤں کہ دریا سے ایک
نہنگ کلاں نکلا ملکہ ہماے اورنگ نشین نے بہت سحر اُس نہنگ پر کیے زیر نہ کر سکیں

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک ماریں مگر نہنگ نر کا بڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار ہوکے دو پٹہ مثل دام کے پھینک مارا نہنگ اُس دام مین پھنسکر دام کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ملکہ ہماے اور زنگ نشین پر جا پڑا دہن مین لیکر دریا مین پھاندا جہلال سرکش نے کئی تلوارین پھینکیں کئی خنجر سحر کرکے پھینکے نہنگ پر نا ثیر نہ ہوئی ملکہ کو دیکر غرق ہوگیا دوسرا نہنگ دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جہلال پر جا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ بھاگ جاؤن لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اُٹھ سکا معلوم ہوتا تھا کہ زمین نے پاؤن تھام لیے انتہا کی وہان کیچڑ تھی آخر نہنگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا اور دریا مین پھاند پڑا جہلال بھی غائب ہوا نہنگ نے دور سے غائب ہوتا رستم و ہما و جہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین سارا لشکر غرق دریاے مصیبت ہوا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ سب کیا ہوے منقار ایک گوشے مین کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ کیسا سحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لا زوال دیا ہے کون انکا کون سامنا کرسکتا ہی گرداب جادو بھی یہ سب معرکے دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ میرا شوہر آگیا مواج سمندر نشین اُنکا نام ہی اسی نے سحر مین سب کو غرق کیا میان جہلال پر کیا گذری مگر چھوکری کو جو نہنگ لے گیا وہ خاص مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے مین دریا پلٹ کر درۂ کوہ مین غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا کہ اندر سے درۂ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بالون سے قطرے پانی کے ٹپکتے ہوے جوشان و خروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزارہا ساحر افسون جادو نے بڑھکر استقبال کیا مواج نے پوچھا کہ ای افسون تمھارا ہماے اور زنگ نشین سے کیا حال کیا تھا سمجھے کہ وہ پتلہ کیا ہوا اُسکو مین نے کوٹھڑی مین بند کردیا منقار کا آکے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای فرزند تم نے بڑی سختی اُٹھائی ہزارہا افسر تمھارے مارے گئے اب اسی جیلنے مین طلسم کشا کو قتل کرکے ہماے اور زنگ نشین کو تمھارے ساتھ کردونگا فقط تھوڑی پھرنا باقی ہی مین ذرا مطمئن ہولون تو اُسکا سامان کردون اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہان ٹھہرنا بہتر نہین طلسم کشا میری سرحد مین آگیا مین نے گرفتار کرلیا ہرچند کہ میرے قبضے مین

نہین ہی مگر نوبت بجان وکارد باستخوان ہی اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب معاملے دریافت
کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہین شاید اُنسے
کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گذری کہ گھوڑا جو اُنکو لیکر بھاگا
قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا بدلگامی کرنے لگا رستم عاجز ہوکے اُسکی پشت سے اُترے
ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزین بلا رہی ہین رستم جو کنیزون
کے پاس گئے کنیزون نے کہا کہ چلیے آپکو ملکہ ہماے اورنگ نشین نے بلایا ہی رستم نام
معشوق سُنکر کنیزون کے ساتھ ہوئے ایک باغ مین جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ گلہاے رنگا رنگ وشگوفہاے بوقلمون عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ پرداز
نخل سرسبز وشاداب گل وغنچے درختون پر مصروف شگفتگی ایک جانب نہرین بصد جوش وخروش
ہر موجے سے ظہور تیغۂ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سرچشمے پر جمع ہین عالم
بحر وبر کو پکار رہے ہین رستم بہار باغ دیکھتے ہوئے کنیزین ساتھ ساتھ ناز وکرشمے دکھلاتی ہوئین
قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری مین ملکہ ہماے اورنگ نشین مسند
پر بیٹھی ہین گرد کنیزین رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھین پکار کر کہا کہ ای شہریار آپکی کنیز
جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا مین آئینگے مین
بلوا لونگی شکر ہی کہ آپ مل گئے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ
بھی اُتار کر رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ایک کسر باقی ہی زرہ
بھی اُتار دیجے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغ وکلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے
پہلو مین رکھ لیا کہا کہ ای شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا مین نے بہت پریشانی
اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین نے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی
اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ تو ذرا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھا کر آئے ہین اُس کنیز نے سازندون کو اشارہ
کیا سازندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا علمشاہ بے اندیشہ
پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہماے اورنگ نشین نے کہا کہ ای شہریار زرہ بھی
اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتارین کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر پہ جب سے تری کاکلِ رسا آئی | وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا | زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم | تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
بے حجاب ہوے بزم غیر مین صاحب | تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کریگا عشق تعرف تو دیکھنا وہ پری | پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا | ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
شبِ فراق کی کاہک سے دم نکلتا ہی | الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزارون مر گئے اُسیر سسکتے ہین لاکھون | عجیب روگ ہی یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے | مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی
پہونچ رہی ہی تواتر مجھے خبر گُل کی | ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے | کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کسنے بتجھے شغل عشق بازی کر | بتا تو او دل نادان یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی | خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی
سنا ہو رند نے دی جان جسکی فرقت مین | مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زرہ آنا دینے پر ہاتھ ڈالتے ہین بعد تھوڑی دیر کے ساقی بچے حاضر ہوے دورہ جام چلنے لگا رستم بھی برابر پی رہے ہین اس نازنین سے بوس وکنار مین معروف ہین سامان محفل عیش ونشاط بر موقوف ہین اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہی کہ اے شہریار کنیز نے بڑی بڑی کدوکاوش کی بڑے بڑے سحر کے مواج سمندر نشین کے سحر پر غالب آنا دشوار ہوا آپ خیر وعافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ والے میدان مین بیہوش پڑے ہین اُنکی تدبیر واجب ولازم ہی اگر کنیز خیر وعافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چلکر اُن سب کو رہا کردونگی شب بھر حضور تامل کرین سماک پھرتا پھراتا اُسی باغ مین پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کر کے صحبت مین آ بیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہی کہ زرہ نہ اُتار یے گا تیغہ و کلاہ کب کیا
رستم حیران ہین کہ یہ کنیز کون ہی کہ جو تیغے و کلاہ کو پوچھتی ہی اور زرہ کو منع کرتی ہی نہ اُتار یے
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہین اور ٹھہر جاتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین گذری سمک اپنے
دل مین سوچتا ہی کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلو نگا یہ نازنین مکر کی باتین
کر رہی ہی یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہماے اورنگ نشین نہین ہی دم دے رہی ہی اور فقرے
کر رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ زرہ اُتروا لون سمک نے رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور زرہ
نہ اُتارنے دی شب گذر گئی جبکہ رستم سیف پوش ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان
قعر مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع فوج ضیا و
شعاع غالب آ کر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سمک چاہتا ہی
کہ اشارے سے الگ بلاؤن رستم کو سمجھاؤن باغ سے نکال لیجاؤن رستم صحبت سے اُٹھے
ٹہل رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کہو اپنا کام کیا
تحفے حاصل ہوے سمک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشۂ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہی
اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہی کہ وہ اشارون سے بار بار
منع کر رہی ہی کہ خبردار زرہ نہ اُتارو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہین ہوئی وہ تاجدار غصے
مین یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجکو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت مین رہی ناز و غمزہ
کیا کی اب ہم سمجھ لین گے معلوم ہوا کہ تیرے کیے سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا ملکہ کی کمر مین
پنجہ دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجکو لیے جاتا ہی خدا
اسکے ہاتھ سے بچائے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم یہ صدا سنکر دوڑے چاہتے ہین
کہ ملکہ کو رہا کرون مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اُڑ گیا سب کنیزین دوڑین کہ ہی ہی اے شہریار آپنے
ملکہ کو نہ بچایا وہ اُٹھا لے گیا ہم بھی اُنھین کے پاس جاتے ہین گوشۂ باغ مین جا کر کنیزین
بھی غائب ہوئین رستم صرف اکیلے کھڑے ہین یا سمک حاضر ہی یہ عرض کر رہا ہی کہ اے شہریار
یہ ہماے اورنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھون مین آنسو
بھر کے کہا کہ اے مہتر والا گہر ایسی معشوقہ پری چہرہ اُسکو یون دشمن لیجائے اور ہمسے کچھ

نہ ہو سکے نہین معلوم کہان لے گیا افسوس ہی کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نورد ی بادیہ پیمائی
کرونگا جان دونگا خیال مین اُس مہ جبین کے یہ کیفیت ہی **نظم**

معشوق اور دوسرا ہمسا حسین نہین
زینت وہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین

وہ کونسا مکان ہو تو جسمین مکین نہین
تاق کا یہ گمان ہو کہین، ہو کہین نہین

مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا +
دونون جہان مین اُسکا ٹھکانا کہین نہین

مشہور اک جہان مین مین عشق باز ہون
چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین

بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی
کیا کیا ہوا یقین ورنہ جہان مین جلین نہین

ہو گی قیامت اُس قد و قامت سے ایکدن
کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین

دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین
خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین

لازم پڑا ہو حسن کی خاطر غرور بھی
وہ کونسا حسین ہو کہ چین بر جبین نہین

کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے
تلوارین تیری چال پہ کسدن چلین نہین

خدمت مین جسکی ہووے نہ زیبے کوئی جہان
اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین

وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو
دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے ہو دین نہین

کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہی
کس کس نے تیری قبر سے آنکھین ملین نہین

انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے زند
موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

یہ اشعار علمشاہ نے پڑھے اور سمک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب یہ صحرا ہی اور ہم ہین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے مثل مجنون تلاش مین اُس لیلی محمل نشین کے اسی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہر چند سمک نے سمجھایا مگر رستم نے دامانا گریبان چاک کیا کلاہ سر پر ندارد ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین نہین سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اگر پاؤن تلے مین آبلے پڑے اور اُسمین کانٹے گڑے تو کسی نخل کے سایے مین بیٹھ گئے بیقرار ہو کر فرمانے لگے۔ **فرد قمر** کانٹے تلوون سے نکالین گے ہمین ہوش آیا + مارا ای وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + دیگر صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوا ی

وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین ✦ سماک ہر چند سمجھاتا ہی کہ ای شہریار تیغہ وکلاہ تو آپ نے
ہاتھ سے کھو یا اب ذرہ باقی ہی ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین
رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ ای سماک صبر وطاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
بے پیچرو نے منھ موڑا اب دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سماک نے عرض کی کہ ایسے صحرا
مین خصوصاً پڑے ہین کہ بیان سے نکاسی دشوار ہی غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جاتا ہی
اگر قبتا ہی تو اُنکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہو گا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑین گے
یا مواج کو قتل کردون یا اپنی جان دیدون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہکے سماک نے رستم
کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہو ا تلاش مین اس عجائب وغرائب کی جلا اب
حال ملکہ ہماے اور رنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہو گئی تھین نہین معلوم کتنے
عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصۂ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ وتاریک مین
پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہی کہ رہی ہی کہ کیون
ای ہماے اور رنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحراے گرداب نشان
کو فتح کرا دون یہ صحراے گرداب نشان ہی تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم
کیا ہی موزون نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای ہماے
اور رنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہی کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجائین
قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش وخروش بے تمیز واقع ہی کہ نام پر طلسم کشا کے جان
دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران وپریشان ہین بات کا اُس زنگن کی جواب
نہین دیتین وہ زنگن کبھی منتین کرتی ہی کبھی خوشامد کرتی ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین
سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
عرصۂ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زندان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان
پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی سن دمبدم ڈراتے ہین دھمکاتے
ہین کہ کیون ای جلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا
ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤ گے

قدرت تہ دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب
قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہیں
دو روٹیاں خشک اور ایک آبخورہ پانی کا مشکل جھلال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہی جھلال
تو اس حال میں ہی یہاں سمک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہی چند کنیزیں گرد ہیں خدمتگزاری کر رہی ہیں
سمک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہی بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ میں اُنکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی لیکن ہے
کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سمک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہی تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
تھا اُسمیں تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط میں باغ کے ایک چبوترہ
بلور کا ہی اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک جوان نامدار بعہدہ افسری بیٹھا ہی گرد خادم
کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغہ و کلاہ کہاں رکھا ہی نسیم نے کہا کہ صاحب تمنے وہ چیزیں میرے
سپرد کی ہی کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آ جائے اور آکر عیاری کرے میں
ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکر تیغہ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
قنطور مردم در اسکا نام ہی کہا کہ ای ملکہ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا میں جاؤ
کہ جہاں طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہی کسی فطرت سے زرہ بھی اُتروا لاؤ تو میرا سحر
بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤں اور زرہ اُتروا لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ
ای نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہی دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ زرہ لینا کیسا تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤ گی اگر زرہ کی خواہش ہو

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ اے ملکہ مین ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہون یہ کہکے کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحراے بحزان مین پہونچا اور بشکل ہماے اورنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کر یہان لانا کہ مین کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لون کہ حلت باؤن جہلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اُسکی خطا معاف ہوگی سماک نے دیکھا کہ وہ کنیز روانہ ہوئی یہان رستم اُسی جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہین رات کا وقت ہے شب ماہ آہ آہ کر رہے ہین ایک نخل کے سایہ مین ملکہ ہما کو پکار رہے ہین بیتابی جو زیادہ زور کرتی ہے پکارتے ہین کہ اے ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے اب تو ہماری یہ کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے

نظم

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا — درد مندون نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا
تیرے پھرتے ہی اُداسی سی چمن مین چھائی — رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آئنہ رکھتے تو غش آ جاتا — تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا — آئی جب راستہ پر سون ہی قضا کا دیکھا
اے شہ حُسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو — سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا
سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہمنے — کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت — قدِ بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا
کوے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا نقش — گرم جسنے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہین بیقراریان کر رہے ہین کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق و اے یار موافق مین قیدخانے سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر صبر نہ ہو سکا شکر ہے کہ تمکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوے دوڑے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + اے لیلاے عصر و اے سلماے دہر تمھارے فراق نے دیوانہ بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا مین اوے مارے پھرتے ہین آرام نہین ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہے وہان تشریف لے چلیے آرام سے بیٹھیے وہ نازنین بصورت

ہمارے اورنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی تحفہ جات بھی مل جائینگے آپ نے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین اُنکا حال نہین معلوم کہ مین نے کیا کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا۔ اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار باغ مین چل کر زرہ اُتاریے اور کنیز اُن چیزون کو تلاش کرے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے نازو کرشمے کرتی ہوئی لیکر قریب باغ کے پہونچی بیان سمک نے باتون مین رنگ جمایا ہی نسیم و قنطور کے سامنے غزلین گائین احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہی مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشتۂ خام مین بندھے ہوے ساتھ اُس نازنین کے چلے آتے ہین جو جس مقام پر کہا سوا اسے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے آخر کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش بجری طَے کر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہمارے اورنگ نشین نقلی پہلو مین آکر بیٹھین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اری گانیو سامنے طلسم کشا کے گاؤ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی

نظم

فورہ ہوتے ہین سنکر تری تقریر سفید	اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید
وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین	چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید
لبِ جانان کی کبودی جو اُٹھین دکھلاؤن	زرد ہو کر گل سوسن تو طباشیر سفید
خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن	کیا مس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید
سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھون	شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
عید کا دن ہی بغلگیر وہ دلبر ہوگا	پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
دل منور ہی خیال رخ نورانی سے	پر تو ماہ سے رہتی ہی یہ تعمیر سفید
سخت جانی ہے مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے	نہ جھجھڑی اور نہ منھ پر ہے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پہ ہوئی اب و ہوائی تاثیر
غم ہجران پیے لیتا ہے لہو جونک کی طرح

مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
کیون نہ ہو رنگ سے آتش دلگیر سفید

اس لحن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہے کہ غلام آپ کا حاضر ہوا ان سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطور بیان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہے اگر آپ کا اقبال یاور ہے اور طالع مددگار ہین تو ان سب کو مار کے تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہے کہ معشوقہ اصلی پہلو مین بیٹھی ہے جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہ رہی ہے کہ ای شہریار مین آپکے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قیدخانے مین تڑپ تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگن سیاہ رو بجبر حاکم تھی اُسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زبان سے نکال لُشکل اُسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش مین معروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہے ہما آباد اسکا نام ہے بہت آباد ہے یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہے یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہے کہ آپ بھی موجود ہین اب جو کہیے گا وہی ہوگا رستم باتون پہ ملکہ ہماے اورنگ نشین کی نہایت بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے لگاون ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان اسی جانب دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہے جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہے رستم اشارہ کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہے دل یہی چاہتا ہے کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطور دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر صبائے دلگیر کو آراستہ کرون تاکہ بھی ہو کہ کیا وجہ جو زرہ نہین اُتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہے وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اُٹھی اُس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی ہروقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اُتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیوں اُٹھایئے ہلکے ہو جایئے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کر رہا ہو کہ اسے شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریئے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئیں مجھ کو دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زرہ لے لیں پھر قتل کا سامان کریں رستم نے کہا کہ ای نسیم ہمیں زرہ بار نہیں ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ میں مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم پر آراستہ رہتا ہی قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بڑھ کر کہا ای ملکہ ہماے اور رنگ نشین تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار دیجیے تو تینوں چیزیں ایک مقام پر ہو جائیں ہم لوگ جہالت پائیں ملکہ ہماے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے تخلی بالطبع ہو کر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپ کے سب ملک رہیں اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھول لیے ہر چند سمک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریئے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغ و کلاہ رکھا ہو وہیں پر زرہ بھی رکھی ہی تینوں چیزیں جب ایک مقام پر ہو گئیں تو قنطور نے آواز دی کہ او دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہماے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے اُٹھنے لگیں رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر اُس عورت کے بجلی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پھولے پھولے پائجامہ بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہاں جایئے گا اب یہاں سے جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دھماکا ہوا غبار اُڑا تھوڑی دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق بغلوں میں خاردار لٹو پا ہوں یہ جوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور نے قہقہہ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ ہو دنیا سے خفا ہو اتنی رات بیچ میں ہی صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا یہ کہا سنتے کہ معشوقہ نے

کیا مزہ دکھایا خوب لگا کر لائی زرہ کی وجہ سے تمھاری برات تھی ہم لوگ خائف و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے مین خداوند ہفت پیکر نے دربی فرمان لکھ رہے ہین کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی ای طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر ہے ہزار طرح کی بلائین اسمین ہین رازداران طلسم تمھارے شریک ہوے اُنھون نے تحفہ جات کے نشان دیے تحفہ جات تم پا گئے کہ تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچے سرحد صحراے گرداب نشان مین یہ خرابی ہوئی کہ دامنہ قلعہ مین تلوار چلی اور بی ہماے اور نگ نشین نے وہ سحر کیا کہ افسون جادو دیوانہ وار وحشی مثال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفہ جات کا باعث تھا سمک نے جو یہ باتین قنطورہ سے سنین بیچین ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ ای سمک ہمین تقدیر نے اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھون سے دیکھین کاشکے نابینا پیدا ہوے ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہو اگر قہر کرتا ایک دن دو دن کی مہلت پاتے تو قاب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان مین ہو ای معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ مین اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائین گے کہ ای سمک تم موجود تھے اور آقا قتل ہو گئے سواے تیرے کس سے کہون نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض	با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق	کی بہ بندد دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار	با مشمارش ہر آن کہ خفیہ شد یار غرض
غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان	ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کے دل نہند	گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریز از دو ہر صاحب صدق و صفا	بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال	ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہند یا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار	چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

دل سے دعائیں کین سب طرح کی تدبیرین سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ ای
شہنشاہ قنطور آج کا دن روز سعید ہی ہمارے واسطے روز عید ہی انکی وجہ سے جان کا خوف
تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہی کہ مین ساقی گری کرون سب شراب پئین صبح ہوتے ہی
نشے کے جوش مین ایک ایک دار ہم سب طلسم کشا پر کرین کیسے ہم پر خوف غالب تھے رات دن
کی نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا تا بصحراے گرداب نشان
آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بآرام سوئینگے یہ سنتے ہی قنطور
نے دیکھ کر آواز دی کہ کیون ای نسیم یہ کنیز تمھاری بہت گستاخ ہی معلوم ہوتا ہے یہ بھی
طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے مین عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ
ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جا کے بیٹھے صحبت مین ہماری نہ رہے ہمین خوف
پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیون شگوفہ یہ فقرہ تمھین کسنے سکھایا تمنے کیون ساقی گری
کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہی اسی ساقی گری مین صدہا جادوگر مارے گئے
اسی عیاری پر عمرو نے قیامتین برپا کین جاؤ اب باہر جا کے ٹھہرو سمک کے ہوش اڑ گئے
کہا ای سمک باہر سے مین کیا عیاری کرونگا قضا قریب آگئی جہان یہ شکوک ہین ایک لفظ
کہتے ہی کھٹک گئے مین کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتین
کر کے نسیم کے قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھپر عیاری کا
شک ہو تو مجھکو قتل کیجیے آپ آباد رہین سب ساحر دلشاد رہین سب کے ساتھ ہماری بھی
زندگی ہی مین نے برائے خیر خواہی عرض کیا یہان شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالین سب ہوین
تو بچ جائینگے بلا سے جان جائے مگر ساحر آباد رہین خداوند ہفت پیکر کی جان بچے
کتاب مین صاف صاف لکھ چکے ہین کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہی اسکے قتل کی
ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تباہی مین پڑینگے ایسے قدرت مہربان
اسکے قتل کا سامان ہم کیون کر خوشی نہ کرین آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم
نے گلے سے لگایا کہا کہ ای شگوفہ صاحب کو شک ہی مین تو تجھکو اپنا جان و ایمان جانتی ہون
تو کیون اسقدر روتی ہی سمک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہین باہر ٹھہرو مین باہر رہکر آپکے

جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جو مین نے کہا ہی میرا کبھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پر وار کرین کہ ہزار ٹکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم کشا کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطور شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب بہانہ کر لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر روتی ہی ڈرتی کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے سانس اسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہی آج تک کبھی اس سے کوئی امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطور نے کہا کہ بی شگوفہ جان دو میخانے مین جاؤ آج تمہین ساقی گری کرو سمک دوڑا میخانے مین آتے ہی ہلڑ ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہجائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی پیالہ لیے جاتی ہی کسی نے گلابی لی کسی نے قرابہ اُٹھالیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سمک نے وہ بیہوشی ملائی ہی کہ اگر رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین سماک گھبرایا ہوا ہی کنیزون مین جیسے جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی کسی کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہی قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزون کا کیا حال ہی نسیم بھی حیران ہی کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین جو اُٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہوگئین سماک بھی جلدی مین چالیس گلابیان کہ اُنمین بیہوشی ملاکر کٹورے اُنکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا نسیم نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہی خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہی سمک نے آتے ہی شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی۔

نظم

ساقیا پلوا تنک ظرفون کو چلو بھر شراب / مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہی اک ساغر شراب

فصل گل ہی کھینچ رہی ہی آجکل گھر گھر شراب / بادہ کش بدمستیان کرتے ہین پی پی کر شراب

ہی دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب / جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب

بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا / خوبتر سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہوں وہ میکش محتسب میں ہوں تو پہلے حکم دوں — دودھ کے بدلے پلا دے طفل کو مادر شراب
پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہو دہن گل — تاک کے سائے میں اینڈیں مست پھر پی کر شراب
گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار — واسطے آئینۂ دل کے ہو روشن گر شراب
شوق سے داماد ہی پیر مغان کرتے قبول — خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب
بوسۂ لبہائے میگون ہو اگر مجکو نصیب — گور پہ ساقی کے بھجوا دوں گھڑے بھر بھر شراب
میکشی سے گرچہ زاہد کو بھی انکار ہی — دیکھتا ہی سر پہ رندوں کو پلوا کر شراب
غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے — خون دل پینا پڑے مجکو نہو وے گر شراب
سچا ہی قول کہ پیر مغان سونے کی ڈول — ہو گئی ہی دَور میں اپنے تو آب زر شراب
مغتنم ہی وقت فرصت ایک دورہ اور ہو — ہی ابھی شیشے میں ای ساقی کئی ساغر شراب
حشر کے دن دیکھنا بدمستیاں مجھ رند کی — گور سے کہتا اٹھوں یا ساقی کوثر شراب

جون جون سمک بنا بنا کے یہ اشعار گا رہا ہی اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہی قنطور جادو بہ نگاہ غور سمک بلداقی کو دیکھ رہا ہی نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہی اشارہ ہی کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اب نزدیک ہی اسنے رنگ جمایا میرا قنطور جادو نام ہی جیسے ہی اُسنے ساقی گری کا نام لیا میں اسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجکو دے میں بہت مشتاق ہوں تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا سمک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر مار دوں اسکا یوں خاتمہ کروں بتعجیل تمام جام لبریز کیا بڑھا بیہوشی کی گھائی سے ڈالی قنطور نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ میں لیکر پڑھا ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے قنطور نے پکار کر کہا کہ او مکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اڑ گیا اور پاؤں زمین نے تھام لیے اب تو محفل میں ہلڑ ہوا کنیزیں چیخیں مار مار کے بھاگنے لگیں کوئی کہتی ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتی ہی کہ جلمانس ہی کوئی کہتی ہی مرچیا جن ہی کوئی کہتی ہی مٹھیا دیو ہی عجب طرح کے حرکات کرنے لگیں سمک زمین پر پڑا ہوا ہی قنطور نے کہا کہ کیوں نسیم دیکھا تمنے میرا اشک سچا تو نہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اُڑے تھے برابر اخباروں مین لکھا دیکھا کہ عمرو و برق
نے اسی عیاری پر سیکڑون کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزارون بلائین نازل ہونگی دوست
دشمن ہونے مین قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہی جابجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی مرقوم
ہی کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہی لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت
نہایت خوش ہونگے فرمائین گے تو نے ہمارے بندون کو بچالیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا
کنیزون نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزین خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے پھر رہی ہین بعض
خنجر ہاتھ مین لیے کہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ مین تو یہ کیفیت
ہی طلسم کشا اور سماک کی یہ صورت ہی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگون بیٹھے اپنے
مالک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچالے
اور ان دشمنون سے نجات دے اُدھر مواج مسند نشین پہلو مین گرداب کے بیٹھا ہی
جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی گرداب سے
باغ آراستہ کیا ہی مسندین درست کنیزین چالاک وچست مہ جبین حسین ومہ جبین
گرد بیٹھی ہین صحبت عیش وجشن آراستہ مواج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہمائی دایہ کی بیٹی ملکہ
تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہماے اور تاج نشین کے واسطے ملول وحزین ہے
گانے بجانے جو گا رہی ہین جب ہنگامہ عیش ونشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجیب نقشہ ہوتا ہی
سناٹے مین آجاتی ہی یاد کرتی ہی کہ کیون اے تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی
وہ پروردۂ مہد ناز ونعم اُسپر یہ رنج وغم مگر اسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بھی
جنگ مین مصروف رہی افسون جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر
مواج نہ آجاتے تو پتلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھین مواج نے
آکر پتلے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ وہ ملکہ
تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اُٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش پاتی ہون
مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہی غم سے فارغ ہے
طلسم کشا کو مین نے فریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطور نے بڑا کام کیا

وہ مالک صحرائے حسرت انگیز ہو طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی لعبوبت ملکہ ہما بنایا زرد
جبین لی معین پیغام لیکر جاؤ قنطور کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
دیر ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرلے تحفہ جات
دوہی موجود ہیں اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہو مگر اب تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا
دشوار ہیں اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اورنگ نشین اور جوہلال کو قتل
کر کے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سروں کو خدمت خداوندی میں بھیجیں
کہ کارخانۂ خدائی سست پڑا ہو رونق کارخانۂ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوئے
اُنپر نامے بھیجے جاویں کہ وہ ملک آباد ہوں کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کریں جلد
اپنے تئیں پہونچاؤ راہ میں کہیں ٹھہرنا نہیں یہ سنکر تصویر دلکش اُٹھی یہاں قنطور و نسیم
نے انتظام کیا ہو کہ کنیزیں آمادۂ قتل ہیں ایک کنیز بر سر سمک کے خنجر بکف کھڑی ہو اور دو
کنیزیں سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہیں نسیم نے اشارہ کیا اُن کنیزوں نے
رستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہیں کہ حکم ملے تو قتل کریں تصویر دلکش اُڑتی ہوئی آسمان پر
آئی اسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی میں کہتی ہو کہ ہو ہو کیا غضب ہو معشوق میری بی بی کا
قتل ہوتا ہو جس وقت وہ کشتہ حسرت دار سے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ
بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر میں مجھسے زیادہ ہیں جب
ارادہ کرینگے پکڑ لیں گے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا وہ جو خبر مرگ
اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے
جان دیگی ہماری آبرو نہ رہیگی جیسی بی گرداب خاطر کرتی ہیں ویسے ہی ہمارے نام سے
نفرت کریگی سامری نامے میں بھی یہی مرقوم ہو کہ یہ سال اختتام طلسم ہو کوئی نہ کوئی اور
صورت پیدا ہو گی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یوں قتل ہوتا ہو
یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونوں کنیزیں قریب رستم کے
کھڑی تھیں اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر ہاتھ
ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سمک تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا ابکی خود چمک کر گری جس مقام پر

زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینوں چیزوں کو اٹھایا رستم قبا اپنے جسم سے دور کر چکے تھے
تصویر دلکش نے تینوں چیزیں اٹھا کر اس جلدی میں رستم کو دیں کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی
تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
البت علمشاہ پور رستم ملقب دگر
علمشاہ رومی شہ فیلزور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سمک نے جو رستم کو جنگ میں
مصروف دیکھا حقۂ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہے اسم سحر
پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر بجھے جاتے ہیں قنطور نے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر
دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی اے میں جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہے کوئی افتاد
ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے
ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزیں کیسے کیسے سحر کر رہی ہیں صرف زرہ پاس تھی اُسپر تو
ہمکو خوف تھا اب تو تینوں چیزیں اُسکے پاس پہونچ گئیں اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مولانا
ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور و خوبی سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو صحیح اسے حسرت آگئی
میں بھیجا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز پیدا کرکے آڑی چاہا کہ
نکل جاؤں کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینے پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا نسیم
کا لاشہ ہو گرا کنیزیں بھی جلنے لگیں باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے تھے
شل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن بیوؤں کے پامال ہوئیں
زمزمہ سرا کا عجیب حال یا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پا کر زمزمہ سرائی میں
مصروف تھیں یا منقاریں بند دل دردمند دیواریں گر رہی ہیں قنطور نے جو لاشہ نسیم کا دیکھا
اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزاں نصیب ہوا گھبرایا ہوا اڑ رہا ہے طلسم کشا
پر کبھی آگ برساتا ہے کبھی تلواریں گراتا ہے کوئی شے تاثیر نہیں کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر
سحر کیا تصویر گری بدن میں آگ لگ گئی مثل سرو چراغاں جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ ای
شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا
چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہے کہ تصویر کو قتل کروں اس تصویر کو صفحۂ ہستی

عشاق ہون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر ہی پر سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے مجبوری سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغہ کھینچ کر چلا تصویر دعائین مانگ رہی ہو کہا ی خدا ے تا دیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا ہاتھ سے اس ظالم کے بچا لے اس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ رو روے تصویر دلکش اڑا ہوا آنکھین ڈگ مگا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس بد حواس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہو تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا جی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمہاری جان بخشی ہی تیغہ ہفت جو ہر چمکاتے ہوے ساحرون ناری کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغہ ہفت جو ہر کا پڑا تصویر پھیر چمک چمک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیبور جادو بڑے زور وشور سے لڑ رہا تھا جمال بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تو یہ سنکر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچا دون اگر بن پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پہ جا کر ہاتھ ڈالون تصویر نے پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا پھول اسکے جیبور پہ گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیبور کی شنج ہوئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا بیتاب ہو کر پکار اٹھا نظم

حسن پر آپ ہین عبث مغرور
کہ بار دیکھ بھال نہین
زلف کے منہ سے بات کیا نکلے
آرزوے شب وصال نہین
ہجر مین ہوگیا وصال تمام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہے جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہو طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے
ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کون دل ہے جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہے فرق
انکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہوگیا اتنا
وصل کا آپ سے سوال نہین
اے جان جان و اے آرام دل

مشتاق ہین میری تجھپر جان جاتی ہے ایک نگاہ و پیرا شادے ابروان چشم نے مجھکو شکار کیا دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ شادی کرون جیبور یہ سنکر جھومتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہا او قنطور بے ادب تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطورس کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطورس نے ہرچند ٹالا کہتا جاتا ہی کہ ارے
بیحیا کیا تیری شامتین آئی ہین دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جیپور اپنے ہوش مین نہین ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطورس نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھا دے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیپور کے دو ٹکڑے ہوے غصے
مین تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چیخین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تصویر اب تجکو ضرور ستاؤنگا تونے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزون پر گر رہی ہی کئی افسر مارے
کنیزین جن جن کے قتل کین یہ غصے مین طرف تصویر کے جاتا ہی اُدھر سے رستم لڑتے
ہوے آتے ہین کہ قنطورس کا سامنا ہوگیا قنطورس نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر
پر روکا بلکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا قنطورس اندھا ہوگیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطورس کے دو ٹکڑے ہوے قنطورس کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزین
تمام جلین اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
تیرا احسان عظیم ہوا تو تو جان بخش ہی تصویر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور مین ملکہ
ہماے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہون اسوقت جو آپ کو اس حسرت دریا مین دیکھا
دل بیقرار ہوگیا اب مین پاس مواج کے جلنے کے لائق نہ رہی نہین معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہان ہین اب آپ کو مناسب ہی کہ تیمور جادو قنطورس کا
بڑا بھائی ہی جسکی قید مین جہلال سرکش ہے اُسکو جل کر رہا کیجے دوسرا جادوگر اُسکا بھائی
اُسی کے پہلو مین رہتا ہی جسکی قید مین ملکہ ہماے اورنگ نشین ہین چل کر اُسکو مار لیجے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہین یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر مع
سمک برائے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اے
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو مین جا کر جہلال سرکش ایسے رفیق کو رہا کرون
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جا کر ایک صحرا ملیگا کہ اسمین گرد اُڑتی ہوگی گرداب سر کا
عزیز دار سراب جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہی جب اُسکو مار وگے تب نگہبان کا

مقام ملیگا سماک یہ سنکر چلا کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحراے سراب مین پہونچا
دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہی سمک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے
سمک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سمک قریب پہونچا پوچھا کہ ای برادر تمہارا
کیا نام ہی کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہی
مواج سمندر نشین نے خبر پائی ہی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحراے سراب کے
جاتے ہین تو مین نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون طلسم کشا
آتے ہین ہوشیار رہنا سمک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتون مین لگایا ناون مین
لگا کے بیہوش کیا اسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی
جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا بیچ
جنگل مین ایک مکان بنا ہی ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے بالاے قصر بیٹھا ہے
خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہین سمک نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ سراب
مین آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہون اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام
آیا ہی یہان بلالو خادم آیا سمک کو بالاے قصر لے گیا سمک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر
بلا تکلف دیا سراب جادو نے زبان پڑھا پڑھ کر کہا کہ ای قاصد یہ صحراے سراب آباد
ہی اگر یہان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہوجائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا مین کوئی
نہین آسکتا مجھے کچھ خوف نہین سمک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہی غلام کو راہ دور
دراز طے کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہون صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے
کہا کہ مین خود چاہتا ہون کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوے
پہلو مین باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ مین ایک چبوترہ نہایت آراستہ
تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے
کچھ گاؤن اگرچہ آپ کی خدمت مین عمدہ عمدہ گانیوالے موجود ہین شاید وہ بھی پسند کرین
سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہی سمک بایان کھینچا سسید ھا سید ھا ٹھیکا بجانے
لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی - نظم

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہی — تڑپ گیا ہوں دم ذبح انفعال یہ ہی
لبوں پہ جان ہی اک دم کا اور مہمان ہی — مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہی
اُڑا ہے طائر رنگ رخ پہ یوں عیان — حضور وصل علی آپ کا جمال یہ ہی
عیان ہی سینۂ محبوب سے عروج شباب — پھل آیا نخل میں لیس حُسن کا کمال یہ ہی
رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی — دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہی
نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہیں رعنا — گیا وہ غیر کے گھر پہ فقط ملال یہ ہی

اس لطف سے سمک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ اے قاصد خوشخرام تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھے سمک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہی کہ مزاج نے مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہی ہزار ہا روپیہ میں نے پایا استادوں کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساقی گری خوب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بٹھائیں محفل جمائیں میں ساقی گری کروں سر سے شراب پلاؤں منہ سے گاؤں ہاتھ سے بجاؤں پاؤں سے ناچوں تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ اے قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہی یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سمک نے کنجی لی چاہتا ہو میخانے میں جاؤں کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا اور آ کر پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف وضعیف جھریاں چہرے پہ پڑی ہوئیں لباس بھاری پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آ کے زمین پہ اترا چند کنیزیں بھی بیٹھی ہیں وہ تخت زمین پہ آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ اے مادر مہربان اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفاکۂ آدمخوار نے کہا کہ اے فرزند اس وقت میں جہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگرچہ حال ابتر ہی بیقرار و مضطر ہی مگر شاید اسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے نادان بنکے پوچھا کہ اے جہلال سرکش قیدخانے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے تمھاری رہائی نہ ہوگی تمھارے قتل کا حکم آ گیا اسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا میں گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا اے نور نظر مین گھبرائی ہوئی تیرے پاس آئی کوئی خبر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سمک کے اشارہ کیا کہ یہ قاصد آیا ہے حکم گرداب لایا ہے کہ جلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہے چند شعر جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سُنیے گانا کیا ہے سحر ہے دل پر تاثیر کرتا ہے اب ساقی گری کریگا اور اے مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یاوہ گوئی ہے قلم ہاتھ مین اُٹھا لیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہے کسکی مجال ہے کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاکہ نے کہا کہ اے فرزند یہ غرور دل سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہے اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحرائے گرداب نشان طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوحداران کی موقوف ہے اگر طلسم کشا قلعۂ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحرائے محیط مین پہونچے لوحداران جبا وہ خود خواہشمند ہے کہ طلسم کشا سے ملون اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کرون اس وقت طلسم کشا کو مناسب ہے کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم صحرائے محیط سے خالی نہ ملیگا لوح پائی اور فتاحی طلسم مین مصروف ہوا ہر چند کہ مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین طلسم کشا کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے سمک نے یہ باتین سنین آج کان مین نام صحرائے محیط پڑا جی مین کہتا ہے کہ اے سمک اب خدمت آقا کی یہ ذکر کرونگا سفاکہ آدمخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ اے فرزند غفلت کا وقت نہین ہے ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد نوشخرام کے سپرد ہے مجھے ایہر دھوکا ہوتا ہے یہ کہکے سفاکہ نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے پھینکی پکار کر آواز دی کہ اے قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائین گے یہ انگوٹھی اُٹھا لو پھر ساقی گری کرو سمک کانپ گیا مگر بمجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین سمک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منھ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاکہ نے آواز دی کہ کیون سراب تو نے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب
نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہی اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم
سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ
معین و مددگار ہی اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا پسر زن
خواجہ عمرو ہی عیارون مین بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائے گا
سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ اے مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا
عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جمالیا تھا اب
ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین
تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاکہ نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دارین استادہ ہونے لگین
جلاد موجود ہوے سمک بیقرار ہی جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچون اسوقت
سمک نے بیقرار ہو کر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ اے رب بے نیاز و اے بندہ نواز
تیری صفت کون بیان کر سکتا ہی تو کریم و رحیم ہی ۔ نظم

ز نور حق منور گشت ہر شمع
شد اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع

گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ
گہے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع

گہ اندر مطلع ایجاد بنمود
گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع

بچشم اہل بینش داد جلوہ
گہ از شام و گہ از نور سحر شمع

گہ از پروانہ ذات حق عیان گشت
گہے بر تو فگن گردید در شمع

بہر دل پرتوِ انوار بخشد
بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہو کر سمک دعا کر رہا ہی سفاکہ کہتی جاتی ہی کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار
کا مارو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے جہلال کو بھی لاؤ جب تک
وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا اسے رہائی جہلال آوینگے تدبیر رہائی کرینگے
وہ بھی قتل ہو جائے چند حبشنیان گئین قفس جہلال پکڑ لائین قفس سے جہلال سرکش کو
نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد سکے بھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیدادی کر رہا ہی پکارتا ہی ۔ فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + جلاد کھڑا کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پُرقوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کر دونگا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلال نے سر جُھکایا اور دزدیدہ نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہی افسوس دیدار سے مین اپنے آقا کے محروم رہا ان ساحرون کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونون کا سر کاٹ لو جلاد دونون کی طرف چلے اُس وقت دونون مدہوش بعالم یاس قضائے کار تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اُڑاتی ہوئی جب اس صحرا مین پہونچی کہ جس جنگل مین خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہان اُتار اکہا حضور یہان ٹھہرین مین جا کر خبر تو لون دیکھون سراب کیا کر رہا ہی رستم صحرا مین ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو دمبدم کہتا ہی اب آپ کے جانے مین کیا دیر ہی سفاکہ جواب دیتی ہی کہ ای نور نظر مین خاتمہ کر کے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہو لین چند عورتین مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جاتین اور طلسم کشا کو لگا کے لاتین تب مین جاؤن کہ مین نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا ہاتھ چمکائے دونون جلادون کے سر اُڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے للکارا کہ او چھوکری تو کیون جان دینے پر آمادہ ہی تجکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹا دونگی یہ کہکے گُرز مارا تصویر کمسن یہ ملعونہ و بے حیا جہان دیدہ کارآزمودہ اسکا گُرز جو پڑا شعلہ چمکے تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیائے سحر ہاتھ سے پھینک دینے خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی تھرا رہی ہی بوند کو جنبش نہین جان بچانے کی کوشش نہین سفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے رستم آتے ہین اور آواز دی۔

نعرۂ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
منم فارس عرصہ کارزار
منم شیر دل رستم نامدار
منم قاتل کافران جہان
منم نور عینین صاحبقران

سمک و جہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاکہ سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر
لڑنے لگی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھکر سمک و جھلال کو رہا کیا سمک نے
اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہاے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مرکر گرے مگر سب
کنیزون نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پہ عکس تیغہ ڈالدیا جسپر عکس
پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کر کے رستم پر جا پڑا سفاکہ نے
آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہو ارے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہو اسیر سحر تا ثیر نہ کر گا ندون مین
یہ رستم ہو صاحب شوکت و حشم ہو کون ایسا ہو کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ
فرنگستان مین چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزدق کو مع تخت خندق مین پھینکا کہ
آج تک قارون دار قعر ضلالت مین غرق ہو اسکی جرأت مین کیا فرق ہو خبردار سامنے
نہ جانا سراب غصے مین جا پڑا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہاے آتش
گرے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ ہی کر
کسی پر گود پھینک مارا کسی پہ ماش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا یہان
جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغۂ ہفت جوہر کو چمکا یا پیترہ بدل کے ہاتھ
مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپر سحر کے دو
ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی
سراب کے اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ شتی مرا نام مین سراب جادو ہون
یہ آواز جو کان مین سفاکہ کے آئی سفاکہ نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل نہ تھا
اس صحرا کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اُسی
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہا نتک پہونچایا اور مین نے غضب کیا صحراے
محیط کا نام لیا عیار مبیٹھا سنا کیا اب اسکے بعد یہی وہان لیجا ئیگی ہر چند کہ وہ صاران بڑا جبر
زبردست ہی مگر فن سحر مین بے نظیر تھی تو کیا بنا لیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا
جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا اثر ہی بیقرار و مضطر ہی اُس زور سے
تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر غل تصویر تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ نے
قریب آ کر بال پکڑ کے کہا تجھکو اس بدعت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر روئیں اور مجھکو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اُڑوں اور لیکر بلند ہوں
طلسم کشا نعرہ کر کے پہونچے سفاکہ نے فوراً طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا نے
لپک کر ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مارا بایاں ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گرا اُسنے ایک چیخ ماری کہ زمین
تھرا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے
گرے اون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضاے جسمی سے شعلۂ
آتش نکلیں رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر
کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ ای
شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی
شکر ہی کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رُکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو
میرا عجب حال ہی دم بھر میں ابکی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مار یگا پناہ نہ دیگا میں جاتی
ہوں اُس منفنی کو قتل کروں کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اُٹھے یعنی ملکہ ہمارے
اورنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اُسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اُسکو اسی کٹے ہوے
ہاتھ سے قتل کروں یہ کہہ کے زمین پر دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا
پڑ گیا سب کنیزیں بھی اُس غار میں پھاند پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب
میں سفاکہ کے اُسی غار میں جاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ غصے میں گئی ہی جا کر ملکہ کو مار ڈالے
جہلال سرکش نے پکار کر کہا کہ ای شہریار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل
کر سکتی ہی غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکے جہلال سرکش اُڑا پر پرواز پیدا کر کے چلا بعد نکل جانے
کنیزوں کے رستم نے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہی سناٹا دیکھکر پریشان ہو کر سماک
سے فرمایا دیکھا تمنے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا براے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحراے ویران مین کھڑے ہین کہ پہلو سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت
قوی تن وقوی من سیہ رو بد انجام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک وچست تیغہ
برہنہ ہاتھ مین پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے وتلوارین ہاتھ مین لیے ہوے وہین سے ساحر
نے آواز دی کہ منم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لو ارے غضب کیا جہلال کو قید خانے
سے کیون بلایا رہائی کی تدبیر آتیس داون نے کی اس مقام پر تا آتا تو رہائی کیونکر پاتا اسس
اکناف کا وہ واقف کار ہے سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا بصحراے محیط لیجائیگا لوح
کا پتہ لگا لیگا یہان طلسم کشا تنہا ہے گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آ پڑے
چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگے
جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رستم نے تیغہ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر
اُن ہی کے سینون پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی
پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گرا کئی سو ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا
پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملے کرو تحفہ جات اسکے پاس ہین مثل لوح کے کام دیتے ہین طلسم کشا
کو بچا لیتے ہین تیغہ ہفت جوہر چمک رہا ہے کلاہ کا عکس پڑتا ہے: واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا
تھا تو ہمارے اورنگ نشین کو قفس مین بند کرکے مکان تنگ وتاریک مین لٹکا کے باہر
نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار
بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ آکر پہونچین فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ باپ
کہان جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مارا
گیا مین اسوقت وہان گیا تھا جہان جہلال قید تھا اُسکو مین نے وہان نہ پایا اب مین فکر
مین طلسم کشا کی جاتا ہون بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا کو گھیرا
فغفور در زندانخانے پر بیٹھی ہے کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صداے
دردناک سے کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش — مبتلاے فرائش وکاہش — ہمدم وہم مزاج لیل ونہار
حسرت فتنہ دولت بیدار — آخر آرام آگیا جی کو — چھوڑ کر غم چلا گیا جی کو

روز گل ہاے انبساط کا جوش
کیا نگہ ہاے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آب وصال
مستی اشتیاق بوس و کنار
پھر وہی شوق دشت و جوش جنون
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہی
بد زبانون کے منھ چڑھی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دم بدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان دو رہا
اپنے وعدے پہ آگیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھنا عشق کی فسون سازی

چشم الطاف چارہ جو باہم
دلدہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبو بیکار
زہرہ بر جبین کا نشان شرر
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
چشم بد دور اسنے کیا دیکھا
بدسگالون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہو گا جانبازی

اقربا کی نگاہ مہر آلود | دست دشمن مین تیغ زہر آلود

یہ آواز سنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہی کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہی کہ کلیجے کو برماتی ہی ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دل دوز و پرسوز ہی کہ دل بے چین ہوتا ہی کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون دردرسیدہ قید ہی کہ جسکی باتین سنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کمسن گرفتار دام رنج و محن آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہتے ہین جب آہ کرتی ہی تو زمین تھراتی ہی فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ ای پرسان حال غریبان و ای مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوق کی ایک جان لاکھون دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہین ہی خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلا دے ہرچند کہ بربادی اپنی منظور ہی مگر فہم کا سراسر قصور ہی تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر براے گرفتاری طلسم کشا گیا ہی خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے یہان تک پہونچا ہے ہم نوبت بجان و کارد باستخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی یہی چاہتے ہین کہ وقت اپنا قریب ہی یہ حیران کشیدہ بدنصیب ہی شاید جمال بے مثال دیکھ لین

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو بہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
ہم اُنکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتین سنکر
بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برابر تودۂ دل تیر دلدوز ہے باتون مین
کسقدر سوز ہے کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجا لاؤن ملکہ نے کہا کہ اے شاہزادی تسکو
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے قفس سے نکال دو زبان سے یہی سوزن لکالو کہ مین
جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین قید سے رہا نہین کر سکتی
مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست
ہے مگر یہ سنتی چلی ہون کہ طلسم کشا صف شکن وتیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار
عرصۂ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہے کہ ساٹھ ہزار جب
چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہوسکیگا بچاؤن گی
کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
محبت نے اس مہ جبین کا کیا حال کیا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے
چلی کنیزین بازو بط و قرقرے پہ سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین جہان رستم نے
کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہے کہ
اے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کرکے ڈپٹ بڑھکے کلاہ
سر سے اُتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس
یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات
پا چکا اب لوح کا ملنا باقی ہے تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کرکے رستم کو گھیر لیا تیر
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہے کہ اسکو گرفتار کرو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین
جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا گرد لاکھ ساحرون کے بیچ مین رستم

لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی قبضۂ تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جھپٹ
جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہین تیمور اپنے والون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم سب ٹوٹ پڑو
طلسم کشا زخمی بھی ہی تیغہ چھین لو ایک ہاتھ مین دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اُتار لو یہی
خوف ہی کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤگے فرداً فرداً کے قتل ہونے سے تو
نجات پاؤگے کہ ابر نقرئی آسمان پر چمکا ابر کو دیکھکر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ
بھی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہین اگر ہزار دو ہزار قتل ہوئے بارہ ہزار اور
آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بیمثال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک
جوان رعنا خانے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہین کہ لپٹ جائین مگر وہ اس جرأت
سے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہین پڑتا فغفور بیقرار ہوگئی کچھ تو خیال محبت
ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو اشارہ
کیا بارہ ہزار کنیزون نے حربے سحر کے ہاتھون مین لیے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا
کہ طلسم کشا پر سحر کریگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور پکار کر
آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز میدان جلادت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر کر مارلو
مجھکو ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے بھیجا ہی مین کنیزی مین حاضر ہون یہ کہکے دوسرا
حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے
بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اُسے گھیر کر مار لو اب اسکو مہلت نہ دو
یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہی اسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہی تڑپ تڑپ کے
لڑ رہی ہی کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب پلٹے تیمور نے بڑھ کر
فغفور پر سحر کیا فغفور پشت پدر رستم کی آگئی رستم نے تیغہ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا
جب تیمور سحر کرتا ہی فغفور پشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہی علمشاہ تیغہ چمکاتے ہین ہر دم
فغفور کو بچاتے ہین یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہی جن کنیزون کو فغفور دل
لندن نخاسے پر چھوڑ آئی تھی اُن کنیزون نے دیکھا کہ یکایک زمین پھٹی اور ساحر
مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا کہ تم سب

سامنے سے ہٹو ہمکو کسنے مقرر کیا کنیزون نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہین ہم قید خانے مین تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ مین طلسم کشا سے لڑکر آئی ہون ایک سحر مین سب کو شاد و نگی مین ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہون سامنے سے ہٹجاو مین اُسکا قفس نکالون اُس ظالم کو قتل کرون اسی ظالم کی ذات سے متعلقین سحر بلے گرداب نشان مارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے مین گھس جائے کنیزون نے تیغے کھینچے سفاکہ سے لڑنے لگین لیکن سفاکہ ساحرۂ زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست انکے تیغ کو کب مانتی ہو کٹے ہوے ہاتھ کا خون لیکر چھپاک مارا کنیزین جلنے لگین کئی کنیزین جل کر گرین اُنکے بیچ مین سفاکہ کھڑی ہوکر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین کنیزون کو قتل کیا باب کو مارکر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہے کہ ملکہ ہماے اور رنگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی ہین یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہین۔ نظم

دیکھتا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے
یہ بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے

چشم کم سے خاکساری کے مضمون دیکھیے
یہ نہین اشعار ہیر کے نسخے ہین اکسیر کے

کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
نوجوان ہو گئے کیا تم مرید اُس پیر کے

سر بسجدہ کیون نہ ہون انسان صورت دیکھکر
ہین ملائک پوجنے والے تری تصویر کے

دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی سر سے لہو
حلقۂ زنجیر ہین جو ہر مری شمشیر کے

رٹ لگی رہتی ہے تیرے نام کی وحشت مین بھی
دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے

اسقدر روے ہین معشوق آج ہی کے عشق مین
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے

کہیو ناسخ کی طرف سے اُس پری کو چھدا
کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سُنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس مین سر ٹکرا رہی ہین نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدۂ عشق سر پر چڑھا ہی دیکھ مین عشق تیرا اُتارے دیتی ہون میرا تو ہاتھ جنگ مین کٹا عوض مین ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جُدا کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اُتارا باہر لیکر آئی قفس تو زمین پر رکھدیا تیغچہ کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤں جمال جہان آرا کو دیکھوں۔ نظم

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق ⁂ محکم از سیّد سکندر کرد حق دیوار عشق
صورت مطلوب از خود مینماید چار سو ⁂ صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان گی کند از دادن جان ہم دریغ ⁂ از زبان وقتیکہ عاشق میکند اقرار عشق
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض ⁂ محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
درد مند درد دل را کی شود صحت نصیب ⁂ کی رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
ہر کسے گردن بصمصام محبت خم کند ⁂ سر نہد ہر کس تہ شمشیر جوہر دار عشق
میکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا ⁂ ہر کہ بر گردن بہ بندد ہمچو یاز نار عشق

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں سفاکہ نے غنچہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہی چاہتی ہی کہ ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ تیمورس نے جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تیمورس نے آپکو آداب و تسلیمات عرض کیا ہی مراد انکی یہ ہی کہ آپ نے بڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا یہان تک کہ ہاتھ کٹوایا بہین لیکر ملکہ ہمارے اور تاج نشین کو بھی آپکے عاشق و معشوق ایک ہی مقام پر قتل ہون وہان تماری میدان طلبی کی ہوگئی ہی فقط آپ کے چلنے کی دیر ہی حقیقت مین تیمورس نے بڑا کام کیا بچلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چلبنی زرہ ہفت جوش کس تکلف سے اُتروائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاکہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہی مجکو حکم ہوا کہ جاکر ملکہ سفاکہ کو لا کہ انکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہین آج کل کوہ عجائب پر ہمین روز میلہ رہتا ہی تیمورس کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بجرأت پکڑ لو تیمورس نے آج بڑی جرأت کا کام کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول یہی تھا کہ آج تیمورس نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاکہ نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجکو دیکھ کر دھڑکتا ہی عیارون کی ایسی باتین کرتا ہی مین کتاب دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکے کتاب کو کھولا سمک ہان ہان کرتا ہی کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو نہ جائیے سفاکہ نے کتاب کو کھولا سمک اٹھ کر بھاگا سفاکہ نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او ناعیار کہان جاتا ہی سمک نے پلٹ کر جواب دیا کہ مین جاکر اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ نہین آتی ہین قریب پچاس قدم کے سمک گیا تھا کہ سفاکہ نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین پر مارا سمک لڑکھڑا کے گرا سفاکہ نے اشارہ کیا کہ سمک کے چہرے کا رنگ روغن اڑگیا سمک نے اپنے کو دیکھا کہ مین بصورت اصلی ہوگیا سفاکہ نے سحر کشش کیا کہ سمک دوڑا ہوا قریب سفاکہ کے آیا سفاکہ نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سمک کو مارا سمک کا عارض نیلا ہوگیا سمک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھے خنجر نہ مارا تو اپنا نام سمک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاکہ نے قفس توڑ ڈالا ملکہ بہار اور رنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سرکوب کہان ہی جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہون دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاکہ کے آئے کہا کہ اے ملکہ سفاکہ کیا حکم ہوتا ہی سفاکہ نے کہا کہ دونون کے سر کاٹ لے سمک یلداقی نے ہانک کر پروردگار سے رجوع کی کہ اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی اس آفت آسمانی سے بچالے۔

نظم

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را

سبزہ را سرسبز کردی تیز نوک خار را
نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را

جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی
زو دماغ بلبل نالان معطر ساختی

انقلاب دور دوران است در دست تمام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام

ہیچکس را نیست در فرمان تو جاے کلام
آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش نشان و ابر را تر ساختی

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

هست اندر اختیارت ہر درون ہر بیرون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون

صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانه بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانه از ہر بام برتر ساختی

دہ چه خوش نسخه رقم در حمد یزدان کردهٔ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردهٔ

تحفهٔ مرقوم بہر حمد خوانان کردهٔ
در زبان پارسی تحریر دیوان کردهٔ

منسلک ہندی بنظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی بھی آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی اپنے جی مین کہتی ہی کہ ای ہمارے اورنگ نشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہم مرنے دم جمال جہان آرائے طلسم کشا نہ دیکھا یقین ہی کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا ملال ہو فرمائین کہ ہماری خیر خواہ یون قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھون سے آنسو جاری ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشا کش نہین دیکھتی سفاکہ چاہتی ہی کہ جلادون کو حکم دون دونون جلاد ہاتھ مارین کہ سر دونون کے اُڑ جائین کہ زمین شق ہوئی جھلال سرکش ہانپتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعونہ خبردار جلادون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی جھلال نے ہاتھ جھکائے کہ دونون جلادون کے سر اُڑ گئے جلادون کا مر کر گرنا تھا کہ جھلال سرکش نے سفاکہ پہ گولہ مارا سفاکہ نے ہاتھ ہلائے برق چمکی اُس گولے کو اُلٹا پلٹا یا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین شق ہوئی اور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار خوار پر برس پڑی دو طرف سے دونون کے سحر چلے دونون نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ رُکتی ہی مگر کچھ زور نہین چلتا تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا ایس زخمی ہو گئی سفاکہ نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا کہ کار دو سحر نکالی چاہا کہ کار دو مارون جھلال نے فوراً تصویر

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہے یہ کارد جسکے سینے پہ پڑیگی توڑ کر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر رکنے والا نہیں ہے بس یہ کہکے ایک پتلی چڑی جھولی سے نکالی سامنے کر دی کارد ہاتھ سے سفاکہ کے چل چکی تھی سینے پر اس پتلی کے پڑی جہلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کارد پار گذری پتلی تڑپ کر اٹھی پکارتی تھی کہ او سفاکہ کیوں تیری قضا دامنگیر ہے میں کنیز سامری کہلاتی ہوں دیکھ عجائب و غرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہوں یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی چلی جہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ ای جہلال کیا حکم ہوتا ہے جہلال نے ہاتھ کاٹ کر خون اپنا پتلی پر پھینکا خون جو پتلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جہلال نے نیمچہ ہاتھ میں دیا وہ نیمچہ لیکر طرف سفاکہ کے چلی سفاکہ ہر چند چاہتی ہے کہ روکوں گولے پھینکتی ہے ماش کے دانے جھولی سے نکالے اور اسم سحر پڑھ کر پتلی پر پھینکے مگر پتلی پر جوں جوں سحر ہوتا ہے اور زیادہ جوش اسکا بڑھتا جاتا ہے تڑپ کر سفاکہ پر جا پڑی نیمچہ مارا سفاکہ نے سپر سحر کو آگے کیا نیمچہ پتلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے نیمچے کو تھام لیا وہ کہ پتلی دور کرتی ہے نیمچہ سپر سے نہیں چھوٹتا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او جہلال سرکش ہر چند کہ تو برسوں خداوند ہفت پیکر کی خدمت میں رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو میں نے گرفتار کیا جہلال نے پھر اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو میں لیکر پھینکا آواز دی کہ ای کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھڑا پتلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑا لیا نیمچہ الگ کیا سفاکہ پر برس پڑی ہر چند کہ سفاکہ روکتی ہے مگر پتلی بجلی بنگئی ایسے نیمچے مارے کہ سفاکہ بھاگی پتلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے کیا کہ کئی پتلیاں فولادی پتلی کے روکنے کو آئیں پتلی نے ان پتلیوں کو بھی مارا وہ سب قتل ہو کے زمین پر گرے پتلی پیچھے سفاکہ کے دوڑی سفاکہ بھاگی جاتی ہے کٹے ہوے ہاتھ کا خون ٹپکتا ہے جو قطرہ پتلی پر پڑا چنگاری آگ کی بنگیا پتلی اس چنگاری کو منہ میں رکھ لیتی ہے کہتی ہے کہ او ملعونہ اب میرے ہاتھ سے کہو بچکر نکلیگی میں اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی میرے آقا سب سے نامدار و مولا سے قدرشناس نے حکم دیا ہے کہ سفاکہ کا سر لاؤ میں تیرا سر لینے آئی ہوں تیرے مددگار بھی تجھکو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھو وہ لاشے پڑے ہیں

تڑپ رہے ہیں اے جو تیرا معین و مددگار ہو اُسے بلا سفاک کو یاد آ گیا اور پکار کر آواز دی
کہ ای فولاد مردار خوار اس تیلی کو آگے روک یہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتی صحرا سے ایک تیلہ
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہاں جاتی ہو آگے نہ بڑھنا
یہ کہکے سامنے آیا نیچہ مارا تیلی نے سر آگے کر دیا سر پہ نیچہ پڑا شرارا سا خون کا نکلا وہ خون تیلے
پہ گرا جلا مثل ہیزم خشک جلنے لگا تیلی نے جھوم کر آواز دی کہ او سفاک دیکھا تو نے جو تیرا
بڑا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاک نے چاہا کہ
اپنے کو بھاگ کر بچاؤں لیکن اُس تیلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف بھاگ نہ سکی
تیلی نے جھپٹ کر اس طرح نیچہ مارا کہ سفاک کو کچھ نہ بن پڑا نیچہ سر پہ لیا نیچہ جو سر پہ پڑا
سفاک کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ
چلی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفاکہ مردار خوار
بود جہلال لپک آ جھپٹا تیلی کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای کنیز سامری کیا کہنا کس
لطف سے سفاک کو مارا بھاگنے نہ دیا تیلی ہنسی کہا کہ ای افسر یہ ملعونہ کیا ہے جس روز سفاک
پہ ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہو گے اور طلسم کشا کے پاس
لوح ہو گی اُس روز میری جستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیو انہ
کرتی ہوں مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہے تمھاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں
جس وقت جو کام لو سر سے کروں جو حکم دو بجا لاؤں جہلال سرکش نے تیلی کو جھولی میں
ڈال لیا پلٹ کے آیا آ کے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہے جہلال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہے کہ تیمور نے رستم کو گھیرا ہے مگر خدا
نے مدد کے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنی ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگرنیوں سے پہلے
مدد طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہے اب ہم لوگ چلتے ہیں فوراً جہلال سرکش نے
تخت سحر تیار کیا جہلال و ہمانے اور رنگ نشین و ملکہ تصویر دلکش و سماک بن عمرو
تخت پر جہلال سرکش کے سوار ہوئے جہلال تخت اُڑاتا ہوا چلا یہاں تیمور کی مدد کو
بلور چہار چشم ڈیڑھ لاکھ جادوگروں سے آیا ہے اُسنے آ کر آواز دی کہ ارے گھیر کے

طلسم کشا کو مار تو تیمور نے پکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کرلو اس گیسو بریدہ نے
ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ ابتک مین نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ہوتا جب یہ
آئی تو مین سمجھا میری مدد کو آئی ہی اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار
فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی جنگ کر رہی ہی یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
چلا سامنے آکے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی تباہی
کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر فغفور نے
کیے بلور دفع کرتا رہا آخر مین بلور نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ
اب اس لائق ہوئی کہ ہمسر سحر کرتی ہی زمین پر نہین گرتی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گری اور
ایڑیان رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہی آنکھیں حسرت آلود کھلی ہوئی ہین طلسم کشا
سے جو نگاہ ملگئی اشارون مین کہ رہی ہی کہ ای شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہی سحر نے
بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ مین زمین پر گری اٹھ نہین سکتی کنیز تک تشریف لایئے
طلسم کشا چاہتے ہین کہ لڑتا ہوا بڑھون پاس فغفور کے پہونچون فغفور کو اٹھا لون
لیکن اہل فوج بلور پرے باندھے ہوے کھڑے ہین جہان ایک کو قتل کیا دس وہان
آکے کھڑے ہوگئے طلسم کشا کو قدم نہین بڑھانے دیتے چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو
گھیر کر پکڑ لین مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و حشم شیرانہ لڑ رہے ہین
جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا و یا تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم کا تیغہ خالی
نہین جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوے سحر بھول جاتے ہین آخر گھبرا گئے ہین بلور
قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوے پہونچا چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون فغفور نے اس وقت
بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچالے افسوس ہی کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے آسمان
سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم مین
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم جلال سرکش ایک طرف نعرہ ہوا کہ منم ملکہ چہار
اورنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویر دلکش تینون نے مل کر سحر کیا

جہلال سرکش کا گولہ بیچ میں آکر پھٹا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور دانگ ہوا تیغہ ہاتھ سے
چھوٹا ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہما نے
تصویر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہوجائے دونوں نے مل کر جو سحر کیا پھول
برسنے لگے بلور کے چہار جانب پھولوں کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھیں سرخ ہوگئیں
رنگ رو متغیر متردد و متحیر یکایک بیقرار ہوکر پکار اٹھا۔ نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش یہ دل میں نہیں — منتشر میرے حواس خمسہ مشکل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردون ہوا دل میں نہیں — کچھ سوائے خاکساری آب اور گل میں نہیں
چشم و ابرو گوش و بینی میں نہ غنچہ سا دہن — مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل میں نہیں
میں بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال — جب تلک قاصر زبان شرح فضائل میں نہیں
کیوں نہ بھٹکیں وادی الفت میں ہم غربت زدے — میل اور سنگ نشان کا نام منزل میں نہیں
مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام — نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
بیحجاب آتی ہی مجنون لیلی ناقہ نشین — دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل میں نہیں
موج سے دست و گریبان ہو تہ دریا میں ڈھونڈھ — گوہر مقصود تو دامان ساحل میں نہیں
بعد مردن لاش اُس کوچے میں گر جائے مری — آسمان اتنی زمین کیا کوے قاتل میں نہیں
اُسکو گردن میں پہن کر کب لگے میرے گلا — سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
شکوۂ بُعدِ مسافت اتنا سالک کیا ضرور — نابلد ہی راہ سے تو پھیر منزل میں نہیں
ساربان ملتا نہیں ہے کون مجنون کو جواب — لیلی گونگی ہوگئی یا کوئی محمل میں نہیں
شکر اللہ جذب اُلفت نے کیا انکو مسقر — وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل میں نہیں
کیسے آگے رتنارہ تنہا نغمہ پیرائی کروں — ایک بلبل ہمنوا میرے عنادل میں نہیں

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر و ہما و جہلال زمین پر اُتر آئے ملکہ ہما
نے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور اُٹھی چہرہ سرخ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے
مگر ہمارے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا
اُس سے فغفور کا منہ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ ای ملکہ عالم آپ نے

مین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہماسے اور نگ نشین سے کہا
کہ دیکھو اس بیچارے کا کیا حال ہو دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہو اب مین اسکو حکم دیتی ہون
غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز
دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار
کرو میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر
نے سر اٹھا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش مین آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہی
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ مین ابھی سر لاتا ہون دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہون کیا
مجال کہ وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہو کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا لا کر سامنے ملکہ کے
پیش کش کرون میرے دل کو آرام نہین سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام
نہین آخر کہان جائیگا شرمندہ ہو کر زور سحر دکھائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا یہ
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکۂ عالم کا حکم ہو سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر
قلم کرون تیمور نے جو بلور کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای افسران فوج
اپنا افسر کو روکو یا اپنے ہوش مین نہین ہو مجھسے زبان لڑاتا ہو دیکھو کس آزادی سے آتا ہی
افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے
کہ یارو مجکو نہ روکو معشوق کا حکم بجا لاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہی اسکو
صحرائے زور آوران کہتے ہین شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت مین حاضر رہتے ہین یکایک اسکو ہرکارون نے خبر
دی کہ ای شہ زور کرگدن سوار صحرائے حسرت انگیز مین طلسم کشا آیا ہو تیمور اور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہو کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہی کسی کے
روکے نہین رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل
کریگا اسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگانے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چلا
ایک ایک آہنین قوی تن و قوی مست ہر ایک کو یہ خیال ہو کہ مین جا کر طلسم کشا سے لڑون

مگر شہ زور کہ سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا گرگدن پر سوار ساتھ والوں سے کہتا ہوا آتا ہی
جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا دور دکھاؤن پسران حمزہ کو اپنے زور کا
بڑا دعویٰ ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سر فتنۂ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایان
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہین ہوا لیکن
کوئی پہلوان صاحب شوکت و لیاقت نہین پہونچا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہوتے
مین جاکے آج سمجھا دونگا یہ کہ کے بکبر و نخوت کرگدن پہ سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر
نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور مین تیور پر بل پڑے ہوے یہان اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے
زور و شور سے معروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا رستم
شیرانہ لڑ رہے ہین فغفور و جلال بتصویر جاک جاک کر سحر کر رہے ہین بڑے بڑے
ساحرون کو مار کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اڑی اور آواز آئی کہ باش ای فرزند صاحبقران تمھاری رستمی کا مین بہت
مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ
جو بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے نثو نثو
پچاس پچاس شاگرد تھے اسکے اکھاڑون پر پہونچا اور ان سب کو للکار زیر کر کے اپنا شاگرد
کیا آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار برسائی یہ ساحر ہین جنگ شمشیر زنی
سے نہین ماہر ہین ای تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کر کے تمھارے ساتھ
کیے دیتا ہون قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو
زیر کر کے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سنکر رستم تلوار پکڑے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر نیزہ
ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان وای فرزند صاحبقران اب ہم سے مقابلہ
مین آئیے تیغ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب جھکایا باگ پھیر کر
سامنے شہ زور کے آئے تگاور زن ہوے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلایا کہا ای رستم اس تگاور پہ ناز نہ کرنا

گرگدن پیچھے ہٹا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان زرین
تنکو اسکا خیال ہو مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھایئے وار کیجیے بہت غرور زیبندہ
نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی انسان ضعیف البنیان کس بھروسے پر
گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقتِ انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا
شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے بڑے
ملکون پر آپ نے لشکرکشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان آئے
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہ گری مین کم ہون تم حملہ کرو بعد اُسکے
مین حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا حوصلہ نہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہین
اگر تمھارے وار سے ہمکو پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کر لینگے یہ سنکر شہ زور ہنسا
خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اُٹھا لونگا
علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی اسکا لشکر
و لشکر تیمور نگران ہی پشت رستم پر جلال سرکش و ملکہ فغفور و لقمویہ دلکش و ہما
اورنگ نشین و سمک بن عمرو عیار یہ چند کس آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہین جنگ
رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پہر بھر کامل نیزہ چلا
تین سی ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین اب آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین رستم
نے مرکب جھکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو مشت تمھاری سست ہی مرکب
ہمارا چست و چالاک ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہکے نیزہ شہ زور کا کانٹھا اور مرکب
کو اُڑا کے چپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا
اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غریو ہوا شہ زور بہت جھلایا قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوے مرکب و کرگدن سے

کو دے شہ زور بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای رستم تلوار کی لڑائی مین تم غالب آئے
مگر اب زور مین میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجھکو شہ زور لقب دیا مرحمت طلسم
ہفت پیکر مین کوئی دور مین میرا نظیر نہین اب کیونکر بچو گے تلوار کہین قبضے سے مردون
کے نکلتی ہو یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستیان
ساتھ زیردستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے
اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہی رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے
آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہی چاہتا ہو پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چیت کرون
مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہی اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی جی مین
کہتا ہی کہ فرزند حمزہ بلاے روزگار ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور
سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارو
زرد لرزان و ترسان طرف قلعۂ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ ای
رستم شاباش ہی خوب مجھسے لڑے اس دوپہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداوند ہفت پیکر
نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہی کل پھر تمھارے
اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ ای شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون
زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زیر کرینگے یا زیر ہو جائینگے پلٹنا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی
بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر
آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون
دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہون
کو رات کا دن کر دینا کیا دیر لگتی ہی یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یارو روشنی
کرو لڑائی الجھ گئی جہلال سرکش نے پڑھکر سحر کیا کہ پتلے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے
ایک طرف سے لاکھ ہماے اور رنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری پتلیان قندیلین لیکر
موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملازمان
شہ زور نے پنج شاخے گڑوا دیے درختون مین فتیلے باندھ کر روشن کیے تمام نخلہاے صحرا

جھاڑ معلوم ہوتے تھے پتے مثل برق کے چمک رہے ہین شاخون مین فتیلے بندھے از بیخ
تا سر نخل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ ای شہ زور اب وقت
جنگ ہی اب کیا درنگ ہی شہ زور بھی بہ مجبوری آمادۂ جنگ ہوا اور دل مین کہ رہا ہی کہ
بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہی دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری مین طاق
شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہی حسن مین لاثانی ہی
اگر قدرت مدد کرے تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو معروف کارزار ہوا ایک طور پر کشتی
ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے
ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین بمشکل شہ زور نکلتا ہی بہروز ہانپتا ہی چہرے کی یہ کیفیت ہی
کہ ماتھا خون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہی دوپہر ڈھلتے ڈھلتے رستم
شہ زور کو ریل کرکے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کے پٹک مارا دونون گھٹنے
شہ زور کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون
کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو
اٹھا لیا لینا کہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو چرخ دے کر زمین پر مارا اسماک نے
دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملازمان شہ زور
نے آ کے گھیر لیا سماک کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا
پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا
دیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے
لاشے پڑے ہین تلوار چل رہی ہی آخر جلال سرکش گولہ پکڑ کے جا پڑا جھپٹ کر گولہ لڑا کئی
جوانون کے سر کچلے ملکہ ہما اور نگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑین ایک
طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی
آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم الامان رستم نے قریب پہونچ کر شہ زور سے کہا
کہ کیون ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان اگر کچھ اور زمین اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو مین پھر تمسے براے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے
جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ ای شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب
فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ اے
خبردار تلوار نیام مین کرو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوے پندرہ ہزار نے بدل وجان اطاعت
کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور وشور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے
اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور ورستم کو گرفتار کر لو فوج والے تیغ وتاریخ لیکر
جا پڑے جہلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم
لڑتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او بیحیا مین تیرے سحر کا مشتاق ہون
تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر بہ تلوار کو روکا الجھا وسے
سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے
ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ
چلی پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جادو بود رستم نے
فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی جہلال سرکش ونقصویر دلکش وہماے اورنگ نشین
وسماک بن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدہ رفاقت ساتھ ہی مقام صدر
پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون ای ہماے اورنگ نشین اب جو یہ خبرین سب تمھارے
مان باپ کو پہونچینگی یقین ہی کہ سلطان لشکر کشی کرین یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جائین
ہماے نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا گر یہ خبرین بھی
اسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے جہلال نے کہا کہ غلام اٹالہ بارگاہ کا لیکر
بڑھتا ہی آپ وقت پر آئیے گا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جہلال سرکش اٹالہ
بارگاہ کا لیکر طرف صحراے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم سے بھی کوچ
کیا عقب مین جہلال کے رستم چلے سماک بن عمرو ساتھ ہی گرم حال نکہت نال گرداب جادو

و مواج سمند رنشین لکھتا ہون کہ مواج سمند رنشین قلعۂ گرداب نشان مین بیٹھا ہی
زوجہ سے کہہ رہا ہی کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہی کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین
طلسم کشا ہی ہرچند کہ مین نے ایسے صحراے ہولخیز مین پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار
ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر اسکے
مددگار پیدا ہو جاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہی ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے
ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہما سے
اور تاک نشین رہائی پائے اگر جہلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گرداب
جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت نے پدر بز زبان لکھے ہین کہ جیسے بن پڑے طلسم کشا
کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کمر ہمت مضبوط
باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلغلہ
مار کر انسان سے ہاتھ اٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اسکے عرض کی کہ ای مواج سمند رنشین
رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور انکے ساتھ والے بھی رہا ہوے
اب جہلال سرکش اتار بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے
یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت
بیقرار ہی رفیقون سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو چیرون دل نہین بلتا

اب تو یہ کیفیت ہی نظم

مجمل مجکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا — چمن مین آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے — ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے — لکھا ہی مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا
ارادہ ہی فلک سے لیجے مہر و ماہ کے ساغر — نہایت اوج پر ہی شوق انکی بادہ خواری کا
جہان مین ہی ترا حسن خداداد ای صنم ایسا — کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگزاری کا
حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین — بڑا احسان یہ مجھ پر ہوا ابر بہاری کا
تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو — مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالب دیدار مرتا ہو
ذرا صورت دکھا جا وقت ہے اب دم شماری کا

برہنہ دختِ رز کو حضرتِ زاہد اگر دیکھیں
اُتاریں جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا

زمین بولی جو بعدِ دفن میں تربت تلک پہونچا
کہاں ہیں جو دم بھرتے تھے [illegible]

کرینگے ترک آجائیگی پیری جبکہ یہ سطوت
جوانی میں بہت مشکل ہو [illegible]

مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم سواج کو پیغام دینگے وہ جبر آ [illegible]
کر دینگے منقار کہتا ہو کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملک ہمارے اورنگ نشین کو اپنے [illegible]
دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے [illegible]
عرض کی کہ جہلال سرکش اشال بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آتا ہو مقابلہ میں [illegible]
ہمارے اورنگ نشین کے آتے ہیں نام معشوقہ کا شکر منقار اپنے مقام [illegible]
ہمارا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کرونگا ہمارے اورنگ نشین پر قبضہ کرو [illegible]
کا لشکر لیکر چلا یہاں جہلال ایک مقام پر آکے اُترا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھی کہ [illegible]
ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مجھ سے مقابلے کو آیا ہو [illegible]
مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہو پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُسنے
طبل جنگی نہیں بجوایا جہلال جا کر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہو کل طبل جنگی
بجوائیگا جہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا یہ ارادہ شبخون [illegible]
چلا آکے لشکر پر جہلال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہیں طنابیں خیموں کی کاٹتے [illegible]
بازاریں پامال کرتا ہوا قریب خیمۂ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکاروں نے خبر دی کہ منقار
برائے شبخون آیا ہو جہلال جھلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ [illegible]
خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہو جہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال [illegible]
منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا
بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار میں تہلکہ پڑ گیا [illegible]
جہلال دوڑتا پھرتا ہو لشکر پر منقار کے گھیرا ڈال دیا جب گولہ مارا دو چار سو [illegible]
منقار چاہتا ہو کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں جہلال نے گھیر لیا ہو رات بھر [illegible]

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن جھلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہی ہی یہی قصد ہی کہ منقار کو مارون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ رستم پیلتن مع ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش اور ایک جانب فغفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے جھلال کو جو لڑتے دیکھا نعرہ کیا۔ نعرۂ علمشاہ منم صف شکن تیغزن بیابان

علمشاہ رومی شہ فیل زور منم نور عینین صاحبقران

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے

جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہی ملکہ ہمائے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے جھولی سے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے مینہ پھولون کا برسنے لگا منقار نے اُٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون اصل کیفیت کا کیا بیان کرون **نظم**

نہ کسی مین جو رہی مہر ووفا میرے بعد
سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد

شہرۂ حسن زمانہ مین مرے دم سے تھا
پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد

سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر
شرط کی اُسنے محبت کی ادا میرے بعد

کف افسوس ملا کرتے ہین اس ننگ سے وہ
اپنے ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے بعد

ظالم اس درجہ زمانے مین ہوے وہ مشہور
پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد

سختیان ہجر مین تیرے جو اُٹھائین مین نے
دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد

دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا
نام میرا نہ کبھی اُسنے لیا میرے بعد

ساتھ اغیار کے بیخوف پھرا کرتے ہین
نہ رہی اُنکو ذرا شرم وحیا میرے بعد

نہ ملی تجکو جو معشوق سے اک دن راحت
کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد

سمجھا صابر جو نہ دنیا مین ملا ظالم کو
ظلم کا نام پھر اُسنے نہ لیا میرے بعد

مین وہ بلبل ہون کہ گل چاک گریبان رہے
خاک اڑاتی پھری گلشن مین صبا میرے بعد

نہ رہا عاشق ومعشوق مین اُلفت کا مزا
اور ہی ہوگئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا	میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت	نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھیں شرح گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے اور رنگ نشین نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہو کیا چاہتا ہو منقار نے کہا کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہو کہ وصل سے تمھارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ زمانۂ فراق مین ہلاک ہو جاؤن دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای مسیحائے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھائیے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کا ہمپر حاکم ہو اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعۂ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہو سکے سر مواج کا لاؤ مین دل و جان سے تمسے راضی ہون وہان سے سرلے کے تیر دو بلکہ پھوڑی پھر جائے بس پھر تمسے مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سُنکر منقار چیکارے بھرنے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعت سعید ہو بلکہ یہ دن بہتر از عید ہو مین ابھی جاتا ہون جا کر مواج گرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہو فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو کب مانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہو یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دوسرے رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کیمدان و رسالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ پر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر آپ کا حکم بجا لائین گے سر اُس نابہنجار کا لائین گے دوسرے افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوے طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر عذر کرنے لگے دائرۂ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش ریز مع دوسرے سرداروں کے سحر کامل کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہو رعیت شاہی کہ

قتل کر رہا ہی منھ سے نہیں بولتا آنکھیں سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے لے کر گالیاں دیتا ہی
کہہ رہا ہی کہ مواج و گرداب کہاں ہیں یہ سنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے
غصے میں اٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے میں گھس آیا دیکھو جا کے
کیا حال کرتا ہوں تھمتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار مبہوت لب پر
مہر سکوت تیغ کھینچے ہوئے رعایا کو قتل کر رہا ہی اور دمبدم پکار کر کہہ رہا ہی کہ مواج کس مقام
پر ہی سامنے نہیں آتا قصر میں گھس جاؤنگا اندر آ کے سر کاٹونگا زن و شوہر دونوں گنہگار
ہیں مواج نے للکارا کہ او منقار کیوں دیوانہ ہوا ہی تو نے ہزارہا بے گناہ قتل کیے زبان
کو نہیں روکی یہ کہہ کے مواج نے گولہ مارا گولہ گرداب دوسرے پھر اسپ پر سایہ ڈالا
دیکھا اسپ نے کہ منقار تلوار نیام میں کر کے ہاتھ باندھے ہوئے سامنے مواج کے آیا کہا
اے دوست مواج میں اپنے ہوش میں نہ تھا بڑا غضب یہ ہی کہ ہمارے اورنگ نشین طلسم کشا
کے ساتھ ہی اُسنے تکبیر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ میں آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجا لاؤں جا کے
ہمارے اورنگ نشین کو پکڑ لاؤں یا طلسم کشا کو سزا دوں مواج نے کہا کہ ای منقار
تم نہ جاؤ نہیں معلوم تمھارا کیا حال کریگی ابکی مرتبہ زندہ نہ پلٹوگے یہ کہکے منقار کو اپنے
ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ میں جاکر طلسم کشا کو لاتا ہوں فوراً قتل کرونگا سر
خدمت میں خداوندی کی روانہ کرونگا یہ کہکے مکان سحر میں گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا
پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا میں پہونچا دور سے
بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے
ہیں جملہ سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا اور
طلسم کشا خاصہ نوش کر کے برائے آرام چلے مواج ایک گوشے میں آیا نقب سحر کھودنے
میں مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب میں پھاندا منہ نقب کا بارگاہ طلسم کشا میں
نکلا تو ذرا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہیں سرہانے کرسی پر تیغ ہفت جوہر و کلاہ ہفت رنگ
رکھی ہی اور زرہ زیب جسم ہی بڑھ کر اسنے اول تیغ و کلاہ اٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے میں
طلسم کشا بیہوش ہوئے جلدی میں زرہ اتار نہ سکا بقچہ کر میں دبا اٹھا کر کاندھے پر ڈالا

اوسی نقب مین پھاند انقب کو طے کرکے باہر نکلا طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا سمک اپنے
مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ
ایک سانپ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی گھبرا کر سمک اوٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹھے ہین جھپٹ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا چہرہ نقب کا دیکھا بدحواس
ہوگیا اور نقب مین پھاند پڑا نقب کو طے کرکے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور برسر طلایہ ہے
سمک کو دیکھکر پکارا کہ کون جاتا ہی سمک نے کہا کہ مین ہون اے شہ زور بڑا غضب ہوا
کہ آقاے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ اے عمہ والا گہر یہ کام مواج
کا ہی بڑا ساحر زبردست ہی وہ ہی آکر آقا کو لے گیا پس شہزور سمک نے کہا کہ مین جاتا ہون
اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی ورنہ تم سب صاحبون کو اختیار ہی یہ کہکے سمک بھاگا تلاش
مین مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طے کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہی
موجہ بلند حباب کنارے جھیل کے شکل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو
دیکھکر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اوترا پانی پیا ہاتھ منھ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہی طائر آشیانون سے گمان مین صبح کے چہکار اوٹھے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی
کر رہے ہین مواج نے پشتارہ رستم پیلتن کا ایک تختۂ سنگ پر رکھدیا طائرون کی
آوازین سن رہا ہی وجد مین ہی جی مین کہتا ہی کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہو مقام صحرا
باغ سے بہتر ہی اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جاکر لائے لیکن اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا مین غلغلہ ہو رہا ہی ہر ساحر وغیر ساحر کا یہی ارادہ ہی کہ تلاش مین اپنے آقا کی
جائین اگر تمکو پا جائین گے تو بوٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو
پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لہنگا پہنے ہوے نتھ ناک مین گھبرائی ہوئی
آتی ہی پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلو سب سردار تمھارے مشتاق ہو رہے ہین
سب کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر صاحب وگئے ہین خالی نہ پلٹین گے طلسم کشا کو لیکر آئینگے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اُٹھالیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہ ہو کہ ہمارے یہاں طلسم کشا
آئین جلال سرکش کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر
آئے میں لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی بھاگے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ
سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کرو میں لشکر کشی کرکے جاؤں وہ گیسو پریدہ سب سے
زیادہ بیقرار ہی یہ کہ کے پشتارہ لیے ہوئے چاہتی ہی کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں مواج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہی اُدھر کہاں جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر میں چلو میں سیدھے
جنگل کو طے کرکے آتی ہوں مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل
ہو مواج نے ذرا منھ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر ہاتھ
پھیرا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا کہاں جاتا ہے آ ادھر میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہی سمک اور بھاگا مواج نے وہیں سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیاری کا
چہرے سے اُڑ گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کرکے لے چلا
سمک کو پیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگائے ہی یہاں گرداب جادو بعد جانے خواجہ
کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر میں پھر رہی ہی کہتی ہی کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہی سحر اُسیر نا خیر نہ کریگا یکہ و تنہا گئے ہیں
خداوند ہفت پیکر اُنکو بچائیں کہ یکایک سمک سے باتیں کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسے آئے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لا یا راہ میں اس مکار نے تمھاری صورت پر عیاری کی مگر میں نے
پہچان لیا دونوں گرفتار ہوئے جلد میدان خونی کی تیاری کرو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو
دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
داریں استادہ ہونے لگیں جلاد شلنگیں لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہی کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل
کریں مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہی سمک ہوشیار ہی مگر رو رہا ہے
دیکھتا ہی کہ آقا کے جسم میں صرف زرہ ہفت جوش ہی کلاہ و تیغہ قبضے میں مواج کے ہی
مواج تیغہ ہاتھ میں لیے جلادوں سے کہ رہا ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

دگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہو سماک دعائیں مانگ رہا ہو کہ ای کارساز خدای بے نیاز تیری ذات پر کل سامان موقوف ہیں اگر تجکو منظور ہو تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہو بلکہ بلکے دعائیں مانگ رہا ہو عرض کرتا ہو کہ ای خالق حقیقی ای رب تحقیقی رحم کر دے نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک
خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک
شد عیان از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہمصورت بشکل چہرۂ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر
جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ آمد ریختہ در برگہ درمیان خشک و تر
گاہ زر گشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جابجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ
گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ
گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ راغ
گاہ صحن و گوشہ و دار و در و دیوار خاک

ہرچہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار
ہر کجا می پایہ وار د پائے نخوت استوار
از کہ شد حاصل غرورش با وجود انکسار
ہرچہ طاقت می برد تا اوج گردون این غبار
ہرچہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

سماک بلک بلک کر دعائیں کر رہا ہو رات کم باقی ہو سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشان خنجر شعاع و ضیا کھینچے ہوے میدان چرخ نیلی میں آکر آمادۂ قتل ہوا یہان میدان خولی تیار ہوا دارین استادہ ہوئیں جلاد شلنگیں لگانے لگے چاہتے ہیں موا ج حکم دے تو رستم کو قتل کریں مواج حکم دے رہا ہو کہ یارو طلسم کشا کو قتل کرو جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مواج سمجھ کر حکم دینا حکم اول ہو قتل کرنا ہمارا کام ہو جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہو مواج نے حکم دیا کہ میں ہزار حکموں کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوے سر پر رستم کے آیا چاہتا ہو کہ خنجر ماروں سماک کلیجہ پکڑے رو رہا ہو جلاد خنجر کھینچے ہوے جھپٹا چاہا کہ خنجر ماروں کہ ایک

یکبول آسمان سے گرا جلاد نے وہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام طلسم کشا پر نثار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا مواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے کیوں اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھا کے جو آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہیں اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گردآب نے کہا کہ صاحب یہان ساحر اس طرح نہیں آئیگا آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہیں ان طائرون پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہین بھاگ جائیں گے اگر کسی کے سحر کے ہین تو قائم رہیں گے مواج نے ایک گولا طرف آسمان کے پھینکا گولا جا کر پھٹا ایک طائر الٹ گیا دیکھا کہ ملکہ ہماے اورنگ نشین بصورت طائر نظر آرہی تھی منقار پہلو مین مواج کے کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اٹھا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہے نظم

کسطرح شکر کرون تن مین نہیں جان قاتل
میرے سر پر ہے تری تیغ کا احسان قاتل

دل مین باقی نہ رہے ذبح کا ارمان قاتل
میری گردن پہ پھرے خنجر بران قاتل

بلبل جان کا نکلنا ہے نہایت مشکل
ہین گل زخم کہ پھولا ہے گلستان قاتل

وار ہنس ہنس کے لگائے ہین جو مجھکو تونے
ہر گل زخم ہے تن پر گل خندان قاتل

دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان مرا حال
تو بھی ہوگا صفت زلف پریشان قاتل

نیمجان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہوگا
دیدۂ زخم رہین گے مرے گریان قاتل

مین وہ کشتہ ہون کہ ممنون ہون حشر تلک
دے اگر پھر کفن تیغ کا دامان قاتل

بعد میرے جو سہے گا نہ جفائین قاتل
قتل کر کے مجھے تو ہوگا پشیمان قاتل

اپنے کوچہ مین مری لاش کو کر دینا دفن
آرزو بھی ہے یہی اور یہی ارمان قاتل

سر ابھی کاٹ کے مین نذر کرون حکم جو ہو
دل کی کیا اصل ہے حاضر ہے مری جان قاتل

ہو اجازت تو گلے اسکو لگا دون مین ابھی
ہے تری تیغ مرے سامنے عریان قاتل

بدگمانی جو ہوئی ذبح کے بعد اے سطوت
خوب دیکھا کیا پھر دن تن بیجان قاتل

منقار بیقرار طرف ملکہ ہماے اورنگ نشین کے دوڑا کہ جھلال سرکش نے نعرہ کیا اور

تڑپ کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیکر اُٹھالیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ میں دیا
رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ رستم بن صاحبقران

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عینین صاحبقران

کہ بر تخت مرزوق فگند ہمو
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

یل نامور رستم پہلوان
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ایک طرف سے ملک تغور نعرہ کرکے گری ایک طرف سے فغفور نعرہ کرکے آپڑی ان چارون
سردارون نے زمین ہلادی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہر رستم لڑائی میں مصروف ہین
سمک نے اُٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہائے آتش گرے
سو دو سو جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوئے پہونچے گرداب نے تیغ
مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسنے تڑپ کر
اپنے کو زمین پر گرایا چاہا کہ لوٹ مارے اُڑجاؤن کہ جھلال سرکش برابر پہونچا گرداب پر
اپنے کو گرادیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر جھلال کے آبلے پڑگئے آگ کرکے گرداب کو چھوڑدیا
گرداب نے چاہا کہ اُڑجاؤن پشت پر آکر ملکہ ہماے گولہ مارا پشت پر گرداب کے پڑا منہ کے
بل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو توڑا کر رستم نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا لگادیا
گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہوگیا آواز این گیرودار کی آنے لگی
بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام مس گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سنی منہ اپنا
پیٹ لیا مصاحبون سے دیکھ کر آواز دی سواے تیغۂ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب
قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص بیابان کی مالک تھی اسی کے نام سے یہ صحرا بیابان کا آباد تھا
آج صحراے گرداب نشان ویران ہوگیا اگر میرا جی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ
ہرکارے نے خبر دی کہ جھلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا ہماے نے پشت
پر آکر گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغۂ ہفت جوہر ماردیا تب گرداب قتل ہوئی
مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ جھلال کو مار ڈالونگا نہ وجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن
پر آبلے پڑگئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے انگشت
گزین بڑھکے جھلال کو للکارا جھلال رُکا مواج نے گولہ مارا جھلال سرکش نے

گولہ کا ٹا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف جہلال کے پلٹا جہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کر
خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او
فولاد سینہ شکن ادھر کہان آتا ہی جہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا جہلال نے خون چلو میں
لیکر اُسپر پھینکا کئی مرتبہ جہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اُسکو دوڑا دیتا ہی پانچوین مرتبہ
پتلہ طرف جہلال کے چلا اب جہلال یہ معرکہ دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوے آتے تھے
دیکھا کہ جہلال کا رنگ رو متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی تیغ کھینچے ہوے عقب مین جہلال
کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون جہلال خیر تو ہی جہلال نے عرض کی کہ ای شہریار
مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا ابکی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہاں
ہی سوائے حضور کے روکے یہ کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم نے
بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگے گون
رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے تیغ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جہلال نے
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالدیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ
کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اُٹھا کہ ای مواج مجکو ہاتھ سے طلسم کشا
کے بچا لے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اُٹھا لون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لون کہ
رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے
مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ میرے
قلب پر صدمہ پہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوا
یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائین تو
شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سامنے
سے لڑتی ہوئی ملکہ چہارے اورنگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی
ظالم باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ دا
گیسو بریدہ تو نے صحراے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا مانی کو قتل کرایا اب
صرف مین باقی ہون مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجکو قتل کرکے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہماسے اور نگ نشین نے گولے کو ہاتھ مین روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پہ ملکہ ہما کے پڑا کر شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہوکر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب کنیز کی یہ کیفیت ہی دراصل یہ صورت ہی **نظم**

صدمہ یہ آپکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق مین جھیلی ہین سختیان
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین
ہی آپکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان
باطن مین تو نہین کوئی صورت ملال کی
اُسنے تو میرے قلب و جگر دونون لے لیے
سودائی آپکے تو بہت سے ہین شہر مین
سطوت تمہارے دل سے محبت نہ جائیگی

گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
روز فراق آپکے مقابل ہوا تو کیا
تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
کیا بات ہی نثار اگر دل ہوا تو کیا
گردن مین ہاتھ اُسکا حمائل ہوا تو کیا
اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
رنج اُسنے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہوگئے لڑتے ہوے طرف مواج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر چمکا کر سر مواج کا مٹایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچ کر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ای جوان صحرائے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہی آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ ای افسر جو حکم ہو وہ بجا لاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہی یہ میری بیٹی ہی لیکن اسنے مان کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہی جھلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ جھلال جست کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کا کا مجھسے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہی وہ مواج کی بیٹی ہی یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہی زنگی سینہ سپر کر دیتا ہی گود جست کر زمین پر گرتا ہی اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھومتا ہوا سامنے جہلال کے پہونچ گیا جہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی
کہ ناگاہ ہمانے پیچھے سے سحر کر کے تیغے زنگی پر مارے لیکن نا فرجام ہوئی جو تیغ ضرب میں تیغہ
ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہما
اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہے اور ہما بد حواس بھاگی ہوئی جاتی ہے زنگی مثل شعلۂ جوالہ
دوڑا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے کہ ملکہ ہما کو پکڑ لوں بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر
نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے لہو کے بہے وہ لہو کے قطرے زنگی پر چھینک
مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا
ساتھ والوں سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہیں
کس طرح اپنی جان بچاتے ہیں تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنے ہما اور رنگ نشین کو
بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہیں معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیر اس لڑ رہا ہے یہ کہہ کر
طرف جہلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ جہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی
اے شہریار علام کو بچایئے میں ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریائے حیرت کا جوش ہوا
طلسم کشا نے جو جہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوئے بیچ میں آئے مواج کو للکارا کہ
او نامرد خبردار جہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کر دونگا جس قبیلے سے تو ہوگا اس
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کر دونگا مواج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر
مارا کہ ہما اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کروں مواج نے پھر دو ہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گری اب ہما و جہلال و فغفور و تصویر یہ چاروں سردار زمین پر گرے ایڑیاں
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہے کہ ان چاروں کے سر کاٹ لوں اُدھر سے طلسم کشا لڑتے ہوئے
آتے تھے چاہا کہ جہلال کا ہاتھ تھاموں اِدھر کنیزوں نے یہ آواز دی کہ اے شہریار چاروں
ساحر آپ کے بیکار ہوئے اپنے کو جلد پہونچایئے اپنے ساتھ والوں کو بچایئے انکو مواج
قتل کیا چاہتا ہے رستم نے جو کنیزوں کی یہ آوازیں سنیں بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر
ایڑیاں رگڑتے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے
مواج کو آواز دی کہ ای افسرہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہیں سوجھتا
بالکل نابینا ہوے اور تو مواج کو نہ چھوڑ پڑا جیٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست
کرکے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے
اُتارین وہ خدا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون
سردارون کے قریب آکے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون
پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے علمشاہ داخل
بارگاہ ہوے اہل قلعۂ گرداب نشان آکر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم
ہو کہ شہ زور کو کہاں لے گیا کہا کہ ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو
قلعۂ ہنہنگ کہتے ہین ہنہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہو کیا عجب ہی
کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہو گا وہ بلاے روزگار ہی رستم فرماتے ہین کہ اگر
مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور
کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہو کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہی
خاصہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے
تصویر دلکش طلائے پر آئی رستم نے آرام کیا سمک برائے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے
موجود ہو حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہو کبھی زیر پلنگ چھپتا ہو کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب
حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا ہنہنگ دریا نوش بالاے قلعہ
ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبا ہوا لیے
اسی طرف آتا ہو ہنہنگ نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو ہکو
لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہی مواج گھبرایا ہوا تھا
مگر ہنہنگ کے کہنے سے اُترا ہنہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ ای برادر کیا حال
بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ
شریک رستم ہوے مین ناچار ہوکر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پہ مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے جو نیا
عاجز ہوا تمھاری بجاوح قتل ہو چکی تعین کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا چار ساحر کو
طلسم کشا کے ساتھ مین انکو بے کار کر آیا ہون اب کہین ٹھہر کر تدبیر کرونگا نہنگ نے یہ
حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور مین اپنی جان دی
تم قلعہ مین بیٹھو آرام کرو مین جاکر ابھی طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر ہاتھ
پڑگیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوا جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ
سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بعد جوش و خروش اڑتا ہوا طرف لشکر
طلسم کشا کے چلا آکے ایک پہاڑ پر ٹھہر فغفور کو طلایہ پر دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر
سیم بر اسپ سنگ قمر ٹہل رہی ہو نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا زندان مین سوزن
دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر مین اترا خیمہ جہلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمہ جہلال مین
پہونچا جہلال کو بھی سحر کر کے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر لشکر مین
آیا ہمائے اورنگ نشین کی بارگاہ مین پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ
کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہو تڑپ کر اٹھی نہنگ نے منہ سے
حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا منہ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی نہنگ
دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمہ تصویر مین آیا تصویر کو بھی بیہوش کر کے
اٹھا لایا جب ان چارون ساحرون کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکو لشکر طلسم کشا پر بہلانے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا ایک ہلڑ جو ہوا سماک فریب طلسم کشا تھا اسنے جو ہلڑ سنا
طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلیں دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہو پانی برس رہا ہی
جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزارون بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین طلسم شاہ باہر نکلے
دیکھا خیمے گر رہے ہین پانی بڑے زور سے برس رہا ہی یا تو پانی برس رہا تھا یا یکایک برف
گرنے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہین کچھ لوگ زیر برف دبے ہین پڑے تڑپ رہے ہین
رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف ہوگئی
نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر ٹھہر رہا ہی برف

نہین برستی جی مین کہتا ہی کہ مین نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانون کو ٹھٹھرا کرون یہ کیا
سبب ہی کہ ابر ٹھہرا رہا ہی کیا رنگ ہی کہ برف نہین برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی
شکل بنکے لشکر طلسم کشا مین آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی چند کس ہوشیار ہین
سمک سامنے مین کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہی سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر
زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا
آتا ہی سمک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی نہنگ نے
فوراً جواب دیا کہ مین خبر کو اس لشکر کی آیا ہون سمک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر
لشکر سے غائب ہوے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آیا تھا مجکو دیکھ گیا
طلسم کشا سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لکہ ابر تیار کیا طلسم کشا
نے دیکھا کہ چند کس ہوشیار ہوے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغہ ہفت جوہر
چمکاتے پھرتے ہین سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکہ ابر آتے ہین
رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی وہ ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے
پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکہ ابر نکل رہے ہین سمک گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ آیا
دیکھا کہ چارون ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ کیسا سحر کر رہے ہین نہنگ نے کہا کہ تم
کون ہو اور کہان سے آئے سمک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو
آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندۂ خاص آیا ہی اور واسطے
بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جاکر اُسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ
نے کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے مین جاکر طلسم کشا
کو پکڑ لون سمک نے کہا کہ آپ نے ان چارون نمکحرامون کو خوب گرفتار کیا یہی مددگار لشکر اسلام
ہین انھون نے طلسم کشا کو رہبری کرکے تا بہ قلعۂ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل ہوئی مہلاج
بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش مین ہم
آپ ملکر سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کرین نام شراب کا سنکر نہنگ ہنسا کہا دی جھٹ لاؤ

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر پہونچے عیاریون کے چیلے نکالے
اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالاے کوہ
جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول خراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا
ہو سمک نے چاہا کہ کودکر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سمک اٹھتے ہی گرا نہنگ نے
سمک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے
چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی انکو ہوشیار کیا جھلال سرکش نے دیکھا کہ
سمک گرفتار بیٹھا ہو نہنگ قصد کررہا ہو کہ سمک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون قضاے کار
یہان سے قریب ایک قلعہ ہو وہان کا حاکم نیسان جادو سنگیتر فغفور کا کہ نسبت اسکی
قرار پاچکی ہو بھونری پھرنا باقی ہو اپنے قلعے مین بیٹھا ہو کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور
جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی انھیر کیا معرکہ گذرا ہرکارون نے
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے
ہو نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر
آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا کے
برف برس رہی ہو کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اڑتا ہو بالاے
کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہو نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے
کانپنے لگا جی مین کہتا ہو کہ شاید ساحر عاشق ہوکر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل کرے
جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے
نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اسنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کررہا ہے
نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے کودا پھینکا نیسان
زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جھپٹ کر فغفور
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور جو چونک کر اپنے مقام سے اٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہی کہ دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہی لبنی یہ کیفیت ہی نظم

ایک ڈھب پر نہین رہتا ترا از بہار مزاج ہی طبیعت متلون تو ہی عیار مزاج
رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم گو نہین پوچھتے تم ای مرے دلدار مزاج
ای مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب جسم ہی زار و ضعیف اور ہی بیمار مزاج
عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ ای ہمدم ایکباری جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج
سرو قد غنچہ دہن کچھ دل سا منہ گل سا بدن خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج
سچ تو یہ ہی کہ مسیحا تری فرقت مین بیان ایک دن بھی مرا بگڑا اپنا سو بار مزاج
فرقت یار مے ہون گور کنارے پہونچا کیا بتاؤن کہ ہی کیسا مرے غمخوار مزاج
کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا کیسا رہتا ہی ترا ای مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہی کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہی کیا تیری قضا آئی ہی نیسان نہنگ بے سحر کر رہا ہی فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھپٹ کر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی جھلال نے اُٹھتے اُٹھتے ہمائے اورنگ نشین کی زبان سے سوزن نکالی ہمائے اُٹھتے اُٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین سرخ ہوگئین چہرہ گلنار ہوا جس نخل کے سائے مین کھڑا تھا ملکہ ہمائے آواز دی کہ ای طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہی چہرہ کہ انوار بہار صبح کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح
سر کی نہ زلف اس رخ انور سے زینہار یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح
رخسار کا حسین کے جو عاشق ہین آپ کے کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح
شب بھر یہی دعا ہی خدا سے ہمین شفا دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ اشعار اُس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

نثار کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامی کو گرفتار کرکے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکو قید کا حکم دیا یہان براے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتارا گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاکر شہ زور کو رہا کرکے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کرکے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہو کر تیغہ کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا جہلال سرکش برابر ملکہ ہما کے اور رنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہوے قید خانے مین آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے پکاری نہنگ تجھے کیا ہوا ہے قیدی کو رہا کرتا ہے دیکھ یہ برائی ہے نہنگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہے تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہے مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلاے روزگار ہے عاجز کر دیا ہے کہ جہلال سرکش آکر پہونچا جہلال نے بڑھ کر نہنگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا ہما و فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا پھینکا فغفور نے کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کیس کیس کے سحر کو روکے آخر اُسنے شانہ آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ لیث کو زخمی کرکے چمکی ہما نے جو گجرا مارا مواج بہا سقدر بھول برسے کہ آنکھین سرخ ہو گئین مبہوت ہو کر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ ای دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہے کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منھ سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آسکے مری حیرانی پر	صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا ذات پر	لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقتِ بدمین
نہ مٹیگا وہ سمجھ لے تو سے پتھر کی لکیر
سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا
ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند

جو ہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پر
جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر
دھیان کرتا نہ مری بے سروسامانی پر
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے جھلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون ای مواج بڑے جوش مین ہو کیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ ای جھلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین ان باتون کی مخالفت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اور رنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزارہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جھلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیون زیادہ گھبراتا ہی یہ کہکے گولہ مارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوئی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم کی تیلے پتلے ہونٹھ جن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوے گوشہ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ بنوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے وہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ لفرحت دیکھین مواج اُس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا جاکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گستاخی کرنے لگا اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ جھلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھاکر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مَواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جاکر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ
پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شفتل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا
مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو
بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس سے
آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کہون کہ تو مجبور مرتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون کا
نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلہ پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا
قریب اُس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی
کہ ای بھائی آؤ ہمکو جسنے دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھم سے پھاند پڑا غرق
دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب
سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر قبضہ
کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار دیدبان قلعہ جات
کو لیکر خدمت رستم مین آئے جہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سمک
نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی
تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے
گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعۂ گرداب نشان پر ٹھہر کر
بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعۂ گرداب نشان پر مقیم ہین کر انکا حال
وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
پر آکر ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا انکے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے +

ذکر کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا کوچ کرنا قلعہ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عشق
عجب عشق و الفت کے سامان ہیں
کہ گیسو کی صورت پریشان ہیں
ہوا قیس محزون کا مجنون لقب
دکھائے یہ الفت نے رنج و تعب
کہ دیوانہ وار و پریشان رہا
کہ وہ یاد میں رخ کی حیران رہا
نہ لیلیٰ کا ملنا ستم ہو گیا
کہ سامان درد و الم ہو گیا
ہوئی کوہکن پر یہ سختی عیان
کہ ہو سنگ سا سر کوہ وہ نیم جان
ہوا کوہکن نام مشہور ہے
یہی عشق و الفت کا مذکور ہے
ہوئے سختی عشق میں رنج و غم
اٹھائے محبت میں کیا کیا ستم
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
محبت میں یہ بات حاصل ہوئی
یہ وہ باغ ہے رنگ جسکا ہے زرد
کیا بلبل غم کو بھی گرد برد
غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہے
لکھوں کیا کہ یہ حال بھی طول ہے
چمن اسکے برباد ہیں سربسر
کہ صیاد ہیں یان کے بیدادگر
یہ گلچین کو دعویٰ ہے با صد خوشی
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی
ہر اک جا پہ بیٹھے ہیں زاغ و زغن
سیر کرتے ہیں رو رو کے باہم سخن
کہ کس باغ میں ہے ہمارا گذر
عوض پھول کے خار ہیں سربسر
نہال مضامین نہ پایا گیا
کہ اس باغ کا آج سایا گیا
ہوئے ہم گرفتار رنج و الم
دکھائے فلک نے ہمیں کیا ستم
تڑپتے ہیں اس باغ میں بار بار
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
بہار گلستان کی خواہش رہی
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
کہ دیکھیں بہار گلستان کا طور
وہیں بلبلیں ہوں کریں جبکہ غور
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
پڑے دل میں لالے کی صورت سے داغ
قمر حال الفت بہت طول ہے
کرو جلد اس راہ آفت کو طے
لکھو داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہیں ناظر و سامعان

چہرہ رقمان مضامین خجستہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتبہ کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہیں۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا ٭ چنین می نگارد بہ لطف و عطا ٭ سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دربندون کو فتح کرتے ہوئے قلعہ لالہ زار پر پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہے ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہیں سر پر جہانبانی کا

جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہین کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے
خبر پائی ہی کہ ایرج و نور الدہر آلپس بن بخشیمی کرکے جاکر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشرت
ہی اُسمین قید ہوے ہین یہ سُنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے
شال ریختہ ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچہزار فوج سے
آن پہونچا سرداروں مین مقصود کوہ پیکر و لقمان مردم و زرہ ہیکلان خود سر مع پانچہزار
فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوے جب
آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوے اِن سب نے
کہا ہم خدمت مین بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا
تھا بہر نوع آکر خدمت مین شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران
کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہو گئے اُنکی رہائی کی تدبیر
و فکر واجب و لازم ہی آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہی
فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہی کہ ان دونون کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا
غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہی آپ کے اقبال سے دونون شیردون کو رہا کر کے لاتا ہی وہ بھی
دونون آفت برپا کرینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے مین ہین اب کئی سو ملک اہل اسلام
کے قبضے مین آچکے مگر وہ ملعون پہاڑون پر عیش کرتا ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اُسی وقت لباس
عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور
آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہین ہی کہ لشکر کو طرف
کوہ مقناطیس کے لیجائے مشکبار جادو کہ عاشق جمال بیمثال ہی رہبری کرتی ہوئی آتی ہی
لیکن فیروزہ بن عمرو تیسوین دن شام کو ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہی
چشمہ ہائے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا شب ماہ تھی ہاسنے جو صحرا کو
دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس فنجرفی زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملاحت
بین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

سرسبز ہین نسرین وگل و یاسمن ابتک ۔ محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک
رکھا ہی امانت کی طرح مجکو زمین نے ۔ میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک
کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے ۔ ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک
شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا ۔ ثابت نہ کمر ہو نہ تمھارا دہن ابتک
سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی ۔ ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک
موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو ۔ سمجھے نہین شاعر وہ مذاق سخن ابتک
شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی لاکھون ۔ قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی ۔ جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک
بوسے مین لیا کرتا ہون اُس رُخ کے شب و روز ۔ خون روتا ہی جسکے لیے لعل یمن ابتک
ای آتش محبت ہی خط و خال بتان سے ۔ قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سنی آشیانون سے سر نکال دیے گانا سن رہے ہین بعضے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضائے کار اُس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اُڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر مگر نہایت حسین وجمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا بلطف سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اُٹھا کر لیجاؤ اپنے باغ مین اسکا گانا سنینگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھین بند ہوگئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اٹھا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لا کے ایک گوشے مین فیروزہ کو اُتارا کنیزون

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر
ہی کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبینان مین پایا ایک
کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دمبدم فیروزہ کو چھیڑتی ہی کہتی ہی ای شاہ صاحب
تم تو لنگوٹ بند ہو ملکۂ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اسوقت
کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکۂ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا
کام جو گانا بجانا ہی وہ انکو گانا سناؤنگا ملکۂ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام غرض
باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہی کنیزون نے
کہا یہ گائن ہی فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو خلیہ مین لیگیا اور اسکو بیہوش کیا اسکو تہ کنار
ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہی کہ دیکھیے ملکۂ عالم کب مجھکو طلب فرماتی
شب کو مقناطیس جادو جو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے
عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اس فقیر کی کیا ضرورت ہی مین
اس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے
مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جو لپٹے جی کی
معروف ہی سینہ کوبی مین دل
اب لے لے قسم تو عاشقی کی
روتے پر میرے ہنستے ہین آپ
تن حور کا شکل ہی پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بھلا نباہ کین
آتی ہی صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس لیجیے بات ہی ہنسی کی
شیرین دہن نہین ہی زیبا
تقصیر ہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجھسے مین ہوا قتل
سنتا نہین تو تو کسی کی

حالت کہوں اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بُری کی
الفت پہ تیری خاتمہ ہی
تقلید نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
بے یار ہی دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی
ابھی اس طرح اس غزل کو گانا

اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو

بیقرار ہو گئی کہتی ہی کیوں گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی
ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہیں وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا
اے گلرنگ جنگل میں بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہوتا تھا
تم لوگوں نے کمی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اُسکا گانا اگر سنتیں تو بیتاب ہو جاتیں میں آج پھر
صحرا میں جاؤنگی شاید وہ ملجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیچلیے میں اُسے تلاش کرونگی
اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر میں غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئیں
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اُڑایا صحرا میں پہاڑ پر آکے ٹھہریں تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ
نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی
تاج شہریاری بہ سر دیا رقبت شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے
نشست پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے بہ حسن یوسفی مصاحبوں سے باتیں کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہیں
سامعین موتی بدلتے ہیں غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں لاجواب اب جو
سقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی کہا کہ گلرنگ تونے ایسا
شہریار کو دیکھا نہیں معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہی شوکت ولیاقت مثل بادشاہان کشور ہیں ہمارہ
ہیں دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہی کیا کہوں کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی گریبان پھاڑ ڈالوں
کروں خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملوں اے گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی۔ نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤں
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
راہ الفت میں رکھا بعد قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اُٹھیں تو اُٹھیں

دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
تولنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا تمھیں کھینچا
سر سے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

مہ کے منھ پر ہوائیاں چھوٹیں
جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
رکھدیا سر کو پاے قاتل پر
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رکھیو دلا
اب پڑھیں آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو میں نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے	جھُرّاب کو نگون یہ ہونے لگی
دولت حسن جب لٹا بیٹھے	
سبز رنگت یہ اُس پری کی رتند	کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور مین اس تاجدار کو پہچانتی ہون یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی یقین تو یہ ہی کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار ملک عزیزدار کوہ مقناطیس پر قید ہوے ہین اُنکے چھڑانے کی فکر مین جاتے ہین اگر حضور حکم دین تو مین پاس اس شہریار کے جاؤن انکو حضور کے باغ مین لاؤن وہان اختیار ہی جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ جلوہ جان کی غرض ہی وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلین باغ مین آکر مسند پر بیٹھین مگر دل مین دھڑکن ہی قلب مین پھڑکن ہی گلرنگ جو پاس بیٹھی ہی اُسی سے چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہی کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤن ملکہ کہتی ہین ای گلرنگ لاج حجاب آتا ہی کہ اپنے دل مین کیا کہین گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا ناوید مسلمانان کوئی ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجاے بڑا احسان مجھپر ہو ملکہ تو اس خیال مین ہین فیروزہ تسکین دیتا ہی کہ اگر آپکا عشق صادق ہی تو گیا ہی ظہور مین آیگا حضور کے قلب کو سرور ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اُس صحرا مین اُترے پہلوے کوہ مین ایک پہلوان رہتا ہی اغلال شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر نے آکے اُسکی گود مین ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی مرقوم تھا کہ بندۂ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا مین سعد بن قباد آکر اُترے ہین ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہوجائین اس جنگل مین نہ رہنے پائین انکا ارادہ یہ ہی کہ وہ اپنے کو تا بہ کوہ مقناطیس پہونچائین اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یا دو حکم خداوند آگیا خبر لاؤ اس صحرا مین سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہین پہلوان کون کون ساتھ مین ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آے عرض کی ای پہلوان نامدار صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہی کئی پہلوان قوی تن قوی من جری و بہادر صف شکن و تیغ زن ہمراہ ہین اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی ایک حملہ مین دس ہزار کو پامال کردونگا سعد کو خود ٹوک کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساٹھ ہزار فوج کے چار چول کیے آپ آگے بڑھکے چلا یہان سعد آکر اُترے چونکہ براے ابیج ال
نور الدہر ہیبت مکدر مین نعمان کو طلاے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلاے پر آیا
انتظام کرنے لگا دو پہر سے زائد شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا
بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے
نعمان کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آکے
گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ پہلوان
لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا
با شیداے کافران بیحیا و ای ناکاران بردغا - نعرۂ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس و جم
منم شہر میدان و با عدل و داد ۔ منم نور عینین شاہِ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان
بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال سرکش نے
پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر
بادشاہ کا چو پارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ہاتھ تیغۂ نقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے
جلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام
مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا اے مرکب اصیل اگر تیرا سرشت ہے اگر تو چالاک
چست ہے مجھکو لے نکل مرکب نے جو اک کو شست پایا مثل تیر بلا کے کھولا جو قریب آیا
اُسکا شانہ چبا لیا پشتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان
گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اُسوقت مشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے
اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور
مقعود اور ہیکلان زخمی ہوکر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر
ہٹکر اُتری ہرکارے پے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن
گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہے کہ ملکہ طلسم
بالاے تخت بیٹھی ہے فیروزہ بشکل گلدرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا باتین بنا رہا ہے ملکہ نہایت بیتاب ہے مین

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوے گھوڑا بھگاتا ہوا آتا ہی جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہونچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنون کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہی چاہتا ہی میرا راکب اُٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب راکب نہ اُٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین مصروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارہ سحری زمین
چمک رہا ہی سقناطیس نے کہا ای گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہی معلوم ہوتا ہی کسی مظلوم
قزاقون نے گھیرا ہی زخمی ہوکر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہی چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کچھ سمجھ کے
آقا کو پہچانا کہا ای ملکۂ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہی آپکے ملک مین قزاقون نے یہ حرکت کی لائق
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقون کا نشان دریافت کرکے انکو سزا دی جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہی ایسے ہی دلیر تھے بیشۂ جرأت کے شیر تھے
کہ مال اپنا بچایا ان سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سنکے ملکہ اٹھین
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اُس
شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہوکر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے ہاتھون تھامے بحفاظت
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کر
زخم دوزی کرائی خود رومال لیکر بیٹھین گلرنگ نقلی سے کہتی ہین ای گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہی
عشق حقیقی کی عجب صورت ہی کہ یہ شہریار زخمی ہوکر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہوش
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہی میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہی رومال ہلا رہی ہین
شہریار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ ای گلرنگ زخم کاری
کھایا ہی ابھی تک ہوش نہین آیا ہی دل کو اب بدگمانی ہوتی ہی سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پہ ہاتھ رکھا کہا ای ملکۂ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہی پیشانی پر گرمی ہی اعضا مین
نرمی ہی تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب بہت جلدی ہوش آئیگا
آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا اور سر بھی

مجھکا یا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر طلعت گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے اے شہنشاہ حسن و خوبی دادی سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بیخزان کی ہی۔ نظم

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے
جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے

دکھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے
تو جوڑی کی طرح توڑونگا حلقون کو سلاسل کے

گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ رہجائیگا قیس زار لیلے تیرے ملنے سے
مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے

جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو
روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے

کشش گرداب کی شاید نہ دریا دکھائیگی
مری کشتی بھی آلگیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا اے ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی ملکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بلکہ فی الحال دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا انکو پہونچتا ہی رنگین شب کو جاکے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے فرزند ایسی زنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان اور نور الدہر کا دریافت کیا فیروزہ بشکل گلرنگ موجود ہی اسنے جھک کے کان مین بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ اے شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آپکو قزاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمبردست انداز ہوتے اغلال شیر سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا
تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑکے مرتے مگر مرکب ہمارا نہین
معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور مرکب پر معرکہ
گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھگیا تھا وہان سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہوکر ایک طرف
بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے اُنھون نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ
کا دشت مین چرا کر رہا ہی اُسنے فوراً سوار ہوکر کئی ہزار آدمیون سے آکر مرکب کو گھیرا کئی سو
آدمی مرکب نے مارے آخر رسیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کرلیا اغلال نے مرکب کو
لاکے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزۂ صاحبقران
کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہی مگر سُم مار مار کے زمین مین گڑھے
ڈالدیے ہین جو کوئی گھاس دانہ دینے آتا ہی کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ مُنھ سے پکڑ کے نوچ لیا
کسی کو لِشتک ماردی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہین بالنسون سے کھسکا کے گھاس
دینے مین دانے کا توبڑہ بالنس مین لٹکا کر مرکب کے مُنھ پر چڑھا دیتے ہین اسطرح سے دانہ
اور گھاس ملتی ہی مگر اغلال شیر سوار نے جسدن مرکب کو گرفتار کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کرکے ہمکو خبر دو ہرکارے
اغلال کے روانہ ہوے جابجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مقناطیس
زعفران پوش کے صحت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب
ملکہ صحبت مین بیٹھتی ہین یہ بشکل گلرنگ گاتا ہی بجاتا ہی ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہی بادشاہ اسلام
بھی اپنے پاس تخلیہ مین اسکو بُلالیتے ہین ہر روز قصد کرتے ہین تا بہ اغلال جاؤن جاکر اسکو
وہین مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہی کہ آقا ابھی تامّل فرمایئے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار
ہی بادشاہ اسلام خاموش ہوجاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ
مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن مین
آئے دیکھا ایک بادیان عربی کوہ سرین کو وہ کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون سے

جکڑی ہی مگر فرّاٹے بھر رہی ہی اور سُم مار مار کے زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا
کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی جلشنین اسکے ہاتھ سے راہی
ملک عدم ہوئین گھانس یہ مشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھانس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑالیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت
کب مانتے ہین ملکہ تو بیٹھنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا نہو کہ شانہ پاجاے تو چبا لیگی
لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف
بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے
سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اسکا زین و لجام بھی ہی ملکہ نے
کہا بس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین و لجام تو موجود ہی نہین معلوم آپ سے کیا
خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لجام ضرور منگاؤ کنیزین زین لجام
اُٹھاکے لائین سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھ پر چڑھایا جست کرکے
پشت پر سوار ہوے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار فرا گئی
بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا ای شہریار بس پلٹ چکے
سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے
ملکہ نے عرض کی ای شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو آزار
پہونچائے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچائیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اُس مادیان پر سوار ہوکے باہر باغ کے بھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھیر لاتے ہین
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہردم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ مین اپنے
پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا
اے گلرنگ کو بلالا وہ کنیز آکے گلرنگ کو بلاے گئی ملکہ سقف طلس نو عفران پوش بھی پیچھے پیچھے
چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آکے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا ای دوست صادق وای محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ جلال مین

جاؤن بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نورالدہر کا سامان کرون فیروزہ
نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ دو چار روز اور توقف فرمایئے زخم بخوبی خشک
ہو جائے دیر تک یہی صلاحین رہین ملکہ نے یہ سب باتین سنین یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو تخلیہ
مین کیون بلاتے ہین یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہی شہریارہ کا ملکہ ہنستی ہوئین اندر کمرے کے
آئین تلم تو انکا سن ہی چلی نہین کہا کیون بجتیا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے
بتایا کہ فلان مکان مین ہی ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا
دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال
کی بارگاہ مین جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے پھرتے پھراتے
جو آسن دبایا گھوڑی کو فرا کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوے چلے
اب وہ وقت ہی کہ اغلال اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سو پہلوان گرد ہین یہی فکر کر رہا ہی ہرکارون کو
غصہ ہی کہ تمنے ابتک پتہ نہین لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہان گرا لشکر اُسکا گرد اُترا ہوا ہی یہی
کہہ رہا ہی کہ دیہات مین جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن مین پناہ دی ہوگی اگر
مجھکو پتہ ملجائے تو گاؤن کو پھونکدون اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤن میرے ہاتھ سے
اُسنے زخم کاری کھایا ہی اگر کسی جنگل مین تڑپ کر مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوے
کہ اب ہم دیہات و قریات مین جاتے ہین اور مفصل خبر لاتے ہین اغلال اپنے پہلوانون کے
سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہی کہہ رہا ہی اس جوان کو قتل کرون تو طلسم کشا کو تلاش کرون اُسکی
مشکین باندھ کر بخدمت ہفت پیکر روانہ کرون لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوے آتے ہین ہرکارے پلٹے اغلال
شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہی یا کسی جانب بھاگا جاتا ہی زخم کا سر پر کہین
نام بھی نہین صرف ایک عیار ساتھ ہی اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم ہے کے
گئے کہ گینڈا تیار کرکے لائین بادشاہ اسلام دربارگاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے
دربان سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوانان دوران کا ہی گھوڑے سے اُتر و ہتھیار
کھول کے یہان رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کود کے

فرمایا دیکھو ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پہ
ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال
نے پوچھا یہ کیا ہے سر پہرہ داروں نے عرض کی صفائی دست زبردست سعد شہریار سے
درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجھکو مار ڈالا تھا مگر
خدا نے مجھے زندہ کیا اُٹھ تو رہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہے
اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا چڑھے
سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر روتے
بھڑتے ہوئے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے اُلجھاوے
سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار
چھین لوں سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالکر ایک مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہونے لگی
سعد نے جوتے پیچ پر آ گھیر کر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پر سوار
ہوئے ارشاد فرمایا قناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہے اغلال نے کہا لاکھ جانیں میری صدقے
ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ہر آواز مع
نرخرے گردن کھینچ لی پال تمام کے سرا سر خود سرکار رومال میں باندھا لڑتے ہوئے چلے جب
باہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لڑتے ہیں اب زخمی ہونے لگے ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہے کس کس سے
اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پر لگیں پشت و پہلو سے خون جاری ہے
سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہو کے پکار اُٹھے اے خالق بے نیاز و
اے رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچالے نظم

انقلاب دور دوراں ہست در قدرت تمام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام

ہر کجا کس را نیست در فرمان تو جائے کلام
آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشاں و ابر را تو ساختی
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت مہر دوں و ہر براں
صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون

روز و شب گرد بفرمان تو این گردون دون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار
گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ کردی نور وحدت راز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن زا کثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون
از جگر ہا آتش پوشیدہ آوردی برون
بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گوہر افشان در محبت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہوکر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھبرا ڈالے ہوے ہو اب کمندین اور زنجیرین
لیکر چلے ہین کہ مکرسے گرفتار کرلین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار
مثل گلدستہ کے رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا
فوجون کو درہم و برہم کردیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ وضنگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا
جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائین بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوے فرمایا
اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت دکھاؤ نقابدار
نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہے کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اسلام
ہین مقبول دلہاے خاص و عام ہین محل صورت دکھانیکا نہین ہے انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب
آتا ہے کہ یہ پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیازمند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت
مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوے آگے بڑھا
کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب سر اغلال
کا شکار بند مین باندھے ہوے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فوج کو

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے اُنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوے ہین کار نمایان کر کے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دماغ پر جناب کھڑی کنیزون سے فرماتی ہین صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہین خدا اُنکی جان بچائے تو

یہ نوبت ہجر سے عجب حالت ہوئی ستم
ہوتا ہے آہ صبح نے داغ اور شعلہ زن
یہ جام جم ہوا قدح گل نہ ہو سکا
نفرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم اگر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہ ہو سکا
ہجر بتان مین تھکی ہے ہوس تلاش تنگ

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہ ہو سکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہ ہو سکا
کہتے ہین کاکل اپنی کی لگی آپ سے تھی
پاس درازی شب کا گل نہ ہو سکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پہ حرام خوار تحمل نہ ہو سکا

مین جانکر حریف تغافل نہ ہو سکا
اُستے جو دل کو منھ نہ لگایا دو غم ہی
دشمن وہ ہم نوائے بلبل نہ ہو سکا
وہ عکس زلف چشم عدو مین پڑا نہ تھا
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہ ہو سکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ نہ گھبرائین بخیر و عافیت آتے ہونگے اغلال کی کیا مجال ہے کہ اُنسے مقابلہ کر سکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی وہ بھاگ گیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہے کہ سر برہنہ نکلجاؤن اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہون افسوس ہے میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بد مرکب پر سوار ہو کے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز دغا باز کل فوج کو حکم دیدے ہین سب فقط افسران فوج اُنکے ساتھ ہین ای کریم وہ یکہ و تنہا ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری و مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہین مگر دریائے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمھارا منھ موتیون سے بھرون یہ کہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سعد شہریار رامی ما وہان بحری پر سوار لختہ خون سے سینے پر جمے ہوے کٹی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئین کہا ای شہریار گھوڑی سے اُتریے مین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد
گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم انور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ تھامے ہوے
لیکر باغ مین آئیں سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی موذی کا سر ہے جسنے اپنے
نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ نے کہا بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین
اگر تم ہمکو اُٹھا کر نہ لاتے تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپ جاہ اقبال
ہین آپکی اقبال مندی کے سبب سے سب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا وہ
ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہے کہ مقدمہ رہائی
ایرج و نورالدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برلے خدمتگزاری موجود ہون
شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نورالدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ
درپیش ہے کہ آپکے پاس کوئی ایسی شے نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا نہو گا قصر عشرت مین
داخل ہونا غیر ممکن ہے بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین
فیروزہ گا رہا ہے کہ چند کالے کالے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا اے ملکہ کل ہم شکار کو جائینگے
دل بہت گھبراتا ہے ملکہ نے حکم دیا کہ بیلے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت
حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہے اسباب شکار موجود
ہے بیلے قراول میر شکار ہمراہ صحرا مین آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی چھوٹنے
لگے باز بحری چرخ چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک اسقدر شکار طائران ہوائی کا
کیا کہ ارابے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا اے فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ
نے عرض کی گنوارون کو بھیجا ہے وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑے
ہوے آئے عرض کی اے شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہے وہان کئی سو آہو چرتے ہین سعد نے
فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیچلو اسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیر فرمایا بیچ مین جو زد پر
اُسے ہم شکار کرینگے باقی آہوؤن کا تمکو اختیار ہے یہ کہکے گھوڑے دوڑائے وہ ہرن ذی ہنر سامنے
سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے اکثر ایسا ہوا کہ تھوتھنی
مرکب کی دُم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جاکے آہو جو کہ ہی
بھولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا
کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچکر قریب درۂ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی
مقام پر ڈالدیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھدیے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھواں
سب نکل گیا سیخیں آہنی لگا دیں جب کباب تیار ہوے پڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب
نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا
بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری
کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوے کہ کون صفت پروردگار کر رہا ہی بدل اُس آواز پے
متوجہ ہوے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہی سعد شہریار تلوار بکاب کر اُٹھے گھاٹیوں کو طے
کرتے ہوے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہی اُسمیں ایک عبادت گزار بیٹھا ہوا
تسبیح خوانی میں مصروف ہی بادشاہ ٹہلتے ہوے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام تمپر ہو ہم تمہارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف میں
آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہی درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانا
پہونچاتا ہی دونوں وقت بلطف کھانا پہونچتا ہی بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہیں آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہی جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے
آیا اور سامنے درویش کے رکھدیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
مجلد نکالی اُسمیں سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا جہانتک ہو سکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا تا فتح طلسم ہفت پیکر
اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہر چند کہ فتح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن ہیں لیکن آپ اور صاحبقران
معین و مددگار طلسم کشا ہیں بہت لوگ ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا فتح ہونا واجب لازم ہی آپ

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچایئے بادشاہ برون چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اپنے
ہاتھ اُٹھا کے دعائین دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے پشت
مرکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا
اور چند چیلے شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہان جاتے ہو شاہ نے
مڑ کے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام گولا ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا اور گولا مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا گولا فوراً پھٹکر گر گیا سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر کی ساحر نے چاہا
بھاگ کر بادشاہ برگردون بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ نے اسکو
نیزے پر بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائین ہیبتناک
آئین بعد ہوئے کے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مارکر اسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی ایرج
اور نور الدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہی بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ
مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے کھڑی
ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا کہ
شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش
جگر ریش عابد زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا سعد نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم چاہتے
ہین کہ کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جاکے ہفت پیکر سے تدبیر
رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ عالم اگر ملانا چاہتی ہو تو مین
قبول نہ کرونگا جو لشکر ساتھ ہی اسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و
نور الدہر کو رہا کرونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین جاکر اُس سے
دریافت کرتی ہون اور دریافت کرکے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُسطرف چلیں مین تو
جانتی ہون کہ تجھی کو کوہ کا اختیار ہی آئندہ نہین معلوم کیا ہو اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا یہ

رنگ ہی کہ کبھی کھلتا ہی جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہو جاتا ہی کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون
مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہی کہ جو مجکو روکتا ہی دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی
ہون آج جا کے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین کیلئے چلین
یہان ہفت پیکر دن بھر بہار پر جشن کرتا ہی شب کو برابر کوہ مقناطیس ہی اوسپر جا کے رہتا ہی
کہ ملکہ طاؤس اوڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی
کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہی ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اوٹھا کر
ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقناطیس کیا کہنا چاہتی ہی
مقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا
اوٹھ کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہی امیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو
ہفت پیکر نے کہا بیان کر کسی راز کا تسے انکار نہین ہی مقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر
عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہی کبھی دو دو دن نہین جا سکتی مجکو حال نہین معلوم ہوتا قیدیون
پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہی کہ مین نہین جا سکتی
ہون ہفت پیکر نے کہا میخوار جادو و سرشار جادو دونون بہنین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی
منتظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اون دونون کے
حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہو جاتے ہین اسی کے مشتاق رہتے ہین
کہ یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمھارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اونکی صحبت مین اونکو قتل کرے تب تم
قصر عشرت مین بلا تکلف جا سکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر
خاموش ہو رہا مقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہی کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا رب
ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا ای مقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہی کہ گویا میخوار و سرشار
کے قتل کا ارادہ رکھتی ہی مقناطیس تھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال ابھی کھل جائے اور
ابھی قید کر لے کہا اسکا تردد ہی کہ کوہ سمن آرا تک نہ جا سکا کیا وہان راہ مین کوئی بڑا سا پہاڑ ہی کہ
اوسنے راہ کو بند کر دیا ہی مقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہو کر

بلبلتی دل مین کہتی ہو کہ اب مین شہریار سے جاکے کیا کہون یہ سختی کیونکر طی ہو مینجوار و سرشار کیونکر قتل ہون کہ وہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکہ عالم چلین مقناطیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بن عمرو تڑپ کر اٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھکر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہو کہ کوئی اور بھی قیدکا منتظر ہی اسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کر لونگا رہائی ان شیرون کی قبضے مین مقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جسوقت بر مناسب جاننا آنا جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا اب اس معرکہ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا راستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزارہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناکام تلخ — عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ
میٹھی آنکھوں سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے — کردیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ
خار خار بیکسی نے کر رکھا ہی بیقرار — خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون — شہد ہو تو کردے منھ مین شامت ایام تلخ
منھ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو — کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
نیت صحت سے ہوے گر مریض چشم یار — ہووے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ
شب کو سوویں ان کو کھاوین کچھ جو ہو دل کو قرار — ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ
طاق مین رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب — ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ
مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو — بھیجا کیون اس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اس معرکہ عظیم پہ جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ مینجوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظر ہین کہ مجھپر بھی انکا

دھوکہ چل جاتا ہی جب قریب قید خانہ جاتی ہون میخوار و سرشار اُنکا نام ہی مبہوت ہو جاتی ہون راستہ قید خانے کا نہین ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہون اگر مین آپکو لیگئی اور راستہ دکھلا تو مین ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجکو قید کرلیگا مین نے اسطرح سے ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہدیا کہ کیا میخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہو بس اتنا جملہ کافی ہو کہ دونون بہنین کوہ سمن آرا پر رہتی ہین مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار کوئی اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم تم ٹھہراؤ مین سب دریافت کرلونگا اور اپنے آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقناطیس نے کہا خواہ میرا حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے مین ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی اُن دونون سے کسی طرح مین سحر مین پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مگر قید خانے مین اُنکا انتظام سختی سے ہی وہان کچھ زور میرا نہین چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہو تو انھین کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقناطیس سے رخصت ہوے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اہل لشکر جب سردار نقابدار سے رخصت ہوے تو نقابدار نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کردیا سب سردارون نے آکے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا قصد ہو فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا تنہا سے عیاری لگاکر رات ہی کو نکل گیا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب لاجواب عندلیبان خوشنوا درختون پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک قمری بر سر نخل سرو طوق محبت بہ گلو کوکو کر رہی ہی گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہی منقار کھولکر یہ زمزمہ سنجی وبہ خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی۔

نظم

ہین اُسی بوٹے کو ہم اے گلشن آرا دیکھتے	شل بلبل گل کو بھی ہین جسکے شیدا دیکھتے
پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اک نظر ہوتے اگر اُس بُت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا	شل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کسی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بندا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرتا مشروع کا پاجامہ پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا زات بھر اُس صحرا مین گایا جنگل مین سناٹا ہوگیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان توڑ کوڑ کر بھیروین کے سرون مین گا رہا ہے خونخوار صدا سنکر بیتاب ہوگیا اُسی طرف تخت اُڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ زیر نخل ایک طفل حسین ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہی طائران ہوا پر دن کا سر پر سایہ کیے ہوے ہین وہ طفل حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خونخوار دیکھکر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہوگیا دل سے کہتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہی
بتون مین بھی غل ہی خدا ایک ہی
عدم ابتدا ہی عدم انتہا
یہ آئینۂ حق نما ایک ہی
تاّل سخن ذکر ہے یار کا
یہان مسند و بوریا ایک ہی
نعیلت ملی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
نہ آنا تو اُس زلف کے پیچ مین
گلی اُسکی اور کربلا ایک ہی
کہو گے جو کچھ تو سنو گے کبھی رند
ہزارون مین وہ دلربا ایک ہی
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہی
جہان مین نہ ہو غافل ایسے طریق
کہون سو طرح مُدعا ایک ہی
کہان اُسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے ہان سوا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق عیسے کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہی
خداوند ارض و سما ایک ہی
ہماری بقا اور فنا ایک ہی
ذرا غور سے مرأت دل کو دیکھ
مگر راہ صدق و صفا ایک ہی
محل فقر کا ہی عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
جفا کار و دمساز دکاذب محیل
مریض اپنی دارالشفا ایک ہی
ہزارون شہید محبت ہین دفن
زبان ایک ہی اور خدا ایک ہی

اسطرح کے اشعار پڑھ کے اب سوچنے لگا دل سے کہتا ہی یہ معشوق پریچہرہ اس لائق ہی کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقون کا جلسہ ہو یہ بیٹھکر گاے دل نشۂ عشق کے مزے اُٹھاے یہ سوچکر وہین سے اسنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کر کے

اُٹھالیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لاکے فیروزہ کو
اُتارا کنیزین گرد بیٹھا ئین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان
ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لیچلینگے میخوار و سرشار معشوقان پریچہرہ اسکے گانے
سے بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا مجکو یہان کون لا یا کنیزون نے
کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو یہان جنگل
سے اُٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر اعلیٰ کی میخوار و سرشار کہ
بالائے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام
کوہ سمن آرا سُنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی ای فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے
میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس جلسے مین
شریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اُسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو رو یا کنیزون
سے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبرا شہنشاہ تجکو جہان سے
لائے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہی کبھی اُچک کے کسی کی
گود مین بیٹھ گیا خالہ امان کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہی تم ہماری دُلھن ہو
ہمین دودھ پلا یا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دُبلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا
کہ ای نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہون کہ مجھے دُلھن تو
دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے
کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دُلھن کا دودھ پیے گا فیروزہ ہنسی کی باتین
کرتا ہی کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر
پوچھا لڑکا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب ہمنے آپ کے اوصاف
بیان کیے کہ نہایت قدردان ہین تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے
دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جا کے بیٹھا کنیزون سے
کہا اُس لڑکے کو لاؤ کہو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھکر گائے کنیزون نے آکے

پوچھا میان صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ تان دراز کہتے ہین
اتنی اتنی بڑی تانین لیتا ہون کہ اگر ناپون تو دس بارہ گز سے کم نہ ہون کنیز نے کہا میان
نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہین فیروزہ طنبورا ہاتھ مین لیے ہوئے محفل مین آیا دیکھا
خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوئے کہا میان نیرنگ آؤ ایسا کچھ
تمکو دینگے کہ تمھارے مان باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیون میان نیرنگ
مان باپ تمھارے زندہ ہین فیروزہ نے کہا حضور مان نے انتقال کیا جب مان بیمار ہوئین
باپ ہمارے گھبرائے ہوئے باہر گئے وہان سے ایک عورت لائے مان کو ہماری مار ڈالا
آخر کو ایک گڑھے مین جا کے ڈال دیا یقین ہی مان ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا ہی
ایک کوٹھری مین رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی مان کی قبر پر جاتے ہین کچھ آواز
نہین آتی ہین لاکھ روتا ہون جواب نہین دیتین بڑے میان روز نئی عورت لاتے ہین رات کو
اُسکے پاس سوتے ہین صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہین اُنھین کو ہزارہا روپیہ دیتا ہون مگر
بڑے میان مجھسے جلتے ہین مین ایسی بجاتے ہین کہ طائر محو ہو جاتے ہین اُنکو بھی آپکی صحبت مین
لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے
فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا

نظم

دل لگی غیرون سے بیجا ہی مری جان چھوڑ دے — مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے — اپنا گھر کس طرح سے شیر نیستان چھوڑ دے
یہ نہین کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر + — دو گھڑی کو بہر گلگشت بیابان چھوڑ دے
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے — کہ تو مٹھے مجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے
تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکلجائیگا دم — چھوڑ دے دست جنون میرا گریبان چھوڑ دے
غیر ممکن ہی جو بھولون گھر ترا ای رشک حور — مجکو جنت مین اگر لیجاکے رضوان چھوڑ دے
غمزہ بیجا نہین اُٹھتے پھنکا جاتا ہی دل — گر میان اپنی تو ای مہر درخشان چھوڑ دے
پھر پھنسون مین دام گیسو مین تو کافر جانیو — چھوڑ دے شراب او نامسلمان چھوڑ دے
طوق پہنین گے گلے مین مثل قمری سیکڑون — نازکی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جو یا ہوں مدت سے میں دیوانہ مزاج	مجکو پریوں کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دے
یوں بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار زند	حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے میٹھا ہوا گا رہا ہے تمام اہل محفل بیٹھے ہوے سُن رہے ہیں تعریفیں اسکی
کر رہے ہیں کنیزیں کہتی ہیں کہ کئی گائنیں یہاں آئیں اور کیسا کیسا گائیں لیکن یہ لڑکا کیا خوب
گاتا بجاتا ہے تانا بھی قیامت کا ہے ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہیں حقیقت
میں کھلونا ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر لکہ ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم
تشریف لاتی ہیں ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہے وہ ابر قریب آ کے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیاں
تخت پر سوار گرد چند کنیزیں آ کے تخت اُترا خونخوار کھڑا ہو گیا کہا اے شاہان اقلیم حسن و جمال رفعت
کیونکر آنا ہوا دونوں نے جواب دیا اسوقت صحبت میں بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال میں آیا کہ
چلکر صحبت خونخوار کو دیکھیں یہ آج صحبت میں کیسا جلسہ ہے خونخوار نے کہا اے ملکہ عالم یہ لڑکا
گویے کا جو آیا ہے خوب ہی گاتا ہے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہے تمہارے یہاں
صحبت میں لاوینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا یہ بہت مشتاق ہے میخوار و سرشار دونوں نے
گانا لڑکے کا سُنا شگ کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار
نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونوں ٹھہریں آخر خونخوار سے وعدہ کرکے
اسی وقت تخت پر سوار ہوئیں ابر سُرخ میں چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئیں دوسرے
دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اُسی ابر
سیاہ میں طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہاں میخوار و سرشار
جلسہ آراستہ و پیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں
کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہے آج اُسکو بھی لاوینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے
پیدا ہوا میخوار و سرشار برائے استقبال خونخوار اُٹھیں میخوار و سرشار نے کہا کیوں
میاں نیرنگ تمہارا مزاج تو اچھا ہے فیروزہ نے کہا آپ لوگوں کے حق میں دعائیں
کیا کرتا ہوں یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت میں بیٹھا طنبورا نکالا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ
گانا شروع کی۔

غزل

عنایت کی نظر ہمپر نہین ہے — وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہین ہی
نہین بیوجہ اپنی آہ وزاری — محبت یار سے کیونکر نہین ہے
رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر — سرک جاے یہ ایسا سر نہین ہی
فریب یار ثابت ہی مجھے بھی — مگر قابو مرا دل پر نہین ہی
مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا — چھری لاؤ اگر خنجر نہین ہی
اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارو — کلیجہ ہی مرا پتھر نہین ہی
حسینون کی محبت چھوڑا ہی دل — ترا یہ شغل بھی بہتر نہین ہی
ہماری جانکنی پہ ہنستے ہین — تجھے خوف خدا کافر نہین ہی
نہ بجھیگا آتش شوق او محبت — مرا سینہ ہی کچھ مجمر نہین ہی
سمجھایا ہی جو کچھ غیرون نے صاحب — تمہارے واسطے بہتر نہین ہی
نہ دے تکلیف مے فرقت مین ساقی — یہ جام زہر ہے ساغر نہین ہی
بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف — وہ زور عشق غارتگر نہین ہی
مین رویا دیکھ گور رند مغفور — لحد پہ گل کی بھی چادر نہین ہی

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ میجو اور سرشار تعریفین کرتے تکین کہتی ہین کہ ای نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستار بجائین اور مین گاؤن تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہون وہ پرانے گویے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُنکے ہونے پر موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین میجو اور سرشار نے کہا کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمہارے گانے نے اُنکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین جاؤن تو اُنکو بلا کر لاؤن جس دن وہ آئینگے اُسدن محفل مین ایک ہنگامہ ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوے اُنکے ہاتھ پاؤن سے نہین ہوسکتا مگر مین اُنکے اشارون پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہی تانسین کے نواسے ہوتے ہین دروازے پر ہمارے ایلی کا پیڑ ہی جو نیا گویا ارادہ کرتا ہی ہمارے دروازے پر

اگر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہی تب اُسے گانا آتا ہی ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے
اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار نے کہا میان نیرنگ حقیقت یہ ہی
کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتایئے کہ مین اپنے
باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب باہر پر جاؤگے وہان پر بھی جنگل
ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوا لینگے میخوار و سرشار نے کہا میان
نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسون کو ہم بلا لینگے سب جمع ہون اُن
ساحرون کا جمع ہونا واجب و لازم ہی جب وہ قدر شناس جمع ہون تب تمھارے گانے کی قدر
کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جاکر والد کو ڈھونڈھون گا
پرسون شام کو مین اُسی نخل کے سایے مین ٹھہرون گا فیروزہ یہ سب باتین کرکے ان سب سے
رخصت ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام
بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جاکے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین
کوہ شمس آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو
میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کرونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب
کام مین کرونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف
کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا شروع اُسکا پائجامہ بھاری
جوتا زردوزی کھیلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اُڑ گیا زرد تاگا باقی ہے بادشاہ صورت مین
آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین
اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کر سکونگا مین طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ
نے کہا آپ زبان نہ ہلائیں مین سب کام کرونگا سب کا خاتمہ کردونگا ایسا نشان ملا اور
ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی نخل کے سایے
مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہی فیروزہ انتظار کر رہا ہی کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا
فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھے خونخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سحر و ساحری مین مشاق
شہرۂ آفاق ہی میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبور لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہے دیکھین انجام
کیا ہو کہ ابر آنکر پر سر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر
بہت خوش ہوا کہا ای نیرنگ وعدے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے
انتظار کر رہا ہے والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین جاتے
ہین جنگلون مین وا بجا جہان برت ہے وہان جاتے ہین انکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے جو نکلا
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سائے مین باوا جان بیٹھے
ہین اور جنگل مین ہزارہا ماران سیاہ واژدہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے ہوے
گا رہے ہین ماران سیاہ کنفیے کھولے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران سیاہ
بھاگے اپنے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لائے بڑے میان کے آگے
رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ خوش آمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی
جنگلون مین میری برت ہے سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے
لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا
مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل سیخوار و سرشار دونون انکی
معشوقین اسقدر دینگی کہ مال اٹھ نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا
ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاوٴن موذیون کے مارے
پاوٴن خونخوار نے کہا ای نیرنگ نہ گھبراوٴ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے سیخوار و سرشار
بھی فیاض وسخی ہین ای نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ
نے کہا مین بھی ایسا راضی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہو جاے خونخوار نے دونون کو
تخت پر سوار کیا ایکطرف کوہ چمن آرا کے چلا یہان سیخوار و سرشار باغ مین اپنے
روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا لکہ ابر اٹھا سیخوار و سرشار
نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہون کہ ابر
آکر سامنے بیٹھا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے
میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہین سیخوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے وہ شعین خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ
نے بڑھکر میخوار و سرشار سے کہا بابا ہمارے انتہا کے مزاج مین اس بڑھاپے مین
گانیوالون کے سرکا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط اُنکے آنے کی برکت ہے میخوار و سرشار
خوشی خوشی پھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہے کہ عجب نہین جو خداوند
ہفت پیکر بھی آئین میگونہ وشبگونہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان
تو ایک گوشے مین آ بیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہے صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو
ایسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا میگونہ وشبگونہ دو شاہزادیان
تخت پر سوار لکۂ ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر ابر پھٹا میگونہ وشبگونہ آکر اُترین میخوار و سرشار سے
دریافت کیا کہ گویا کون آیا ہے ہمنے بھی گانے کا حال سنا دل مین شک پیدا ہوا ہے میخوار یہ وہ زمانہ
ہے کہ ساحر جابجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہے کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے
پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ اُنکا
عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہین اُنہین سے
کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آتا ہو میخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ
کیا کہ خونخوار اسکو لایا ہے آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لاے ہین بڑے مزے کا آج جلسہ ہوگا
جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہے راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے
جلسے مین کیا آسکتا ہے ہر چند میگونہ وشبگونہ نے کہا مگر میخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ
ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے
سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ وشبگونہ چپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مرواریدی
آسمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہے میخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین
یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوند سے ہین سرشار و میخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ
ضرور ضرور بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے دھارے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا
سب نے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئین آکے اُترین
پہلے بنگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا میخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

گانے میں انکا مثل و نظیر نہیں ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہوا ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہوا اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہیں شیر کے پہلو میں آکر روباہ بیٹھتا ہو پہلوے باز میں گنجشک باز شکار سے باز رہتا ہوا اور آج تو وعدہ کیا ہو کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سننے والے خوش ہو جائینگے مقناطلیس تو خاموش ہوکر ایک گوشے میں بیٹھی خوشخوار جمال جہان آرا سے مقناطلیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وجد میں آتا ہو کبھی تعریفیں کرتا ہو کبھی مصاحبون سے کہتا ہو میں تو جمال مقناطلیس دیکھکر بیتاب ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہو۔ نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہیں　　ڈھونڈھتے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہیں

ایک دن ہچکی بھی فرقت میں نہ آئی افسوس　　سبکو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہیں

نہیں آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے　　کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہیں

بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن　　میرے پھولوں میں کئی غنچہ دہن بیٹھے ہیں

نہ اٹھا کو مجھے دلدار سے دم لینے دے　　پھرتے پھرتے ابھی ای چرخ کہن بیٹھے ہیں

خرچ اک دن کا ہو قارون کا اگر گنج بھی ہو　　جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہیں

باغبان پھولا سماتا نہیں پیراہن میں　　آج گلشن میں کئی رشک چمن بیٹھے ہیں

شکر الحمد کہ غربت میں وہ راحت پائی　　دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں

زیر گردون نہیں آرام کی صورت کوئی　　سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہیں

دل شگفتہ ہو ذرا بات کر ای غنچہ دہن　　ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں

مٹی دروازے کی آنکے لیے جاتے ہیں مریض　　وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہیں

دیکھکر طرز خرام اُس بت وحشی کا مرے　　چوکڑی بھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہیں

چند باتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے ای رند　　آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خوشخوار کی سنی غصے میں پلٹ پڑیں کہا کہ ای خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سمجھیں اتنا جو مقناطلیس نے غصہ سے کہا خوشخوار گھبرایا جواب دیا نہیں ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمایئے تو عرض کرون مقناطلیس کے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران
طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہی ای مقناطیس تے
بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس
حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کرکے اپنے کو
بھجوایا مقناطیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا ہے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڈھا بنا کر لایا حیرت
یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب بھر آگیا مگر خونخوار نے
میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و
تابعدار ہون امید وار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیچلیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت
رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر
شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ وشمگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار
سے کر رہی ہی اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہی کہ کلید میخانہ
مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ وشمگونہ
اپنے مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گوبے صاحب آپکو ساقی گری
مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کرکے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی
اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک
جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت
ملول ہوا جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین
کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین
مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ
کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھین
کیا رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر
میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین
آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ و شبگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس مین لڑنے لگین لڑ لڑ کر
ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اڑی ایک شعلہ اسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و
روغن عیاری کا اڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ و شبگونہ نے کہا ای مینخوار و سرشار
اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے بھی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند
ہفت پیکر بچائیے دیکھو شراب اڑ گئی گلابیان بھی ٹوٹ گئین صورت گھانے والے کی
بدلی مینخوار و سرشار تو خاموش ہوئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ
کھینچکر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر
نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا مینخوار
و سرشار نے کہا ای مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ کیا
کیا کہتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ و شبگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا
کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے
جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا ۔ نعرہ بادشاہ اسلام ۔ منم شاہ
شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس و جم * تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پڑے جسنے
گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا تعویذ عطیۂ درویش کامل جو انکے بازو پر تھا اسنے اپنا
اثر دکھایا گولہ الٹا پلٹا اسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ بھی
خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کئی کنیزون کو مارے اسنے بھی گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب سا کر گرا دیا
مینخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر کے
گرین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی
سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا ہی دشمن کا اب اسیر بھی
قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیزون کو بچائیے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا پہاڑ
تھرایا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختۂ سنگ پر مین کھڑا
ہون وہ تختۂ سنگ مجکو اڑائے لیے جاتا ہی ایک تختۂ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد
تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اس مقام پر آ کر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہین معلوم کیا گذری ملکہ مقناطیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی ای شہریار یہ باعث سحر مینخوار و سرشار ہوا انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کوہ سمن آرا سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ مقناطیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے ای فیروزہ مہگونہ و شبگونہ کو پہلے ہی سے شک گذرا تھا آخر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا گا بیان ڈوبین شراب شعلہ جگر اُڑ گئی آخر کو فساد پڑا مقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے مقناطیس کے حال ابتر ہی دل بیقرار ہی نظم

سر کے بل چلتے ہین گھر سے سوے صحرا کیسے ۔ کیون جنون ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے
گھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے ۔ مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے
کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق ۔ دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے
یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی ہے ۔ نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے
چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل ۔ مل گئے خاک مین لکھون گل رعنا کیسے
مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا ۔ تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے
کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے ۔ اور بتلائے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے
آگئی لہر جو دلبر ترے ای قلزم حسن ۔ پھوٹ کر روئے ہین کل ہم لب دریا کیسے
حسرت آتی ہی مجھے چاک گریبانون پر ۔ دوڑے جاتے ہین سوے دامن صحرا کیسے
بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین ۔ دفعۃً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے
آج اُس گل سے کیا دعوے ہمچشمی کا ۔ شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے
بارعصیان سے ہوا ہی مرا مردہ بھاری ۔ دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے
جیش ازین رند خرابات نشین تھے کیسے ۔ بنگئے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول ہون اپنے لشکر مین چلیے مین جاکر باغ سے ملکۂ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمائین آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین دیکھیے کیا سر کو گذرا آخر مین مینخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہان سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لایا لشکر مین بادشاہ کو ٹھہرایا سردار بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ مقناطیس کے روانہ ہوا باغ مین آکے دیکھا کنیزین حیران بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ میخوار وسرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دیے کے قید کیا ایک کنیز کہ رہی ہو کہ مین اپنی جان بچا کے نکل بھاگی میخوار وسرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکہ عالم کے آگے ہاتھ جوڑے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگیں شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اُڑے حرکات خلاف کرنے لگین مین نے جب ملکہ کو اس حال مین دیکھا تو مین کام کے حیلے سے اُٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلڑ ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی لاکے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکین اُنکو گرفتار کر لیا میخوار وسرشار نے یہ جرم رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہین کہ مجکو جسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا مجھے ایسی باتین کہین اور مارا چاہتا تھا مجبور ہاتھ ڈالے مین نے اپنا حفظ ناموس کیا کار دستحر ماردی میخوار وسرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو اژدہے پر سوار کیا ہی خدمت مین ہفت پیکر کی لیجائینگے اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر بھی میخوار وسرشار قبضہ کرینگے فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت مین بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپتے ہین ہر چند اُمراو وزرا سمجھاتے ہین لیکن بادشاہ فرماتے ہین یارو کیا کہون جو مجھپر گذرتی ہو میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہو دل کی بُری حالت ہو اب تو یہ نوبت ہو۔ نظم

ہون سر فروش جان کا خوف وخطر نہین	ان قدمون کی قسم مجھے پرواے سر نہین
اب آپکی وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین	ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہین
کوئی دوا فراق مین کوئی اثر نہین	گر درد سر یہی ہو تو اک روز سر نہین
عاشق انھین یہ کہتے ہین کیا جانین جوہر کا	دندان ولب ہین یار کے لعل وگہر نہین
وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا	دیکھے نگاہ بد سے یہ ثابت بشر نہین
سودا اسے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہو	سبلے سر کے کاٹے جاے یہ وہ درد سر نہین
بیجا شاہ ہون خوب تر کر جلسا زبان	یہ خط تو میرے یار کا ای نامہ بر نہین

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیوں پہ ہے | یاد شب ہجر آج وہ رشک قمر نہیں
کھویا گیا ہوں وادیٔ الفت میں کیسا زار | برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آ کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہریں جب تھوڑا ادھر سے گذرے تب شبخون ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہرچند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہیں ہو لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لیں یہ کنیز ملکہ مقناطیس کو رہا کریگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پر چلیے گا میخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہوجائیگی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سواروں کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے آئے ایک درۂ کوہ میں آ کے اُترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے بیچ میں ارابے پر مقناطیس سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گینڈوں پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں بادشاہ کو تاب نہ آئی ہرچند فیروزہ نے کہا ای شہریار تامل فرمایئے جس مقام پر یہ اُتریں گے وہاں چلکر شبخون ماریے گا بادشاہ نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے نکل کے نعرہ کیا۔ نعرہ سعد بن قباد۔ سنم شاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس و جم * دو سو سواروں سے آگے گرے جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحروں کے سر اڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بہن اٹھو نعرہ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش ہوگئی تڑپ کر اٹھی آ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک جانب مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل جادو کہ افسر لشکر ہو بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر نہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارۂ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق دریاے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اُسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریاے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا میں ڈالدیا دریا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریائے قہار ظاہر ہوا اوس دریا سے ہزارہا مچھلیاں نکلنے لگیں گرد بادشاہ کے پھرتی ہیں نہنگان خون آشام دریا سے نکلتے ہیں بادشاہ کے قریب آتے ہیں اور پھر دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوتے ہیں کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر انکا حملہ کارگر نہیں ہوتا شاہ جیسے ہاتھ مارتے ہیں وہ نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوجاتا ہو مچھلیاں دریا سے بعد جوش وخروش نکلتی ہیں گرد بادشاہ کے پھرتی ہیں آخر میں پھر دریا میں گرتی ہیں اس ارادے سے نکلتی ہیں کہ بادشاہ کے لپٹ جائیں قریب آکر ٹھراتی ہیں بادشاہ سے لپٹ نہیں سکتیں کسی مچھلی نے دامن دبا لیا کسی نے گود پر دم ماری کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہو مچھلی کا سر پھٹجاتا ہو جب کئی مچھلیاں مریں تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکالا ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریائے طاقت میں ڈوبا مشکبار وسقناطلیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہیں لوٹ لیں باقی جو زندہ بچے وہ طرف صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بہ فتح وفیروزی سقناطلیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے چلے آگے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف سقناطلیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افلاک آسمان سیر ای سقناطلیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا چل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہو سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے گرا سقناطلیس جادو کی کمر میں پنجہ دیکرلے اڑا سقناطلیس نے آواز دی ای شہریار کنیز کو ساحر لیے جاتا ہو بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بجر کمان میں پیوست کر کے مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گندا سقناطلیس پنجے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت میں بادشاہ کے آئی کہا اس دست وبازو کے قربان ہوجاؤں کیا حضور نے تیر مارا افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر کو میری بغاوت کی خبر ہوگئی یہ افلاک آسمان سیر دو میں سے آیا تھا غلام ہفت پیکر کا تھا ستر اسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہیں ایک ایک آفت روزگار بلائے زمانہ ہے سحر وساحری میں یگانہ ہی معلوم ہوتا ہو کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہوگئی اب اور آفتیں

برپا کرینگا اب آپ کوہ سمن آرا پر چلیں وہاں قبضہ ہوجائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر
لشکر کشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا اے مقناطیس ہم تم دونوں ملکر بادشاہ کو
بر سر کوہ سمن آرا لیچلیں میخوار و سرشار کا علاج ہوجائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ
کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہاں سے
بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اسنے سحر آتا رہا ہمکو تم تک
پہونچایا اب جلو لشکر کشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند میں چلکر اپنی خطائیں معاف
کرائیں یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر
سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر
کی شکل بنا پہلو میں بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اُڑایا میخوار و سرشار مطمئن بیٹھی
ہیں کہہ رہی ہیں کہ اب تو بلا مقناطیس قتل ہوگئی ہونگی کوہ مقناطیس بھی ویران ہوگیا ہوگا۔
اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوئے آئے عرض کی راہ میں بادشاہ
نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو زار کر لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر
ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آتے میخوار و سرشار حیرت میں آگئیں سناٹا
آگیا قلب تھرایا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یوں مارے جاتے میخوار سے
سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہے کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا میخوار نے کہا میں ابھی دریافت
کیے لیتی ہوں اب انتظام سے غافل نہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان
نکالا اُسے روشن کیا چار بتیاں نکالیں اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے
ایک بھونرا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز میں کچھ کہتا بھی ہے میخوار نے
قلم ہاتھ میں لیا اُسکے لفظوں کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت
میں تھے اب اُسکو اردو میں بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہے ایک درویش کامل نے
دیا ہے اس سبب سے بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا سرشار نے کہا ہوا لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ
میں چلو میں تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر جیتے ہوئے
علم سحر کے مشاق سحر و ساحری میں شہرۂ آفاق بیچ میں تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہیں گرد

ساحران مذکور جمع ہین سرشار کہتی ہو زمین ہلا دونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی
لشکر آراستہ ہوکر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پر بیٹھی ہین کہ آسمان سے
ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھاکر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پر
بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہو میخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئیں کہ یہ دونون ساحر کون ہین
مگر چپ دیکھا کین کہ تخت اسی طرف آتا ہو تخت آکر پہاڑ پر اُترا مقناطیس نے دوڑکر
میخوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی
کدو کوششین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی اُنکی تقدیر کے آگے کسی کی
تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون
ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے ہین ہمکو سنبھالکر نکل چلو اگر یہ ساحر
روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے
ہوے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر
سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہو کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر کسا
تیار کیا ہو میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا
ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وان نہین ہو نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی فریب ہین
وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایکطرف سے مین سحر کرونگی ایکطرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس تکلف سے
مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ سچ کہتی ہو خدا
خداوند سے بھاگ آئی ہو فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوا دی کہا
ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ
بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہو مقناطیس
نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے
چٹکی لی کہ ای جہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
گائنین آکے بیٹھین ایک گائن شوخ و شنگ دریائے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر بیچ مین آئی
اہل جلسہ سے متوجہ ہوکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

سب نے سرگوشیاں غیروں سے اشارے دیکھے　　آج آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے　　ہمنے جو آنکھوں سے میں کو ب تمہارے دیکھے
قول کے چھلوں کی اللہ ری کافر کو خوشی　　ہمنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت　　ایسے بیمار سا گور کنارے دیکھے
پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤن ابھی　　ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا　　چاہنے والے نہ دو چار تمہارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر تری ای شہ حُسن　　وہ صلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے
رند سے جتنے کہ اقرار ہوے سب برعکس　　قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہودے ہین گانے کو انعام مل رہا ہی فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے مُطرون اپنے کو مخفی میخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان کا تراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی کہ ارے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقناطیس و مشکبار کو ای میخوارد ہشیار گرفتار کرلو مقناطیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیزون کے سر کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہوکر آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقناطیس جادو نے کیسے کیسے سحر اُسپر کیے لیکن اُسنے جب ہاتھ سے اشارہ کردیا سحر اُلٹا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہوت لب بہ مُہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی ای شہریار مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیرا ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہوجائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز مشکبار کی سُنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو اپنے مقام سے نہین ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب ہوگئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا ای مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

سر کش گرد سے مقناطیس کے دھٹے تب بادشاہ نے اوس بینا بی مین بازو سے تعویذ کھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دنا ہوا شعلہ ہاے آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹے جبکہ
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے
شہریار آپ نے عجب کار نمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہو جاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کودا آواز دی ای عقاب شعبدہ باز
یہ تعویذ تو لے اپنی جان کا خوف نہ کر تا مین تجھکو بچاونگا عمر بھر تیرا بوجھ باٹ کیا آج کا دن
جانبازی کا ہی عقاب اپنے مقام سے اڑا مقناطیس نے قصد کیا ہی کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہون اعضا چالاک
و چست ہون کہ عقاب اڑتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منھ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھون
مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اٹھا لیا لیکے اڑا سامنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اٹھاؤن مشکبار تڑپ کے
گری چاہا تعویذ ہم اٹھا لون کہ شہباز نے ہاتھ نیمچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہوکر ہٹی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پاگل ہوے خاموش کھڑے میخوار و
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہین
ہل سکتے مقناطیس جو جھک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے مین شہباز نے تعویذ اٹھا لیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقناطیس
چاہتی ہی کہ شہباز کے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقناطیس سے
نیمچہ چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کمر کو تہا یا سر پہ جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اڑا کہ ای میخوار و سرشار یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی مین یہ تحفۂ نایاب لیے جاتا ہون تم
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہین یہ کہکے اڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیے چلا
فوراً پہاڑ سے بچانما آسمان پر شہباز جاتا ہی نیچے نیچے اُسی کے سائے مین فیروزہ بھی
جھپٹا ہوا جاتا ہی یہان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالاے کوہ

آگئی بڑائی ہیں جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہوگئے ہیں رنگ وروغن عیاری کا جو فیروزہ نے
لگایا تھا وہ اُڑ گیا جمال ہمشال اصلی شکل آیا میخوار نے بزور سحر مقناطیس و مشکبار کو کہ زخموں
میں چور چور جھوم رہی تھیں فوراً گرفتار کرلیا اب کوہ سمن آرا پر ہلّڑ ہی کہ عجب مکر سے مسلمان
آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونوں کو زخمی کر گیا بادشاہ سے
تعویذ بھی لے لیا اس سخنے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ
افتاد پڑتی میخوار و سرشار کہتی ہیں کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز
کو نامہ لکھیں کہ ای مقرب خداوند تیری وجہ سے دونوں جادوگرنیوں کو گرفتار کیا اگر مناسب
جانو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کریں یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا یہ
جا کر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بجتیا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا
سر تا سر تمھارا ہی باعث تھا کہ تم نے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقناطیس و مشکبار کو بھی
گرفتار کیا ہی لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ
کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہی فیروزہ بہ شکل مبدل ساتھ ساتھ
شہباز کے آیا ہوا ہی شہباز تو باغ میں اپنے اُترا فیروزہ اس فکر میں ہی کہ میں اپنے کو کسی طرح
سے باغ میں پہونچاؤں کوئی عیاری کرکے تعویذ لوں باغ سے الگ ایک نخل کے سائے میں
کھڑا ہوا سوچ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہی جھپٹی ہوئی جاتی ہی کہ باغ
میں جاؤں فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہی کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل
بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار کی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہاں سے آتی ہو
اور کہاں جاتی ہو کاہے کی جلدی ہی مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہی کہ جو کوئی
کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے
آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ میں چلنا ہم بخوبی ملاقات کرادینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہی
کہ شہباز نے اس ساحر کو یہاں مقرر کیا ہی کہہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہی شہباز عقاب سوار کے پاس
آئی ہوں میخوار و سرشار نے بھیجا ہی فیروزہ بہت ہنسا کہا کہ نوبہار خداوند ہفت پیکر کی
کیا قدرت ہی ابھی ایک طائر مجھسے کہہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہی میں اسی وجہ سے

انتظار میں کھڑا تھا باتیں کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو کے نوبہار گری فیروزہ
نے اُسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان میں سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ میں
ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکے طرف باغ
کے چلا راہ میں چند ملازمان شہباز ملے اُنھوں نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے
پاس جاؤ گی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں اُن ساحروں نے جواب
دیا باغ میں بیٹھے ہیں کچھ سوچ رہے ہیں فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ وہ سمن آرا سے
ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہے ساحروں نے جا کے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی
سر ہلایا ساحروں سے کہا میں ایسا تحفہ نایاب لایا ہوں کہ جسکا مثل نہیں بادشاہ اسلام سے
چھین کر لایا ہوں ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کریں اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحروں نے
آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھیں شاہباز بلاتے ہیں فیروزہ کے ہوش تو اڑ گئے مگر
مجبور و ناچار ساحروں کے ہمراہ چلا باغ میں آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر غنچے منقاروں
میں دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُن طائروں کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر
جو اُن سب میں بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا ۔

نظم

ہو گیا ہے حسن کا پھر تیز بازار اندنوں
ٹوٹے ہی پڑتے ہیں یوسف پر خریدار اندنوں

سرمہ ہوتا ہے نگاہ یار پر بار اندنوں
ناتواں سے ناتواں ہے چشم بیمار اندنوں

پھر تپ فرقت نے کردی ہے مری حالت ردی
بیٹھے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندنوں

ہو پری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہیں سر
زلزلے میں رہتی ہے زنداں کی دیوار اندنوں

صورت ناقوس دم بھرتا ہوں اک کافر کا میں
ہر رگ جاں سے زیادہ محکم زنار اندنوں

عالم رویا میں شب کو یار دکھلاتا ہے شکل
خواب میں لاتے ہیں اسکو بخت بیدار اندنوں

پڑ گیا ہے پیچ ہمپر حال دل کس سے کہیں
ہیں کسی کاکل کے پھندے میں گرفتار اندنوں

کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیاروں کو رند
بید کی لکڑی سے ہے بیقدر تلوار اندنوں

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ گھبرا گیا
دل میں کہتا ہے کہ فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہے اب کیا کروں کبھی چاہتا ہے بھاگوں فیروزہ کو

دیکھتے ہی شہباز نے کہا ای نوبہار ہم تمھارے انتظار مین بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ
جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا اگر فیروزہ کے ہوش اُڑے
ہوے ہین ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ ہونٹھ ہلائے
پانی شعلہ بنکر اُڑ گیا جیسے ہی پانی اُڑ گیا شہباز نے للکارا او ناعیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا
مین جانتا تھا کہ تو بہار سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہوگا آخر اس
حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا
جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا۔
شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھے ساحرون نے کہا کہ نوبہار کنیز آئی
ہی جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا
درۂ کوہ مین پڑی ہی ساحر جاکر نوبہار کو لے آئے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز
نے پوچھا ای نوبہار نامہ کہاں ہی نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی مین دیکھتی ہی
آخر ناچار ہوکر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز سے
سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام میخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے
کہا مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل
کرین یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کرکے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا
تخت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان
خونی کی تیاری کی ہی ستر ہزار فوج جمی ہوئی کھڑی ہی بادشاہ و سقنطلیس و مشکبار کو زیر
تیغ بٹھایا ہی مگر انتظار کر رہی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز
کا سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نوبہار بھی
تخت پر سوار ہی شہباز آگے اُترا میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو
مار لیا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار
و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی
زیر تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے کہا ای میخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اُسنے بہت ملک فتح کیے ساری بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہیں میخوار و سرشار شہباز تخت پر بیٹھے ہیں اُسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو و زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے بلک بلک کے دعائیں مانگ رہی ہیں نظم

هست خالق واحد و رزاق و رب العالمین — حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگہش شام و صباح — سرفرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا او انتہا را انتہا — کار فرمائے گروہ اولین و آخرین
خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیان — جلوہ می بخشد بہر یک چہرۂ چون آن حسین
گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار — گاہ تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق — گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ — گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر — گاہ در ملک و ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر بس و ہست خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار میں دیکھکر مقناطیس و شکبار رو رہی ہیں یہی آرزو ہی کہ ہم قتل ہون مگر یہ شہریار بچ جائیں فیروزہ کو بھی عالم یاس ہی جی میں کہتا ہو اے فیروزہ سب معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہو بالاے کوہ سمن آرا قصہ لکھی تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہو کہ میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتی ہیں جلاد بانی بیباو کھڑے ہیں کہ رہے ہیں کہ اے ملکہ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہو پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار انکے خون کا دعوی کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجون سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجے گا لیکن حقیر عرض کرتا ہو کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحراے سبزہ زار میں فروکش ہوے بیلیون کو حکم دیا ہم سوتے ہیں تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جو اُٹھے آنکھون میں آنسو بھرے ہوے بارگاہ میں خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے آگاہ ہونے سے بیقرار بیقرار ہون کہ لشکر مین مجکو سنا تا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹ رہا ہی آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام مان کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی کیون قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعا گو ہی پھر جو مین نے ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی آنکھین اُس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اُسکو لاکر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا ای شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب و خیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوئے اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین تازہ بڑھی بازداروں کو حکم دیا باز بہری چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی ‌نظم

جو در نالیدن آمد طبل باز	رہا شد پر ہوا باز سبک پر
درآمد مرغ صید افگن پریدہ	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہرون چڑھے تک امیر حمزہ صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا خواجہ نے کہا ہر کارے گئے ہوئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار میدان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو وہان چرا کر رہے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے بوجہ اسم مرکب کی سُنی ایک طرف بھاگے سوارون نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پہر بھر کامل صاحبقران نے جستجو کی مگر آہو کر چھالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہین اسکو نیزے سے شکار کرین آہو جست کر جاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوائے خواجہ کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سائے مین آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے خواجہ چنکر لکڑیان لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھر پھرے کھلے ہوئے نقابدار زرین پوشش شکار کھیل رہا ہے باز سفید سر پر سایہ فگن عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پر ہیں امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آ کے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہاں گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا برائے شکار آیا تھا یہاں آ کے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہگئے ہیں انکا انتظار کر رہا ہوں یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ میں لا کے جام ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش ہے سر میں — بھلا یاد دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر میں
مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر میں — جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر میں
وہی پیدا کریگا دل میں بھی عشق حقیقی کو — بنایا جسنے گوہر کو صدف میں لعل پتھر میں
فلک اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئیگا تجھکو — نہیں ہے پھپھپک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر میں
جو اعلیٰ ہیں مقام انکا ہوا سفل غیر ممکن ہے — بھڑکتے طور کی آتش نہ دیکھی تینے مجمر میں
وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت ہے عقبی کی — نہیں کرتے ہیں اب تک فرق بالین و بستر میں
پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن بیچے ہوے غافل — جو بھولے بھی سماتے تھے نہ کمخاب و مشجر میں
قد دلدار سے دعوی جو اسکو سرکشی کا ہے — کوئی نکلی ہے شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں
کیا ہے خوب سا آئینے نے سارے حسینوں کو — پڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر میں
دعا ہر دم ہے اے زلف سیاہ یار خالق سے — رہے دم جب تلک دم میں ترا سودا رہے سر میں
میں وہ آتش نفس بلبل ہوں جس دن لیتا تھا مجھکو — لگا دی آگ نالوں نے مرے صیاد کے گھر میں
لہو تو پی چکا اے عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجھسے — نہیں جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر میں
وہ راحت پائی ہے کنج لحد میں خود میں حیران ہوں — کنار گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں
سوا ہوں داغ کھا کر عشق میں گلرو دہنوں کے — مرا مردہ لپیٹا جائیگا پھولوں کی چادر میں
خدا چاہے تو زنار بھی در مقصود ہاتھ آئے — توکل کرکے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر میں

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے نقابدار زرین پوشش اپنی جرأت کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہیں

کہ ہر مرتبہ قہقہہ جیشمی لشکر کشی کرکے ملک آسمان بیکی پر آتا ہے میرے بھی سرکار سے مجکو خبر ہو پہنچاتے ہیں جاکے اسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگ کر پردہ تاریک چلا جاتا ہے ورنہ آپکے حقیر نے کل سرکشان پردہ قاف کو مثایا بڑے بڑے امیرزادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کہ کسی طرح گلستان ارم پر قبضہ کریں آپکے حقیر نے راہ مین انکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین کررہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون او عیار کیون گھبرایا ہوا ہے عرض کی ابھی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہے مین نے اوپر سے چڑھکر دیکھا مین افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکہ ڈیڑھ لاکہ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہے یہ سنتے ہی اول صاحبقران دنگل سے اٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکر صاحبقران اشقر پر سوار ہوے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوئے نشان بجاتا ہوا چلا راہ کو طے کرکے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑا ہوا چلا آتا ہے اسوقت صاحبقران وہان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار میخوار و سرشار سے کہ رہا ہے کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا تیغ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ امیر حمزہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از لشکر ملک و صاف
کہ صاحبقران درجہان نام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
سمندون زپیشم فراری شدہ
سلیمان کو جاک لقب شد بہ قاف

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہریار اسلام شد

نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہے تمام کافر تھرا گئے جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطاکار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑکر پار گذرا نقابدار بھی نعرہ کرکے گرز ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر و صف شکن تیغین تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اٹھا میخوار و سرشار سے کہا دیکھو یہی وقت ہے امیر حمزہ

صاحبقران آگئے مین نکل جاؤن میرے پاس وہ تعویذ موجود ہو پھر ہر مقام پر گرفتار کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اُسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار نے کہا کہ شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد یہ تھا کہ جنگل سے نکل جاؤن مگر باز سفید جو سر پر لقا بدار کے سایہ فگن ہو اُسنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی نکلجاؤن باز سفید نے سامنے آکے شعلہائے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہی شعلہائے آتش سد راہ ہوتے ہین عقاب شعلہائے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران زبان لڑتے بھڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ای نور نظر اُٹھو یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین سعد نے قید کو توڑ کر جھنکارتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو بڑھکر عمرو نے رہا کیا مشکبار کے نزدیک اُڑتا بھڑتا ہوا لقا بدار پہونچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپ تڑپ کے دونون لڑنے لگین میخوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ لقا بدار زرین پوش وصاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر بار آواز ہین سن رہی ہین بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائین آرہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید مجکو نہین بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہا شہباز کو نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماری کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤن باز سفید نے آکے پر مارا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی یا لگ گیا ہی چاہتا ہی تعویذ کو لیکر نکلجاؤن مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا میری نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہی صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیر مارا کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذر لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے بخوبی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار کے بازو پر جا کے باندھا سعد شہریار ساحرون مین گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میخوار و سرشار کے سحر کو سعد نعلیس مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیرو دار بلند ہے

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا کہ گھوڑا
صاحبقران کا مڑکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقائے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آپڑے فرمایا بچیا
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہائے آتش تھے بادشاہ
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہائے آتش نہ جلا دیں اشقر کے پاؤں زمین پر نہ
جمتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا تیغہ قمقام دست زبردست بادشاہ
اسلام کی قریب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہی اپنے کو
اسنے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً پھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر
نکل جاؤں بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کہ زمین سے نیچے دیکرے اژدن شاہ نے لنگر دیا کہ
ہر دو زانو تک زمین میں غرق ہوئے جب لنگر شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موئے سر اس کو دوسرے تھام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا جبر گردن سے اڑ گیا لاشہ
اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من میخوار جادو بود
اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین میں
پڑا ہی سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکریں کھا رہا ہی اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہی۔ بیت
کاسہ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور + ہمنے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو + مصنف
عرض کرتا ہی یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں نظم

ناسازی زمانہ سے لیئے کہاں کہاں تک — بیزار ہو گئی ہی جسم حزیں سے جان تک
رکھکر لحد میں مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا — خویش و عزیز سارے بس ساتھ تھے یہاں تک

سرشار جادو حال پر ملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزوں سے کہا کہ وقت بربادی کوہ
سمن آرا آ گیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہیں جنکے

باز سفید سایہ افگن ہی منقار سے صد ہا کو مار اجسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نفت انداز کی
ہیبت سے ہوش ساحرون کے اُڑے ہوے ہین تیر سحر کے خطا کرتے ہین چلا چلا کر بھاگتے
ہین گوشہ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہی گرز کے منھ پر ورم ہی خنجر بیدم ہی ہم لوگ
ساحر ہین سواے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر تباہی مین پڑا ہی بار مہتر
سے بھاگتا پھرتا ہی اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون سقناطیس جادو نے آگ
برسادی مشکبار جادو نے دریاے سحر بنایا سیکڑون کو پانی مین ٹھنڈا کیا صاحبقران
کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہی کہ جسپر پڑے اسکے دو ٹکڑے کر دے تینون دلیر اس طرح لشکر کو
قتل کر رہے ہین کہ آواز الامان الامان بلند ہی کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگون پر سحر
نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا باز سفید
خارستان کفر کو شکار رہا ہی نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ مین
مصروف ہین فرمارہے ہین کہ ای سقناطیس کچھ کد و کوشش کرو کہ تا بہ سرشار پہونچون
سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو سقناطیس و مشکبار دا ہنے بائین سحر کرتی چلی آتی اون
ایک نے آگ برسائی ایک نے دریاے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہین
زور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار
نے آتش سحر کو بجھا دیا دریاے سحر کو سکھا دیا مگر بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین
سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہان ای یارو یہی وقت جانبازی ہی گھیر کر
بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے مین سکتے
تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے
آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہی جرأت و ہمت مین تیغ نگار
ہو ہمشیہ و مصاحبہ تو خدمت بابرکت مین سامری و جمشید کی ہو گئین بہشت عنبر سرشت مین
سیر کر رہی ہونگی ایسے مین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی تم لوگ
اُنسے زیادہ ہو اسّی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ یکہ تاز میدان جلالت پھر

جرأت و ہمت جو سامنے آیا اسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے
داخل جہنم ہوئے اب ساحروں کے وصلے کم ہوئے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہیں ساحر
بھاگے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرانہ و ہنگامہ لڑ رہے ہیں سرشار جادو مست مئے سحر
و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ اے سعد
بن قباد تمھیں قضا گھیر کر لائی ہے یہ مقام کوہ سمن آرا ہے بڑے بڑے شاہان جلیل یہاں
آکے مارے گئے یہاں کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی صدہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر
آئے کہ اس کوہ کو فتح کریں ممکن نہوا انکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری
باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا نیمچہ چمکایا ہزارہا
شعلۂ آتش اس نیمچے سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوئے کئی مرتبہ سرشار
نے نیمچہ چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوئے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر
خائف تھی کہ دل میں کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑوں پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں کچھ یہیں کے
قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتیں سوچکر قریب آئی خبردار خبردار
کہکے ایک ہاتھ نیمچے کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام آگے کر دیا وار نیمچے کا تیغۂ قمقام پر روکا سرشار
نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب میں نکلجاؤں کسی طرح جان بچاؤں مگر بادشاہ قریب
پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے فوج بادشاہ نے اپنی
ایک درۂ کوہ میں چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو
بادشاہ اسلام پر نثار کریں سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری
ہوئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختوں سے گرے زاغ و زغن بصد رنج و محن [illegible]
سر پیٹ رہے ہیں ایک زاغ سیاہ بصد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

تیرا تو رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہے
بیدرد تجھکو کیا جو مرے دل میں درد ہے

دم بھر نہیں قرار ستارہ نورد ہے
جب سے شریک ریگ رواں اپنی گرد ہے

مہندی لگاکے تم تو کرو ہاتھ پاؤں سرخ
صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہے

کیا اختلاف آب و ہوا ہے زمانے میں
ہیں اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہے

اگلی سی گرمیان نہین حسن وجمال کی — تھوڑے دنون سے عشق کا ہنگامہ سرد ہی
ہر ذرّہ شکل مہر درخشان ہی خاک کا — یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہی
غصّہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے — ہو یہ شب وصال کہ روز نبرد ہی
مرکر بھی مین رکاب سعادت کے ساتھ ہون — توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہی
ملتا نہین پتہ تری منزل کا خضر کو — برسون گذر گئے یونہین صحرا نوردہی
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین — نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہی
آزار کیا ہوا انھین اک رند عشق مین — آنکھون مین اشک سرخ ہین اور رنگ زرد ہی

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درّہ کوہ سے نکلے علیں وقت پر آکے شریک جنگ ہوئے اُسوقت آکے پہونچے کہ ساحر جا در بلا رہے ہین مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام ہوے نقابدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہوگئی ساحرون نے حلقۂ اطاعت گوش مین ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ مظفّر ومنصور ہوے بفضل عنایت خدا سے دور ہوے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقابدار سچ کہتا ہی پھر کسی موقع سے ملاقات ہوجائیگی اب یہ محل کلام نہین کی فوراً ہمراہ نقابدار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جدّ عالی تبار سے ملاقات کرون مگر دیکھا نقابدار زرّین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استادکرائی مقناطیس اور شکبار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوے مصاحبان شاہی نے جائے عیش ونشاط آراستہ کیا ساقی بچے گلابیان لیکر حاضر صحبت ہوے کشتیان شراب وکباب کی محفل مین آئین راگ رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل بڑے بڑے جھیلین پانی سے بھری ہوئین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بائین جانب جو بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہین دو کامن آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اُبھرا ایک سود تیر سنگ کا بنا ہی اُس دیر مین تصویر سنگی شکل انسان کے باتین کرتی ہی ہزارہا مراد مند شور وغل

مچا رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر مین گیا پلٹ کر نہین آیا میندوار
ہون میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہی پلٹ کر اُسنے
دیکھا حقیقت مین بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہی دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا کہ
یا خداوند مین ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہی پچاس برس ہوے کہ کوئی چوہے کا بچہ بھی نہین پیدا
ہوا امیدوار ہون کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال مین ہی
پلٹ کر اُسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہی کہہ رہی ہی صاحب دعا نہ مانگو ایسا نہو
بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ مین پھر رہا ہی مجھکو تو پورے دن ہین یہ معرکہ جو
حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اس طرح سب کی
مرادین مل رہی ہین بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلایا فرمایا ای مقناطیس دیکھو
یہ کیا مقام ہی اس پہاڑ کا کیا نام ہی مقناطیس نے دیکھکر کہا ای شہریار کوہ سمن آیا یہ وہ
کوہ مقناطیس کا تھا دونون بہنین آج قتل ہوئین پر وہ اُٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو مین ایرج
و نورالدہر بھی قید ہین اب جیسا رب القدس مین آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
کب تاب ہی مین فوراً اپنے کو پہونچاتا ہون انشاءاللہ بہ عنایت پروردگار ایرج و نورالدہر
کو رہا کرون شیرون نے بہت تکلیف قید اُٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
لیکر آئین مین غرق زمین ہوکر پہونچتی ہون اُن شیرون کو قبضہ مین کرونگی چار زنگنین کہ اُن
دونون پر نگہبان ہین اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہی کہ جب اُنکو کوئی رہا کرنے آئے اور اُنکے
عزیزون کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونون کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے اُنکے لاشے
اُٹھا کے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت پڑا ہی اور وہ دونون جوان ہوش مین نہین ہین ہی زنگنین
صبح کو صورت دیبا بنا کر دکھاتی ہین وہ دونون جوان آٹھ پہر خیال مین اُن معشوقان پریچہرہ
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اُن معشوقون کو دیکھین پھر آٹھ پہر کے بعد
صورت دکھاتی ہین دونون جوانون کو دیوانہ بناتی ہین مہینون اسی رنگ مین گذر چکے پہلے
کنیز جاکے اس امر خاص کا انتظام کرلے تب حضور لڑتے ہوے پہونچین مگر برائے خدا
بالائے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر مین خود ہفت پیکر موجود ہی ایسا نہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ تعویذ قبضے سے نکل جاے مقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہوکر
سوار ہوے مشکبار نے رکاب بہ بوسہ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سامنے سعد کے ہو
مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر ہیان ہے
ایرج و نورالدہر قصر عشرت مین بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

جب صبا زلف کو اس گل کی چھو آتی ہے — گو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے — حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہی عاشق کے لیے — دم اکھڑ جاتا ہی ہچکی جو کبھو آتی ہے
رند مشرب ہون نہ قطنام خدا جیتا ہون — نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے
عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی — ناک مین اب لب گور کی بو آتی ہے
منتظر دونون کا رہتا ہون برابر دیکھون — پہلے یار آتا ہو یا موت کہ تو آتی ہے
فیض ساقی سے ہی سمانے مین خمخانہ ترا — موج مے بادہ کش تا بہ گلو آتی ہے
شاہد القول ہمارا ہی دماغ یعقوب — سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
تیغ ابرو سے ہین کس مست کی مجروح ہوا — زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے زند — یاد اس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

دونون جوان مبہوت بیٹھے ہین چارون رنگینین کھڑی ہنس رہی ہین ان دونون کو ڈرا رہی
ہین کہتی ہین معشوقون نے تمھاری تمکو پیغام دیا ہی اور اپنی صحبت مین بلایا ہے وہ دونون
ہنستے ہوے اپنے مقام سے اٹھ سکتے ہوے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق
پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھون سے چلین گے پلکون سے جاروب کشی کرین گے اگر صحبت
مین پہونچ جائین آنکھین بچھائین صحبت مین جلسہ ہوگا ہمنون کو بلائین معشوق کی تعریف
مین اشعار عاشقانہ گوائین شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہی ہم
اسکی صورت کے مشتاق ہین حال دردِ دل کہنے کے اشتیاق ہین رنگینین یہ کہکے جاتی ہین
سامنے سے ہٹ جائین کہ زمین شق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کمبختو کہان جاتی ہو دونون
کو دیوانہ بنا کے قصد ہی کہ بھاگ جاؤ یہ بیچارے زندان مصیبت مین سر ٹکرائین ان شہزادون

کو بڑی تکلیفیں پہونچایں چارون زنگنیں پلٹ پڑین یہ کہتی ہوئی پلٹیں کہ او مقناطیس شب کو
قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا
سرحد کا پردہ کھل گیا کوہ مقناطیس اب پردہ مین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور
قصر عشرت مین آئیگی خبردار بوٹیان نوچ کے پھینک. بنا ہے اُسکے واسطے طبقۂ جہنم پنجم
خلق فرمایا ہے اُسی مین اُسکو پھینکیں گے فرشتگان طبقۂ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہین جلا جلا کے
اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہین ایرج و نور الدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوے
چلے اری تو کون ہے کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہے مقناطیس نے سحر کیا
کہ ایرج و نور الدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنیں اپنے مقام سے بڑھ نہ سکیں
زنگنیں چاہتی ہین مقناطیس کو پکڑلیں مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے دم
گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو
لات ماری چارون زمین مین گریں ایرج و نور الدہر ایک مقام پر کھڑے ہوے زنجیرین
ہلا رہے ہین چاہتے ہین مقناطیس پر قبضہ کرین مگر سحر مقناطیس بازُن نہین چھوڑتا اور
یہ دونون مقناطیس کو کلمات سخت کہہ رہے ہین کہ اری تو کون ہے معشوق کی خراب ہم کیونکہ
باہنگے مقناطیس اب ایرج و نور الدہر کا سحر اُتار رہی ہے جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے
گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیان کٹ کے گرین مگر مقناطیس دیکھتی ہے کہ جوش اور خروش
ایرج و نور الدہر کا بڑھتا جاتا ہے سمجھی کہ شاید ان زنگنون کا سحر ہے ایک کو بڑھکر تیغ مارا
سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نور الدہر کا بڑھا بیقرار ہوکر چلانے لگے
پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے
آگاہ نہین کہ ہمپر فراق مین کیا گذرتی ہے کالی راتین ہجر کی بہت ستاتی ہین تڑپ تڑپ کے بسر
ہوتی ہے کیا کہیں جو ہماری کیفیت ہے ہمارے حال پر بلبل نالان بھی روتی ہے۔ نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

ابرو و مژگان کی اُلفت چھٹ چلی
اب چلے تلوار یا خنجر چلے

سحر بھولے جھکے آگے سامری
ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پاے رفتگان ہو کیا نمود — سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین — پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک — شام سر پر آگئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے پری — شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اُڑاتے سر پہ مثل گردباد — یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہو کی زندگانی نے دغا — آگئے آنے موت کے ہم مر چلے
میرے اشکون کا غضب طوفان ہی — ڈالیکر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اے رند قول درد پر — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش وخروش مین دونون جوان ہین کہ مہت سے رہا ہوتے جاتے ہین مگر انتہا سے زیادہ گھبراتے ہین چاہتے ہین سر اپنا دے ماریں پکارتے ہین کیا دناز ہین تلوار ہمکو دے ہم اپنا ہم کا تمین تمام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائیں ہار سر سے اُترے مہلت پائین مقناطیس نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوے اُن دونون زنگیون نے تینون زنگیون کو قتل کیا لیکن اُنکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونون بیقرار ہوے چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرین مقناطیس کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین او بیحیا ہمارے پیغامبرون کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہین لیکن مجبور ہین کہ ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا ہوگئی دل ہمارا تڑپ رہا ہی تجھپر آسمان سے بجلی گرے وہ دونون غلامان زنگی زنگیون کو قتل کرکے قریب ایرج و نورالدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہی ان دونون کو بیرون قصر لیچلو زنگیون نے دونون جوانون کے ہاتھ تھامے کہا اے شہزادہ ہر چلو کہ تمہارا جوش وخروش کم ہو مقناطیس دریاے خون مین نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر اوسے کہ وہ سب کی مرادین دے رہا ہی اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہی تصویر سنگی سے مختلف آوازین دیتا ہی مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا ہی اول تصویر سے ایک صداے ہیبتناک آئی اُسکے بعد صدا دی او مقناطیس تاجدار تجکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہی مقناطیس جادو

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نورالدہر کو رہا کر لیا چار ون زنگنون کو مار الیکن جوش و
خروش ایرج و نورالدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے
مقناطیس کو گھیر لے ایرج و نورالدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہو گئین
سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے دیگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین
پھینکونگا فرشتگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید
اسکو پہونچائینگے مقناطیس تاجدار یہ حکم سنکر پیچھے ہٹا آواز دی ای سیاہ رو جلد حاضر ہو درہ کوہ
سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک دتاما ہوا
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہین کہ پانوں سے
نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا منھ سے شعلہ ہاے آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساٹھ ستر ہزار
نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک اسکو ایک
کلمات سخت کہتی ہوئین اچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز
دی ای مقناطیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے جھک کر کہا ای سیاہ روے
گیسو دراز جلد بنے کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو مصاحب خداوند باغی ہو گئی
براے رہائی ایرج و نورالدہر آئی ہے چاہتی ہے مار کے ایرج و نورالدہر کو لیجاے یہ سنکر
سیاہ رو نے کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند
کے واسطے کافی ہے تو اسکی کیا حقیقت ہے اسپر تو میرا حق استادی ہے ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے
اسکو چند سحر سکھائے مین نے سحر مین اسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ
کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی یہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہے
دروازے پر قصر عشرت کے چند زنگنین بیٹھی ہین تیغ کھینچکر لڑنے لگین کسی کو مقناطیس
جادو نے دوڑ کر طمانچہ مارا کسیکو نیچے مار دیا چالیس زنگنین اسکے ڈالدین مگر حیران ہے کہ
ایرج و نورالدہر کیسے سحر مین ہین مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش
خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین ابلی ہوئی پکار رہی ہے کہ ای بہادرو ہوش مین آؤ ایرج
اور نورالدہر جواب دیتے ہین کہ او نازنین تو نے ہمکو مکر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی اسکی

یہان ہمکو پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جانے کہ ہجر کیا گذر رہی ہو کس سے کہین کیونکر خاموش
رہین بہتر یہ ہو کہ سر ٹکرا کر نعش محبوب پہ جان دین اس کشاکش سے مہلت پائین مقناطیس
جادو ہر چند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الدہر ہوش مین نہین آتے دونون غلامان زنگی دونون
جوانون کو سنبھالے ہین اپنے پاس سے ہٹنے نہین دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہین پیچھے بھی
مقناطیس کا ہی زنگیان بیرون قصر تعاقب مقناطیس کا نہین چھوڑتین تانتا لگا ہوا ہی تار بندھا
ہوا ہی جو سامنے آئی مقناطیس نے گولہار اللکار کے قتل کیا زنگیون کے لاشے پڑے ہوئے
ہین لیکن مقناطیس نیچہ ہاتھ مین لیے ہوئے معروف جنگ ہی کہ ایک آواز مہیب آئی زمین تھرائی
سیاہ روئے گیسو دراز اژدر پر سوار مقناطیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او مقناطیس ہمارا
خیال بھول گئی تیرے ماں باپ تو مر گئے تھے ہمنے تجھکو گود مین پالا ہو سکھایا اس مرتبے کو
پہونچایا تو نے سرحد کو ویران کرایا کہ سرحد سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہی کہ جسکو کوئی دیکھ سکتا
تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہان آگئی اور تو نے گناہگاران خداوند کو رہا کر لیا لیکن یہ عمر بھر
ہوش مین نہ آئینگے سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائینگے انکو کہان لیے جاتی ہی دیکھتے ہی مقناطیس نے
گولہار اس سیاہ رو کے بالون کو مارا حلقۂ زلف مین گولہ الجھکر رہگیا وہی حلقۂ گیسو بعینہ جستجو
سیاہ رو نے ہلا کر گیسوون کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہی لیکن ہوئے روزگار ہی
زلف جو ہلی بالون کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقۂ گیسو گلو مین اس نوخیز کے پڑ گیا مقناطیس
لڑکھڑا کر گری دوبارہ اسنے زلفون کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نور الدہر کے گلے مین
پڑ گئے وہ دونون غلامان زنگی بھی حلقہ ہائے زلف مسلسل مین گرفتار ہوئے اور زمین
پر گرے تڑپے تو موے زلف نے کام خنجر کا کیا کہ سر دونون غلامون کے کٹ گئے سیاہ رو
گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقناطیس لٹک گئی آنکھین نکل آئین کھینچتی ہوئی طرف
سیاہ رو کے چلی اسوقت مقناطیس کو پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منہ کیا
اور بے اختیار پکار اٹھی اے خالق لیل و نہار اے پروردگار اس کشاکش سے بچا لے۔ نظم

با قلیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ	بعرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
برائے عبرت کردن حضرت حق مالی بخشیدت	بہر آنکہ مثل مار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی ‌ ‌ ‌ ز آن گنجینہ باشد در جہان باقی ز آن حافظ
چو ہر چند روز است این خزانہ زیر تحویلت ‌ ‌ ‌ مکن بہر نگہبانی معتمد پاسبان حافظ
بیک ساعت پس از مرگت رود در دست دیگر ‌ ‌ ‌ ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن در ہر زمان حافظ
درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد ‌ ‌ ‌ اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر ہندی ‌ ‌ ‌ بہ ذکر حضرت باری بدولت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز دی کہ یا شہاء کافران بیحیا و ای نابکاران بدرو غابر کہ واندوا ہمہ دہر کہ ندوا تد بداند۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + فرزند دلبند قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار تیغہ تمام دست حق پرست مین بارہ ہزار جان لپشت پہ ساحر توجیمین باقی سب غیر ساحر دورے بادشاہ نے حال پر ملال مقناطیس دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحر والون نے خانہ کی تیراندازی شروع کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اُسکو کیا لیاقت ہے اگر مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھ مقناطیس کو ایک حلقۂ زلف مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہے جنکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش مین معشوق کے بن عمر بھر یون ہی دیوانے رہینگے ہزار طرح کی آفت سہینگے آ میرے پاس چلا آ مین تجھسے بہ دل وعدہ کرتی ہون کہ تیرے کسی اعوان و انصار کرام مین فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤن لوح طلسمی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہے ابرج و نور الدہر کو لیجاؤ لیکن یہ جوش و خروش انکا کم نہوگا اگر تو کہے موقوف کر دون ورنہ لیجانا نکا بیکار ہے یہ کہکے ہاتھ پھیلایا اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ ای یار دل نواز زندگی سے تو میرے آکے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے چمکا کر آگے بڑھے فرماتے ہوئے او لکاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو مکن نہ ہوا ہوگا جیسی مین

بیتاب کرکے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولا ہو یا کوا کھون یا اُلٹا توا کس سے مثال دون
سعدی نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ توا ہنسا زرد زرد دانت ایسا
قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا کہ
اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین منھ سے انگارے نکلتے ہین بال
ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہین پردہ ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر بیحساب
آنکھین دونون جیسے دو خم شراب ہین لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مار کے بادشاہ
اسلام کو للکارا مقناطیس جادو حلقۂ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہو آنکھین نکل ہین گلا
حلقے مین بندھا ہوا ہو مایوس ہوکر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہون سے یہ پیدا تھا
کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل
بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے
سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف
آتا ہو جان کا خوف نہین کرتا مین براے گرفتاری طلسم کشا جاؤنگی خداوند ہفت پیکر نے
تمھین لوگون کے لیے مجکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نور الدہر پر ایک نگاہ ڈالی
تھی آجتک بیتاب ہین ایرج و نور الدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الدہر نے دیکھا کہ ایک
نازنین پری جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریاے جواہر مین غوطہ زن
بارشک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ
محبت طرف ایرج و نور الدہر کے دیکھ رہی ہو دونون جوان اور زیادہ بلبلا اُٹھے بے اختیار
ہو کے پکار اُٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو
آرام آجائے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہو

نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد — عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اب نہ مرنے کا اگر رنج ہے مجھے ہے تو یہ ہی — کون اُٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو — پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میرے بعد

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
سب نکل جائیگا دعواے خدائی اسسے
مجکو مر جانے کا اب نے سہے یہی غم ای یار
سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اکسیر
جب مین مر جاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دو روزہ پہ نگار
رنا کی ہی یہ وصیت اسے سب سن رکھین

خوب بل کھا ئیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
پھر لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
کسکو بلواؤگے پیواکے دوا میرے بعد
سب سے الجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
یاد آئیگی انھین میری وفا میرے بعد
پاس تربت میں رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونون کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہر چند پکارتے ہین ای فرزندان صاحبقران و ای نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے کسپر مائل ہوے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہو برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام سے بخوف گھوڑا دوڑایا اوس تاریکی کو طے کر گئے اوس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑون اوسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جان پر بنگئی نحیف سی آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ادھر متوجہ ہوجیے ایسے بیوفا نہ بن جائیے اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بجولی ما ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین چلو گل و غنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمھین جنگ و جدل سے کیا واسطہ مقناطیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اوس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر فرمایا ای سرکردہ معشوقان و ای آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑکے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفون کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہوا چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہی کنیزون پر آپ کا احسان ہی بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے مین نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی کنیزین بھی آکر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

جلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دوچار ہمیشہ

گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ

ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین ہے کافر و دیندار ہمیشہ

یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دوچار ہمیشہ

تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ

مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ

ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اُٹھاتی ہے وہ رفتار ہمیشہ

کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین
مرتے رہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ

اے رند نہ جنون مین بھی صحرا کو گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفین اُسکی کرنے لگی کہتی ہی اے گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گائی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین سے کہا اے ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوا دیجیے کلید میخانہ مجھے عنایت فرمایئے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد اُن اشارون سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ اسکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہو اسی تحفہ پر انکو ناز ہو کسی کامل نے وہ نقش
انکو دیدیا ہو جب تو کوہ سقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے
حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلنے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اسنے
یہ فقرہ کیا ہو میرے ساتھ بھیجا ہو تعویذ انسے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہو بل سقنا طلس
گرفتار ہین ہم اس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ بمہ میخانے مین
آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مے گلرنگ ارغوانی سے معمور کرکے صحبت مین آئی بہ تعجیل
گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے
لگی کہ اے گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہو توڑے لے رہی ہو بہ قول
قمر۔ مطلع۔ ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل مین کیا اُسنے بچھاور توڑا + ٹھوکرین
لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے
سے مراد یہ تھی کہ اے شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مارلون یہ کہکے جام
بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو فوراً وہ جام اس نازنین کو دیا وہ
نازنین پی گئی اب تو اس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سبکو شراب پلا کے
سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہو آنکھون
مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول
اُٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز سقنا طلیس کو
قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی
نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے دوڑین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ
نازنین نعرہ کرکے اُٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا اے فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب
یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے
ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبدہ باز بادشاہ
اسلام کو بلانے گئی ہو سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی بیان اُنکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین
اُس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلیے بادشاہ اسلام تو اُٹھے عیاروں نے یہاں سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من محبوبۂ شعبدہ باز بود بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر میں پھنسایا ہی مقناطیس
کو زیر تیغ بٹھایا ہی مقناطیس جانتی ہی کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہی محبوبۂ شعبدہ باز
لنگر لے گئی ہی تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ پہلو سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچکر گرے ساحروں کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیوں سے کہتی ہی محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہیں
ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر آواز
دی اے سیاہ رو اندھیر ہوگیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ
وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن وکفن پڑا ہی سیاہ روے گیسو دراز نے سنکر
جواب دیا او بھڑوے کل موہے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہی تو نے محبوبۂ شعبدہ باز
کو نہ بچایا عمر بھر تیری خدمتگزاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے
ایک چیخ ماری پروں سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہی اور
طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہی اژدہے وماران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرتے آتے
ہیں جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہوں نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہوئی
کہ ایک اژدہا بل کرکے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارے شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا
آوازیں مہیب آنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا میں ایک
کانٹوں کے جنگل میں کھڑا ہوں حیران تھے کہ اے معبود لشکر کیا ہوا مقناطیس جادو کو بھی
کیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقناطیس جادو پر غالب آئی مقناطیس
سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہیں کرسکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحروں سے
لڑتے لڑتے خون کے جسم پر جمے ہوئے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک کنواں

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہی اُس کھیت مین ہزارہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہین بادشاہ کو دیکھکر
خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائین فرمایا اے شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے
مین جو کہو وہ دیدین یہ کہکے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا اے شخص یہ موتیون کا مالا لے اور ایک
سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہ اے شخص یہ تو راہ ہی دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے
ہین ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض مین
ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیون کا مالا تجھے دیتے ہین اُسپر یہ باتین بناتا ہی اُسنے کلمات سخت
کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر مین ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہین بادشاہ اسلام نے کمر سے
خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ اے برادر یہ خنجر لے اُسنے
کہا مین تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو
گنوار شور و غل مچانے لگا غل و گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے مین گانون سے کہار پیدا ہوئی
ایک زمیندار کانے ٹٹوے پہ سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ مین کسی کے ہاتھ مین
تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان
یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار بلوہ کرکے بادشاہ اسلام بچا بچا کے بادشاہ شمشیرزنی کر رہے
ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گانون کے بھاگے بادشاہ
اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانون کے اندر پہنچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا
مٹی و گوبر سے لیا ہوا تھا اُس مکان مین زمیندار گھس گیا کہار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے
سب کے کان مین ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو
سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان مین آئی اے شہنشاہ حسینان اے
سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین چھینٹ
دریاے جواہر مین غوطہ زن چھوٹے پاینچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چڑھے چمپکلی
سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کاندھے پہ پڑا ہوا کرتی آب روان کی پکار رہی ہی۔ نظم

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیہ دل کا	کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلہ دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا	سُنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

مسیح وقت دکر تو سفا یذ دل کا
کہ جان گسل نظر آتا ہی ماجرا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یار نہ
کہین نہ طول پکڑ جاے ماجرا دل کا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین و یاور و ناصر رہا خدا دل کا

تپک رہا ہی یہ نہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

گراز نہ کوہ الم اسپہ چرخ ناانصاف
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب تک
مگر زبان پر آیا نہین گلا دل کا

نولے چند سے ہین گوش آشنا جنکے
نوش آئیگا نہ انھین زمزمہ غنا دل کا

بھر طرایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

نجات محکمۂ حشر سے نہ پائیگا
پڑیگا سامنا اک روز تجکو عادل کا

برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب
عجیب حال کیا تونے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کیا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے
غضب مین ڈال دیا مجکو ہو برا دل کا

دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج
معاف کیجیے ابتو کہا سنا دل کا

یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

کہین ہی ایک ہی دونون مکان اُسی کے ہین
کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اُس نازنین نے اس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہی ہچکی لگی ہوئی ہی یقین ہی کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہی اشارون سے منّت کہ رہی ہی کہ داہنے پہ جو کوچہ ہی اس طرف سے ہوکر میرے مکان مین آؤ ان کہار والون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کرکے لپٹین اور تحفہ تمہارے بازو سے چھین لین اس کہار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست کی صورت نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر ہین ہر چند کہ آپ دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر اکیلے کس کس کو روکیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور شوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزین بلور

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
زر نثار کرنے لگین کوئی خون جسم کا پوچھتی ہی کوئی پا انداز بچھاتی ہو کمسن پرنوشاد عرض کرتی
ہین کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر
کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی
بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرائی
بکار بیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوائی بکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہی کہ اس
باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم وخندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین
سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشین طے کرتے ہوے وسط باغ مین
پہونچے دیکھا جو ترے پہ باغ کے باغ بیخزان کھلا ہی وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے
مسند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے براے تعظیم اُٹھی پکارکر آواز دی آئیے
تشریف لائیے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارے سب ڈھونڈھ رہے ہین
مگر یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپکے لشکر مین آپ کو ضرور
پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے
اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تسخیر کر رہی ہی کبھی زانو پہ سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای
شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمایئے کہ
راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر شجر
گری کنیزون نے جلکے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون پر
حضور کے جلوہ ہی کوٹھے پر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو زین پڑا
اور شدت گریہ نے دامن دچھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلایا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
آگئے سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزن دین وایمان
بندگان خدا کو برگشتہ کرتا ہی خدا اُسکے شر سے سبکو بچاے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد ہو کہ
جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین وآسمان پیدا کیا ہو اُسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب
ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ ای خیر

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم آپکے باپ مقبول دیندار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے اپنے مکان مین دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنواردن کو لیکر آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ برلے چند ساعت کے مین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کر وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤن آپ کے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہی کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو ملکہ کہتی ہین قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سے رنجیدہ ہو جائین دیکھیے تو کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل لگی ہجر مین ہی آٹھ پہر نالون سے
اب بسر ہوتی ہی ای زند بڑے حالون سے

مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری لگی
جان بچ جائے جوان ناز و ادا والون سے

یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام
لوگ کہتے ہین برا تمکو انھین چالون سے

یاد کرکے ہنسنے کو تجھے یہ جو روتا ہون کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہین پر نالون سے

مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
انھین تر کون نے سمجھے چھپ لیا بھالون سے

ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب
بنگئی گوشۂ انگور زبان چھالون سے

حسرت یار مین آنکھین ہوئین اس پہ سفید
تیلیان چھپ گئین مکڑی کیطرح جالون سے

ہوگا مردہ نہ خراب بیابان مرگ ای رند
گورکن دوست زمین پاتا ہی سنگالون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہی کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑکر آیا نہین معلوم مقنا طیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغہ ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا ای شہریار کہان چلے فرمایا ای نازنین مجھے بڑی حیرت ہی کہ مین جنگ مین تھا پھر کیونکر سرگشتہ صحرا مین ہوگیا اب مجھے یقین ہوا کہ مین اس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروز وہ بن عمرو کو میری خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کی

خبر کردو یہ شہریار میرے گھر مین گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلین کنیزین دوڑین دیکھاوہی
زمیندار آگے آگے تیغہ کھینچے ہوے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوے باغ مین
گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فورًا حواس درست
ہوے ہوش ٹھکانے ہوے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت اُن
گنوارون کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھاما اب جو نگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیف
سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ پر فن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے جابجا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑادون
بادشاہ نے غصہ مین اُسکے بالون پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای باپ
مین قبضے مین اس ظالم کے آگئی میری محبت مین مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب توان
حرکات کا ارادہ کرتا ہے یہ کہتے جاتا تڑپ کے نکالون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے
ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے
وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت مین خداوند
ہفت پیکر کی گئی افسوس ہے کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچالیتے بادشاہ تلوار
کھینچکر مجمع مین گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ
مارا بادشاہ نے پھیلے سے سنان نیزہ کو اُڑادیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک
ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا
ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من **ظلمات جادو** بود
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روے گیسو دراز لڑ رہی ہے سرداران فوج
شاہی کو بظلم قتل کر رہی ہے لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایے مین
کھڑی ہے زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہے اور ہوشیار کرتی ہے
کہ برائے خدا التعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے
بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوے چلتے ہین مگر ساحرون کا اسقدر ہجوم ہے کہ گرد مقناطیس جادو کے
ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہین لیکن ساحر
غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلے بنا سے آپ کی عاجز ہو رہے ہیں تصویر سے آواز آتی ہر ای بندگان من اگر
قدرت تصویر سے باہر نکلیں گے اور نمونہ سحر دکھائیں گے تو ہفت طبقات زمین جل جائیں گے
کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہی یا خداوندمین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے جنہون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنسے نہیں
معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہو دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے
نگل کے لے گئی تھی اب تو بند لینے کو بھی خود بخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پیچہر
کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑھا یا
طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی ای ببران جلد آؤ اب تمہارا کام ہو صحرا سے دیکھا کہ ہزار ہا
شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آکے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا
کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا نہیں تھمتا مشہور ہو کہ شیر کی بو سے گھوڑا
بھاگتا ہو شیر کے حملے کر رہے ہیں جب بادشاہ بیڑی جماتے ہیں رانون مین مرکب کو سلتے ہیں
تو پسلیان گھوڑے کی کڑکڑا جاتی ہین مرکب بمشکل تھمتا ہو ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا
لمبا مثل سر فیل سر اسکا دونون ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
فوت پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منھ پھیر دے مثرہ بابل کے دونون کلائیان تھام لین ایک
گھونسا مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہون چند کنیزین
درختون سے بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ ای شہریار ہمکو رہائی دیجیے
سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے ان کنیزون کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزین ہاتھون
پر شاہ کے بوسے دینے لگین کہا ای شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ مین
قید کیا ہو مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بدحواس ہو گئے ساتھ ان کنیزون کے باغ
مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہو روش بیڑی برباد جابجا درخت ٹوٹے پڑے ہین باغ کے
وسط مین ایک نخل سایہ دار ہو اسمین مقناطیس جادو بندھی ہو زبان مین سوزن ہاتھ
پاؤن درخت سے بندھے ہوئے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آکے زبان سے سوزن نکالی مقنا طیس جادو نے سحر کر کے قید توڑ ڈالی اور باران سیاہ
کو مارنا شروع کیا دوڑ کر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ
سے بچی وہ تو کہتی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے
قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہکر
کنیزون سے اشارہ کیا جو ترسے پر کچھ بچھادو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے
کھول کر بچھا دیے اُسپر آکے مقنا طیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی
بادشاہ اسلام سے مقنا طیس جادو باتین ذکرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقنا طیس
تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے زق
دمین ہوکر غائب ہوئی مقنا طیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اے شہریار غضب ہوا
مجھ پر سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ بازو پر سے
کھولیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین
ایک کنیز اُنھین کنیزون مین گھل ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی
کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رُک گئے مقنا طیس جادو
نے کہا کہ اے شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا جاتا ہی جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے
ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا
مقنا طیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوئے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہی کہ درد
سے ہمارا دم نکلجائے درد کی ترقی ہو اور تو تعویذ کو منع کرتی ہو اُسنے ہاتھ جوڑ کر
عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصوّر کرلین اپنے
اور پرائے کو سمجھ لین مقنا طیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام
ہی جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہر چند کہ انکا حُسن عابد کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم
کی ہلاکت کا باعث ہین زیر کوہ مقنا طیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین
صحت پاؤن تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر میں بھی بے نظیر ہی جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی
سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن
مقناطیس جادو سے کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھیں ملاکر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلاکر
مقناطیس جادو نے کہا اے سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن
اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن بیٹھا ہی جسقدر تم اُسکو بُرا سمجھی ہو وہ بات اسمین
نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی
سوسن نے کہا اے شہریار خواہی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تیسیر سحر سیاہ روے
گیسو دراز نے کیا تھا اُسی کا یہ ظہور ہی آیندہ آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس
جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر
کلیجہ ٹھنڈا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اُڑ گیا سوسن نے کہا اے شہریار سبحان اللہ
یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ روے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام
تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجکو نہایت قلق ہوا آخر
نہ رہا گیا صاف صاف میں کہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچایا مرنے سے
کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے
سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے
جا کر پہونچین بیان کیا وہ کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے
حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پہ بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے
ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہی
بیقرار ہو کر پکار اُٹھی اے رب دو جہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب دل و جان
اختیار کیا ہو اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے
اسکے ہاتھ سے مجکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان ہونے پائے نظم

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیش	ز شاہ راہ ہدایت قدم مکش پس و پیش
چرا بہ عیب دگر کس کند نگاہ کسے	بہ چشم غور نہ بیند چرا بحالت خویش

بہ پیش بندۂ وحدت پرست یکسان ست
کند زمانہ پرستش خدائے واحد را
خدا بہ وقت مصیبت کند مددگاری
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی

بہائے کہ وقت شاہی وخرقۂ درویش
بہر طریق وبہر ملت وبہر یک کیش
نہ اقربا نہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش
اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقناطیس جادو تو دعا میں مانگ رہی ہے کنیزیں منتظر ہیں کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دیں تو سر کاٹ لیں کہ یکایک میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی باشندون کافران سیاہ دل ناہنجاران بد دغا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم ۔ نعرہ کرکے ایک تیر مارا کہ تینوں کنیزیں جو قتل پر مقناطیس کے آمادہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینوں کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز اژدر سے کود پڑی سامنے کو وہ مقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کرچکے میں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تعویذ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں پھنسینگے یہاں کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا مقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہیں ہر ایک سحر میں تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ تو ساتھ لڑ رہی ہے اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو سزاے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوئی ہے بڑا خیال ہے کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکے گا مگر قدرت تجھکو پھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھوں نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر یہ کرامت دکھائینگے کہ تجھکو دوبارا جلائینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منہ نہ پھیر جا پڑ اگر تیرا وار چل گیا تو تونے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہیں معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے ہی
اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ میں لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلے اژدر کے
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے میں دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا ماران سیاہ جلکر
گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤں زمین میں اپنے کو گرایا
غلطکا مارکر ایک زاغ سیاہ بنکے تیار ہوئی بازوون کو بگّہ دیکر بلند ہوئی آواز دی اے میرے
خداوندا اگرچہ آپنے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہی اور اقرار کیا ہی مگر دل میرا دھڑک
رہا ہی دنیا کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہی جو آیا دام میں پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ
میں شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ میں باغ کو دیکھو کیا رنگ ہی پھول ہنستے ہین اور عندلیبان
خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہیں کھولتے طائر بر سر نخل نہیں بولتے
موسم بہار میں کیا رنگ ہی جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا چلنا
نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دلپر عجب صدمہ گذرتا ہی سرو گلزار
ہر چند کہ مشہور آزاد ہی مگر اصل میں جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہی ہر وقت و ہر ساعت دردمند
ہی آخر میں سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھکر دست ظلم دراز کرتا ہی پھولوں کو گرایا غنچوں
کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوندا رنگ دنیا
دیکھکر دل نہیں چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے یا رشتۂ الفت کو توڑیے یہ کہتی ہوئی پھر بروے
زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خاک اُڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تلواریں
برسنے لگیں صحرا سے شیر پیدا ہوے وہ بھی خاک اُڑاتے تھے آخرکار بعد ان آفتوں کے
سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوے سر پہ بادشاہ کے پہونچی
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکال کر
شاہ نے نقش کو بھی چمکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے بالوں کا
گنٹھا مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغہ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر بس
خود سر کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوے تلوار آبدار سر کو دوبارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

جگر سے تا بہ کمر اتری بنائے حیات کو گرادیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اس مکارہ کا
زمین پر گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز
آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس نے رہائی پائی
ایرج و نورالدہر جو دیوانہ وار زنجیرین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے
دونوں جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیاں رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے
عیار انکے برابر پہونچے عیاروں سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیاروں نے
بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب
سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آب رہا ہوئے دونون شیر نعرے
کرتے ہوئے اٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلوارین چھین لین انہین کے مرکبون پر سوار
ہوئے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالدہر کو لڑتے
ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا
ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اٹھا کے دیکھا
کہ مقام کوہ مقناطیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استادہ تھے
اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ برائے استقبال شہریار حاضر ہوئے مقناطیس
جادو وشکبار جادو نے عرض کی ای شہریار تردد نہ فرمایئے اور توجہ اُس سے نہ ہوسکا لیکن
کوہ مقناطیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوا ے تند چل رہی ہو اُسی کا یہ باعث ہو مگر بہ برکت نقش سلیم
حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پہنچاون کہ جہان سانس کا
لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نورالدہر کہان
ہین اگر وہ شیر ساتھ ہین تو بیشک بہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایرج و نورالدہر تیغہا ے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہائے ہوئے چلے آتے ہین
قدمون کو بادشاہ اسلام کے آکے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے ایکی مرتبہ قید مین بڑی تکلیف
اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچا یا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر
بارگاہ مین آئے ایرج و نورالدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز جام وسبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور
بعد سوز وگداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے۔ اشعار

غیرت حسرت گلزار مین حال بلبل
موسم گل مین اُکھڑے پر و بال بلبل

دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
جان صیاد پہ پڑ جائے و بال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آگئے آگئے ایام زوال بلبل

سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل

مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا دبدبہ وجاہ وجلال بلبل

مرگئی فرقت گلزار مین نالے کرکے
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل

گل ہین معروف عزاداریون ہین بلبل پر بیچ
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل

کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین ہمدم
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے
شاہزادۂ بدیع الزمان سے محبت ہی جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی
خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ لشکرکشی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جسدن
سے سُنا تھا کہ نورالدہر قید ہوگئے دل کو یہی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا منہ دکھاؤنگا
شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادۂ نورالدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین
انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے غرضکہ
کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے
کہین نورالدہر نے گرمی صحبت مین کنکھیون سے طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا
کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اُس صف
کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ اے شاپور تو نے سُنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کہا کہ ہمیں اس محفل میں رہنا اچھا نہیں سمجھتا شاپور شیر دل نے عرض کی غلام کی بھی یہی رائے ہے کہ یہاں رہنا بہتر نہیں ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب ہمارا تیار کرو ہم نکل چلیں شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج بنگاہ بادشاہ کی بچا کر بارگاہ سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے صرف عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ میں آئے پوچھا کہ ایرج کہاں ہیں نور الدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اُٹھ گئے نہیں معلوم کہاں گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے شب کو کچھ باتیں کی تھیں وہ اُنکو ناگوار گذریں اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نور الدہر سے فرمایا اے فرزند ہم تمکو خدمت میں تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے جانے کا خیال ہو نور الدہر نے ظاہر میں بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل میں یہ خیال ہے کہ ناجر زادہ انتہا کا جھلا ہے ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ میں دادا جان کی بول کر یگا اور کہے گا کہ ہم بچہ لگوؤں میں نہیں ہیں اگر شمشیر زنی کرتے ہیں اسوقت حجاب ہوگا یہ کہکے شہر نگ سے پوچھا کہ اے یار وفادار کیا صلاح ہے اُسنے عرض کی حضور منکر دربندوں پر قبضہ کریں خالی بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ ہے اگر یہاں رہیے گا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون نام لیگا دوسرے روز نور الدہر بن بدیع الزمان بھی اسپ پر یوش پر سوار ہوئے اور طرف صحرا کے روانہ ہوئے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ ایک صحرا میں سایۂ نخل میں کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہے لنگڑاتا ہوا سامنے آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اُسکا خون پونچھ رہے ہیں کہ نام پڑھوں ناگاہ گرد اسکے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہے اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلا کر آواز دی او اجل گرفتہ تو کون ہے جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجکو خوف نہ آیا یہ کہکے نیمچہ کھینچکر ایرج کو مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں نرمی جسم میں گرمی تلوار چھین کر کمر میں ہاتھ ڈال دیا بلکہ دیکر اُٹھایا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان حسن وجمال آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین وجمیل ہے

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب تھرّایا پیشانی پر پسینہ آیا چیخ کھاکر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہی کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین ور تمکین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہوگئی شاپور نے آکے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا اے بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہی ــ نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے — سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے — پر بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار — آ جو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان — ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران فتنہ کا — وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
کوٹھے پہ جب چاک کے وہ زہرہ جبین چڑھا — شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے
سمجھین گے اُسکو ابر کرم سب گناہگار — ہم حشر مین جو لیکے یہ دامان تر گئے
آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار — قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح — کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین — ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے
ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ — ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ رفتار سے یہ توقع نہ تھی مجھے — کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر
کہتے ہین رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے

ای جان مر ہی جائینگے تو اب نہ مر گئے
عاجز تجھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا مجھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی ایرج نے کہا ای یار وفادار ہمکو وہانتک پہونچا دو یا تو دو تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام بیٹھے ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کے چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحرای لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ بہوت ہو رہے تھے صاف صاف فرمایا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان برای بربادی طلسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سُلگا دون اور کباب بھی درست کر دون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے ایرج چونکہ بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے ان کبابون مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا منم نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگون کی تلاش میں ہی ایرج جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ باندھا طرف قلعہ سُرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سُرخ پوش کہ اکثر نامے اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے جسکو پاؤ یا قتل کر دیا یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ بدوش آکر پہونچا پشتارہ سامنے لا کے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرۂ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے عرض کی یہ شیر بیشہ

جرأت ہین مین نکر سے گرفتار کرکے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کردیگا
آہنگرون کو بلائیے مسلسل و مطوق کراکے ہوشیار کرائیے اسی وقت آہنگر آئے
ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین ہلڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے نسیم عیار
گرفتار کرکے لایا ہو اب اُسکا دربار سمجھا جاتا ہو ماہ پیکر آفتاب جمال جو رادین ایرج
پہ عاشق ہوئی اسی مبہوت کی بیٹی ہو جسوقت سے ایرج پر عاشق ہوکے آئی ہو اور
باغ مین اپنے پہونچی سرنگون بیٹھی ہو خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہو
کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین
کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہونے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہو ایسی ایسی باتون
کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی برائے کار
ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سابک رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار
کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ مین آنکھون کا گھوڑا اُس شہریار کا ہو نہایت حسین جمیل
اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہو دربار سمجھا چاہتے ہین یہ سنکر ملکہ گھبرا ئین دل
سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہو مین تو جاکے ذرا کوٹھے سے دیکھون یہ سوچکر
اُٹھین کوٹھون کو ٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان مسلسل و مطوق
ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہو ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خاؤ زنجیر مین غل ہوا
سمجھے کہ ہم قید ہوگئے بل کرکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی وزرا
امرا بگڑنے لگے کہ دیکھ تاجدار یہ جوان نام خدائے نادیدہ کا لیتا ہو مبہوت نے کہا اپنے
مذہب کی تعریف کرتا ہو انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہو اب یہ قتل ہوگا جسطرح
چاہے کلام کرے پکار کر آواز دی ای ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے
ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو
نجات ملے ایرج نے جھلاکر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری ہمپر
کھل گئی جن پہاڑون پر وہ خود رہتا ہو اُسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کیے
کچھ نہ ہوسکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی رکھتا تو

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشائی نے فتح کیا کوہ مقناطیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ روئے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہان سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر مبہوت نے یہ سنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاد تیغہ ہائے برہنہ لیکر سر پر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگین خواصون سے فرماتی ہین کون بابا جان کو جاکر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہان جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کوئلے کا خط کھینچا بیقرار ہوکر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے کہ ای مالک حقیقی وای رب تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندۂ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہر غمگین شاد ہی

نظم

خدا خالق و رازقِ مار و مور
خدا مطلع جلوۂ نار و نور

خدا باطن ست و خدا ظاہر ست
خدا در حجاب و خدا در حضور

خدا جلوہ بخشندہ زہر آئنہ
زہر پردہ حق مینماید ظہور

ستورہ جو نور نور ذات خدا ست
بہر جن و انسان و وحش و طیور

زگرداب آفت بساحل رسد
گر از بحر وحدت کند کس عبور

خدا ہست مانند دل در بغل
عبث میرود بندہ نزدیک دور

گہے شکل موسے نمایان شود
گہے بر تو جلوۂ کوہ طور

گہے صورت شب گہے شکل روز
گہے شکل سایہ گہے شکل نور

ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد
نظر آیدش جلوۂ حق ضرور

زہر پردہ تا بندہ نور خدا ست
زہر چہرہ روشن ظہور خدا ست

ایرج نوجوان دعا مین مانگ رہے ہین ملکہ کوٹھے پہ بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصہ ہے اب تیسرا حکم دون کا ایک وزیر جو مزاج مین بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہی اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے مین حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک مین اشتہار چپان ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آکر خراج گزار روکین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم و اے دستور معظم جو تمنے کہا وہ مجھکو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہو کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہی وہان لا کے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہین کھایا ہی ملکہ رو کر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہی کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر وہانتک پہونچا جاکر گرفتار کر لایا کیا مکر کیا کہ اُنکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منہ سے اپنے درد دل کا حال بیان کرون

نظم

فصل گل مین کب اُٹھا مجھسے ستم صیاد کا	توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا
ذوگرفتاری مین چند سے یاد گلشن کی رہی	اب قفس سے چھوٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا
خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد	قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا
کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا	آب و دانہ ہی جو قسمت مین مری صیاد کا
یکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین	صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا
ضبط کرلے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے	اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا
سب سے بیگانہ ہوا ہی دل آشنائی اُس سے کر	بھول جا سبکو ارادہ ہی جو اُسکی یاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہو اب مجکو گریز
آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
جوہر حسن آئینہ رویون یہ کھلتے کس طرح
رند شکوہ کیجیے کسکا بقول اُستاد کے

بیچکے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا
گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا
آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین اگرادرین ہر چند کہ باغ سر سبز و شاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھین مگر نہایت حیران کہ ای ماہ پیکر چار پہر رات آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو وزیر نے بچا لیا ایک رات کی مہلت ملی اب فرصت نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صبا جو دختر نسیم کو بلا لاؤ مین اُس سے حال دل کہون شاید اُس جلاد کو رحم آئے اُسنے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا سے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا صحبت مین عجب رنگ ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہو ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہو قدمون سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہو آپکا چہرہ بے نظر دیکھکر دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو ملکہ نے صبا کی بات سُنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا ای صبا کیا حال پوچھتا ہو جو مجپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہو جو تجسے ہو سکے تو یہ جوان جو قید ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہو مین صورت زیبا اُسکی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ فساد مچائین ملکہ نے کہا ای صبا مین ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا بکوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کر کے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پر آیا کلکال نیلیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام بتایا دوڑ کر قریب آیا کہا ای پہلوان دوران ملکہ عالم بیمار ہو گئی تھین اُنھون نے نذر لی تھی منات کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلاؤ سُنا ہو کہ یہان بھی کوئی قید ہو پس تم اُس قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا ای صبا تمنے سُنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہو

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا۔ ان لوگون نے در بند ہفت پیکر مٹائے۔ دین اسلام کو رواج
دیا دین خداوند ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہر شب و روز دروازہ نہین کھولتے صبا
نے کہا تم لوگ تقسیم کر کے کھاؤ کہا بنگے کر قیدیون کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اٹھا اور
کہا کہ میرا دوہرا حصہ دو صبا نے سبھون کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مزدورنیون
کو دیکھا اپنے مقام سے ہلا کے اٹھا یہ کہتا جاتا کہ مزدورنی مجھسے اشارہ کرتی ہی مین اسیر قبضہ
کرونگا بیہوشی اپنا کام کر چلی تھی اٹھتے ہی جہان سے اٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو سب لینا لینا
کہکے اٹھے بیہوش ہو کر گرے صبا نے بڑھکر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے
تھے ملکہ نے آ کے ایرج کو اس حال مین دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا ای صبا انکو باغ مین لے چل صبا
نے کہا حضور مین نے کہدیا تھا کہ ایسا نہو آپ وہان جا کر کچھ اور ارادہ کرین مین لیے چلتا ہون
لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہی ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیان کاٹو ایرج نے
جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا دور مین آ کر قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پوچھنے لگین کہا
ای شہریار کیون جلدی کی عیار بہ سہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کامل ہوا
کہ وقت رہائی آ گیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
کے چلین قضاے کار املاک نیش زن بھائی کلکال کا کوتوال شہر ہی طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا
بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اڑاتا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہی ساتھ والے بھی سب بیہوش دم بیہوش پڑے ہین چند آدمی ایک قیدی کو
نکالے ہوئے لیے جاتے ہین للکار کر آواز دی کہ ارے تم کون لوگ ہو گنہگار شاہی کو لیے جاتے ہو
صبح کو میرے بھائی سے پرستش ہوگی یہ کہکے پیادون سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا اتنا
کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوے
لڑتے بھڑتے ہوے سامنے افسر کے پہونچے للکار کے آواز دی کہ او نامرد ان تین روپیون کے
پیادون کو کیون قتل کراتا ہی تو افسر ہی سامنے آ املاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے
کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ہمراہیان املاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ
ساتھ والون کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزون کو لیکر ایک گوشہ مین آئین اور آ کر ٹھہرین کمانین کاندھون سے

آتا ہین تیر بجز کمان مین پیوست کیے سب نے تیراندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے
ہوے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے
یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیراندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا
بڑھایا پکار کر آواز دی ای صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کر کے لیجائے مین
تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی ای شہریار غلام کو بچا یے
یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہی ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال
کہان جاتا ہی ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاپور شیردل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک
دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سنی اُٹھکر دوڑا
راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان
نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا
معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے
گھیرا ہی یہ سنکر یہ بھی تیراندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے
پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے
مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ
مصروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا
کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال نابنجار نعرہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج
نے سب وار اس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہر چند کہ صدہا حربہ پڑ رہا ہی مگر یہ ہمہ تن
چشم بنے ہوے مصروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مشل ہوا
دوادوش کر رہا ہی آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے
چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نسیم سبک رو یہ ہلڑ سنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کو توال
شہریار آگیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک
گوشے سے تیراندازی کر رہا ہی سبکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کرڈالینگے
اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرأت و ہمت بیکار ہوجائیگی مگر حیران ہون کہ میرا بیٹا
کیون لڑ رہا ہی برابر تیراندازی کر رہا ہی اپنے چہرے کو چاہتا ہی کہ چھپاؤن اور مار کر ان سب کو
اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکۂ عالم کو چھپائے ہوے سینہ کو
سپر کیے ہوے کھڑا ہوا تیرون کا مینہ برسا رہا ہی سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دم بدم
گر رہے ہین دریاے خون جاری ہی چار طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر یار لو
یہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا اور دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کی پکار کر آواز دی کہ چلدار
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین ناقہ ہی چھوٹ گیا
حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جاچکے
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہی اسکو بھی چلکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے مہبوت
تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا مہبوت تیغ زن اٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہی کہ میرا بیٹا قیدی
کے ساتھ لڑ رہا ہی مہبوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا ہوا
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے ڈنکے پہ چوب
پڑتی ہوئی کئی سو نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان معروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبر دی
کہ ای شہریار بادشاہ آپہونچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے
مقابلے کو آتا ہی ایرج نے کہا آنے دو مگر ای صبا و شاپور جس طرح ہوسکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
انکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہے
انشاء اللہ مہبوت کو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور و صبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے
چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ ان دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین صاحبو
مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہی اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی ہون
خدا اُنکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہے
مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا۔ نظم

تسلی ہوے کوئی دم تو جان مضطر کو خدا کے واسطے مرتا ہون آ گھڑی بھر کو
مزا پڑا ہی قناعت کا عہد طفلی سے مین سیر ہوکے نہ پیتا تھا شیر مادر کو
ہوا سما گئی خود کو ہوا سمجھتا ہی گلی مین جا کے تری دن لگے کبوتر کو
بجا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو
کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو
حسین بند تمھارا جو یاد آیا ہے تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو
خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی دکھاؤنگا مین مسلمان کرکے کافر کو
دہن کے واسطے ظلمات خط مین دل ہی تباہ تلاش چشمۂ حیوان کی ہی سکندر کو
پس از فنا جو ہی سوزش جنون کی مجھے تو اٹھکے پھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو
قضا لے آئی ہی اہل قبور مجھکو بھی جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو
ہوے سب آج گنہگار عشق زندان مین سنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو
کسی کے ساتھ کی میخواریان جو یاد آئین رہا نہ آب مین منھ سے لگا کے ساغر کو
جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو
سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو کہا نکا روگ لگا یا ہی جان مضطر کو

ادھر تو ملکہ مجبور و ناچار سسکتے ہوے چلی آئین کچھ بن نہ پڑا روتی پیٹتی ہوئین باغ مین آئین
ادھر ایرج نوجوان پر لشکر مبہوت کا آکر گرا یا تو پیادے بھاگ گئے کو تھے بادشاہ کے آنے
سے رُک گئے ساٹھ ہزار جوانون نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار
کے نامرد بھاگتے ہین ایرج انتہا کے زخمی ہوے اُسی زخمداری مین مبہوت کا سامنا ہوا مبہوت
ملکارا دیکھا دور سے کہ ہر سر مو و بر بن مو سے خون شاہزادہ ایرج نوجوان کے بہہ رہا ہی
چاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرا کے جا پڑون افسرون نے بھی ایسے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے
کون آتا ہی دور سے فقط نیزے دکھاتے ہین مبہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس
جوان نے اسی حالت زخمداری مین کئی افسرون کو نوک نوک کے مار ڈالا لاشے اُنکے
پڑے ہوے پھڑک رہے ہین مبہوت نے چند سوارون کو روانہ کیا اُنھون نے نیزے

دکھائے ایرج جیٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت نے
پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نسکے تیغہ جو پڑا تمام جسم
تو زخمی ہو رہا تھا سر پر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جگر شمشیرزنی کی دل مین فرماتے ہین
کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون نے دستگیری نکی پاؤن
سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پہ آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجھکو نکال لے چل ہرچند مرکب غیر ہو مگر راکب
کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہی مثل قعر بلا کے کھولا چھلکین دولتیان مارتا ہوا
میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب بیچا آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح
فراق نے جو چہرۂ بد دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون
مین تلاش کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا
وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید کہین اکناف مین پھر ہرکارے
جیٹ جیٹ کے جلتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان کرتے
ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چار طرف تلاش کیا مبہوت نے
پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس سے
پوچھا جائے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا سے سبک رو بصورت مبدل یہ سب باتین سن رہا
تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکۂ عالم ابھی تک کوئی
آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون
میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا دیجیے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا
مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھیا کہان جاؤن مین یہ
افتادہ سمجھی تھی صبا سے سبک رو نے عرض کی اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اس
حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے
ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نرہ سکونگا ملکہ نے کہا بھیا تم
یہان ٹھہرو مین سوار ہوکے محل مین جاتی ہون مان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

ہے

نام کوئی نہیں لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کرون اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار
کرکے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرتے گیا مین دریافت کرون شاید
میرے باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لاکے
رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی زوجہ سے ذکر کر رہا ہی کہ
تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بلوایا ہی یا اب اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے
کو گیا ہو کہہ گیا ہو کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ
بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین
اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم والم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کرکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہی مبہوت نے دیکھکر کہا اے نور نظر واے پارۂ جگر تمھارے
عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ
رونے لگین کہا باباجان مجکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ
کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سُنی کہ قیدی رہا ہوکے نکل گیا مین حاضر ہوئی مبہوت
نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہی زندہ نہ بچیگا
گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا
سر خدمت خداوند مین بھیون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا
مٹانا ہم نہیں چاہتے بیٹی ہمین بیاڈ ویران ہوے گہباق اُن جادوُون کے ویران ہوے
جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جاکر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین اُنکے
کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہی کہ کوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات
سے مجھے تمھیر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پہ ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم مینے
کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل
ہوا کہ صبا نے شک رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر
یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کردینا ملکہ
نے کہا باباجان یہ جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان میان محترم کو بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہوئیں باغ مین آئیں صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ مین بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو خدا کہین وہ وقت دکھاے کہ مین اُس شیر بیشۂ جرأت کو بخیر و عافیت سے دیکھون اُسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے — کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب سے
ہی کون بچالے جو ترے قہر سے یارب — تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
جانبازی نہ کی معرکۂ عشق مین کس روز — میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر — انسان ہو باہر نہو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہے ای چرخ — ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت — اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا — دیوانہ ہون اُس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجھکو — باہر ہوا و سرو چمن حدّ ادب سے
مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے ای رند — سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہی ملکہ رونے لگین کہا بھیا اگر انکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہین اگر موقع پانا تو ہمارے حال زار کا ذکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا مجھپر کیا موقوف ہی شاہزادے تمھارے لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائیں نہین یہ غازی اور مجاہد ہین ایسی افتادین اکثر پڑین ہین پیر عظیم الشان کے ساتھ اُنکو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے مین انشاءاللہ شاہزادہ کو لیکر آتا ہون یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا دو چار منٹ گھاس کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان گھاس چرنے مین معروف ہوا وہان پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ مین کھیتون کو

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گستیان دیکھیے قراقون نے ایک
جوان کو مار کر ڈالدیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چور چور مگر ہتھیار لگے مین اسباب
جواہرات موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو
اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا قزاق لوٹنے نہین پاسے لئے
ساتھ والون نے کہا گستیان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا بھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد
نے گانوں سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین
اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا ہنہناتا ہوا اس ارادے سے
قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے
خیرخواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر پاس مبہوت
کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانوں مین لایا اپنے مکان مین رکھا جراح سے بلوا کے کہا کہ
اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا
کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین
صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرہانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش
آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب
ایرج کو آرام ہوچکا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک مرد بنارو شخص
سرہانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اُٹھون بہزاد نے منع کیا
کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپ کو قزاقون
نے کس مقام پر گھیرا مگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو
لے آیا مجھکو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اُٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے
ایرج نے کہا قزاقون کی کیا مجال ہی جو ہمکو گھیر سکین مبہوت تیغ زن جو بادشاہ ہی اُسنے
ساٹھ ہزار فوج سے مجھپر بلوہ کیا اُسپر بھی بکر بیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاءاللہ اُسکو
جاکر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے
اپنے آگاہ فرمائیے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتادیا اور کچھ ذکر اپنے جد کا کیا

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور
وہ مجبر لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد
نے کہا ای بہادر جس بادشاہ کا آپ نے نام لیا مین اُسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر
وہ پا گیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اُٹھنے لگے فرمایا کہ ای بہزاد ہم رخصت ہوتے
ہین جنگل مین جا کے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاءاللہ اگر حیات
مستعار باقی ہی تو صحت پاینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجاینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار ہا سپاہی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند سمجھا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگاری ہوا قضاے کار
یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق باکے کوہ رہتا ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اُٹھا کے لے گیا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر
اُسکے زیب جسم ہی اُسکا علاج کر رہا ہی یہ سنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آج تک ہمنے بہزاد
کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہو کر سامنے آگئے آپ گینڈے پر سوار ہو کر طرف قریے کے روانہ ہو گیا کہتا ہوا کہ یارو اسکا خیال
ہے کہ ایسا نہو نامدولت کا سنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے
اسکا خیال رکھو تو میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلے سے اُس جوان کو
مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سنا تو بھاگا ہوا اس زمیندار
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان
قزاق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہہ چکا ہی کہ اگر
اُسنے بسہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اُسکے لیے خرابی ہے گھس کر
گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ ای بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھسے مفصل بیان کرو بہزاد
نے کہا ای شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال ہو پہونچے بلمان مردم در نامی قزاق یہان

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین دبائی سال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہی بادشاہ اُس سے
اسقدر دبتے ہین کہ اُسکے لئے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہی بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہین اسکے ہرکارے
آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے
طلب کرتا ہی اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہی ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے
کہا حضور وہ جلاد ہی نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے
کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پر زین مع لا آلات
سیکار زیب جسم کر کے پشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے
کہ مین نے آپکے خوف سے اس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑ نا منظور نہین ہی اسی طرف
اب وہ آتا ہی اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہی آپکی سواری کے
قابل ہی بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہوکے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اگر تمام فوج کو حکم دے
تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہونا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار
کے کیا درگت کرتا ہون بہزاد کہتا ہی ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہی بارہ برس سے
وہ قزاقی کرتا ہی جنگ دیدہ کار آزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے
ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کر سکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین
آپ یکہ و تنہا کیا کر سکتے ہین میرے گانون مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے
کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیرانداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پر تیر مارین آواز پر
تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے
سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہی ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیئے جاتے
ہین مال دریا جواہرات اُسکو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اسباب
مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسب صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے
ہوا بھی تھک کر رہ جائے اُسپر سوار ہوجیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی
قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گانون مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی
کہ گانون مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہی کہ کہان ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور
صاحب مال دیکھکر اُٹھالایا ہی یا جو کچھہ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس ہی
وہ لاکر پیش کرے بہزاد فدوی ہون بہ ایرج کے یہ خبر وحشت اثر سنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا
تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہین مگر مین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج نے
کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود ہمارے
جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے
دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج کو جو
آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہی اُسپر موتیون کا جال اور موتیون کے مالے گلے مین
پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان
یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغہ بھی ما بدولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب ہی گھوڑے
سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے
جواب دیا ای بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے بزدے والے
کردین آمد میدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سنکر خوب قہقہہ
مار کے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ لو صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان
نیزے پر اُٹھا کے مارون گا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا
بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھا لون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا
بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہی خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی
ہین اُسی پر اُسکو گھمنڈ ہی مین سب وسطے اسکے نکالے دیتا ہون اس طرح نیزے پر اُٹھا کے
مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہی کہ اے
بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہی بلمان کہتا ہی
ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ ابتک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہین مانتا لڑے ہی جاتا ہی
ایرج نوجوان جواب دیتے ہین ای بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع
ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھا کے بلمان مردم در کا نیزہ

گا سنبھلا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسیر غرور
نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہی اس تیغہ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تا بہ بیخ کاٹوں
نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغہ بر قتاب کھینچی گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار
کہکے بلمان نے دودستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوۂ
عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے سپر کو گردش دی بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا ای
جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی ردو قدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا توڑ مروڑ کے
رکھدونگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا تو گینڈے سے اُتر پیے میں کشتی کا مشتاق ہوں بلمان
نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب فراق جم کر
کھڑے ہوے بہزاد زمیندار کے ملازم بھی آگے سب تیر کھیچے لگائے ہوے لیس ہیں تماشا
دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی بارہ ہزار قزاقوں کی تنخواہ بادشاہ
کے ذمے ہی اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلوں ایرج
نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤں ہونے لگے بلمان
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہاں پکڑ لاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور
جب ایرج اسکو پکڑ لاتے ہیں تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہ
رہے ہیں یارو اب ہمنے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمرد شاہ باختری کا ہی اسکے
بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہیں میعاد و صبا و رشک دراد گردن وغیرہ
اسکے سوار ہیں ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال
ہو گیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اُس جوان کے چہرے پر بحالی
ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی اس کا چہرے پر نام نہیں جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہو تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں ای پہلوان دوران وگرشاسپ
جہان کیا پیچ باندھا ہی کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بآسانی نکل جاتے ہیں قزاق خاموش
کھڑے ہیں صبح سے جنگ شروع ہوئی ہی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی بلمان نے کہا ای
شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوے گذرا سب لوگ کھڑے ہوے تماشا
دیکھ رہے ہیں یا سندورا آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہی اور اگر نہ کچھ ہوا
تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اُٹھا نہ رہے کوئی وصلہ باقی نہ رہے
بلمان نے دونوں مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے میں سر اڑا کے ریل کرلے دوڑا سات قدم
ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہلہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر
زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر میں حرکت بھی نہ ہوئی
بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اُٹھالیا کہا
اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے
اُٹھتا ہی دونوں مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے میں سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان
مردم در جا ہتا ہی کہ داہنے ہاتھ پر رکوں تو بائیں بازو کا ہلکا پڑتا ہی طبقہ زمین کا پاؤں کے
نیچے سے نکلا جاتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پیروں کے نیچے سے سرکی جاتی ہی سترہ اٹھارہ قدم
ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہی اٹھارویں قدم پر لاکے ہلکا مارا کہ دونوں گھٹنے
بلمان کے زمین سے آشنا ہوے چاہا نعرہ تم کروں ایرج نے ہاتھوں کو ستون کی لنگ
نہ جمنے پایا کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور میں لنگر کو جنبش
ہوگئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور میں تا بہ کمر اور تیسرے زور میں سر سے بلند
کیا داہنہ پاؤں آگے بڑھایا بایاں قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے ماروں
اس زور وجرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہوکر پکار اُٹھا ای شہریار جسکو
سر سے بلند کرلے ہیں اسکو زمین مذلت پر نہیں ڈالتے میں دل سے اطاعت کرتا ہوں
ماشاء اللہ کیا زور وجرأت ہی میری کیا حقیقت ہی میں سن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان
آپ کے مطیع ہیں ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا بلمان قدموں پر

گر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ تبلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر
آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو
میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے
اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسسے
کوئی جرأت مین غالب نہین ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے
زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا اے شہریار بندگان خدا کے بہت سے
خون ہوے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجین بھی اُسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا
کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے ادھر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا
قریے مین لاکے بلمان کو اُتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہے مگر ایرج فرماتے
ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہے بلمان نے کہا مین قدوم
میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان
مردم در نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جلو قزاق
صف جمائے ہوے گھوڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب
دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ ہیمان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے
آتا ہے بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہے اُسکو بھی لا کر قدمون پر
گراتا ہون یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا سامنے ہیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب
اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو ہیمان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا
قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکایک یون دل
چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین زیر کیا
تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے
امتحان کرلے وہ برابر تجھکو زیر کرینگے ہیمان نے کہا مین چلکر ذرا اُسکی صورت تو دیکھون
کہ کیسے ہاتھ پاؤن ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہے بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو
چھوٹے سے قد کا آدمی ہے مگر زور گوشت کے رگ و ریشہ مین بھرا ہے بلمان ساتھ لیکر

پیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہو یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہو پیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دل مین کہتا ہو کہ یہ تو اس قابل ہو کہ صحبت مین ہم نشین ساقی بیچون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا ای شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمایئے ایرج نوجوان نے قبول کیا پیمان نے اُسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استاد کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگزاری ہو باطن مین اسکو بڑا رشک ہو جلسہ جمایا ساقی بیچون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا — خود غرض ناآشنا ہو آشنا کیونکر ہوا
خواجۂ قنبر کے گھر کا ہو کے کہلوایا فقیر — بادشاہِ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا
کسلئے دی معجز نمائی کسنے دی پیغمبری — یہ عصا موسیٰ تمھارا اژدہا کیونکر ہوا
وادیِ اُلفت مین اب آوارہ پھرتا ہی ہر سو — خضر خود گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا
توبہ کر تو برہمن سجدے یہ کرتا ہو کسے — بُت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا
دعوتین رندون کی اب کرنے لگا پیر مغان — تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا
شاید اُس نازک کمان نے تیر مارا سینہ دوز — ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا
مطلقاً آثار اُلفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے — عقل حیران ہو یہ دردِ لا دوا کیونکر ہوا
گر شفق گون شہیدان ہو گیا [illegible] — پنجہ اُس شوخ کا پھر رنگ حنا کیونکر ہوا
سلنے مین جسکے سے خادم ہو وہ بت اللہ کا — رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین پیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھرا سامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہو اُمیدوار ہون نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے مجبور ہو کر جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام پیمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بیچون کو اشارہ کیا ساقی بیچے سب کو بھرنے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب چڑھی آخر ایرج بیٹھے ہوے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گرے بلمان برابر بیٹھا

وہ بھی گراں دونون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لو فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور و ناچار ہوکر اطاعت کی ان دونون کو مسلسل کیا اراپے پرسوار کیا اب یہ دونون جوان ہوشیار ہوے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا حرکت کی بیمان نے جواب دیا تم ایسون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند مین لیجلونگا اُسی وقت بیمان نے کوچ کر دیا قضاے کار شاپور شیردل جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا پھرتا پھرا اتا ہوا اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اُسنے کہ ایک لشکر گراں اُترا ہوا ہو اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر مین دونون کو جکڑے ہوے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیردل بیقرار ہوگیا حیران تھا یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا مگر دل مین کہتا ہو آج ہی رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوے اسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے سے گذرنا دشوار ہو گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہان بیٹھکر نقب دیتا رات بھر اسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیردل نے قیدی زندان مغرب قید شدید سے رہائی پاکر بالاے آسمان آیا شاپور شیردل بہت حیران ہوا بیمان جو اُٹھا تو قید خانے کے آیا جا بجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہین زمین پتھر کی تھی نقب نہ لگی بیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہوگیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے بیمان نے کہا کہ دس بارہ منزلین طے کرنا ہین بہرے والے کہانتک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہے بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیچلیے بیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوے اور شلنگین لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لاکے بٹھایا جلادنے کو لے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اُٹھایا جاؤنگا مگر ہلڑ دسنکے اُٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ شاپور اب کیا کرون یہان بہمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گو بجن کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کر کے قریب پہونچون نوجون کے اسقدر ہجوم ہین کہ بیک خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوبجن لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز و بے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

کردۂ بر ہر کہ ای خالق کرم — او ندارد در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بیماران توئی — در سقیم الحال در رنج و الم
تو خبر گیرہ جہانی روز و شب — ہمدم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تولال — قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست — آشکارا صورتت اندر حرم
ای کرم گستر بنام نامیت — ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے گلے پر چھری چل رہی ہے کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی نوجون مین گھبرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ ذرا مین نے سرکشی کی تو مجھ پر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑین گے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر بہمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغ کھینچا کسی کو خنجر کسی پر حباب مار دیا کبھی حقہ آتشبازی مارا مگر یہ ایکطرف کو رخ کیے ہوے بھاگا چلا جاتا ہی قضاے کار صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے نورالدہر بن بدیع الزمان اسپ پریوش پر سوار چلے آتے ہین ہلڑ جو سنا سر اُٹھا کے بہ نگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہین نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بزدغا ہر کہ داند داند وہر کہ نہ داند بشناسد

	نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان	

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ
شاہزادہ نورالدہر کافرون پرآپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جاکے ایرج کی ہتھکڑی
کاٹی ایرج نے بیڑیان توڑین گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بلو
کردیا نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف یمیان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے
بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیرزادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر ہاتھ
نہ آٹھانا نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر گھر جاؤنگا تو
اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو شہرنگ عیار بھی ہمراہ ہے جب ایرج نوجوان
نے دیکھا کہ نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوئے نیکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے
قریب بلمان کے بھائی یمیان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا
انجام دیکھا جیتے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل
دیو کے جھومتا ہوا قریب یمیان کے آیا مگر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھالیا
زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوگئے چاہتا ہو کہ یمیان کی کشتی مچیے ہوا ایرج
نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیون بھائیون
مین تلوار چلنے لگی دو وار ضرب مین رد ہوئی تھین کہ یمیان نے یمیان شلنی کی کہا ای بلمان دیکھ
پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا یمیان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہا کہ
سر کاٹ لون بلمان نے آواز دی ای آقا سکندر داد و شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہے ایرج
نے جو بلمان کو اس حال مین دیکھا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب یمیان کے پہونچے
للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہے اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے
تو آ یمیان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب
وار خالی دیے تیغ کو اپنے جھکا یا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا تیغہ دو دمۂ سکندری دست
زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹکے جگر بھی

تلوار نے کام تمام اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی و زبردست اُسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاپور شیردل رکاب ظفر انتساب سے لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرادیا کبھی حقہ آتش بازی دا غا دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب ہیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوے کچھ بھاگ گئے بعضون نے جو نہ بھاگے تھے چادرین ہلا دین آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب ایچ نوجوان نے سبکو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانون کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار ہو گیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین دوسرے دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہے مبہوت تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہے باغ مین ہمراہ صبا سے سبک رو کے یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب انکا عیار عرض کرتا ہو کہ اے ملکہ عالم صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہو کے فرماتی ہین اے صبا سے سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکر جبر کرون میری تو یہ کیفیت ہے نظم

سکت کہان جو کرے تیرا ناتوان فریاد
اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد

یہ ہو یقین کہ جائیگی رائگان فریاد
مگر کرین گے کبھی بہر امتحان فریاد

گئین جو حسرت دیدار لیکے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد

فراق یار مین جو ہوسکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد

چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
کرین گے نشکل مزا میرا استخوان فریاد

تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو سیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد

ترے فراق مین اوبت کراہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد

اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد

گئین وہ عشق کے ہمراہ رنا تا ثیرین
سنیگا کون اثر بار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین تو صبا سے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برائے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہی ملکہ نے کہا بیٹا کسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین
ملاقات ہوگی سردربار مہبوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مارڈالا صبائے سبک رو
نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین مہبوت کے ہاتھ
سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مارڈالے ہونگے یہ کہکے
رات کو صبائے سبک رو نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدھر سے نسیم سباک رو آتا تھا
ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی میان
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرا گیا مگر اسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پوچھا
کہا کیون حضرت صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجھکو
شاہ نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتادیگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے
ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین تنگی ہی
اہل وعیال کا پیٹ ہی کہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا
ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہی مجھسے چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو
گرفتار کرکے لاوینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار
کررہا ہی آخر باپ بیٹون مین تیغ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جگہ
پر نسیم نے کہا ارے اسکی شکین تو باندہ لو صبا کے شباب رو نے یہ سنکر منھ پھیرا نسیم نے
حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین مارے صبائے شباب رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو
حباب مارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لاکے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا
لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بیٹا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون
دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین
جان بخشی کردونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبائے سبک رو اب
پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ
اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای باباجان مجھے
اُسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سباک رو تو خود عیار ہی مکار طرار فرار ہو قہقہہ

مار کے ہنسا کہا ای فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین یا مر تیرے وصلے نے کیونکر گوارا
کیا یہ کسی جلیل کا کام ہی صاف صاف بیان کر صبائے سُبک رو نے کہا بابا جان آپکے
سامنے میری کیا مجال ہی کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو باندھا ہی جب صبائے سبک رو
نہ قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلک گیا کہا ای باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہی
تو خنجر مار دے سر جدا ہوجائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہوگیا اب تو یہ کیفیت ہی کہ صبائے سُبک رو تڑپ رہا ہی اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبائے سُبک رو نے دیکھا پشت پے
فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب بادرفتار رفرف کردار پر نقد روح قاسم
ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوے چلے آتے ہین پہلوان مردم در
قواق پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پے
ہاتھ رکھے ہوے صبائے سُبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہوکر آواز دی شاپور نے
جو صبا کو پہچانا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ
یہ جبتک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک موے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر دہ
ہی کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر کڑکنے
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوگیا دل مین کہہ رہا ہی کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو
بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہی وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تنہ نخل کو توڑ کر شانۂ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
کہ او بیحیا میرے سامنے تو آ اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبائے سبک رو
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کمر تاکر ہاتھ پر نیمچہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع
لشکر ظفر اثر کے آکے پہونچے صبا سے سب حال دریافت کیا اُسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہی جس روز سے آپ نکل گئے یہ بیچاری میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس بیچارے نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر ملک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کرکے آئے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کرکے تمکو لین گے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین

گدائے حسن کو دینا اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجکو بھی صورت میرے یوسف کی
دوبارا جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

بظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین

سناتی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہی
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترکتازی کو
بگولا جب کبھی اٹھتا نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پر
صدائے حبذا قاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آئیگا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین

ستم کرنے مین اہل ظلم اورون کی حمایت پر
برون سے تیر کے ہی طاقت پرواز پیکان مین

طبیعت سے نہ جائے رند جو ہی جوہر ذاتی
مثال شیر خلقی ہی حرارت مرد میدان مین

صبا سے سبک رو نے عرض کی ای شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال
ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر چند کہ شاپور
نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیف
عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض
کرتا ہون کہ کس طرح ہوا ہاتھ لیکر سامنے مہبوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر
آیا ہے ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہے بلبان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کرکے لایا ہے عیار بھی اُسکا
اُسکے ہمراہ ہے مہبوت نے کہا قضا اُسکی دامنگیر ہے یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہے کل مین قلعہ سے لشکر
لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اُسکو تیر باران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو
خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اُسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے
ہوے آگے آگے پشت پر دونون عیار اُسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہے کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ
ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہے اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین سوچ کر
اُسنے سمجھا کہ یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے پٹ پر اپنے دروازے کے ہاتھ
رکھے ہوے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار
آپکا خبر معقول لیکر آویگا خالی نہ پلٹیگا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ
آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ
قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبا سے سبک رو ملکۂ عالم نام
ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار
یہ ایک مدت ہم پر کس مصیبت مین کٹی شبہاے تاریاب ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا
مگر جان بڑی سخت ہے ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مہبوت
قلعہ بند ہوگا تو سر سواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے
لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خواصون نے بھی آکے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے
باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو
پہلوے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

اُسکا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِس
جوان کے ٹکڑے کرین دونون کے دونون کیا گلے ملے ہوے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا
دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شبک رو دروازے پر حاضر ہے
محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا
اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا سے
شبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوے
آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہر چند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار
کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو چھوٹے
ہوے پہلوے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین ہر حکایت
و شکایت گلے ہوے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب
آتا یلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہے خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کے
کیسے قبضے مین اُسکو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر ماریے قلعے کا پھاٹک
بھی بند کرلیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سنکر مہوت تیغ زن نے حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکۂ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا
بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے
عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہو گئی مہوت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پہرے نہ رہین وہ بھی
تیار ہوکر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شبک رو کو یہ بڑی
فکر ہے کہ مین بستاپور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہے مین اُسکا
جب تک تن سے سر نہ جدا کرونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان
بصد شوکت و عظمت وشان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین
ہو رہی ہین دفعتہ بیٹھے بیٹھے صبا سے شباب رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت
دل گھبراتا ہے اے آقاے نامدار آپ نے بُرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر
ہو جاے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے یلمان مردم در کو خبر نہین ہے اب

پہر دو پہر یہان ضرور بیٹھیے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہین ہوگی اگر مناسب سمجھیے تو مین
آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دون کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم سبک رو خبر کر دے
اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا ای صبای سبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوا ہے
جرأت ہی وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہی مگر تم بچتے ہوے جانا
ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے باپ ہو کر تمھارا دشمن ہو رہا ہی شاپور شیر دل نے کہا آپ
بجا ارشاد فرماتے ہین صبای سبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتین کر کے شکل اصلی
باغ سے نکلا آدھ کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر سوار
نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہی لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہین صبا یہ دیکھ کے
پیچھے ہٹا سوچا کہ جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی مین جا کے
بلمان مردم در کو خبر کر دون کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ پر اگر جلے عنایت
خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی من ہین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
ہو جائینگے یہ دل سے باتین کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا پھاٹک پر قلعے کے آ کے
دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبای سبک رو دوسری طرف آیا ایک موری کی سلاخین
سو ہین سے کاٹین اسمین سے نکل کے بھاگا یہان بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے
ساتھیون سے کہتا ہی یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے مین گئے ہین ایسا نہو راہ مین روکے جائین اور
خدانخواستہ دشمنون مین گھر جائین مین تو عاشق جمال عدیم المثال ہون جس روز سے آقا نے مجکو نوکر
کیا مین یہی چاہتا ہون کہ لمحہ بھر انکے سامنے سے نہ ہٹون جمال اس شاہزادے کا دیکھا کرون میرا
دل اندر سے گھبرا رہا ہی ہرچند کہ آقاے نامدار ایسے نہین ہین کہ ہزار دو ہزار سے منہ پھیرین شیر
کے مانند گلۂ گوسپندان مین آ پڑتے ہین ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ مین لڑتے
ہین افسرون کو گھیر کر مار لیتے ہین مین نے انکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانون سے الگ دیکھا ہی
ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ مین ہم بالکل دخل نہین رکھتے ساتھ والے کہ رہے ہین کہ
یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہین اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب قیامت
طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صبا سبک رو
بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہے پکار کر آواز دی ای سپہ سالار آقاے نامدار باغ مین ملکہ کے
ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی
پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہوتے بلمان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا
کہا ای صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے پر وقت جانے
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کہنا اُنھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا
بارہ ہزار قزاق اسکے طلاے پر ساتھ موجود تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چلا صبا سبک رو
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہے بلمان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار
قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین
گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہین نام اپنے آقا کا سنا
اور آنکھین اپنی ملتے ہوے اُٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون کو
درست کر رہے ہین مہتابیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ زمین مین بھرا ہوا نیچے
اُنکے آگ روشن ہے کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہے
گولہ اندازون نے یہ سنکر توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے تئین معلوم کیا بڑھ بڑھ کے
کہا کہ بس دفعۃً توپین کوکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ
گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے اُنھون نے
پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو ہٹ جاؤ جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے
مار کر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا توپین
روکین کہ پہلوون سے گرد اڑی دیکھا بلمان گرز ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اُڑتے ہوے
اسقدر جلد آگے پہونچے کہ گولہ انداز فیر نہ کر سکے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اُڑا کر
خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالدیے گھوڑے اس پار آئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلمان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلمان چلا باقی ماندہ بیدل
جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے مین گھس آئے وہان ایرج نوجوان کو کنیزون نے خبر کر دی
کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہبوت تیغ زن چاہتا ہو اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیک کے
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئین چار سو کنیزین پشت پر مہبوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہو کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلدارون نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ
کیا کہ او مہبوت یہ کیا نامردی ہو کہ عورتون پر تو نے لشکر کشی کی ہو یہ کہکے پہلے تو بیلدارون کو قتل
کیا مہبوت تو بھاگ کر فوج مین آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہو سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیر دل نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہین کہ اے یار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہو مین جا کر مہبوت مردود کو مارتا ہون شاپور کب مانتا ہو ایک جست چالاک
جنگ مین بیباک ہو چند حقے آتشبازی کے مارکے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے
گرے شاپور پشتی بانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہو افسرون کو تاک تاک کے مار گرا دیا انکے مرکب کے سم پامال شدہ پڑا ہو ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہو مہبوت نے پکار کر آواز دی اے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہو
سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے پہنچکے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمایئے ملکہ عالم مع کنیزان
باغ سے نکل آئی ہین تیر و کمان لیے لبس کھڑی ہین پہلے انکو گرفتار کیجیے مہبوت گینڈا بڑھا کر
اس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہین انکے جو دیکھا کہ بابا جان ادھر آنے کا ارادہ
رکھتے ہین کنیزون کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو کنیز
جو ایکسر تیر چلے چار سو کافر گھوڑون سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوئے مہبوت نے گینڈا آگے بڑھایا
دور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آکے سبکو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئین اور تجکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ تجکو میرا خوف نہین ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آیئے ورنہ میرے ہاتھ سے

قتل ہو جیے گا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا اب تو بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یار و پہلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکہ ملکہ پر بلوہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف رخ ہے گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں ای معبود ای موجود وقت مدد ہے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے **نظم**

می طپد در سوزِ عشقت سینۂ سوزانِ ما — در غمِ ہجرِ تو گرید دیدۂ گریانِ ما
کن نظر یارب بحالِ بے سر و سامانِ ما — گوش فرما بر صدائے نالہ و افغانِ ما
وقتِ تنہائی توئی یار از ہمہ یارانِ ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگارانِ ما
اشرف المخلوق کردی شکلِ انسان ساختی — در گروہِ بندگانِ خود فزودی شانِ ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان — از فلک کردی بلند اندر زمین ایوانِ ما
جیبِ ما از دولتِ علم و ہنر پر ساختی — بستۂ نقدِ زرِ گوہر تو در دامانِ ما
شستہ گردد گر بآبِ دیدہ ہا نیست دول — نامۂ اعمالِ ما و دفترِ عصیانِ ما
حمدِ حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم — دفترِ توحید ہست اندر سخن دیوانِ ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہے بسبب تیر اندازی کے جو نامرد قریب نہیں پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو تم ہمسے آ کے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مبہوت نے پلٹن کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو ارے تیر و نیزون سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیرون کو قلم کر رہے ہین وہ سمجھا چاہتے ہین کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لین اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہو گا آخر کار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخمون مین چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوئے شمشیر زنی پیدل ہو کے کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو جو سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہین ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے کہا اسوقت دوسو پیک بچے ساتھ ہین مبہوت نے آگے بڑھکر کمندین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دوسو پیک بچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیرے ہوے ہین نسیم شبک رو چاہتا ہی یہ ہٹین تو مین کمندین مار کر پکڑلون ایرج نے جو کمند اندازون کو دیکھکر پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہوکے پکار اُٹھے ای خداوند لیل و نہار مجکو بچالے

نظم

برخطاکاران براہ لطف فرمودی عطا — بے نوایان را بفضل خویش بخشیدی نوا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا — گمرہان را راہ الفت را تو گردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیاگر ساختی — مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق میدارد بہ حکمت گردن اخلاص خم — ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون بردہ از تعمیل فرمانت قدم — کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
ساختی شاہ و گدا امیر و پیمبر ساختی — جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ نو کردی عطا اندر چمن گلزار را — سبزۂ سرسبز کردی تیر نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را — نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی — زود باغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہوکر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آگے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا نے سب روسے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ ین اشقر کو لیے کھڑا ہی صبا نے اسکو تیغ مارا زنگی کا سر ہٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم در بھی گرد پھر پھر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جالگی پشت پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجکو قریب مبہوت کے پہونچا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دولتی ماردی ایک سوار مرگرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دو چار پامال ہوے بلمان مرحوم ورنے بارہ ہزار قزاقون سے پرے کے
پرے درہم وبرہم کردیے لاشون سے میدان بھردیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا پہانک کر ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے
پہونچے بلمان نے عرض کی اے آقاے نامدار ذرا تامل فرمایئے مین اس مغرور کی گردن پکڑ کے
لاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان
نے کلائی پکڑلی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج
کے لایا مبہوت پکار اٹھا اے شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اسنے عرض
کی غلام مسلمان ہوتا ہے کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر رومال
اپنے ہاتھون مین باندھکر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہے اے آقا یہ ابھی
مسلمان ہوا ہے آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال
ہے قلب پر ہجوم غم وملال ہے شاپور شیر دل قریب تھا اسنے عرض کی اے بلمان مقام انتشار
نہین ہے یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہے تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہے
پیشانی اسکی منور ہے مبہوت نے وزرا سے صلاح کرکے ترنج خوشبوی نسبت ملکہ کا سینے پر
ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی لگاوٹ کی
مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
ایسا خوش ہے مجکو لائق سم نوجوان کا سمدھی کہلاونگا ایرج نے کہا اے مبہوت ہمکو
جلدی ہے کہ اپنے کو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی بامین پر اسی قلعے کے
صحراے نرگستان ہے اسی جنگل کو طے کرکے قریب کوہ زنگار رنگ کے پہونچیے گا وہان سے
سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہے ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
بلا تکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آے
ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا اے ملکہ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئین کہا ای شہریار آپکی جدائی مین کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانۂ فراق مین راتین ہجر کی کیونکر کاٹونگی میرے دل کی عجب کیفیت ہی نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا — آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا
دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے — مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا
کیونکر وہان یار سے تشبیہ دوں اُسے — غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہی خار کا
یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہین — اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا
بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا — کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا
بدمست یار سے یہان مین جو ہو گیا — آنکھوں نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا
دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر — تلووں مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا
اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی — گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہی خار کا
اب اُسکے آستان سے چھٹتے مین بچھا یار — ای رند جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا ای ملکۂ عالم ملیٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ کی ہوگی تمسے عقد کر لینگے تب لشکر مین جائینگے ہمارے بعد اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار مین بسر کرنا غم و الم کا دلپر ہجوم نہ ہو دشمنون کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جانتک ہو سکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمھاری جدائی شاق ہی مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہی کہ ہمکو انتہا کا پس و پیش ہی یہ کہکے باہر نکلے مہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہ سالاری مقرر کرین لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہین کی ہی امیدوار ہی کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی مین حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کرکے طرف صحراے نرگستان کے آئے اُترے شاپور شیردل ساتھ ہی اُسنے عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کرون ایک ہفتہ اسی صحرا مین مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہان سے کوچ فرمائیگا ایرج نوجوان نے کہا ای شاپور شیردل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحراے نرگس مین فروکش ہوتے ہین وقت پر اُنکا حال تحریر ہوگا

وو کلمۂ داستان شور نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعۂ قراطاق پر اور مقابلہ پہلوانون سے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
چاہتا ہون کہ نشہ مین ہون
جھوم کر آج ابر آیا ہے
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
پہلے دور شراب ناب مین
نقش پا ہو ترا مرا سر تاج
حالت ابر ہی فرح افزا
ابھی میخانے مین ہی مے باقی
ساقی ما ہوش بھی آئیگا
ہو وے تحریر بر سر میدان

رگ و ریشے مین ہو شراب آمیز
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
میکشون کو مزا دکھایا ہے
جمع میخوار ہوگئے آکر
اسقدر ہم نہ پیچ و تاب سہین
ساقیا ہمیہ تیرا احسان ہی
لطف محفل ہی جبہ جان افزا
آج ہو میکدے مین لطف خمر
میکشی کا مزا آٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
ساقیا اسمین ہی بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو جگر
چہچہے قہقہے اڑا مین آج
رنگ محفل ہی کوے جانان ہی
میرے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہو دل بیتاب
ای قمر داستان شیرین زبان

جمرہ حاکمان محکمۂ جراءت و جلالت دیدہ تازان میدان شوکت وسطوت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین۔ شعر تصنیف مصنف
راقمان سوانح بیجا + می نویسند دیدہ بینا + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ والا شان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوے شبرنگ بن عمرو ساتھ ہی ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون ای شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار صحرا خس و خار مین پھر رہے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوئی شبرنگ کہتا ہی ای شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر ملیگا گھبرائیے نہین وقت پر موقوف ہی اسی مقام پر ٹھہرے رہیے جگہ بھی فضا کی ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر گردن مین ڈالکر اڑگیا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا اے قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہے اُسکو مع اُٹھالا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جاینگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا بہت بڑا رنج اُٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبوں کی جانب دیکھا
جہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اُٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جاکے سر لائے یا
زندہ گرفتار کر لائے میں اُڑتی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نخل کے سائے میں ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل میں آیا کہ اُٹھا لاؤں پھر خیال میں گذرا کہ شاید مسلمان ہو انکا ستانا
اچھا نہیں اب حکم خدا وندا یا میں ابھی جاکے لاتی ہوں یہ کہکے جہلیل اُڑی آسمان پر جاکے
ٹھہرائی نور الدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتیں کر رہا ہے
تڑپ کے گری نور الدہر کو اُٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق
کے سامنے لاکے نور الدہر کو جہلیل جادو نے بیہوش کیا قراطاق نے سحر کیا کہ پاؤں نور الدہر
کے زمین نے تھام لیے جہلیل جادو نے اپنا سحر اُتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلاد دوں
بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نور الدہر پہ آیا
کوئے کا خط گردن پر دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ رہے ہیں کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اسنے
نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس و ناکس
افسوس کر رہا ہے جلاد مشغول نگار ہے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان حیران ہیں
اور چار جانب سے دیکھ رہے ہیں چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دوں جلاد خنجر مارے کہ اس
جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پر لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اسنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہیں قراطاق نے کہا نہیں معلوم کس کام میں تھیں آج کئی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو
انتظار کرتے ہیں اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہیں آج آئیں تو سہی میں بڑی شکایت کرونگا
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اُتریں قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آ کے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار میں یہ کیسا ہنگامہ ہی قراطاق نے کہا یہ نبیرۂ امیر حمزہ
صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہی سیماب سحر طراز
نے جواب دیا سامنے سے ہٹجاؤ ذرا ہم تو دیکھیں کہ کون جوان ہی اگر گنجاب کا نواسہ ہی تو
گوہر ملک کا بیٹا ہی میں ایک زمانے میں ہر لے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرأت کرتی تھیں کہ نہایت کمسنی میں اس جوان نے جاکے طلسم گوہر بار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز
کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نورالدہر پر پڑی نورالدہر نے یہ نگاہ یاس ملکہ سیماب
سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہیں جو اٹھائیں تیر مژگان سینۂ سیماب
پر پڑے سیماب بیقرار ہوگئی کہا کیوں اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو
قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اسمیں کیا دخل ہی قدرت
نے فرمان بھیجا ہی سیماب سحر طراز نے کہا میں تو اسکو نہ قتل ہونے دونگی قدرت نے
بہت خلاف فرمان لکھا ہی خطاوار کو قتل کرتے ہیں یا بیخطا کو قتل کرتے ہیں کون یہاں
اسکو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرأت
اور ہمت کی تعریفیں کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیوں بیہودہ بکتی ہی میں اسکو قتل
نہ ہونے دونگی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے
مہلیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اڑ گیا پکار کر آواز دی کیوں اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا خیال ہوا اپنے مقام سے اٹھو قراطاق نے جھلا کے کہا اے
سیماب کیا جری شاشین آئی ہیں جو تو نے مہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی
ہو قدرت تجکو سنگ سیاہ کر دینگے سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو تجکو غصہ آجائے
مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہی قراطاق نے کہا تجھ دیوانی ہوئی ہی کیا دھگڑا بنائیگی
سیکڑوں جادوگرنیاں اسی جوش عشق میں ان جوانوں کے پیچھے تباہ اور برباد ہوئیں
اب فی الحال میں اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے بتاکید لکھا ہی

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا مین جو لعین کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہوئن سیماب
سحر طراز اپنے مقام سے اُٹھی قراطاق جادو نے گولہ اُٹھایا کہا ای سیماب ماردون گولہ
کہ تیرا سر پھٹ جاے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اُڑ گیا اب تو
قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی میرا
ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا ای قراطاق
تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام
خدائی کرتی تھی مردون کو باتین کرانا درختون سے آواز دینا طائرون سے ملجانا کہ جو اسکی
خدائی رونق ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ
کر سکتا ہی چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب
سحر طراز جب ہنستی ہے گوہر دندان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہی کہ جس سے دس بیس کے
سر اُڑ جاتے ہین ساحر ابتر جلوہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہی کبھی لڑتی
ہوئی سامنے نور الدہر کے آتی ہی اشارہ ہی کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے واسطے
مصیبتین اُٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھسے اور قراطاق سے
ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی اب گرد نور الدہر کے سیماب نے ایک لکیر
کھینچ دی ہی گویا حصار کیا ہی کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہی کہ ارے
یارو اس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نور الدہر کے جانے کا ارادہ
رکھتا ہی لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا پاؤن ٹوٹا ہر نوع بیکار ہوا
جنگ عظیم ہو رہی ہی مراد سیماب کی یہ ہی کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہزادے کے ساتھ
عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہی عشق تک اس حسین جوان
کے چرچے ہی ہرچند کہ اسپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے اسپر قبضہ کیے
نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب
نور الدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا جو جلا دگیا خود بخود سر اُسکا کٹ کے گر پڑا غصہ مین
قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اُٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او گنہگار دریدہ دہن گرگٹے کو اسپ پہ دیکھکر

ایسا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوئے اب مین تیرے جھونٹے پکڑ کے ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہی جو عنایت سامری وجمشید شریک ہو یہ سحر آنکھین کا بنایا ہوا ہی ہفت پیکر کی خدائی مین تاثیر نہ رہی اسکا زوال اب قریب ہی یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اوسنے ہنس ہنس کران سحرون کو دفع کیا کہ رہی ہی کا و دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا آئی ہی دیکھ کہتی ہون کہ جان بچاکر بھاگ جا لیکن قراطاق نے دمامہ تیغ خون آلود کا ہاتھ مارا سیماب نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چمک کر گری قراطاق کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے اسکے اندھیرا ہوگیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہی جب جھونکا ہوا کا جاتا ہی روشنی گل ہو جاتی ہی سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نور الدہر کو بغل مین اٹھالون لیکن بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو بود تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ ای ملکہ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت مین حاضر ہوئے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اٹھا کے دیکھا تو شاہزادہ نور الدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر غصہ کیا کہ جسنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکہ عالم ہمتو جنگ مین مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کرتی ہون جہان نور الدہر بیٹھے تھے اس مقام پہ آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اسنے وہ دانے اٹھا لیے کہا صاحبو تم سب سمجھا ہو کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اٹھا کر لیگیا یہ کہکے ان دانون کو زمین پر رکھا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہی صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے مثل انسان کے آواز دی گوہر جادو مالک قلعہ مرواریدنگار اڑی ہوئی آسمان پہ جاتی تھی اسنے جو نور الدہر کو دیکھا عاشق ہوکر اٹھا لیگئی یہ سنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی کہا ابھی جاکر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہی میرا تو اب یہ عالم ہی کہ جینا مجکو دشوار ہی یا دمیدل ابابی قلب کو اضطراب ہی نظم

دی جان محبت مین کسی غنچہ چمن کی — سونگھینگے ملک آنکے بو میرے کفن کی
سُن آئے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی — سیٹی ہی جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی
خط نکلے پہ بوسہ رخ پُر نور کا پایا — خیرات برہمن کو ملی چاند گہن کی
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا — پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کر گئی — ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی
اُس کاکل مشکین کا جو سلجھاے کوئی تار — تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی
حسرت لیے جاتے ہین ہم ای مرگ غریبی — مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی
وان غیر کے گھر جانے کو بدلی گئی پوشاک — تدبیر ہی یان اپنے لیے غسل وکفن کی
اعجاز نما ہو لب عیسے کی طرح سے — کیا بات ہی کیا بات ہی اُس گل سے دہن کی
خود الفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پابند — زنجیر عبث پانوُن مین ڈالی گئی رسن کی
یاد آگئین اگلی وہ غزلخوانیان ای بند — صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

سب سمجھانے لگے گوہر جادو کا حال یہ کہ وہ جو برائے سیر و شکار نکلی کہین اتفاق سے گذرا اسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اُسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی دیر تک ہاتھ ملکے روئی کہتی ہی کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوئے مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دفعتاً سناٹے کی آواز کان مین آئی جھانککے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑاپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہی اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین وجمیل خاموش بیٹھا ہی نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی گوہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہوگئی سحر کرکے تڑپ کے گری کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی رہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش خوش ہوکے کہ رہی ہی ای گوہر کیا معشوق خوشخو خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرحدار کسے ملتے ہین + دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے

اشارے کرتی ہو نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت محفل عاشقان ای رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہو تو ساحروں مین گھرا ہوا تھا مین تیری جان بخشی کرکے اُٹھا لائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند عزیز میرے سرکار خداوندی مین بر سر عہدہ ہائے بزرگ ہین تجکو خداوند کی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کرینگے عہدہ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نورالدہر نے کہا ای گوہر جادو نام میرا نورالدہر بدیع الزمان ہی ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلے ہین اُس ملعون سے ملاقات کرکے ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہین میرا ہمچشم ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہی دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران لشکر گران لیے ہوئے ایک مقام پر فروکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست کھاکر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہین اُنپر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہے انشاء اللہ اُن پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سُنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرہ زیبا پر نظر کرکے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین تمھارا ساتھ دونگی اطاعتِ دین اسلام بدل قبول کرتی ہون یہ سُنکر نورالدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا ای گوہر جادو نہ گھبرا مین جو جو ملک فتح کرونگا اُن سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سحر اُتارا نورالدہر کو پہلو مین اپنے جگہ دی کنیزین گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو پکڑ پہلو مین بیٹھی ہی مین نے اسکے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت کرتا تھا گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصے مین بکتی ہوئی آتی ہی نورالدہر نے للکارا کہ او قحبہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہان ای گوہر اسکو مارلے سیماب نے دیکھکر آواز دی جیسا سحر تم گوہر کرتی ہن ویسا سحر میری لونڈیون کو یاد ہو گوہر نے اُٹھکر گولہ سیماب پر مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹ کر گرے سیکڑون کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نورالدہر جو تلوار لیکر اُٹھے سیماب نے بیقرار ہوکر سر جھکا دیا کہا ای جوان سر کاٹ لے یار تو میری گردن سے اتر جائے مین دل و جان سے تجھپر جان دیتی ہون

نورالدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا اے سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر لیں
سیماب دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہتی تھی اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان مین نے
سامری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون
نورالدہر نے سر سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوایا اب بیچ مین مسند پر تکلف
پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھین کنیزین سامنے
دست بستہ حاضر مین گوہر جادو نے اشارہ کیا گلرویان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے
رکھین جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش مین نورالدہر بیٹھے ہین گوہر و سیماب
ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہین رشک و حسد کا نام نہین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر کا گرا
برقین چمک کر زمین پر گرین گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھین اور پکار کر آواز
دی کہ یہ کون صاحب ہین جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہین اور اپنی
بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہین یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ
تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دھرے جواہر مین غوطہ مارے بیٹھا ہے
گرد تخت کے کچھ جادوگرنیان ہین اور کچھ جادوگر ہین کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر مین جگہ دی ہے
شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اڑا دون نام و نشان تم دونون کا مٹا دون سیماب نے گولہ مارا گولہ
الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدلے
ابرو جوڑے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ ہر دو ست
قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دون ناگاہ کان مین نوبت و نقارے کی آوازین آنے لگین
نقابدار زرین پوش بعد جوش و خروش تخت اڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا
ایک ابر لہرا رہا ہے اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہے سحر کرون اور نورالدہر سامنے
سینہ سپر کیے کھڑے ہین نقابدار سے عیار نے عرض کی اے شہریار یہ ساحر اب نورالدہر
کو مارا چاہتا ہے اتنا بڑا ساحر ہے کہ ایک اشارے مین دونون جادوگرنیون کو زخمی کیا
نقابدار نے زمین سے نعرہ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکا یک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید
پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے
کرتا تھا جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہیں تو اسکے سامنے
نہیں جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب بے ند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادوں کے کٹ کر زمین پر گرے اوٹھے جلنے لگے
نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامردان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا
ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہوے چاہتا ہی کہ نقابدار کو اپنے سحر میں پھنساؤں مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر
سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا کھچاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغۂ برق زا بلند ہوکر
وست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپرین آہنی لہرائے لیکن
چند زاغ وزغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ وزغن کے سر قلم ہوے
سپروں کے پرکالے اڑگئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ
زغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا
اب دیو منھ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور پھانک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز
دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دوں گا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہیں
کچھ بندے پیدا ہوے ہیں کہ انکی مشکلیں آسان کرتا ہیں یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے
اڑایا ہر چند دیوزادوں نے چاہا روکیں لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا
نور الدہر نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جد عالی تبار کے
صاحب اسم اعظم ہیں کیسا ساحر زبردست جسنے محاوزال کے قلعہ گھیرنے کا ارادہ کیا اسکو
بھگا دیا گئے کے کچھ دن پڑا زاغ وزغن سے سر کٹوائے مگر اسکو بچایا یہ سب اسکے مرتبے
[illegible] کر اعمار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا دیکھ شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

میسر اگذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کر لیجاتا نورالدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مددگار
جادوگرنیان اسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح
کا اختیار ہی نقابدار نورالدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمہارے
ہمچشم ایرج نوجوان صحرائے زنگستان مین فروکش ہین نقابدار تو روانہ ہوگیا
نورالدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے ایک ہفت پیکر
جو بیٹھا تو اسنے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے مین بلے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج
و نورالدہر اس راستے سے آنے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر تصویر سنگی مین
داخل ہوا وہا نکا تاجدار بو قلمون جادو تصویر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج قدرت
کیون خاموش ہین مرادمند جمع ہین زیر کوہ سبکا جماؤ ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا تصویر
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہی جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج
و نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوے فتح کرتے ہوے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آگئے نورالدہر کی
گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت وضیافت کے سامان ہو رہے ہین
نورالدہر گوہر جادو وسیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی صحبت عیش ونشاط گرم ہی
تجکو لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جاکے سبکو گرفتار کر لائے بو قلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ
کوئی سر فروش حاضر ہی بر سر قلعۂ مروارید نگار جاے اور دشمنون کو گرفتار کر لاے
گوہر جادو کی آبرو مٹالے سامنے ایک نخل چنار تھا بیچ اُسکی شق ہوئی ایک ساحر بصورت
عجیب وبشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جاکر تباہ کرون
اور جو جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجالاؤن تصویر نے آواز دی ای مہیب جادو نورالدہر
و گوہر جادو وغیرہ کو اٹھالاؤ یہ سُنکر وہ ساحر اُڑا اُسوقت آکے پہونچا کہ نورالدہر کھوٹے
ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہی کہ رہی ہی کہ ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑ دیجے
ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نورالدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل
ہوگی پروردگار عالم دفع فرمائیگا ہمارا تکیہ اُسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کر مہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین نورالدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کرکے لے اڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہو پرواز پیدا کرکے اڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہو مگر گولہ اسکا مہیب جادو تک نہین پہونچتا راستے ہی مین پھٹکر گر پڑتا ہو مہیب جادو بلند ہوگیا سیماب تعاقب کے پلٹی مگر کنیزون کو رو رو کہا کہ تلافی تو کرو نورالدہر کو یہ ظالم کہان لے کے چلا گیا کنیزین علم پلتے ہی برائے تلاش روانہ ہوگئین صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہین مگر مہیب جادو اڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ ایک آواز کان مین آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہو۔ غزل

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
یہ جو رگھات مین تھا کب سے مال لینے کو

ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین فرشتہ جنت جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستون مین اک ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دست و دامن مین
خدا نے آنکھین نہ دی ہین یکھ بھال لینے کو

کھلا یہ غمکدہ دہر مین ہو پہونچکر حال
عدم سے آئے ہین رنج و ملال لینے کو

سفیر تونے تو کی گفتگو نہ یار سے ہو
مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمھارا خیال لینے کو

کھلیگی قیمت حسن و جمال ای یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو

شب فراق کے صدمون سے یار مر مر کے
جیا ہون لذت روز وصال لینے کو

بس از فنا نہ پھرون چاک کیطرح ای چرخ
نہ آئے گور تجین مٹی کلال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچائے انکے رند
بلا ہین زلف و رخ و خط و خال لینے کو

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سنی بیتاب ہوگیا اسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سایے مین ایک جہنت بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہو بالون کی لٹین زمین پر پڑی ہین سامنے دھونی لگی ہے دھوان اسمین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہو مہیب جادو نے اس پہاڑ پر اترکے ایک طرف نورالدہر و گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونون پڑے ہین مہیب ٹہلتا ہوا

سامنے جہنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب جہنت نے یہ دیا کہ او ہیجا تو کون ہی جو یہان بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ ساحری دجمشید ہی خداوند ہفت پیکر بھی کبھی اسطرف چلے آتے ہین پہاڑ سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹہ مار دونگا کہ تیرا سر پھٹ جائیگا صہیب نے کہا مین آپکی زیارت کو آیا ہون گانے کا مشتاق ہون جہنت نے پوچھا تو کون ہی کہان سے آتا ہی اور کہان جاتا ہی مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا صہیب نے کہا مین خدمتگار خداوند ہفت پیکر ہون برلے گرفتاری نور الدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کر لایا ایک نخل کے نیچے اُسکو ڈالدیا ہی مثل مردے کے پڑا ہی مین آپکی زیارت کے لیے آیا ہون مجھکو بیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر برسر کوہ بوقلمون جشن کر رہے ہین جہنت نے کہا دامن قدرت دراز ہی بیٹھ جاؤ تو مین تمھین گانا سناؤن صہیب بیٹھا جہنت نے بھیرئی کو نکالا چند اشعار پر بہار گانا شروع کیے۔ نظم

خونفشان آنکھیں ہین لڑکر چشم شوخ یار سے — دل تہ و بالا ہی اُسکی نازکی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہین باتین دل بیمار سے — وہ کبھی رات آئیگی خوش ہونگے وصل یار سے
کیا قیامت ہی کہ تم ہنگامۂ محشر سے قبل — حشر کے سامان دکھلاتے ہو جس رفتار سے
ڈالکر بانہین گلے مین میرے لیٹے تو سہی — آج وہ باتین کرون مین اُس بت عیار سے
دے بھی اک بوسہ کوئی ظالم یہ ہٹ اچھی نہین — دل نہ قابو مین رہیگا اس ترے انکار سے
شیخ جی یہ آپکا عمامہ کھڑا اُچھلیگا خوب — سابقہ پڑ جائیگا جسدن کسی میخوار سے
لیجے کیونکر وصل کی شب کچھ گلے شکوے کرو — منفعل اپنی نگاہین ہین عتاب یار سے
اُٹھکے وہ پہلو سے میرے جسگھڑی جانے لگے — حشر کے سامان عیان ہونے لگے رفتار سے
ہٹ بھی اے ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر — شیشہ و ساغر نہ چھوٹینگے لب میخوار سے
قاتل نادان اسے تیغ ادا سے ذبح کر — سخت جان کا حلق کٹنے کا نہین تلوار سے
جیسے اک پردہ نشین سے لڑگئی آنکھ ای خیال — شرم اُٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ ننگ و عار سے

صہیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو جہنت کی زبانی سُنا مست ہو کر جھومنے لگا جہنت نے گاتے گاتے اپنی دھونی کو جو کُریدا دھوان اور زیادہ نکلا صہیب کے دماغ مین خوشبو آئی ناک

بچھاکر سو نگھنے لگا گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانون کانپے لڑکھڑا کے گرا اسکے گرتے ہی مہنت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو لباب کر جایا خنجر ماروں کا ایک پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا حبیب کو اُٹھا لیا شبرنگ نے آکر نور الدہر کو جگایا پیلے گوہر اُٹھی پوچھا ارے تو کون ہی شبرنگ نے کہا میں اس شہریار کا عیار ہون حبیب کو بیہوش کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو گوہر جادو نے منتر پڑھکر سحر کیا نورالدہر کے منھ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہونچے نورالدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پرواز پیدا کرکے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کرکے آتے ہیں اسپ پریوش ہمارا صحرا میں چرا کر رہا ہی اُسپر سوار ہوکے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب ہمارا کس حال میں چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی میں نے مرکب کو دشت میں یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار میں تیرے آقا کی تلاش میں جاتا ہون کسی کے قبضہ میں نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پر پرواز پیدا کرکے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر شبرنگ تلاش میں مرکب کی روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہاں شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہی غور کر رہے ہیں نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ میں کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہی ہزار دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوئے ہیں ایک تاجدار تاج پہنے ہوئے سامنے میرے مرکب کے کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ادے رستان ذرا اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اصیل آنکھیں نکالے ہوئے بیچ میں کھڑا ہی کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہی یارو کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوئے ہو اور یہ ہاتھ نہیں آتا ہی کئی سو جوان مار چکا ہی جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اُسکو دولت دنیا سے مالا مال کر دونگا شبرنگ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر باندھی ہوئی کوڑا ہاتھ میں لیے ہوئے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازمون سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اس جوالی کا بادشاہ ہی مرکب کی خبر سُنکر آیا ہی مرکب کو آکر گھیرا ہی رات بھر میں کئی کئی چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا وصلہ نہین پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوے کھڑے
ہین شبرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کرین تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ
نے جیب مین ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو نقد دیتا ہون اور اپنے
اصطبل کا داروغہ کرونگا شبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھین نکالین کنوتیان
بلند کین مرکب کا شبرنگ نے زبان چینی مین کہا کہ اے مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقام پر ہی
تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈال کے
رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے شبرنگ جست کر کے سوار ہوا مرکب کو
پھیرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہی دیکھو کس طور سے
مرکب کو تسخیر کیا ہی اب شبرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شبرنگ نے پکار کر آواز دی اے
شہریار آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب نور الدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کودا
نور الدہر سوار ہوے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کر کے مصروف جنگ ہوے مقیم
تاجدار نے آواز دی یارو یہ نبیرۂ حمزہ ہی اسی کے مقدمے مین قدرت فرما گئے تھے یہ
سنکر سب کا فوج نے نبوہ کیا مقیم پکار رہا ہی یارو اسی کی قدرت شکایت کرنے تھے شاہزادہ
نور الدہر لڑتے بڑھتے قریب مقیم تاجدار کے پہنچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار لکھ ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے
ہوے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ بڑھ کے شاہزادہ
نور الدہر نے تلوار کھینچ لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا قیام نے امان مانگی نور الدہر نے
سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدمون پر گرا شاہزادہ
نور الدہر نے ملکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دار الامارہ شاہی مین آیا عرض کی
تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نور الدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج و تخت
کی ہمکو ممانعت ہی یہ فرما کر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے صحبت جمی دور
شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت
شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب وچماق ہاتھ مین لیے ہوے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان سحر چاک ہو چکا ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا عرض کی اے شہریار کاوس
بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نورالدہر نے اسی وقت حکم دیا
لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر
ہین کہ گردین اُڑ رہی ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے
چوب پڑی نورالدہر نے دیکھا کہ کاوس بیشہ نشین ساٹھ آرنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز
گران کاندھے پر اس دھج سے اکڑا اترابل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نورالدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا
کہتا ہی ایسے ایسے لڑکے مین نے بہت سے قتل کیے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
نورالدہر کو خبر دی نورالدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہان بھی نقارۂ رزمی گرگرایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ
زرین پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفین لشکرون کی جمنے لگین میمنہ میسرہ درست ہوے
کاوس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہان ہی میدان
مین آوے تو حال معلوم ہو نورالدہر نے اسپ خوشخرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہی کہ اے شہریار
اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے مین یہ رہتا ہی صدہا شیر اُسمین تھے جب سوار ہوکے نکلتا تھا
دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چندے مین سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پر یہ گیا فتح کرکے آیا مین کیونکر
گوارا کرون کہ حضور اس سے مقابلہ کرین نورالدہر نے کہا کہ اے قیام کاوس کے قد و قامت پہ نہ جاؤ
دیکھنا کیا ہوتا ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسپ برپوش عنان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہین سامنے آکر
کاوس کے پہونچے آپس مین تگا و رزن ہوے چند قدم گھوڑا نورالدہر کا لنگا ور سے ہٹا
کاوس نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران
ہین کہ نورالدہر سے نیزہ چل رہا ہی ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اُڑایا کاوس کے ہاتھ سے
نیزہ نکل گیا کاوس نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور وہ اسی سے گرز گران سنگ اُٹھایا پکار کر
آواز دی کہ یہ حربہ میرا طمانچہ ملک الموت کا ہی گرد سر کے چرخ دیکر دو دستی گرز کاوس نے
مارا نورالدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پہونچی ہوئی کاوس نے
آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیان سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شبرنگ بن عمرو

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لختے خون کے منھ
سے گر رہا ہی دونون گھٹنے نورالدہر کے زمین سے آشنا ہین شہرنگ نے پانی کے چھینٹے مارے
تب نورالدہر پشت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اُس گرد
سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نورالدہر نے دونون ہاتھ آگے کردیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین
لپیٹا نورالدہر نے بقوت صاحبقرانی جھونڈا ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک
ہلہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زرخر سے کھینچ لی ہاتھی نے چیخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس
نورالدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا
لے دوڑا ون نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نورالدہر کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ
کر نکل جاتے ہین اور جہان نورالدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہین دو چار گھستے ایسے دیتے ہین کہ
ملنے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین ذرہ پارہ پارہ ہوگیا الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ آج
کاؤس کو کیا ہوگیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب برنگ
زرد لرزان و ترسان مغرب مین جاکر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت
وسیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای جوان
کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے
ہی اب جاکر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نورالدہر نے فرمایا ای برادر آرام کیسا
ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب
کو مقابلہ نہین کرتا نورالدہر نے پھر ہاتھ پکڑ لیا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو مقابلہ
نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نورالدہر بھی واپس ہوے قیام تاجدار نے آکے شاہزادے
کی قدمبوسی کی کہتا تھا ای شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلے سے نجات
پائی نورالدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اُسکو زیر کرتا مگر انشاء اللہ
کل دن بھر نہ گذرے گا شاپور نے عرض کی ای آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی۔

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نورالدہر کہتے ہین اُسکو اپنے قدوقامت
کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرما کے داخل بارگاہ ہوئے مگر کاؤس جو لشکر مین آیا سیدھا
اپنی بارگاہ مین گیا اکیلا جا کے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہین کہ عیار اُسکا طاؤس سبک رو
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سردارون نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین کسی کے آنے کا حکم نہین
طاؤس نے آواز دی ای پہلوان دوران مین حاضر ہون کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا
کہ کاؤس آنکھون مین اپنی آنسو بھرے ہوئے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا ای آقاے
نامدار کیا ملال ہی کیا خیال ہی کاؤس نے کہا ای یار وفادار و ای عیار طرار مجھپر عجب صدمۂ عظیم گزرا
اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ
کردیا کل فن مین مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کرلیتا مین نے اپنی جان بچائی
اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہین بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین چرالاؤن قید کرکے قتل
کیجیے اسکے لشکر مین کوئی اس لائق نہین ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہوگیا کہا
ای یار وفادار اگر تو اسکو چرا لاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جائے طبل جنگی لشکر مین
بجواوے اور تو جاکر عیاری کر طاؤس نے اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بانہاے عیاری
لگا کر طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شبرنگ نے آکر خبر دی
کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے پکار کر شبرنگ سے کہا ای یار وفادار ہمارے یہان
بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے وکاتب قسمت نے صفحۂ
پیشانی پر ترقیم کیا ہو وہی پیش آنی ہی بےفائدہ حیرانی ہی طبل جنگی بجوا کر نورالدہر اُٹھے خاصہ
نوش کرکے آرام فرمایا شبرنگ طلاے پر انتظام کرتا پھرتا ہی مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ
نورالدہر پر پہونچا آکر اُسنے سراچہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مثل عروس تب اول آراستہ
ہی شمع ہاے مومی وکافوری روشن شاہزادہ چھپرکھٹ پر آرام کررہا ہی طاؤس اندر بارگاہ کے
آیا جادرہ کمر سے کھولا ایک سرا پاؤن سے دبایا اور ایک سرا ہاتھ سے تھاما جادرے کو حرکت
دیکر شمع ہاے مومی وکافوری لہرا کر گل ہوئین ایک شمع روشن رکھی چھپرکھٹ کے قریب
پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دوشالہ ہٹایا لخلخے مین دارو بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے

لگا دی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سپید کاٹ کے
اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہ زادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر مہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا ساتھیون سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہوگیا ہی طاؤس سا کب رو؟ سکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکا مین اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلاے پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اُٹھا کے
اندر گیا روشنی گل جھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو سینے
میدان بکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ لیے جاتا ہے
بیقرار ہوا دوڑکر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہوگیا
طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہتا کہ
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا خیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپکے اقبال سے خیر ہے جیتے جی مین
مین نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کر
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر کی اُٹھتے ہی
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے آراستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھ گیا کسی نے
قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیر زال سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر بٹھا دے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلادکا ہلڑ ہوا

دیکھا ایک پردے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا اے پہلوان دوران مین اسکو قتل کرون اور
مہلت ملے تو آپ کو بھی قتل کرون کسی نے ہاتھ مین نہ تھا کاؤس نے پکار کر کہا او جلاد جلد
اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہے اپنی جرات پر مسکراتا ہے جلاد نے نورالدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے
وہان بیٹھ جا تجھکو رہا کردن اور ون کو قتل کرون تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے
آگئے ہین ہر ایک کا قول ہے جلدی قتل کر نورالدہر حیران چار جانب سے دیکھتے ہین
کبھی بیتاب ہوکر پکارتے ہین اے خالق بے نیاز داے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے
بچالے عجب مکر کیا ہے سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو چارہ بے مددگار ہے تیری صفت
کیا بیان ہو سکتی ہے

نظم

چو آمد آن گل رنگین نگارا　　بجنبش شد فدا ہر بلبل زار　　گہی از برگ شد ظاہر گہ از بار
گہی از گل عیان گشت گہ از خار　　گہی از نور شد روشن گہ از نار　　نمایان شد گہ از مور گہ از مار
بیک جانب مسلمان مرد میدان　　بیکسو برہمن پوشیدہ زنار　　گہی مستانہ گشت و گاہ ہشیار
گہی در خواب غفلت گاہ بیدار　　گہی برق و گہی ابر گہربار　　گہی مہر و گہی ماہ پر انوار
ز ہر صورت خدا صورت نماید　　نقاب از چہرۂ انور کشاید

کاؤس نے پکار کر آواز دی او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نورالدہر سے آنکھ کہ ای اشارہ کیا کہ سنبھل کے
بیٹھیے اب نورالدہر کے ہوش درست ہوے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا خبرنگ نے خنجر مارا نورالدہر نے
ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نورالدہر نے سمٹ کر بیڑی کو توڑ ڈالا کاؤس نے پکار کر آواز دی اے
پہلوانو اسکے عیار نے رہا کر دیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدہر کے تلوار مارون
نورالدہر نے وہی بیڑی کھینچ کر ماری کہ اس پہلوان کا سر پھٹا نورالدہر نے تلوار اسکی چھین لی
خبرنگ نے فقہ ہاے آتشبازی مارے اندھیرا ہوگیا نورالدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے
بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہرا کر گری نورالدہر و خبرنگ باہر نکلے نورالدہر کے ہمراہی
جو اُترے ہوے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپڑے تلوار چلنے لگی کاؤس نے
قریب آکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نورالدہر نے زخمی
ہوکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہوکر بھاگا

افسر کا پاؤں اُٹھا تو کُل فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے کاؤس گینڈے کو اُڑا کر دور جا کے ایک
نخل کے سائے مین کھڑا ہوا نورالدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوے نورالدہر
جاتے ہین کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی فوج کو دیکھتا ہی سب بھاگے ہوے چلے آتے
ہین ہر چند ترغیب دیتا ہی علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سیکڑون سر
کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی نورالدہر کے
ساتھ فوج بہت کم ہی مگر شیر دشت نبرد ہین کافر انکے سامنے پاپوش کی گرد ہین صدہا مجروح کیا
سوار پیدل بھاگے الامان نورالدہر جلوہ کرتے ہوے چلے آتے ہین مقابلۂ نورالدہر سے
کافرون کے قلب تھراتے ہین کہ وہ پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا
رب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی ہو پہنچا یا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی ہاتھ آیا
جھکر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گڑ رہے ہین۔ کاؤس پکار رہا ہی کہ اے خداوند
ہفت پیکر مین تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر صہیب جادو کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا بچا کر ساتھ
تصویر سنگی نے ڈال دیا تھا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص کیا رنگ ہی صہیب نے
پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خرد مُنڈا بنارس کا گنڈا اُسکی دعوٰی مین کیا تھا کہ
مین بیہوش ہوگیا تصویر سے آواز آئی ای بندۂ من قدرت یہان سے دیکھ رہے تھے
فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھکو اُٹھا لایا تیری دستگیری کی صہیب جھلا کر اُٹھا کہا یا خداوند
جہان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت
نورالدہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہی کاؤس کو بچانا نورالدہر
کا سر کاٹ لینا صہیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاؤس کی
فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر اپنے بیشے مین جاؤن یون جان
بچاؤن نورالدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ باش ای
نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست
کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون صہیب ابلق سوار یہ کہکے صہیب نے ایک گولہ
مارا یا تو نورالدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ صہیب نے مارا ساتھ والے نورالدہر کے پابہ گل ہوے مرکب جم گئے قدم نہیں
اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیاں کر رہے ہیں سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں پیدل
مثل کے بعض زمین پر گرتے ہیں اُٹھ نہیں سکتے تلواریں قبضے سے نکل گئیں سپریں پشت سے
گریں صہیب ہر چند اشارہ کرتا ہے کہ او طاؤس ان سب کو مارے بالکل بے کار ہیں مگر کاؤس
ایسا خائف ہے کہ گینڈے کو نہیں بڑھاتا صہیب زمین پر آیا آواز دی ہاں یارو حریف
کو قتل کرو اب مسلمان بالکل بے کار ہیں لاکھ لاکھ آواز دیتا ہے کاؤس ایسے ڈرے ہیں کہ
نہیں بڑھتے صہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانوں کا قتل کرنا کتنی
بڑی بات ہے ہاتھ پاؤں بیکار کر دیے زمین پر مثل مردوں کے پڑے ہیں تمھارے گھوڑے
تمھارے قبضے میں ہیں انکے مرکب پابہ گل جب اسطرح صہیب نے کہا تب کافر گھوڑوں کو درست
کرکے بڑھے تلواریں چمکاتے ہوے چلے جو راہ میں مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار
کے پاس جو پہنچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صدہا
بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم حربہ کرتے ہیں
وہ حربہ نہیں کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہیں اے رحیم و کریم و اے سمیع
و علیم دشمنوں کے ہاتھ سے بچا لے اس بلا سے نجات دے نظم

برچہ نازان است انسان ضعیف	برچہ طاقت ہست سرکش این کثیف
نیست امید بقا در زندگے	چون بسر مرگ است استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان راحت بخشند دان	حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی تم	زانکہ شد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائیں مانگ رہے ہیں ملازمان کاؤس آمادۂ بدعت مگر حال سیماب تحریر کرتا ہوں
کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر
نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے صہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو پنجہ اُٹھا
لیگیا تھا عیار دوسرے آتے ہونگے سیماب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار میں بیٹھی رہی

کبھی بے قرار ہو کر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی **نظم**

خنجر قاتل پہ رکھدون گا گلا
غم کے غم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بے مروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین منچلا
کشتگان عشق سب گل[illegible]
مژدہ باد ای عاشقان باوفا
بار الفت بھی اُٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
ای پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
دل جلو تم ہر کس و ناکس سے رنجہ

ایک دو ساغر کے پینے کے نشہ کیا
ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے
رہ نجاوے دل مین دل کا ولولا
مار ڈالا بے ثباتی نے تری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کیا کیا آپ نے رکھوائے ہین
کیجیے جو وقت ہو مقتضا

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے
کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جبسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار
کرکے اُسپر سوار کرلائی ہو تمین اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دُنیا
اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزارہا ساحر اپنے زمانے کے سامری و جمشید ہین خدا کی
قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس
گوہر بے بہا کے صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکۂ عالم ہمارا تمھارا جانا ہرگز صلاح
نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ
کرینگے بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین
کٹی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی
پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر پیٹ رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام آئے
ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی محبوب کو تنہا اُٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا چھلا ساحر
ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے
کہا بوا تمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے
پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحراؤن کو دیکھتی ہوئی جسطرف دیکھا کہ

صحرائے سبزہ زار ہی وہان ٹھہر جاتی ہی جب صورت دیبا نہین نظر آئی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی
آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزارہا
بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی
سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے
کیا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے
اب ہمنے بدلا اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی ارے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدا سے نادیدہ سے
دعا مین مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سُنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا
کہ نور الدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہین تلوار بنام انتقام مین شبرنگ بن عمرو کا
سے لپٹا ہوا ہ یون کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی اے آقائے نامدار وای ہوکہ قدرشناس
کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی
پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہی اگر کوئی معین و مددگار آ جائے تو اس آفت سے بچا لے
وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر
مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک
کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین مہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی
کئی مرتبہ مہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور الدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
نہ دیا جب تو مہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نور الدہر کی جانب پھینکا گولہ
مثل شعلہ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب
قریب نور الدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر تھپکی ماردی اور
نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب مہیب کے پہونچا مہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو
دفع کیا سیماب اور مہیب سے آپس مین سحر چلنے لگا سیماب مہیب کے سحر کو دفع بھی کرتی ہی اور
اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے مصروف جنگ
ہوئے نور الدہر جو مبہوت تھے سیماب پر چھری چل رہی تھی اہل تو سیماب یہ زیادہ حیران تھی
کہ ایسے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی بس کچھ اکثر ماتم اپنے خون مین رنگین کر گئے

سیماب نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے جسم مین طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے
بھرنے لگا نور الدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یارو وہ تلوار کھینچ گئی
مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ صہیب وہ سحر کرتا ہی کہ سیماب تھرا جاتی ہی ڈر ہی کہ ای سیماب
کشتہ نہون پڑی یہ تدبیر ہی جان بچانا اکسیر ہی کئی زخم صہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب پیچ
سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہین جو سحر صہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کانپ کانپ
جاتی ہی دل سے کہ رہی ہی کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پر
خود نہ زرہ سر برہنہ شاہزادہ کھڑا لڑ رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار ڈالا یہ
چاہتے ہین اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤن اہل فوج کاؤس جان دیتے ہین نور الدہر کو بڑھنے
نہین دیتے سیماب اشارے کرتی ہی کہ ابھی آپکے جسم مین طاقت نہین ہی مگر نور الدہر آمادہ
ہین کہ جا کر کاؤس کو مارون قضائے کار گوہر جادو پیچھے سے عقب مین سیماب کے
چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہ رہا ہی مگر مقابلے سے صہیب کے
نہین ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون سیماب نے کہا ای گوہر ایک
چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر کلان نکالا اسپر
اسم سحر پڑھا طرف صہیب کے پھینکا صہیب نے دیکھا ایک شعلۂ جوالہ میری جانب سے آتا ہی دست
دیگر اسے روکنے لگا ذرا جو صہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسپر اپنا خون
ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پر کینہ پر کارد کھینچ ماری صہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا
چاہتا تھا سوئی سی آبرو بچاؤن کارد جا کر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار نکل گئی اندھی سیاہ
اٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من صہیب جادو بود یہ غل
مچا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے
مارا گیا ادھر سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئین طرف کفار کے چلین نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب
کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے برابر خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ
لینگے سیماب نے منھ پیٹ لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے سامنے کر دیا
صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے آپکے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گیند سے

بڑھا نہ سکا مہیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہو کر اپنے کو ظاہر کر دیا
ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہو کر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا
گوہر عین وقت پہ آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین
چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹا دون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک
کر دون نور الدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نور الدہر نے دی منہ بیٹھتی
ہوئی سیماب ہٹی نور الدہر بلوہ کر کے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین
نور الدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب
کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا اے شیر بیشۂ جرأت مین
آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نور الدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا
اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر
حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ سے
شیر جنگ کے مارا گیا بیچتر ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استاد کی تھی لیکر نور الدہر
کو اسی بارگاہ مین آیا نور الدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پہ چلو فوج لیکر قلعے پہ آکے فرودکش ہوے
قصد ہی کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہی اے شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہی
اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بلوح آپ کو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نور الدہر سے صلاح کر رہی
ہین کہ شیر جنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہی کہ اس کا نام قلعۂ
سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے براے مقابلہ خود
آتا ہی کاؤس نے کہا اے شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کر کے گیا تھا مین نے اسکو
زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہی تین خندقین آگے قلعے کے کھدی ہوئی
ہین سیماب نے کہا اے شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نور الدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو
سیماب رونے لگی کہا اے شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دل کو سمجھاؤن دل کی
عجب کیفیت ہی نظم

ماہرو دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج	غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہے منور شمع روے یار سے کاشانہ آج
پر جلین آ لے اگر اس بزم مین پروانہ آج

اب نہین روکے سے رکتا وہ کسی کے دی بجا
طوق و زنجیرین تڑاتا ہے ترا دیوانہ آج

آرہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا
وہ بت کافر ہوا ہے ساقیِ میخانہ آج

شمع روے دلدار سے کہتا ہے مجکو سوز دل
تخلیہ ہے کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج

کسکا یہ رتبہ ہوا ہے ساقی زہے میرے نصیب
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج

رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھپر ہ...
باغ مین لپٹا جو مین اس گل سے گستاخانہ آج

نورالدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو بشکل سیماب وگوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بیشہ نشین بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہے تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پا پیادے تخت سے لپٹے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اترتے وقت اسنے ساتھ والون سے کہا نورالدہر کون شخص ہے کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہے مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہے کاؤس ہمیشہ سے حسن پرست ہے صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھکر آیا تھا مین بیمار تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر کاؤس چلا گیا اسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہے فنون سپاہ گری مین عاجز کردونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہے اور نبیرۂ حمزہ کو سنتا ہے کہ ایک معشوق وضع ہے چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نورالدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بہ عہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال لین نامے پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو مابدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغمے سے باندھا سو پہلوان دو سو ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ شبرنگ نے خبر دی کہ بہمن برسم سفارت آتا ہے لشکر مین بدعت کر رہا ہے نورالدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کر کے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر
براے استقبال چلا کاؤس کو نورالدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتش شعلہ مزاج
ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن
نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون
بہمن سمجھا کہ نورالدہر نے بھیجا جب تو کاؤس کو براے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اب
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا ای بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا
ہی ورنہ تمھاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کر لو
کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقاے نامدار ہی
سواے خاطر کے اور کچھ نہین کر سکتا مگر میدان مین حال کھلیگا بہمن نے کہا ای کاؤس
مین جو تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو
اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود
چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب سکے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور غرور
بڑھتا جاتا ہی کاؤس جن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدہر مین آیا جمال جہان آراے نورالدہر کو
دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل کا وسل
بچھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پہ بیٹھے نورالدہر نے اشارہ کیا
ساقی بہمن نے جام سامنے کیا نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تو بہمن کو یقین
کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کر رہا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال
وغیرہ بھولا نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے اُسکو پڑھا بعد تعریف
ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ ای شیر بیشہ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار
کر کے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھ سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اور یہ تو تجھپر بخوبی ثابت
ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدہر
نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھکر دیدیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا
کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم بہ رسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو مناسب نہین

جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد زیر وزبر سوال اطاعت وغیر اطاعت کا اختیار ہی غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یون کسطرح سے وصف خدا مشکبو کرین
کلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین

کرلین وضو شراب سے سبوحِ جانا
ہم بادہ کش وضو بہت سبو کرین

منعصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو
بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین

مضمون اس کمر کے نہالے نئے نئے
عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین

سودائی کر نہ زلف کو عشاق کا نصیب
حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین

اُس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ ہے
عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین

جیتے ہین ایک شاک مسیحا کی یاد مین
مردے جواب ہین جو ابھی گفتگو کرین

ہر شاخ شل شمع لگی جلنے باغ مین
گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین

وہ مست ہون جو سیکدے مین تہ جاوین
تعظیم سر دقدمری اٹھکر سبو کرین

نورالدہر نے دھوم سے جن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین کہتا ہی کہ یہ جوان مجھسے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہرون رہے نورالدہر سے بہمن رخصت ہوا نورالدھر تا دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین ہیلوانون سے کہتا ہی یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین نے بھی تو وعدۂ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر منجلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہی کہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہا یا کیونا خوش ہنو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سرداروں کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوائے کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہین ہی کل اُسکو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہر کارے جو بھیرہ جاسوسی لگے ہوے تھے خبرین لیکر پاس
نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہو اپنے مقام پر
کہ رہا ہو کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا
نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا لشکر مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب وضرب درست ہو رہے ہین جسوقت کہ
شہنشاہ ماہ تابان سے نے شکست فاحش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش
بہ جوش وخروش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا وشعاع جلوہ فرما ہوا فوجین میدان مین
آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا دو رکابے مرکب پر جھوم رہا ہو جب فوجین جم چکین
نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا
میدان مین آکر سر تا پا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان وای زیردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر
کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا اے برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
بڑھایا نورالدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس جلیقہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے
کہا اے پہلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہگری
زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے
ماہر ہین ایسے ایسے اُنکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہی مثل ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب
ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور زرہ نگان وبیجن خان ایسے
ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ یکہ وتنہا اسطرف آئے یہ لشکر
اب جمع کیا ہی ای بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پانون توڑکے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ
پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتون پر کاؤس کی ہنستا ہی بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ
ہوگا کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے فدا بچ جائیگا تب مین بھی حربہ
کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایس مین

نیزہ بازی ہونے لگی دونون شاگر نگران بین ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا ہاتھ
سے پھیر کر مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلایا قبضے پر تیغ کے ہاتھ ڈالا کہا
ای کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہو مگر یہ تلوار وہ ہو کہ جسکا وار رکتا نہین اگر پہاڑ پر مارون
تو آب تیغ کاٹون کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہین بہمن نے خبردار کہکے
ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس
نے سپر کو گردش دی صاف بے آسیب سپر تلوار کو رد کیا بازو بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن
نے گریبان کاؤس کا تھاما دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا
کہ ای کاؤس ملیشہ نشین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا ای بہمن مین کیا
تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون غرور تیرے دماغ مین بہت ہو نہین معلوم کیا سمجھا ہو کیا تو ہی سپاہی
ہو ہمنے یہ فن خوب حاصل کیا ہو دونون مین کشتی ہو رہی ہو لشکر والے تعریفین کر رہے ہین
نور الدہر اپنے مقام پر فرما رہے ہین کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہو کسی مقام پر کمی
نہین کرتا کیا بہمن سے کم ہو یقین ہو کاؤس غالب آئے دو پہر ایک طور پر کشتی ہوئی
دو پہر ڈھلے بہمن نے دونون مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کر لے دوڑا سات قدم پیچھے
ہٹکر کاؤس آیا وہان پر آکے کاؤس کو غصہ آیا ساتوین قدم سے پلٹا کہا ای بہمن اب
ہماری باری ہو بہمن نے کہا کیا مجال ہو ریل کر لیجاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور
کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونون پاؤن بڑھاے وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن
کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنون تک اتر گیا بہمن نے ہلہ مارا کہ کاؤس کا کولہ اتر گیا
اس صدمے سے بیہوش ہوگیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکین باندھ لون نور الدہر نے
ہر چند للکارا کہ او دغا پرست کیا کرتا ہو مگر بہمن لیگیا نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا
ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہو شبرنگ نے شاگردون کو
مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نور الدہر پلٹے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ مین آکے
کاؤس کو مسلسل کیا پہلوانون سے کہا اسکا کولہ بٹھا دو صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار مین بیٹھا سرخ لباس پہنے ہوے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قید خانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی
دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا اے کاؤس ابھی تک
بلبلا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے تو ابھی قتل کر دونگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہون کاؤس
نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اُسپر ناز کرتا ہی بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا اچھل گیا دُرد شراب
کاؤس پر پھینکا قطرہ دُرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلۂ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا غصے
مین آکر جھٹکا مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی ٹوٹ پڑا بہمن نے کہا اسکو مار ڈالو ایک پہلوان سے اشارہ کیا
اُسنے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اُسکی
کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرو سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین
بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈال دیے بہمن غل مچا رہا ہی
کہ ارے اسکو گرفتار کرو کاؤس کہتا ہی تم آکے گرفتار کرو انمین کوئی میرے لائق نہین ہے
شاگردان خبر رنگ برائے خبر حاضر تھے طرف لشکر نور الدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی
نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے فرماتے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان
خبر رنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ
بہمن مین لڑ رہا ہی ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین
ڈال سکتا فرمایا اے خبر رنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نور الدہر سوار ہو
صرف خبر رنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ
آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارون جوانون کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین
پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گرد اُسکے
لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین بہمن گینڈے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی
کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کر سکتے چھیٹ چھیٹ کے پہلوان جاتے ہین
ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے لینا لینا کر رہے ہین بخوف جان قریب
نہین جاتے غل و شور کر رہے ہین کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا
رنگ ہوتا ہی نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی اے برادر

نہ گھبرانا میں آپہونچا کاؤس نے جو نور الدہر کو دیکھا جاک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان
بڑھ کر مارے نور الدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے میں پکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت
کا باعث ہی کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہیں آتا دور سے
لینا لینا کر رہا ہی نور الدہر مصروف جنگ ہوے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی قدم
نور الدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ میں نور الدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر مارا حرب کے
جو تیغۂ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے سے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا ہوا ابرو تک
پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ میں آگئے
بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نور الدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے ہوے
قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے ہوے کے اکڑنے کا صدمہ بھی آنکھیں بند
کیے کھڑا جھوم رہا تھا نور الدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا ای برادر ہوشیار ہو سنبھلو کہ فوج نور الدہر بھی
آگئی بہمن نے ساتھ والوں سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ میں زخم کو صحت دیکر پھر
آؤنگا ساتھ والوں نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے بھاگے
نور الدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب انھوں نے گھوڑے
باگشت بھگائے تب نور الدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نور الدہر نے یہ کہکے روکا
کہ ای برادر اب اُسکے تعاقب میں نہ جاؤ کل اسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے ای کاؤس مجھے اِس
ملعون نے بڑا رنج ۔ تمکو گرفتار کرکے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سجا کاؤس کو سمجھاتے
ہوے پلٹے بارگاہوں پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُترے پڑے یہ ہرکاروں نے خبر سیماب
کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ میں چلیے نور الدہر نے فرمایا اب ہم
کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیوں اپنے کو کشاکش میں
ڈالے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہی بھاگے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ
عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہی دل کی یہ کیفیت رہتی ہی

نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیچاروں کی	پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی

مرتے ہین بنگئی ہر جان پہ بیچارونکی
شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
نقد جان تک تو خریدونگا تجھے او دیت
بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین
زلفین سرکاکے دکھادو جو ذرا عارض صاف
ڈالدی بیچ کلیجون مین غم فرقت نے
یارب اعمال کی اپنے یہین ہو جائے سزا
رنگ کھلتا نہین کچھ حال ہمارا کیا ہی

خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی
آنکھین سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی
جھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی
تندرستی مین بھی خوشی تیرے بیمارونکی
قلعی کھل جائے ابھی آئنہ رخسارونکی
غور کرتے ہو تو کرلو جگر افگارون کی
حشر پر رکھیو نہ لغزش گنہگارون کی
زرد سے ہوگئے ہو شکل ہی بیمارون کی

نورالدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ اے ملکہ عالم ہم ان دو چند دن پر قبضہ کرینگے عم نامدار ہمارے فکر لوح مین آئے ہونگے ان مقامون پر انکو راستے ملے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچین یہ چار روز بعد فتح ہوں اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جاکے اسکو طلسم مین گھیرین آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا آپ تیغ کو سوار ہوے طرف قلعہ سیاہ پوشان کے کوچ کیا منزلین طے کرکے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آکے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نورالدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کرکے بیٹھون مصاحبون نے کہا اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کرلیگا ان لوگون کا یہی دستور ہی کہ جو ارادہ کیا اُس کو پورا کیا دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے کیا کہ تمنے قلعہ بند کرلیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹین گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین کر رہے تھے کہ عیار اُسکا الماس تیر پا جمع سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین غلام جاتا ہی گرفتار کرکے اُنکو لاتا ہی قتل کرنے کا آپکو اختیار ہی بہمن نے کہا اے الماس اگر یہ کام تو کرے تو گویا ملک بچالیا مجھے بڑا اندیشہ ہی اُسکی جرأت و شوکت آنکھون کے سامنے پھرتی ہی اکیلا لشکر مین گھس آیا فوج بیحد دیر کے آئی کاؤس کو اُسکو بڑا پاس تھا رفیق بہ ورجہ کی بہ زور تھا زور و طاقت ملک ملک لیا تھا مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کرون اے الماس

اُسی وقت باہنارے عیاری لگاکر قلعے سے نکلا طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہاں نورالدہر کو جو کچھی منزل تھی ایک صحرامین آکے اُترے ہین کاؤس نے بارگاہ استاد کرائی لشکر گرد نورالدہر شام سے خاصہ نوش کرکے جاکے سوئے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نورالدہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہی پشت بارگاہ نورالدہر پر آیا ایک گوشے مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے چہرہ نقب کا بارگاہ نورالدہر مین تو ڑا سر نکال کے دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہی دوشالہ چہرے پر پڑا ہی الماس نقب سے نکلا روشنی گل کرکے قریب چھپرکھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہی کفچہ مین داروے بیہوشی کو رکھ کر پھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کودکر بھاگا نقب کو طی کرکے لشکر سے نکلا میدان پکڑا جست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آکر پہونچا پشتارہ سامنے ڈالد یا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہی آہنگر کو بلاکر سلسل کرلیا تب نورالدہر کو ہوشیار کرایا نورالدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ مکاری عیار کو بھیجکر گرفتار کرامنگایا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر بہمن چاہتا ہی حکم قتل کا دون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہی ایک خندق کے پاس پہونچ چکا ہی اب دونون خندقون کو فرآیا چاہتا ہی بہمن یہ خبر سُنکر حیران ہوگیا رفیقون سے کہا اب کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کنگان بالاے قلعہ لیجایئے زیرِ تیغ بیٹھا دیجیے اور کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب جانک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل ہونا نورالدہر کا گوارا نہ کریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نورالدہر کو بالاے قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق فراچکا ہی دوسری کو فرانا چاہتا ہی بہمن نے پکار کر آواز دی ای کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغہ کھینچ کر سر پر نورالدہر کے آیا جب تو کاؤس منتین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو نہ ستاؤ نورالدہر نے پکار کر کہا بھی کہ ای کاؤس تم مشقت کرکے آئے ہوا پنے کو نہ روکو ہمکو قتل ہوجانے دو کاؤس نے کہا غلام کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی ای بہمن اگر آقا کا ایک

ہوے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی برباد فنا اُڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ نہ چھوڑونگا تجھکو اکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نور الدہر کو لیکر قلعے مین آیا رفیقون سے کہا یہ بڑی مشکل ہے جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم دیا نور الدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نور الدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہے کہ روز صبح کو گینڈا اُڑا کر قریب قلعے کے آتا ہے جب بہمن نور الدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہے تب پلٹ جاتا حیران ہے کہ کیا کرون قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس بلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نور الدہر کو وہان نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندقون کو طے کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا چاہتا ہے پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنہگار کو بشکل نور الدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت نور الدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہ گیا کہ اے بہمن تم اسکی میری ہاتھ سے قضا ہے کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا بہمن خاموش ہو رہا نور الدہر یہ معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین داخل ہوا کہ نور الدہر کو الماس تیز پا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہے کہ اسکا شیرین عذار نام ہے اُسنے کہا مین بھی جا کر دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پر آئی اُسوقت نور الدہر و بہمن سے کلام ہو رہا تھا اُسکی نگاہ جو جمال نور الدہر پر پڑی بیتاب ہوگئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نور الدہر کو قید کیا ہے کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون نے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش رہون دل کی تو عجب کیفیت ہے اور یہ صورت ہے

نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے ذبون بیزار ہو	شاہ رگ پھڑکے اگر ارمان تری تلوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ	تو ہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو
کس مین ہے تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت	کون ہے مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق	دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو فرض　　یا صنم دل میں ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
مصر میں چلئے مقابل تم کو یوسف کے کہین　　گنہگار جیسے زلیخا سے سر بازار ہو
تیغ ابرو پر ترے کیونکر گلا کاٹے نہ زند　　کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھین کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہی وزیر زادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہی ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب لگائی نور الدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نور الدہر بھی شیر بن عدار کو دیکھکر مائل ہوئے سفاک روز خبرین پہونچاتا ہی کہ سردار آپ کا روز بلوہ کرکے قریب قلعہ کے آتا ہی بہمن نے یہ مکر کیا ہی کہ ایک گنہگار کو آپکی شکل بنا رکھا ہی اُسی کو دکھاتا ہی کاؤس پلٹ جاتا ہی نور الدہر نے کہا ای سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہی مگر مین بادشاہ سے جاکر کہتا ہون کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن اس حیلے سے جاؤن اپنے تئین پاس کاؤس کے پہونچاؤن نور الدہر نے کہا اُدھر سے کاؤس آوے اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار آپ نہ نکلیے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائین سب آپ کے دشمن ہو رہے ہین نور الدہر نے کہا ای سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہی کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے کہ اسنے نور الدہر کو چرایا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے گا سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نور الدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نور الدہر مین پھر رہا ہی جی مین کہتا ہی ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کرون بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لاوے تو دولت دنیا سے نہال کر دونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نور الدہر کو کوئی قید خانے سے چرا لیگیا اُسکا پتہ نہین ملتا ای سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے مین کاؤس کو گرفتار کر لاؤن تو اُسکو بھی تلاش کر دونگا بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کرلائے تو پھاٹک کھولدینا فوج داون سے مجھکو کیا خوف ہو دم بھر مین سبکو پامال کرڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھرتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گائق یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجھکو غم ہوا
زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا

شب گھٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا
رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا

جان لی یا دلب شیرین نے تیرے ای صنم
میرے حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا

درد دل زخم جگر گو اُن سے ایذا تھی مگر
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا

زخم پڑکر کھل گئے سینون پر اہل بزم کے
تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا

عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم
کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسکے کھڑے ہوے پہلوے باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر پہلو مین شیرین عذار کے میٹھے ہین اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر اُسنے جاکر کاؤس سے ذکر کردیا تو کل صبح کو قلعے مین قیامت ہوگی مین ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہو کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑکر آئے اور ہم نہ ہون غمگین ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین اگر شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی ہر متنفس آپکا دشمن ہے ہمین کو آپ سے بڑی کد ہے نور الدہر کہتے ہین مین ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوے فرماتی ہین کہ ای شہریار مجھکو ساتھ لے چلیے مین بھی اپنی جان دونگی تمجسے صبر نہو گا دل اپنے قابو مین نہین ہے نظم

ناز ہے غمزہ ہے یا اعجاز ہے
سحر ہے افسون ہے یا انداز ہے

وہ ہے آئینہ ہے مشق ناز ہے
چشم بد دور اب تو اور انداز ہے

کیا کرون اظہار سر عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے

ہین پھڑکتے تو گرفتار قفس
ٹوٹتی پر حسرت پرواز ہے

حلم ہے چھیڑین نہ ساز دے بھی ساز
کیا مزاج دشمنان ناساز ہے

فتنہ برپا وہ کرین گے صبح و شام
گر یہی شوق خرام ناز ہے

مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو تون بات
واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے	گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع
سرو سا قد اک بت طناز ہے	ہم نے دیکھا رفتار تیرے یار کو

الماس نے یہ سب باتیں سنیں جی میں کہتا ہے اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر میں بیگم دشمن کو بیٹھی ہے کل صبح کو قلعے میں ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُتر کے جا کر بادشاہ کو خبر کروں رات ہی کو اس جوان کو مار لیں اور اس درماندار کو بھی قتل کریں لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر ضد کر رہا ہے دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پہ آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے پوچھا اے الماس کیا ہے کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نور الدہر کو نکالے پہلو میں لیے بیٹھی ہیں سفاک لقب زن کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے نور الدہر کو قید خانے سے چھڑا کر لیگیا اب کاوش کو خبر کرنے گیا ہے رات ہی کو چلکر نور الدہر کو مار لیجیے یہ سُنکر بہمن بہت جھلایا کہا میں خود چلتا ہوں چلکر نور الدہر کو قتل کرونگا سب کنیزوں کو مٹاؤنگا اُس گیسو بریدہ کو سر بازار لا کر قتل کرونگا اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہے یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہے نور الدہر مسند پر بیٹھے ہیں پہلو میں شیرین عذار کے چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جیے کسی نے خبر پہونچا دی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہے کنیزیں پیٹنے لگیں نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب میں کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہے نور الدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا اے ملکہ عالم بڑی مشکل کی بات ہے سب سپاہ اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہیں یہ نہ سوچا کہ وہاں بیٹی ہے بے ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہیں تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے کہ وہ سپاہ اندر گھس آئیں باہر نکل کر روکیں گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر سوار ہوے بہمن دروازے پر کھڑا پکار رہا ہے ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی توڑ ونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان نور الدہر بن جلد لیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نور الدہر کو دیکھکر بھاگا فوج والوں کو آواز دی ہان یارو اسکو مار لو تمام فوج نے نور الدہر پر بلوہ کیا نور الدہر نے

نعرہ کیا با شہزادی کافران سپاہ و ہو نابکاران بردہ تا - نعرۂ نور الدہر

همای اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی / کہ شاہانش جہان گیر و فلک پیما ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش / عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگرے ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم + لقا را بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + ز پشت نوجوانان لقب یافتم + نعرہ کر کے شاہزادہ بڑھنے لگا افسر دن کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین جس جفا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہر کئی سو سوار گرے الماس نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا بیٹے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیر دمین جا کر ملکہ کو پکڑ لون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیر لا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہر نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہو مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کد و کاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین خالی ہوا سے اڑ رہی ہین جس سے بوے مشک و عنبر آتی ہر ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین ای کارساز دو بے نیاز اس آفت سے بچا لے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر وحش و طیور / سرفرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو / دم غنیمت دان و ہردم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز / حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
قاصر از خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا / کن نہ اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد / جان و دل از سوز باشن گرم مانند تنور
ہست دنیاے دلی دریاے ناپید کنار / تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
خود ز عرفان تصفیہ باید دل تا صاف تو / حق نماید پردہ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر / زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

نور الدہر بیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن پہلو دیے ہوئے طرف باغ کے آیا

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سو کو گرا دیتی ہین بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہو او شوخ دیدہ
او گیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کاٹونگا دیوارین باغ کی گرا دونگا
کسیکو امان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو مٹاؤنگا ملکہ نے
خود تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے
کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اُسکو اُٹھایا لیکر ہٹ گئے
اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر مین
پہونچا کاؤس کو کب آرام ہو آب و دانہ اُسنے ترک کیا ہو رات دن مسلح رہتا ہو کہ اُسنے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہو پکار کر آواز دی کون آتا ہو جواب دے ورنہ مین تیر مارتا ہون
سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمھارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس بشنیدن
رُک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
بیان کیا کہ مین دختر بہمن کا عیار ہون مین نور الدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا تمنے دو
تین دن دھوکا کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے
اب مین نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رکنا جلد سوار ہو
رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالائے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ ہو بادشاہ
سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو خبر لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین اس حیلے
سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہ وہی چتر والا گوہر اس عیار کی باتین سنو
کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سُنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے کا زر دو
شاید کوئی دست اندازی کرے ای کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز
دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سُنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدے
سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچاکر قریب خندق پہونچاؤ مین تو سینہ سپر
جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا چابک ماری کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو
کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ ای کاؤس آج کیا ہو جو رات کو
بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اُسی گنہگار کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا اے مکارو اب مین تمھارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمھارے دام مکر مین گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا اتنے مین قلعے والون نے تو مین مارین
کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے
پہونچے کاؤس خندق فرایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہے تینین خندقین
کاؤس فرایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے نعرہ مارا ساتھ والون نے کلّا ڈٹے
و خنجر مارکر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہے اہل قلعہ نے پھاٹک پر دو کا کاؤس
سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہے کئی سو جوان مار کر ڈالدیے اس گنہگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اٹھایا وہ عین غین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا
بھی کہدی افسر اعلیٰ یہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا
گھبرائے ہوے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہوگیا نعرہ کرکے طرف
بہمن کے چلا فوج سے کہا جاکے آقا کے خبر کو ہو نور الدہر تنہا حربے روک رہے تھے
جسکے ہاتھ مارو یا اُسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکا یک بلوہ ہوا دیکھا نور الدہر نے کہ کاؤس عین بیشین
دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہے نور الدہر نے آواز دی اے یار وفادار
کیا کتنا خوب وقت پر پہونچے ہو کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کرلایا کاؤس جنگ مین شریک ہے نور الدہر لڑتے
بھڑتے تا بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے
عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کردیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین
جو بہمن نے ہاتھ مارا نور الدہر نے بار وہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی کمر پکڑی
دست حق پرست بڑھ کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا خانۂ زین سے بہمن کو اُٹھا لیا گرد سر کے
چرخ دیا چاہا زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نور الدہر نے فرمایا امان بہ شرط
ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے اقدمبوسی
نور الدہر کی کی نور الدہر و کاؤس ہمراہ اُسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھیں نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے نورالدہر ذکل پر آکے بیٹھے بہمن نے وزیرون کو اشارہ کیا اُنھون نے ترنج خوشبوئی سینے پر نورالدہر کے لگایا نورالدہر نہایت خوش ہوے فرمایا ہی بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہین ہمین تابہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے عم تلاش نوح مین ہمن بجشم ہمارا صحراے نرگستان مین فروکش ہی سبکا اسی سمت ارادہ ہی کہ سب طرف سے بلوہ کرین ہفت پیکر ان پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جائے کوچ کا سامان تیار کرو اُدھر سے پلٹ کر عقب کرینگے فی الحال فرصت نہین ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نورالدہر نے قبول کیا کاؤس بلیشہ نشین سیاہ ساہ رقرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نورالدہر قلعہ سیاہ پوشان پر بصد شوکت حشمت فروکش ہین وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران بعد چھوٹنے قید کے ایک صحراے پرفضا مین فروکش ہین ارادہ ہی کہ اپنے گو تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤن - باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو اے ساقی باتمیز
تو ہی سرو گلزار حسن و صفا
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
تجھے اپنے جاہ جشم کی قسم
یہ ساقی سے تسکین دی برملا
کہ صحبت کی ہی جیسے دلکش بنا
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ دیدار کی سبکا ہش ہوئی
تو دیتی ہین گل مچھلیان نہر مین

کہ جام و سبو مجھکو ہوگا عزیز
تری میکدے مین جو آمد ہوئی
کہ ساقی کی آمد بہ رونق ہوئی
دکھا دے جو چہرے کا تو اپنے
چلے ہم کہ دور مصفے جھلا
وہ جلسہ جسے آج تو خاستہ
کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک موج بھی ہی اسی لہر مین

تری چال بھاتی ہی اے مہ لقا
تو رندون کو جلسے کی بھی کدم
تجھے ساقیا جام جم کی قسم
کہ جو قلب کو ایک خط سرور
نہو رند بیخود اس درجہ تنگ
کہ ہو رند مشرب نہ بر خاستہ
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ ہی نہر کو بحر الفت کا جوش
قدم بوس ہون ساقی جم کے ساتھ

قدم اُسکے ہون اور رندون کے ہاتھ
چھپاتی ہی منھ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہین تیرے سب بادنا
ترے دور مین ساقی پر لطف
بڑھاتے ہین میخوار غم کے رسوم
امیر جہان گیر والا تبار
ہوئے مکر سے کافرون کے اسیر
انھین کی رقم ہوتی ہی داستان

مگر دخت رز خوب بے باک ہی
کیا آہ محروم دیدار سے
نہال تمنا مین آوے ثمر
یہ رندون نے دیکھا نیا ہی مزا
چل ای توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہین کفار سب ترسا
سنی جب علمشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت ہین کرنا عیان

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہی
ذرا بزم مین بیٹھ صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا مغبچون نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
ہوا جلسے اسلام رونق پذیر
چھڑایا پدر کو بصد کروفر

چہرہ غازیان غزوات سرفروشی دستان جام مدہوشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف
راقمان کتاب عشق انگیز + می نگارند داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان مکر ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہے خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت کرو کہ رستم کس مقام پر ہین تحفہ جات تو ماشاء اللہ اُس صاحب اقبال نے بارے لوح ملنے مین کیا دیر ہے قضا سے کار ابر جو آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہے ایسا نہو کہ جا کر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو لندھور نے عرض کی نیاز مندون کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کر دیا لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان یلکضری بھی ہمراہ ہے سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پرند شکار کیے کہ ارابے بھر گئے قضا سے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا اس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب مہمیز کر کے جو اُس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پر پڑا ہے باز اُسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کود کے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہے دروازے پر چند کنیزیں ماہ رخسار
ٹہل رہی ہیں جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہے کہ خیمہ کا پردہ اٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب طالع
ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال
بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تودۂ دل پر پڑے یارائے صبر نرہا بے اختیار پکارا مجھے
اے مہ جبین وائے نازنین ایک نگاہ پھر اِدھر ادھر دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزیں
کہتی ہیں اے شخص تو کون ہے کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہے یہاں سے اٹھ جا
بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے
سے اپنے قریب بلایا کہا اے ماہ پیکر وائے سمن برمیں اپنے ہوش میں نہیں ہوں شاید دل
پہلو میں نہیں یہ پیغام میرا پہونچا دے۔ نظم

لڑ بھڑ کے تم انچار سے مر کیون نہیں جاتے — اے رند جو دل میں ہے وہ کر کیون نہیں جاتے
اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیون نہیں جاتے — اے غیرت خورشید و رشک قمر کیون نہیں جاتے
جراح مرے زخم جگر بہتے ہیں دن رات — ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیون نہیں جاتے
تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی — دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہیں جاتے
رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں — ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہیں جاتے
کیون خاک اڑاتے ہیں ہم اس راہگذر کی — اس کوچے میں ہم خاک بسر کیون نہیں جاتے
ہے یہ بھی کوئی زیست کہ مر مر کے جیے ہیں — یہ ٹھکانہ ہے اس جینے پہ مر کیون نہیں جاتے
اے عاشق بیدل کو خوشی رفتار اسی کی — دشمن مرے پی انار سقر کیون نہیں جاتے

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمھارا احسان ہوگا
خواص نے جواب دیا کہ میں جا کر عرض کرتی ہوں جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص
اندر گئی نہیں معلوم وہان جا کر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے
آپ کو یاد فرمایا ہے لندھور اندر آئے برج آفتاب میں داخل ہوئے یہ رعنائی و زیبائی اندر
خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہے مسند جواہر نگار آراستہ
گرد اسکے گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں کنیزیں دست بستہ کھڑی ہیں مسند پر

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہی کنیزیں دست بستہ حاضر کوئی پھولوں کی پنکھیا لیے
جھل رہی ہی اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہی کسی کے ہاتھ میں خاصدان گلوری
پیش کر رہی ہی اس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچۂ دہن کیا
اُگال منھ کا جو اُگالدان میں ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان میں
ڈالدیے وہ گلوری گلے میں دبائی ہونٹھ ہلے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ
نازنین نہایت ادب سے برلے تعظیم لندھور اُٹھی بائیں جانب لندھور کو اشارہ کیا
لندھور بائیں جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہیں وہ جمال بیمثال کہ لندھور
کی نگاہ نہیں ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اُٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پر
تاثیر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہیں لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس
جاکر سفارت کی تھی اُن قیطولات پر لڑے قیطول سے گرے مگر خائف نہیں ہوئے مگر وہ
رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہی کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہیں ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں مگر حیا دشمن
محسن آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت
لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سرہانے کھڑی ہوئی پھولوں کی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی
بخت پر ہنس رہے ہیں کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا میں بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز
ہی ہنسنا آغاز ہی مسکرا رہے ہیں رنگ اپنا دکھا رہے ہیں لندھور نے اس خواص سے
اشارہ کیا اس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان میں کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا
مضائقہ ہی مگر ان لوگوں میں دستور عقد ہی مہر ادا کریں تو ہم راضی ہیں لندھور نے کہا ہم
مہر ادا کرنے پر راضی ہیں اس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہیں کہ صاحبقران سے آپ کو
کیا توسل ہی لندھور نے کہا میں اُنکا جانشین ہوں سپہ سالار دست راست مشہور ہوں
فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہیں کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بہ بزرگی نہیں مانتا خواص
نے کہا ملکۂ عالم مہر میں سر صاحبقران مانگتی ہیں آپ کو منظور ہی لندھور نے فرمایا میں
بدل و جان قبول کرتا ہوں پس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا
پنجۂ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارائے ہند

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام اوس محبوب پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ گلنار ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد مین فرق ہو گا جو کہا ہو وہی کرینگے اوس نازنین نے جواب دیا جائیے مہر لیکر آئیے عقد ہو جائے اب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے تھین اونھون نے فوراً طبلہ بجایا صداے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگین نظم

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین ۔ پان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین

ہم مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا جو ۔ دل غمگین ہین بہت خاطر مسرور نہین

جو کسی روز کہا ہو جیسے شب باش نہین ۔ ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین

طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا ۔ گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین

زخم دل کا مین ہر کیف اوٹھاؤنگا مزا ۔ ہو کسے پاس اگر مرہم کا فور نہین

چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور ۔ جلوۂ حسن جمال بہت مستور نہین

چشم عاشق کی طرح بہتا ہی ہر زخم جگر ۔ کون سا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین

جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شی مین تمام ۔ آپ اندھا ہی تو آنکھون مین ترے نور نہین

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اوٹھے کہا ملکہ مین رخصت ہوتا ہون اب جاکر مہر کی تدبیر کرون اوس مہ جبین نے کہا جلد جائیے اب سر صاحبقران لیکر آئیے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اوسپر سوار ہوے چند خادم ساتھ تھے اونھون نے راہ مین پوچھا ای دارا ے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہین گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہو گئی اب ادا ے مہر کی فکر مین آیا ہون راہ مین اور بیلیے قراول ملے اون سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور بل پڑے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے مین اکڑتے ہوے چلے آتے ہین شکارگاہ مین جو بارگاہ استادہ تھی اوس بارگاہ مین آکر اوترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان یکضربی آیا لندھور نے کہا اے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اوسنے مہر مین سر صاحبقران مانگا ہی لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اُسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہی
مگر شہر مین سر آپ کا مانگا ہی لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران
کے آپنے اقرار کر لیا اور مین بھیجا ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے
کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر شہر مین قبول کر لیا لندھور نے
کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
قبضے پر ہاتھ رکھا کہا مین آپ سے کیا بُری بات کہتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہی اب موت زندگی آپکے ہاتھ ہی لندھور نے
تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اُٹھا ہندی کچھ بیچ مین آگئے ہان ہان کرکے فرہاد خان
کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اُترا لندھور نے کہا پہلے اُس جوانامرگ کو
مٹاؤنگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو
خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا
خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا ای داراب کیون اسقدر بدحواس
ہو کیا رنج پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہو امیر نے
فرمایا تو کیون گھبراتا ہی مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرا دونگا داراب نے عرض
کی وہ حضور سے برسر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر
اُنکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہی تو مین سر حاضر کرونگا میرا جانشین قدیم خیرخواہ دوست
صاحب حشمت و شوکت مین کیا اُسکی بات سے انکار کرونگا جو اُسکی خوشی وہ میری مرضی
داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جس وقت
سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اُسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت سے بیزار ہین دیکھیں
کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہی عمرو نے کہا
آقائے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اُس ملعونہ کو قتل کرون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون
عمرو نے منع کیا کہ اے فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی کہ جاکر یہ فساد
برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جاکر اُسکا طرز دیکھ لون مجھسے
داراب خبر لیکر پلٹ گیا صاحبقران کو بات بھرا انتشار رہا شیرون سے ذکر کرتے ہین کہ
یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹھے سے آمادہ جنگ ہی مین صبح کو
جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہو نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہو کے طرف
لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا اور کسیکا جانا قبول
نکرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
بہ مجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جابنین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد و شان
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین آیا
اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام
کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ
جوانمرگ کہان ہی میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی
اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہی تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام
کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہی فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال
کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہی کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو
مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہی لندھور نے کہا اے فرہاد اگر تجھکو
اپنی جرائت پر ناز ہی تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کر دون
فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھایئے مین سر سامنے کر دون بقوت تمام لگایئے کہ اگر آپکے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہی اور اگر خدانخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوئی تو
دنیا و عقبی دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھسے کیون بگڑتا
میرا حکم بجا لا کے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

بہونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جاکر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہرچند
کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوے ہین سلام بھی صاحبقران
کو نکیا بہرام گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آئے چونکہ بہرام بڑے سردار ہین سب انکا پاس
کرتے ہین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہے کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے
ہوا اور کلام کر رہے ہوا اپنے بستر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار
یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو بُرا نکہین گے بہرام
نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہوگیا اب بہرام نے لندھور
کو سلام کیا لندھور نے نکھی سی آزادی بہرام نے کہا ای دارائے ہند مزاج کیسا ہے تمکو کچھ
لکھنؤ رسا پاتے ہین ہمنے سُنا ہے کسی عورت پر عاشق ہوے اور گھر مین سر صاحبقران تو بول
کہا ای رستم زمان سر آقائے نامدار زن بازاری کے گھر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای
بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش مین آؤ ہم
صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم اُنکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن
ہوا اگر تمنے امیر سے بُرائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ پر
یہ ناز لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور مجھسے
بے ادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تو نے ادب و پاس سب کھو یا تیرے لیے بہُت
بُرا ہوگا جسوقت اُنکے فرزند سنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی
کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر گھر مین ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہے تو آفت برپا کرینگے
زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او حبشی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا بہرام
نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاو تو لطف جرات کھلے مین بھی تیری رستمی دیکھ لون لندھور
نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سرچہ پارہ ہوگیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
کہا کہ ای لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ
رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات مین بند ہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا شق
ہوا کچھ ہنسا ری بیچ مین آپڑے جنہونے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے منت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای دارا سے ہند صاحبقران سامنے سے دیکھو آپ
ہین ایسا نہو کہ تم پر آ پڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان لو کو نگا اگر
مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت مین امیر
کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقاے نامدار آپ تشریف لیجائیں مین لندھور
سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے
کے منھ نچڑھو اب جو پشکر مین آئیگا دیکھین کیا کرتا ہی صاحبقران بہرام و فرہاد کو
ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دوزی کرائی داراب سے
کہا ہمارے لشکر والون کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم امیر پر
لشکر کشی کرینگے داراب نے جاکر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے
لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہی وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہی جسدن امیر سے
مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہی تو امیر مالک اسم اعظم ہین مگر پڑا ہی
تو بھلا ہی تو ہمارا آقا ہی ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوے سب نے صلاح کر کے افسرانی
کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقاے نامدار ہم آپکے دل وجان سے تابعدار ہین مگر
اُسنے بلایا ہی ناچار جاتے ہین بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افسرون نے آکر سر دربار
رو رو کر بیان کیا کہ غلامون کو انتہا کا قلق ہی مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین جیسے یہ ہوگا کہ بروقت
جنگ اپنے بچاییون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش
ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اُسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہی کہ آپ پر لشکر کشی کرے
امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سب طرح کی امید ہی بسم اللہ اُسنے بلایا ہی
تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہی تو لاکھ ہندی کھماچی مسلح ہو کر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہان
لندھور اُترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اُس صحرا مین اُتارا کہا کل لشکر تیار رہے
مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا نو لاکھ
جان بازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہی
امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اب غلام کو رخصت دیجیے ورنہ لندھور سے

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب سردار کہہ رہے ہین ہم نکل کر لندھور
سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھین اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے مین
بڑی خرابی ہی اور مقابلہ کرنے مین بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے
امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش جبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے ملازمان لندھور
کی زبانی سن چکے ہین اُسی صحرا کی طرف چلے صحرا میں جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے
ہوے طائر آشیانون سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوے نہرین خشک پڑی ہین خواجہ
اُس صحرا ے ویران کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتین
ٹہل رہی ہین عمرو نے صورت اپنی انھین کنیزون کی سی بنائی انہین جا ملا وہ کہ رہی ہین کہ آج
دیر ہوگئی ملکہ ابھی تک تشریف نہین لائین معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے
انہین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا ہوا یہ بڑا غضب ہی ملاپ کا ہونا بڑا باعث
خرابی ہی جلد چل کے دیکھین فرما گئی تھین کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئین دس بارہ کنیزین
اُس مقام پر آئین کہ جہان خیمہ استادہ تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استادہ ہی روشنی بھی وہان نہین آخر
اُن سب نے کہا باغ سنبلستان مین چلو شاید وہان تشریف رکھتی ہون سب کنیزون کے ساتھ
خواجہ بھی چلے چند نخل طے کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند
کنیزین دروازے پر کھڑی ہین ان سب کو دیکھ کر اُن سب نے آواز دی ارے تم کیون چلی آئین
اُن سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُنہین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ
معلوم ہوئی کہ وہان لندھور نے صاحبقران سے کہا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت
دشوار ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سردارون کے مارا جائے کہ امیر کو صدمہ پہونچے
مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکین یہ مراد ملکہ عالم کی
ہی کنیزون نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل
مقابلہ ہوگا یہ باتین کرتی ہوئین سب ایک جگہ جمع ہوئین سب نے کہا اب ملکہ کے پاس
چلو خواجہ ساتھ ہین کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصد نہ کرینگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران
کا سر لندھور کاٹ لین سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہو گی غرضکہ سب باغ مین آئین دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سرسبز و شاداب پھول پھل لاجواب
دیکھتے ہوے خواجہ وسط باغ مین آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہی گرد گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود ہو کرے پھر نہ خودی ہم میں رہے	یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم مین رہے
رات بھر سینے سے آتی ہی صداے شیون	چند ارمان دل مردہ کے ماتم مین رہے
شوق ہی اُسکو بھری بزم مین ہنسنے کا اگر	دل پر غم مین رہے دیدۂ پر نم مین رہے
شب کی انجمن کا سنو ہم نفسو مجھسے نہ حال	اُسنے پوچھو جو مری خاطر برہم مین رہے
رہکے دل زلف مین کام آئیگا کیا اُنکے جلال	خوب سینے کو ابھارے جو وہ محرم مین رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا ہا بے ستری گاتی ہو مین گا کے دو چار شعر سناؤن مسند نشین نے
کہا ای رنگین ٹھہرو گلچین کو گانے دو خواجہ نے بایان بجایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے
ہین کچھ مسافرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہی دیکھیے آپس مین کیا ہو
کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہی کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور یہی کر گذرے گا مسند نشین نے
کہا قتل ہونے مین صاحبقران کے ابھی دیر ہی جب تک وہ شریک نہوگا تب تک دیکھ
پڑے گا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر مارے
چلاکر آواز دی ای نیرنگ شعبدہ باز اپنی نیرنگیان دکھا دے شعبدے کا رنگ جما دے
صبح کو مقابلہ ہی ہمین تمھاری کارستانی دیکھنا ہی دیکھا ایک طائر نخل سے اُڑا اور چکارے
مارتا ہوا غائب ہو گیا یہان سر دربار داراے ہند کہ رہا ہی کہ کل حمزہ کو ٹکڑے کو نگا ایک ضرب
گرز مین پیوند خاک کرونگا سر دار انکا جو بولیگا اُسکو بھی مٹا دونگا خالی پلٹ کے میدان سے
نہ آؤنگا ملکہ یاد کرتی ہوئی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربارگاہ سے ایک طائر اُڑتا ہوا
آیا اُسنے گرد سر لندھور چیخ مارا چیخ مارکر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے
ای لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب اول
کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہی کہ کل دیکھیے کیا گذرے لندھور کو انتشار ہی مگر
صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا اوای

طائر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا ای نیرنگ کہا کیا طائر مثل انسان
گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ
کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہین یہ باتین کرکے طائر اڑ گیا مگر
وہ نازنین مسند نشین جب بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہین لائے
انکا نہ آنا مجھے شاق ہی دل صورت زیبا کا مشتاق ہی کنیزین کہتی ہین حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزین
جائین بلا کر انکو لائین بیان کرین کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہین مسند نشین نے کہا تم لوگ کہان
جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کرکے مین خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزون نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی
آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالین ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش مین چلے مسند نشین نے
کہا میرا کیا کر سکتا ہی مجھے بھی اسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ سے
گھبرائے گا خاموش بیٹھے ہین کبھی باتین بناتے ہین کبھی حیران ہوتے ہین کہ یہ کسکے انتظار مین ہی
اسنے کیا انتظام کر رکھا ہی کہ جسپر یہ ناز ہی کہ عیار مجھ تک نہین آسکتا مین یہان تک آیا کوئی مجھسے متعرض
نہین ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا بجلے زور و شور سے پانی برستا ہوا اولے زمین پر
گرتی ہوئین مسند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحب وہ آگئے سر باغ پردہ ابر
پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت اڑتا ہوا آیا تخت اتارا مسند نشین نے آواز دی
کہ ای ظلمات کہان دیر لگائی ساحر نے جواب دیا ای ملکہ عالم مین لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے
طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ مین
بڑا انتشار ہی یہ بھی مین نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہان تک
تو نہین آیا تاجدار نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اسکی فکر خالی نہین جاتی اس کا ارادہ فوراً ہوتا
ہی اور مین تو کتاب ہفت پیکر مین دیکھکر آیا ہون کہ تمھاری صحبت مین عمرو بیٹھا ہی دیکھو مین ابھی
پکڑے لیتا ہون یہ کہکے پکار کر آواز دی ای طائر حیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اگرچہ
خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہان سے نہ ہٹے وہ طائر
اگر گرد عمرو کے چیخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ و روغن اڑ گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا
عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیون ملکہ آپنے دیکھا مین نے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چیکارنے لگے
مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران
کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکے
آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کردیا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کردیا
ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر
تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے
نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر مجھ
پر مہربانی کرے اور رہا کردے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین
دیتا گمتا ہوا ساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر
ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لاکر ایک مکان مین قید کیا
یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب تیار
ہوکر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو
ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ چھپر کھٹ نقب کا ہی اور نہ سراچہ
چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوے لشکر
سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہو گئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران
کا ہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کر بیٹھے گیا اُس سے کوئی پایۂ کمی رکھتا ہی نہین معلوم
وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ و جدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ
لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر
نولاکھ ہندی سب آمادۂ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت
کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان صاحبقران
کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے
آیا کہا کیون اے ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو جرأ منگوایا
اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے جان سے کہ تیری جان بخشی ہو گئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے کہا یہی
ارادہ ہی تو سوداے خام جو تیرے دل مین سمایا ہی اُسکو نکال دون گا تجھکو متنبہ کر دونگا کہ تو اس
امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا او مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے
پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے
واسطے آقاے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران مین اس
فن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہو گیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی
مین دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً
تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پہ
جلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی ضرب گری
سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دو ابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ چھبا کر
نکلا مگر چادر خون کی چہرے پہ آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ زخمی
ہوا عربون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آ پڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا
قاسم بھی اپنے خاوریون کو لیکر آ پڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین
پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین شریک ہو گئے مگر تلوار نہین چلتی ہی
ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی
اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر
دیکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل تہمور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے
ہین لندھور پہ تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے
سردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب
لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سرداروں سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہماری
مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کر دیتے ہین لندھور آ کر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا
ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا داراب سے بلا کر کہا ای یار وفادار آج فراق مین معشوق کے

میرا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے دل کی یہ کیفیت ہے۔ نظم

حیران سے ہیں آئینے میں رخسار کو تکتے — عاشق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے
دلجوئی ملازم کی ہے سرکار کو منظور — کس میٹھی نظر سے ہیں نمک خوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہے قبلے کی طرف سے — میخوار ہیں سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے مسدود کیے آپ نے روزن — رہگیر کنکھیوں سے ہیں دیوار کو تکتے
دنیا کا عجیب حال ہوا ہے رند نہ پوچھو — احباب ہیں احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہو گیا کہا جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لاؤں کہا فقط معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہاں تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحرائے گلگوں میں جاؤ وہاں ایک خیمہ استادہ ملے گا اندر چلے جانا اشتیاقنامہ جا کر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہے لندھور نے کہا بلا لو کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا اے دارائے ہند ملکہ نے پوچھا ہے کہ سر صاحبقران کا آپ نے نہیں بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہیں اگر وہ ہوتے تو میں سر ضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جا کر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھ کو صحبت میں بلایئے میں مشتاق جمال ہوں کنیز نے کہا چلئے کنیز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہیں ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا میں عہد کامل کرونگا کہ میں اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندوں میں آج فقط قاسم لشکر میں ہیں آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحرائے سبزہ زار میں پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہے مگر نخل سرکشی کر رہے ہیں وجد میں جھوم رہے ہیں جا بجا درختوں پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہیں ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہے ای آیندہ و روندہ آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہے مقام عشرت نہیں ایکدن سب فنا ہیں جمشید ایسا بادشاہ جسنے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے قضی کے مارا گیا کسنے اس دنیا میں آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر۔ نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا | جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
قصر کو جانے دو باغ عدن کو وان کے دیکھو | تکیۂ گور و کفن آج ہی ہر اک کا مزار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو | ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے سنے ہوش اڑ گئے جی میں کہتے ہیں ای لندھور بڑے تاسف کا مقام ہی یہ طائر ناپایداری دنیا بیان کرتا ہی سچ کہ رہا ہی افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر بیتاب ہوکر کہا ای کنیز مجکو کس جگہ بلائی اُسنے کہا سر اُٹھاکر دیکھیے لندھور نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استادہ ہی قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہی چند کنیزیں دروازے پر ٹہل رہی ہیں اُنھون نے پکار کر آواز دی ای لنترین تیرے ساتھ کون ہی اُس خواص نے جواب دیا دارائے ہند مشتاق ہوکر آئے ہیں جاکر عرض کرو کنیزیں اندر گئیں تھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور دربارگاہ پر پہونچ گئے تھے تو اُنھون نے کہا چلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہی کوئی سر بھی ساتھ ہی لندھور نے سر جھکاکر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہوگئے میں مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہی مسکراکر کہا کیون صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہوگئے ہیں میں نے سردارون کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہون کہ اسی ہفتے میں سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو نہیں تمھارا فراق ناگوار ہے دل بیقرار ہی عجب کیفیت ہی حقیقت میں یہ صورت ہی۔ نظم

واہ کیا شکل ہی یہ سیرت کی شباہت کیسی | آپ تو کیسا ہی صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی | پیار کیسا ہی مری جان یہ اُلفت کیسی
رکھ چکا ہون میں گلا اپنا چھری کے نیچے | سانس لینے کی تو مہلت نہیں فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا | درگذر اب نہیں کرتے تو مروت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی ای لند | جان تک دیدون اُسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے بحسرت کہا ای دارائے ہند بڑی سختی سے کٹتی ہیں کالی راتین ہمکو بڑی مصیبت میں گذرتی ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں آیا

حقیر چیز ہمنے طلب کی وہ تمسے نہین ہو سکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ ای ملکہ مین اپنا
حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون
حمزہ کے نہونے سے یہ سرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے کہونگا کہ امیر کو
حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار تمہارے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً
چلے آئینگے جب لندھور نے بسنت کہا تب وہ تخت نشین اوٹھی کہا اچھا جائیے پھر کنیز کو بھیجونگی
مگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل
کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان
کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور گھوڑے پے
سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اوڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش
بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مار لو زندہ نہ جانے پائے
بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر حملے
پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش
نے لندھور کو گھیرا ہی تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اوسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور
ہو رہا ہی نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہو چاہتے ہین لندھور کو جکڑین
عیار نقابدار نے چاہا ہی کہ حلقہ ہاے کمند مار کے لندھور کو گھوڑے سے اوتارلون کہ داراب
جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور
نے لندھور کو گھوڑے سے اوتار لیا ہولعار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب
کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی کہ لندھور خبردار اگر ملازمان امیر کو تو نے
ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اوس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اوس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ
خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نچھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا
لے گیا اسیر دیا و ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھکو غیرت نہین آئی مدت گذری خدمت
صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سردار
لیکر کے بارگاہ مین لاکر اوتارا جراحون کو بلاکر شانے کے دوا لگانے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص برائے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
کہا ای وارلے بند گھبراؤ مت اِس نقابدار کو تلاش کر کے سزائے معقول دینگی لندھور نے
کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان
وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے ای خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
کریں تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے مین ہین انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ
امیر کو قتل کریگا میرا سپاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کر کے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی
سختی سے قید کیا ہی یہ کہکر خود اُٹھی تلاش مین نقابدار کے چلی نقابدار جو رو کر لندھور سے گیا ہی پاس
صحرا مین جا کر اُتر پڑا حسین نے جا کر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا مین اُترا ہی پلٹ کے آئی ایک خواص
کو حکم دیا کہ جلد جا فلان جنگل مین نقابدار اُترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پانون سب بیکار ہون نقابدار کو
گرفتار کر لا خواص اُسکی کیفور جادو اُسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اُسنے ٹھیک
دیا تھا یہ کنیز بر سر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی عیار طرار سر پیکس رائی کر رہا ہی رفقا
جمع ہین نقابدار کہہ رہا ہی کہ ای عیار طرار تمنے کچھ کوشش نہ کی امیر بھی قید مین خواجہ بھی قید ہوے
اُنکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہی غلام کو مقام قید امیر دریافت نہین ورنہ برائے رہائی
جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے
کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صحت پاکے
اُسنے جنگ آغاز کی تو مین اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سرزنش معقول دونگا کہ
تمام لڑائی کا بھول جائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کرو
کیا ہلڑ ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہین ابر چھایا ہی بوندیان پڑ رہی ہین لشکر مین
انتشار ہی سب یہی کہہ رہے ہین کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر خیمے
اُکھاڑ رہے ہین مگر حیران ہین کدھر جائین کوئی دہ قریہ بھی قریب نہین کہ وہان امان پائین نہیں
یہی صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہی

پانی کی طغیانی ہی ہر کس و ناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہی یارو کس طرف جائیں پانی سے بچنا پانی مشکل ہی خیمے تیرنے لگے اکھڑ اکھڑ کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرائی گرنے پر آمادہ ہے ملازموں نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آیا دیکھا اُس مقام پر ابر و ہوا کی بالکل تاثیر نہیں عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہی اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہی نقابدار جو نکل کر باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پاؤن زمین پر نہیں جمتے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈالدیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہی جی چاہتا ہی اس پانی سے کدھر بھاگوں ہوا پاؤن نہیں جمنے دیتی ہی ہوا کی خواہش ہی کہ مجھکو اُڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گر کر نقابدار کے آگے نقابدار بیچ میں رفیقوں کے کھڑا ہی کہتا ہی پاؤن نہیں جمتے ساتھ والوں نے نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤن پکڑے بیٹھے ہیں نقابدار دمبدم کہتا ہی طبقہ زمین کا نہ اُڑ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال میں ہی عیار نے جنگل میں جاکے خیال کیا کہ کس طرف سے ہوا آتی ہی دیکھا ایک پہاڑ سے لکہ ہائے ابر سیاہ اُٹھ رہے ہیں یہ ابر جو محیط ہی اُسی میں آکر ملتے ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک ساحرہ سحر کرتی ہی کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرۂ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلد لشکر نقابدار کو غارت کر دے اپنا جادوگر ہمنے بھیجا ہی یہ تجھکو ترکیب بربادی بتا دیگا اگر اسمین کچھ دیر کی تو تیری بربادی ہی زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے اُسیکو صرف کرنا مہ لکھکر ہاتھ مین لیا جنگل مین آکر ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اُسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا پکار کر آواز دی او ساحرہ تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اُس ساحرہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ میں سحر کرنے سے ساحرہ رکی کہ فوراً جادو نے پکار کر آواز دی او ای فرستادۂ خداوندین نے سحر روک دیا ساحر قریب آگیا آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی او آہوے وحشی تھوڑی دیر میں آنا مجھکو لیجانا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا ساحر قریب آیا کہا او نادان اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا سرنامے پر مہر ہفت پیکر پائی

مہر کو آنکھوں سے لگایا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کونسا سحر قدرت نے دیا ہی میں بھیجی ہوئی حسین کی ہوں حسین نے حکم دیا ہی کہ نقابدار کو گرفتار کر کے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں تھوڑے عرصے میں کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہیں چھوڑ دونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے نکالا کہا اسکو آگ پر ڈال دھوئیں کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے مجھکو آگاہ کردے گی کیفو نے لوبان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھواں پیچ وتاب کرتا ہوا نکلا عیار کہ رہا ہوا ہی ملکہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانوں پر یاقوت کے ہیں ساحرہ بہ نگاہ غور طرف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھواں اُسکے دماغ میں پہونچا عیار نے تو اپنی ناک میں روئی دے لی ہی ساحرہ ادھر بیہوش ہو کر گری عیار نے نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضاے کار مہتر برق تلاش میں عمرو کی نکلا تھا اُسنے جو منہ برسے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آب وہوا اور عیار کو ایک سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لوں عیار کو دیکھ بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیوں بھاگا جاتا ہی میں تیرا دشمن نہیں ہوں برق ثانی نہ ٹھہرا یہاں نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب وہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تراقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا طغیانی آب وہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی اے یار وفادار بلاے آسمانی دفع ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدموں پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت مبدل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتیں کر رہا ہی نقابدار تعریفیں کر رہا ہی کہ برق ثانی نے شاہزادۂ خسرو شہر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اُسنے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں اُسکے اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت کر کے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہیں معلوم کیا منظور ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہی کہ کیونکر دریافت کروں لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ کا کاٹا لاشہ بے سر پہاڑ پہ پڑا تھا کہ ایک جھونکہ ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مارا کیا
مجھکو بھی دارائے ہند سمجھا ہی جس کسیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ
کمی کا رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہوکر آئے اک ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا
کے قریب ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیو بند
ہی آپ اگر اُسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کر دیگا فنون سپاہ گری مین طاق دہر
مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ ای منہاج تیرے صحرا کے
قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اُسکو گرفتار کرکے روانہ کرنا وہ منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ
والون سے کہا لشکر تیار کرو اُسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار
ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا بیان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابل ٹھہرا
پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ سنکر خاموش ہو رہے
منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی
بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی
بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کاشانۂ مغرب سے برآمد ہوا میدان جنگ
مین آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف
سے منہاج دیو بند گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر
کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیو بند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص
ہی قدرت سے اُسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرزہ سپر کا ہاتھ مین لیکر برائے نگاو
بڑھا تگاور مین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپس مین نیزہ چلنے لگا
نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی بتنگ ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا
نہو نقابدار نکل جائے پہر بھر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
گانٹھا پھیر کر مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ کیچلی جھاڑ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
گردا سپر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ
سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پیر گینڈے کے اڑ گئے
منہاج گینڈے سے کودا چاہا نقابدار سے لپٹ پڑون نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا
بس آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اُتار کر حلقہ ہائے کمند یار دیے گردن
مین نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل
بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہو منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے
کمند کھینچو نقابدار بے لطف ہو رہا ہی گلے مین حلقے پڑے ہوے زمین پر گرا پڑا ہے
برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کر کے برق فرنگی
الگ ہوا نقابدار کی جو کمند مین کٹین تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھا منہاج کے گریبان مین ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ دونون شیر لڑ رہے ہین مگر منہاج چہار جانب
دیکھ رہا ہی گھبرا رہا ہی زور مین جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی اے یارو
دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو
اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہو کہ منہاج کو
نہ چھوڑون اسکی مشکین باندھون لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقابدار پر تیر پڑنے
لگے نقابدار نے اہل کے تودہ مین تیر جسم پر کھائے ملازمون نے مرکب پہونچایا نقابدار
مرکب پر سوار ہوا قرولی کمر سے کھینچی تیرون کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوے تیرون کا انبار
ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے
کہ تیر اندازون کے منھ جلے غل مچاتے ہوے تیر انداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج
کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا
آکر اپنے قلعے مین چھپا نقابدار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے
کو چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ ای ملکہ مین برسر نقابدار

گیا سُستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہے کسی ساحر
کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجاے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین
سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہے لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کردون عمرو
آج تک قید ہے کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھ کر کہا او ظلمات
جاؤ نقابدار کی مشکین باندھ کر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہے ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہ کہکے
ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہے برق فرنگی
ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہے برق نے
آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتا دون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے
باتون مین لگا کر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک
خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہے کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین
آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہے دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان
سے اُترا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جا کر خنجر سے مارا نہین
معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا
پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہے میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین یہ ساحر
بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہے برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار
کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر
پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو چاہا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پا کے کمندین
کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ
مین آیا اپنے عیار کو بلا کر کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آ گئے برق ثانی
نے تن کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد
عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے
آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرا دیا ہر چند برق نے چاہا
کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے منت کہا اے مہتر والا گوہر اسکا ارادہ نہ کر یہ پردہ پوشی

مین ہمارا مطلب ہی جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار
سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے
مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر
کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون
آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ
وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر
نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہی طلسم قدرت درہم وبرہم کر رہے ہین
ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کرلایا دونون کو قید کیا امیر وعمرو عیار ہین برق نے کہا سامنے
جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ ٹہل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا
برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ وروغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا
جنگل مین ٹہلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو
آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہی کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہی ہر دن آپکے حکم کے قیدخانہ
نہین کھولا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ
ہوا تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جاکر آفات جادو سے اطلاع
کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے
برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سوگیا خواب مین خداوند
ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو
چھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا
کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سا نہ سنا نہ سیکھیگا بھائی ذرا بایان چھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کردون
یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی

نظم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین	پر ہم اُنکے ہین وہ ہمارے ہین
اڑتے ہر آہ مین شرارے ہین	چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب قدم	اب تو ہم تمسے قول ہارے ہین

چھپ کے گھر کیسے جاؤ گے مشفق	کیون چھڑے پاؤن سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین
زندبے ساختہ ہین گیسوے یار	نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے اے ظلمات حقیقت مین تم قدرت
کے نظر کردہ ہوے کیا خوب آواز ہے آواز مین کیا سوز و گداز ہے دل کھنچتا ہے دل چاہتا ہے کہ تمھارے
گرد پھرین کوئی تو کام تم سے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آئے برق نے
کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا
جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جس دن سے حمزہ
نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہے کہ نام لات و منات مٹا دیجے سیکڑون ملک اسلام آباد ہوگئے ہین
حمزہ کو لاؤ شراب انگوری کا جرعہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوے
برق بیٹھا ہے کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر
زنجیرون مین بندھے چہرے اُداس عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے
آب و دانہ انکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہونچا دین کہ وقت قتل انکا قریب
ہے ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہے جہان تک ہوسکے تکلیف پہونچاؤ یہ
کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے ششمش و دمامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آئے
ہین سوا میرے انکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کرو ہان بھائی
شراب لاؤ آفات جا کر کُپّا اُٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اس مین بیہوشی ملائی شراب گلابیون مین
بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے مین ان پر مدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کو
آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھوریا آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران نے
دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی
سانس مین پینا یہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا
سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہے عمر ہے ابھی بڑھا لو دشمنون کو قتل کرو آفات خوش
ہے کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا سب نے جام اُٹھا کے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔ نظم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا | مستوں کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا | گھٹی میں میری پڑ گیا قطرا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار | پتلا وہ آگ کا ہی میں پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے | عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل سوی جھیل کے | ابکی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلنگے رندان بادہ خوار | ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر | دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص منھ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہی اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر میں بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا او برق کیا کرتا ہی منم تحسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہی اُسنے سحر کیا برق کے پاؤں زمین نے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کروں اُسوقت برق کا تڑپتا باپ کے دعائیں کر رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس آفت سے بچالے میں کیا مشقت کرکے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ ای زن فاحشہ کیا کرتی ہی وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہی میرے باپ کو قتل نکرنا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ تحسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دناتا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پاؤں قابو میں آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ ای فرزند ماشاء اللہ کیا کارنمایان کیا ہی خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گر پڑیں صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے مل کر سب ساحروں کو قتل کیا اُس مکان میں ایک حبہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل میں قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا کیونکر آنا
ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعۂ
منہاج دیوبند کو گھیرے اُترا ہوا ہے وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف
کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے
لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتے تک لائق جنگ نہوگا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت
ولیاقت ہے اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند
ہے آج جو خوش میں وقت پر گیا تھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہے صاحبقران
نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب ممکن کرو کہ لشکر تک پہونچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں
بکتا ہو تو خرید لاؤں یہ کہکے خواجہ چلے قضائے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو
لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے
کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا میں ایک تاجر اُترا ہے اُسی کے گھوڑوں کو
پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ رہیگا
ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا
کہا میں اسکو پھیر لاؤں یہ کہکے جو ایڑ کی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو
کب ٹھہرتے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا
میں نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحرائے ہول خیز میں بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا
لشکر میں چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہے مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا
کبھی کہنے کے خلاف کیا ہے عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمھارے
وہاں جمع ہیں تمھاری بات پر ہاں ہاں کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا
یہاں قلم دوات کہاں ہے عمرو نے کہا یہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہکے زنبیل
سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلاں جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت
اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر میں چلکر ادا نکردوں تو داہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے امیر نے
یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل میں رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو و برق ساتھ ہیں کہ عربدہ کی آواز کان میں آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والوں سے صلاح کی کہ یارو قلعہ میں بھوکے مرتے ہیں چلکر لشکر نقابدار پر شبخون ماریں شاید غالب آئیں لاکھ آدمیوں کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزاروں قتل کیے ہرکاروں نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مارلو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران میں آیا کہا ای شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہے یہی تدبیر کر رہے ہیں کہ نقابدار کو پکڑ لیں مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے کسکی مجال ہے کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہے مگر بلوہ کفار کا بہت ہے ساتھ والے نقابدار کے شکست کھائے ہیں یہاں نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر بلا زمان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہیں نقابدار انکے روکے سے نہیں رکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے چنے عیار انکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمند انداز وں کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہائے کمند جو مجھ پر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائیں مانگنے لگا کہ رحیم اس آفت سے بچالے اپنی کارسازی دکھادے۔

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم
اے شہہ فریادرس فریادرس
وائے صد حسرت کہ در دنیاے دون
دار چون گردون دون اے کردگار
کن عطا اے معدن جود و عطا
بست این ناچیز عاجز خاکسار

عاجز و مسکین اسیر درد و غم
نفس و شیطان میکند بر من ستم
نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن کرم اے صاحب لطف و کرم
بر کمال فضل تو امیدوار

نقابدار دعائیں کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست وخیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوے دیکھا نیمچہ پکڑ کے اُس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اُس عیار کو سر جا کر کمر پہ ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوے نیمچہ کھینچکر عیارون پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جہندہ لڑ رہا ہی چالیس عیارون مین یون گھرا ہی گویا شیر رمہ گو سفندان مین
کسی کو کمر تا کے سر پہ ہاتھ مارا کسی کو سر تا کے کمر پہ ہاتھ مارا اُن سب عیارون کو متفرق
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرا یا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے جے جسنے قلعے مین جانے کا ارادہ
کیا اُسکو تلوار مار کے خندق مین گرا یا خندق لاشون سے پٹ گیا نقابدار نے جو سنا
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور
سردارون کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا ای شہریار
منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اُس طرف پلٹا امیر نے اُبھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوے نقابدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھون مین خون اُتر آیا چونکہ نقابدار کمسن ہی
تاب نہ آئی گھوڑا جھکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون ای شہریار آپ نے
میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اُسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہی نقابدار نے کہا مین آپسے مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے
مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا
حضور کے ہونے سے لندھور لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد اپنے کو پہونچائیے
مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر مین پہونچ جاؤنگا جابجا دشمن ہین راہ مین رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے
تو آپ میری مدد کو آیئے گا آپ نے لندھور کو جب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہین ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ
یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤن قید رکھون جب حضور آوین تو اُنھین چھوڑ دون مگر نکے
سردار آکے اُنکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ
کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ مین
حاضر ہونگا نقابدار اس قلعے پر اُترا سب مردان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت
کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آکر امیر کو
رات ہوگئی ایک نخل کے سایے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
آرام فرمائین ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک
روشنی معلوم ہوتی ہے دیکھا ایک غول ہے کہ ایک چوبدست کاندھے پر لیے ہوے اسی جانب آتا ہے
عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہے
صاحبقران اُٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
اُسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اُڑاے ہوے چلے گئے ہین غول آگے بھاگا
چلا جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک
پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چلی تھی غول نے ایک چیخ ماری درہ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی سو
غول جمع ہوگئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے نیچہ سہراب پل کھینچا وہ تیغہ دو کش کی
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہے دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہے امیر
ڈپٹتے ہوے اُسکے سامنے پہونچے اُسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی
دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی بچے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ جنگل
صاف ہوگیا قریب درہ کوہ کے آئے اندر سے درہ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درہ کوہ کے
آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئین زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو
ایکطرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسنے کہا اے شہریار ہم تاجر ہین کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولون نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہیں مارے بھوک کے مرتے ہیں
امیر نے سب کو رہا کیا اُسی درۂ کوہ میں مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر
قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ میں آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم تو
سب یوں ہی بھوک کے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپکا شکریہ ادا کریں آپکے سبب سے دین حق
پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہیں ارکان
فیل در وہانکا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعے میں مکان ہے امیدوار ہوں کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ
فرمایئے وہاں دوکان بھی ہے سر چوک دوکان ہے وہاں بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار
روز کے حضور کو لشکر میں پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا
امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوئے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ میں آئے سر بازار دوکان تھی جمشید
نے کہا حضور دوکان پر بیٹھیں کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال
دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل در جو بادشاہ ہے اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم کی
دایہ کسی کار ضروری کو بازار میں آئی تھی اُسنے جو ایک دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال
صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زریں بالاے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہیں مشتاق لوگ
بحیرت جمال دیکھ رہے ہیں کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہیں دایہ نے جمال کو
دیکھکر بہت پسند کیا جب محل میں آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی اماں آج بازار میں کیوں دیر لگی کیا
دوکانیں بند تھیں دایہ نے کہا بی بی کیا کہوں جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے جو
دیکھا اُعجب دبدبہ سکوت صورت مثل جاگران کمترین ہمراہ ہزار ہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوئے
تماشا دیکھ رہے تھے میں بھی اُس جلسے میں گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کی گل رعنا کو بخیال دیکھا آپکے
والد بڑے بہادر ہیں مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشاں ہے کہ صورت دیکھکر
محویت ہوتی ہے جی چاہتا تھا کہ گل چینی گلشن جمال کی کیا کروں وہیں کھڑی رہوں آپکی خفگی کے خیال
سے چلی آئی جی چاہتا تھا دو گھڑی رہا کروں وہاں بیٹھوں زہرہ جمال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی
مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتیں کرتی ہے کہ اے زہرہ دائی اماں نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے
ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھوں اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری میں چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی

کرمین کیونکر ایسے جوان کو دیکھون دایہ نے خواصون سے پوچھا ارے بی بی کہان ہین خواصون نے کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہی محبت کی آگ بھڑکی شعلہ ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیون کی آواز آرہی ہی دایہ پردہ اوٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پاؤن لٹکائے ہوئے بیٹھی ہی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین آنکھین سرخ اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائین لین کہا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی امان تمہاری آگ لگائی ہوئی ہی اسی خیال سے یہ حال کیا ہی

نظم

محبت عناصر مین شامل ہوئی
لہو بن کے رگ رگ مین داخل ہوئی

جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ
مرادون اس بت کی حاصل ہوئی

مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا
جو سوچے ہوئے تھے وہ اے دل ہوئی

نہ جاتی ہی الفت نہ ملتا ہے یار
غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی

اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
بصارت جب آنکھون کی زائل ہوئی

گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری اجو قاتل ہوئی

دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

مین دیوانہ مجنون رہا اسکا رند
پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہون باغ کو چلیے راہ مین وہ دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئین لشت پر کنیزین ڈولیون مین ہر چند ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلین اسپر بھی سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے ہٹانے کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہان امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کنیزین رومال سے پشت پر کھڑا اتفاق کہ دو چار سوار سامنے سے پیدا ہوئے راہ گیرون کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے [illegible] غرض کی دختر شاہ کی سواری آتی ہی امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے کی مشتاق ہین دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہی اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہی مگر اسی شخص کی
نگس رانی کرتا ہی ملکہ نے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ
پر پڑی بیچ محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہو گئے ملکہ سطوت وصولت دیکھکر
دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رکے ہوے چلین ہول کیا ہی باغ پہونچ جلینگے
فوراً کہار رکے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اُنھون نے آواز دی ارے
کہارو تم کیون رکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون
سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیون
دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہی اسی مقام پر اُتر پڑون
سر قدمون پہ اس شہریار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہوئی
باغ مین لائی گل وبلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل کا نالہ
سراسر بیکار ہی یہ تو خود گل سے گلے کا ہار ہی پہلو گل مین پھول پھول کے میٹھی ہی بروقت
چاؤن چاؤن کیا کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قریب نہین
حماقت ہی کہ روتی ہی یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب
ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر گل وبلبل کی سیر دیکھین
مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی بلا کش
زاہد فریب ہی مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ بھی اسی جانب
بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو اُنکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تمنے پالا ہی محبت
سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین وجمیل ہین بہ قول شاعر۔ فرد شنا یوسف کو حسینان
جہان بھی دیکھے + ایسا بے مثل طرح دار دیکھا نہ سنا + آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض
ماہ آسمان کمال رعب وجلال چہرے سے ہویدا وآشکار ہی وہ خود بے مثل ہی دوسرے کے
جمال پر کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین وعدہ کرگئی ہون
کہ جاکر بلالاؤنگی یہ ہو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی
چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھین گائن سامنے حاضر ہے

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا رہ گئے
بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوون پر باندھین
اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی
نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین
آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین
نہین معلوم وہ کون شخص ہی آ کر جمشید کا مہمان ہوا ہی کسی ملک کا تاجر ہوگا بی ہماری
آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر
پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا واری دیکھیے کوئی شخص
دیوار پر چڑھا ہی یقین ہی کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے
کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب استقدر راستہ طی کر کے آئے ہین تو جلسے مین بھی
آ کر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین مگر حیران
ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن مجھا سا مانع ہی اس سوچ مین کھڑے
تھے کہ دایہ نے آ کر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان
مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر
چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے
کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب انسے حال پوچھو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ
جمشید کے یہان آپ کے آنے کا کیا باعث ہی آپ کی دوکان کس ملک مین ہی امیر نے فرمایا
کہ ای شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول
کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید درۂ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا
کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث
خوش نصیبی ہوا کہ شوہر مہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین و جمیل ہین وہ
سب انکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی۔ نظم

اب لڑا یا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ
آئینے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ

اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا
کھولدونگا جلکے زیر سایۂ دیوار آنکھ

چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے
بیجا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ

دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ
ڈالدیتی ہے غضب میں انکو بھی ہر بار آنکھ

وعدۂ دیدار فردا ہے قیامت پر نہ زند
روز محشر تک نہ کھولیں طالب دیدار آنکھ

گائن نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق ومعشوق میں اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزیں پوشیدہ ہوگئیں جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزوں کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہے چنچل نام اسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی ہے کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لاکر بٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے خدائی چلی آتی ہے لات ومنات کو بُرا کہا خداے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان دونوں کو قتل کراؤں جاکر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہوکر کل کا وعدہ کرکے روانہ ہوے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہے کہ جاکر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں مصروف ہوئیں روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہوگئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہے چنچل نے جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئیں ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں محافے پر سوار ہوکر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھکر انکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو آئے پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلمہ پڑھا مگر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہیں اب امیر آتے ہونگے حضور تشریف لیچلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگزار ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں سے آپکے واسطے خطاب آئے یہ سُنکر ارکان غصے سے سُرخ ہوگیا کہا کہ او نالائق تو نے میرے سامنے یہ دو ابیات

باتین بیان کردین جی چاہتا ہی کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے
ہون یہ کہکے گستاخ کرگدن سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو
کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل
تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر
بھرات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گانیلس تیار تھین امیر
کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات جہرنگار پوچھ رہی ہین نام جہرنگار سنکر
امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال جہرنگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا
غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام
زہر پیا چلی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن
قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی
ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جاکر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر
آپہونچے گیسو بڑھائے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ
رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار سپاہ آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا
امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھکر چلے اور غصے مین جامہ باکہ
بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین
آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرۂ شیرانہ کیا ارکان
کو دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے
کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے
لڑے مین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب
دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین
مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ
مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین
کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

نیزے مار مار کر بھاگ گئے ہیں بعضے دور سے تیر اندازی کر رہے ہیں امیر نے اسقدر نیزے
کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دعا
کرنے لگیں یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش
بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہے دور سے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران
بیحیا و اے نابکاران پر دغا میں آ پہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ اے شہریار نہ گھبرائیے گا
آپکا خدمتگزار آ پہونچا ان بیحیاؤں کی یہ مجال ہے کہ آپ کو اکیلا پاکر یوں ہلاک کریں یہ
کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلواریں برابر کھنچ گئیں امیر چست ہو کر مرکب پر
بیٹھے نقابدار و آکر گرا پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جو اتنی مہلت
پائی لڑتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہے کہ ارکان پر میں جا پڑوں
ایک طرف سے امیر للکارتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے نقابدار آتا ہے امیر
سے مقابلہ پڑ گئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوا گرد لاشے پڑے ہیں نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس
مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کریں پکار اٹھا
کہ اے شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں
غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا
امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے محسن تو نے نہایت احسان کیا
چاہتا ہوں کہ تیرا روے زیبا دیکھوں ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان
کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہیں منظور ہے انشاءاللہ قریب
پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے
رخصت ہوا جمشید کے ملازموں نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ بہند ہیرہ کے گھر گئے ہیں ہزار
فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دوسے غلاموں کو لیکر اُس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی
تھی امیر ارکان کو لیکر باغ میں جاتے ہیں کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا غلام بیقرار ہوگیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل فریک
کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے
جاتا ہون جمشید خجل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی
مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے
فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح
ہوگئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اُسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم
مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان
نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اُسی
باغ مین حجلہ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھیرتا پھرتا
اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ
حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پرچہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی
جوڑا پہنے ہوئے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلا مین پڑا ہی آگے
ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی
چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہووے
تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھکر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان
آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی اچھی طرح
پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان
نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ
مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغ کو ٹیک کر
اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھ پر کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا تب تو امیر نے عمرو
کو پہچانا اُٹھ کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تم سے جدا ہوکے یہ جفا مین

اٹھائیں خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو برق بھی صحبت مین بیٹھے تیاری برات
کی ہو رہی ہی پھر رات سے گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا
خواجہ مگس رانی کرتے ہوے ساتھ مین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک کہا
ملکہ شرماکر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزین کمرے
کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح افزا کہ
یہ بہت منھ لگی ہی اسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ
توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزون مین رونے کا غل
ہوا یکایک قلعۂ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات پہنچی امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے
بارگاہ مین آئے خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہو گئین
خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اس مقام کو جاکر دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا کو دیکھکر
عاشق ہوے کمرے مین آئے دیکھا جہرۂ نقب نہین ہی مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر
آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہین تشریف رکھین مین تلاش
کرکے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہین
یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین وہ
فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ داوا آدم درویش
از کل عالم بیش جسطرف پتہ ملکہ کا ملے اُسطرف منھ ہو جائے جدھر منھ اٹھا اُسطرف چلے
راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے جانیوالے
تھوڑی دیر ٹھہر جا ابھی دو مسافرون کو لون لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا لیگئے ساحر نے
کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہی یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز کا
اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے بتعجیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر
نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو دنبار
ڈالدیا آپ ہی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طی کرکے در باغ پر پہونچے
دروازے پر دو پریان جشنین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر آواز دی ای اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہین مین انکے پاس نامہ لایا ہون
جشنین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اُسپر
فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہورہا ہی خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ مین
دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین
اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین جاکر شریک نہون
شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو
نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہین سے
معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُنکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا
دکھاینگے کہ وہ اُنکو قبول کرے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے
واسطے یہ سامان ہورہے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک چیز مین بھی ہی ناون نسیم نے
کہا کہ ای اعظم تمہین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا
قدرت تعلیم کر گئے یہ کہکے عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا سازندے یہ غزل شروع کی نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے — دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجائے
تیری تصویر جو لیجا کے لگادین او بت — دیر در گاہ بنے جائے زیارت ہوجائے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب — چین آجائے مری روح کو راحت ہوجائے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی ای رند — دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہوجائے

نسیم نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو سامنے
شہنشاہ اورنگ کے لیجائینگے عمرو نے کہا کہ حضور لاکھ مین کرون اگر حکم دیجیے تو گاؤن
شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کردون نسیم نے کہا کہ ای اعظم
یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواصہ نہیں نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو
سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ قرار دیا
ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے مین شہنشاہ سحر کرینگے
کہ معشوق تسخیر ہوجائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

ضرور سے چلے مین نے سیکڑون بہیئیون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ ای اعظم اگر تمھارے
ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو
بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہان سے اس معشوقہ کو لائے
نسیم جواب دیتی ہو کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر لائے
ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہو کہ یکایک پھولون کی بو دماغ مین آئی
دیکھا سامنے ایک باغ ہو بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہو اُس پر تخت بچھا ہو ایک ساحر
سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہو گرد اُسکے جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار
کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ
رومال لیے ہوے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور رشق
ہوے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آمین کرسیان طلب کرکے اُس صحبت مین بیٹھین جب
جلسہ جمع ہوچکا تو اورنگ نے پکارکر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلیف
دی ہو کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا
اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا
اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال وصل
کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہو جواب صاف دیتی ہو کہ مجھکو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن
مین اِس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی
تب کچھ کھایا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوب
پریچہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند
کرین تو بڑا احسان ہو نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم
جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہو اس کام مین کمال رکھتا ہو اسکا معشوقہ سے سامنا
کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمھارے بزرگون سے ہمین رسم رہا تمھارا کمال دیکھنا
چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہو پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے
پوچھا وہ کیا کمال ہو عمرو نے کہا علم موسیقی کا جھاڑ عالم کیا پہلے میرا گانا سنیے مین بہت

بد آواز تھا آواز بھی درست ہو گئی راگ راگنیاں سامنے آتی ہیں تدبیریں بتاتی ہیں سماعت فرمائیے
میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ کہکر عمرو نے زٹ تانی اور یہ غزل شروع کی۔ نظم

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا — دقت ہو معانی میں تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو — عالم ہو مری روح میں بھی ریگ روان کا
مر مر گئے عاشق ترے ٹکرا کے سروں کو — تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
دلخواہ جنون ٹھیک نہیں ہوتا گریبان — سو بار ادھیڑا اسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری میں ہوسے رندانہ عبث مائل طفلان — کیوں آپ کو مطعون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفیں کرنے لگا کہا کہ ای اعظم حقیقت میں
تم قدرت سے کے نظر کردہ ہو سامنے کمرہ ہی اسمیں قفس میں میں نے معشوقہ کو بند کیا ہے
اس آٹھ دن میں کیا کیا بہتیں کیں کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں مانتی خواجہ اُٹھے
کمرے میں جاکر دیکھا کہ زہرہ قفس میں بند سرنگون بیٹھی ہی عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم
غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ای شخص میں نہیں جانتی عمرو نے کہا
کہ میں امیر کا عیار ہوں تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہی مجکو واسطے
تمھاری تلاش کے بھیجا ہی میں یہانتک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہی
مگر تو نے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجکو نا منظور ہوا جو ایسا صاحب اختیار ہے مجھے
کہ ان ملیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق نائب خداوندی
جو یہ کہو گی میں ان سب کو مارونگا زہرہ نے بہ مجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ میں فوراً ساقی گری
کرکے اپنا کام کر لونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہی جب خواجہ کمرے میں گئے تو بعد
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای نسیم میں بھی جاکر سنوں کہ اعظم کیا باتیں
کر رہا ہی یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سنا کہ عمرو سمجھا رہا ہی زہرہ کہتی ہی کہ اچھا
میں یہی کہونگی یہ سب باتیں اورنگ نے سنیں زانو پر ہاتھ مارتا ہوا محفل میں آیا کہا کہ ای
نسیم تمنے اعظم کو کہاں پایا یہ تو قاتل دمامہ و مشمشش ہی ہمارے قتل کی فکر میں آیا ہے
خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم قریب آؤ کہو کیا عمرو

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہی اور رنگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا زمین نے پاؤن تھام لیے کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ بیٹھے سب تیری باتین سنتین اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑون گا جسقدر شاہزادیان محفل مین موجود تھین سب کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ ای اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا جب اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند ہفت پیکر نے خوب بچایا ای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ مین جاکر قید کرو مین قدرت سے عرض کرونگا کہ عمرو کو مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کرون معشوق کے واسطے پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ درپیش ہوگیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہان نسیم کنیزون کو باغ مین چھوڑ آئی تھی کنیزین باغ مین بیٹھی ہین کہ برق عقب مین خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ مین آیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت اورنگ مین گئی ہین برق سمجھ گیا کہ اُستاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اُن سب مین شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوئے آکر پہونچی کہا اسکو لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھون نے بڑی تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو مین اسکو قتل کرون اسکا قید کرنا بہتر نہین ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار مین تیرے مطلب کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہین ہی آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہی وہان سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہمکو رہا کرے تو چھوٹ اور اس محفل کو لوٹے برق حیران ہوکر رہجائے نرگس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای نرگس تم اسکو لیجا کر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو تھام لیا کشان کشان خواجہ کو

ایک مکان مین لائی اُس مکان مین لاکر کہا کہ او ساربان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تجھپر
بند رہیگا عمرو نے کہا کہ تُوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے
کے بعد ہمارا فاتحہ کرادینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہان ہی عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کا تو تو مین
روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیون کی
دی نرگس نے روپیے گنے کہا خواجہ اور بہن سوجھی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو
اس سے ملے وہ لیلو عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
اسمین اشرفیان ہین کھول کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اُڑی نرگس بیہوش ہو کر
گری خواجہ نے اُسکی زبان مین سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے
ہین کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپیے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ سمجھی تھی
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی
صورت بنکر تیار ہوے قیدخانے مین قفل لگا یا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا او لڑکی
یہ تو بڑا مکار ہی مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہی قدرت اُسکی
کہ مکر سے بچا ئین نسیم نے کہا کہ او نرگس تمنے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو
شراب کا چرچا ہو اُس نشے مین اس لنگوڑے پر بدعت کرین لالہ عذار نے کہا کہ مین میخانے
سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہی برق
ترلپ کر میخانے مین پہونچا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لاکر صحبت مین رکھین عمرو نے
کئی مرتبہ کہا کہ ای لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہی برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو دل
آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے نزاکت کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور
ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین پیین نسیم جام کو پی گئی
اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے
کے جوش مین کہا کہ لو خداوند ہفت پیکر آتے ہین عمرو نے کہا کہ اُنکی بھی ٹانگ لیجیے
نسیم بلبلا کر اُٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین اپنے اپنے
مقام سے لینا لینا کہکر اُٹھین گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کنیزون
کے کپڑے چھڑے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ایے یہ لوٹنے دیکھا تو نے
مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہی کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ
مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہی عمرو نے کہا کہ او برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان
کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیجلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی
ڈرین کہ ایسا نہو ہمکو بھی قتل کرڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم بنے
برق بشکل لالہ عذار چند کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیجلو یہان
اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہی عجائب وغرائب سحر دکھاتا ہی مگر زہرہ کا
وہ ہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کرڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا کہ دیکھا
نسیم تخت اُڑائے ہوے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ ای نسیم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین کہ
کو شب کو قید خانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا ہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن
اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تمنے تو اُسے قتل نہین کیا ہین قدرت کو
ملکہ بھیجونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سُنکر اورنگ نے کہا کہ ای نسیم
کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب وکباب کا چرچا ہو مین آپ کے پہلو مین بیٹھون
میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہو اور آپکا وصل قبول کرے
اورنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ ای
لالہ عذار میخانے مین جا شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین
بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم نے کہا کہ اے
اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا
اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا
نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط
ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا جدھر گئی

جب

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہین آپکی جانب دیکھتی ہین چاہتی ہین ہمکو پہلو مین بٹھائین اور نگ
کو شکا۔ دیکھا اُسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہی برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہی برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑگیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم ہین خنجر لیکر اُٹھے کہتے
ہوے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا ای بادشاہ مین اسے قتل کرون وہ
میری پرانی کنیز ہی اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ ای نسیم مین لالہ عذار کو تلاش کرونگا محال ہی اسکی کہ نہ پاے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجکو شک ہو مین نے سحر کردیا عمرو نے کہا کہ مجکو خوف
آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے مین پڑے ہین انکو اتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے
برائی کرین یہ کہکے بازوؤن پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ ای پتلہ ہاے سامری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے پیالیون سے
لگا کر پی گیا تب خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہی کہ ایسا فقرہ کرون کہ اپنے
مقام سے اُٹھے اور گر کر بیہوش ہو آنکھین تو سرخ ہو رہی ہین فقط اُٹھنے کی دیر ہی سرنگ
اشتخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے مین کہا کہ ای سرنگ
کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ شکار مین تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل
دھڑکا مین نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کرلیا اب کوئی تردد نہین ہی عمرو
نے سرنگ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیوے بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اُسنے سر
ہلایا سرنگ نے کہا کہ ای نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو بشکل نسیم ہے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور رنگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ
کہتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہین معلوم
نسیم پر کیا سحر کر گذرا کہ اُسکی شکل پر یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا اُستاد
عیاری کرنے کو موجود ہی زبردستی شراب پلائے دیتا ہی سرنگ کے آنے نے اس وقت
بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ مین جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق
بنا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اُسمین نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پر کوئی اُفتاد پڑا
چاہتی ہی مین بیقرار ہو کر دوڑا آپ کو آ کر اس حال مین پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا
اب چاہتا تھا کہ اُٹھین تو بیہوش ہون ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا عمرو و برق
سامنے گرفتار ہوئے بیقرار ہو کر رو رہی ہین کہ ای فلک مجھے اس بلا مین پھنسایا ایسے خلیل
سے چھوٹ کر ایسے کے قبضے مین پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہی ای کریم و رحیم اب جلد
نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کر لے اورنگ نے سرنگ سے کہا کہ اب
کہو کیا صلاح ہی سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو ان اُستاد و
شاگرد کو قتل کیجیے سر انکے خدمت قدرت مین بھیجے جائین یہ صلاح سبکو پسند آئی سرنگ
نے یہ بھی کہدیا کہ ان دونون کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہین حمزہ
کی یہی دستگیری کرتا ہی بلاے روزگار ہی اُن ساحرون کو اسنے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہین
اب قدرت ہفت پیکر پر سراسر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہی کہ قاعدے مین جو کام
لکھے گئے ہین کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہی کہ سال آخر طلسم ہی اب وہ
سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اُسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان خونی
کی تیاری ہونے لگی دار بن استادہ ہوئین جلاد موجود ہوئے اورنگ و سرنگ عمرو و
برق کو لیکر نکلے جلادون سے اشارہ کیا کہ ان دونون کو دار پر کھینچ دو جلادون نے پانون مین
عمرو و برق کے زنجیرین باندھین ملکہ نہایت بیتاب ہین کہ عمرو و برق دار مین لٹکائے
گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کمانین لیکر کھڑے ہوئے
عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادی کا

اہل اسلام قبضے مین کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بیقرار
ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے
زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے لشکر ساحران دلیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہو خواجہ عمرو
نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم
تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جہلال ایسا ساحر رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے روارو ی
کرتے ہوے آتے ہین جہلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین اور نگ تیر
کو سحر کمان سے رہا کیا چاہتا ہو جہلال نے زانو اپنا پیٹ کر کہا کہ دی شہریار گھوڑا جلد
بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پہ پہونچا
وہان سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کر کے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر
کھینچ کر دشمنون پر جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اورنگ سنبھلا اسنے
جو دیکھا کہ جہلال نے ستمگر ادا کر دیا جہلال کو للکارا کہ او جہلال کیون قضا دامنگیر ہو گیا
مجکو تو نہین جانتا زمین ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا جہلال نے گولا مارا اورنگ نے
گولا روک لیا وہی گولہ پھینک مارا جہلال نے ہر چند روکا مگر گولا نہ رکا قریب آکے
پھٹا اُس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ جہلال کا نشانہ ہوا جہلال زخمی ہوکے
ہٹا رستم لڑتے ہوے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہوئی
آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھکر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اُس کی تیغہ ہفت جوہر
پر روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرنگ کو آئینہ شمشیر مین جلوۂ
عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کر کے سینہ پرکینہ سرنگ کا تاکا
تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا
ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پہ اسکو بڑا ناز ہو ساتھ کے
ساحر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب
سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کر کے تفس ملکہ زہرہ کا اٹھا لیا

اب جو روشنی ہوئی اور رنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان نظرون سے مخفی ہوئین اب مین کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

اُسے غیر آکے بگڑ کاتے ہین بنانام کرتے ہین ۔ کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین
رسائی دستِ گیسو سے رسا تک غیر ممکن ہی ۔ وہ سودائی ہین جو ایسے خیال خام کرتے ہین
نہ گیسو چھونے دیتے ہین نہ رخ کا بوسہ دیتے ہین ۔ یونہین اک عمر گذری ہی کہ صبح بشام کرتے ہین
نہین دیکھا ہی تجھسا دوسرا وحشی مزاج اب تک ۔ کہ تجکو دام مین لاتے ہین وہی کام کرتے ہین
بنے پھرتے ہین عاشق معرکون مین منہ چھپاتے ہین ۔ عبث ای رند نام عشق کو بدنام کرتے ہین

اور رنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی ای رستم مجھے جان دینا منظور ہی تبلاؤ کہ معشوقہ کا قفس کہان ہی یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغہ ہفت جوش پر روکا اور رنگ برس پڑا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اور رنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اور رنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصۂ دراز تک ہاتھ رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے آوازین دیگر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اور رنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنکو جھلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا جمعیت پردے تک کاٹ کر زنبیل مین رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحرائے محیط کا پتہ ملا ہی وہان سے لوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ مین چلیے والدۂ ماجدہ کو تکلیف مین بھی زیارت سے مشرف ہولون خواجہ نے کہا کہ عین شادی مین یہ بربادی ہوئی امیر بہت بیقرار ہوگئے مین اپنے کو جلد پہونچاؤن ایسا نہ ہو کہ بیقراری مین وہ بھی نکل آئین اور ہفت پیکر کو تلاش ہی کہ امیر کو گرفتار کرون آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ مین آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائین لین

دعاے جان درازدی خواجہ نے اب زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق کو ساتھ
لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اُسی وقت لشکر کو تیار کرکے تلاش صحراے محیط مین روانہ ہوے
عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہو شان و شوکت طلسم کشائی کی ظاہر ہی
جس مقام پر اُترتے ہین صحرا آباد ہو جاتے ہین اس شوکت و شان سے رستم تلاش مین صحراے
محیط کی جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے پاس امیر
کے پہونچے ارکان فیل در نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہو خواجہ کچھ اُس گم شدہ کا پتہ
ملا عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین قرضخواہ ملا اُسنے ملکہ زہرہ
کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھُڑا کر لاؤن صاحبقران دار کان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے
تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا
کہ اور نگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا
ارکان سے کہا کہ اب ہم جائینگے ہمین جانا واجب و لازم ہی نہین معلوم لندھور
نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہی اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت مین
اُسکو کوئی جواب نہین دے سکتا ارکان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا امیر نے
ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعۂ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو
مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہان لندھور نے بعد دو ہفتے
کے زخمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہی کہتا ہی کیونکر آقا سے سامنا کرونگا
کیسا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھینگے کہ تمنے ہمارا سر حد مین مقرر کیا
مین تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہون اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور
نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ اے دارا ے ہند میرا
مہ جبین شعبدہ گر نام ہی بہن ہون حسین شعبدہ باز کی اُنھون نے فرمایا تھا کہ اگر
موت ہمکو نہ چھوڑے تو تو اے مہ جبین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے
ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر
کہا اے مہ جبین تمھاری تمین کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا
مگر تمسے جو عہد کرتا ہون اسکو فوراً پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے چلتے عہد
واثق لیا اور کہگئی کہ اے دارائے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ
آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہے اُسمین جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھنا چلتے چلتے
مہ جبین جام تو پلا ہی چلی تھی کچھ آتش سکے دانے بھی پھانک گئی بعد جانے مہ جبین
کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ امیر لشکر مین آئے یا نہین
آئے داراب بصورت مبدل اُس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک و بہرام وغیرہ
تیاریان استقبال امیر کی کر رہے ہین تمام لشکر مین یہی چرچا ہے کہ کل آقا لشکر مین آجاینگے
داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ اے دارائے ہند برق خبر لیکر آیا ہے کہ امیر آتے
ہین چند سردار برائے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی
بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاسم تیاری چلنے
کی کر رہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے دل مین کیا سمجھا ہے
انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی لڑائی کا نام نہ لے اپنے
افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سبز زرین آفتاب کو پشت پر
لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کر کے توسن افق پر جلوہ فرما
ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر
میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور
نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے نہین آتے
اپنے کو چھپایا ہے یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے
قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور سلحشوری کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے
آیا کہا کہ کیوں ای لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان میں نکلے امیر کو بچا
رہے ہو میرے مقابلے میں آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ ہیں کا
ہیں ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب لے ہاتھوں میں قاسم
نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر میں آئے آگے بڑھکر ہر شہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے
دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کس دیکر آنکھ پر
فیل لندھور کے مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چرخ کیا نقابدار نے بڑھکر
نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہیں نقابدار نے فوراً پشت پر
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار
نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوئے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر
لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہوکر پکارے کہ ای نقابدار یہ حرکت بہتر نہیں نقابدار نے
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا
نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازموں نے آکر لندھور کو اٹھایا
زخمی کو بارگاہ میں لائے زخم دوزی ہو رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
تڑپ رہے تھے ہر چند کہ زخمدار ہیں مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہیں کہ مہ جبین کا
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ ای دارائے ہند تمہارے زخمی ہونے کی مجکو خبر ملی میں
تمہاری عیادت کو آئی ہوں لندھور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب امیر آگئے ہیں سرمیدان
انکو ٹوکونگا پہلے ہی مقابلے میں تمہارا وعدہ پورا کرونگا یہاں امیر پلٹ کر جو بارگاہ
میں آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جاکر
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ میں لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہیں ہوا نقابدار
نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب میں نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور
میں آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتیں کر رہے ہیں بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے چلے
تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت جلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا شمعی و ساختہ
اُتری عمرو نے گرد قصر چرخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا
اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا مہ جبین مسند پر بیٹھی
ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی
مقابلے مین خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران ہین
کہ جس کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک
کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ ای غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے
ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُنکے ارادے کو پورا
کرین مگر مہ جبین کا یہ حال ہی کہ دمبدم جیب سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کھڑی ہو جاتی
ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم کیا انتشار ہی
یہ سُنکر مہ جبین نے کہا کہ ای غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب
لکھی ہی اُسمین حال آیندہ و گذشتہ ترقیم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال
کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ میرا پورا ہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے
نہین ہی مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہین کہ سامنے مہ جبین
کے گاؤن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون مگر کوئی محل نہین پاتے مہ جبین اپنی فکر مین ہو جلسہ
آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ ہر وقت
موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سُنی بڑا افسوس ہی فرماتے ہین کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
بہ جبین کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون
امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر تین لاکھ فوج میدان مین آکر
پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش
فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے
یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے
ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیون
او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف
سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین
آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے
اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہی
کہ تو نے مابدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ
کہنے کے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہی امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا
ہی ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہی ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہی
اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہی قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہو کہ بڑے
بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہو امیر نے کہا
یہ دیوانہ ہی دماغ مین غرور بھرا ہی جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے
اشقر نکالا اشقر اُڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو
دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہا و حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین یہ غلغلہ
ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین
ہی مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہو کہ حربے تو کیجیے امیر نے فرمایا کہ اپنا
یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچا لیگا تب مین بھی حربہ کرونگا اخطا نے پھر قہقہہ
مارکر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تانکر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا نیچا
اور گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا شل ابر کے گرج کر بولا تھیجے پر بھی

ڈالو خبردار خبردار کہکے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹیں اُسکی خالی دین آخر مین اخطا
نے گرز تاک کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین
تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُتر یے امیر گھوڑے سے کود ے اخطا گینڈے سے
اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر یہ فنون سپہ گری
اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کردیتے ہین دو چار گھسّتے ایسے
دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہان بر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے چمک کر
نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعہ
مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سریر نیلگون فلک پر
جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھسے خوب لڑے حقیقت مین جیسا
سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جاکر آرام کیجیے کل پھر آکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ
دستور نہین روشنی کو حکم دو بدون غالب یا مغلوب نہین پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو
نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدون زیر و زبر واپس ہونگا آج مین نے امتحان کرلیا دو ہی پہر مین
زیر کر لونگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا
آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آکے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آکر پھر طبل جنگی بجوایا اور
ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ ای لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے
یہ کہکر اُٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلے لشکر اخطا
مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ
مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ ای دارائے ہند مین نے سنا ہی کہ تم صاحبقران
کے خواہان ہو مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا
یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے
آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا کہ ای نہنگ صبا رو مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ
حمزہ کو زیر کر لونگا مگر قسم کھاتا ہون کہ نصف ملک و مال تجکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی
فن مین کم نہین پایا تو جاکر جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی بابہمی اسکا یہان ہی جانے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہی ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے بانہاسے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے اسیر گئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بھر بیقراریان دن بھر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر کہا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تونے کی۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے
سر سے پانگ جلا دیا کس نے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرف اور ہما دیا کس نے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھین جھومین جگا دیا کس نے

جلوۂ حق دکھا دیا کس نے
اشک کی طرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین بڑھا دیا کس نے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کس نے

شعلۂ رخ دکھا دیا کس نے
یون نظر سے گرا دیا کس نے
کس کے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کس نے
یہی کہو کہ کسے زنار [illegible]

جب کنیزون نے بہت سمجہایا کئی دن کے بعد سوئی تھین پلنگ پر جو لیٹین کنیزون نے پیرو اسطے پنکھیان چھیون کی جھلین لا کر سو گئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنا کر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کر لیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سو گئی ہین چلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سو گئین نہنگ برابر چھپر کھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے کود گیا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پڑانا چوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ساتھ وادون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو
روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھ کر رات بسر کی
کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار
سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اُتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا گھبرا گئیں کہ یہ کیا معرکہ ہی گھبرا گھبرا کر چارو جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ
مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای غنچہ دہن وای شمشاد
کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر اُنڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا سامنے
آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجکو فراموش
کیا آپ مجکو دل سے نہ بھلائیے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ ای اخطا سامنے سے
ہٹجا تو نامحرم ہی میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت
منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگیں امیر صبح کو اُٹھ کر بارگاہ
مین آئے فرما رہے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہی خدا خیر کرے
کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہی امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت
کرو تمھارے ملک سے شتر سوار آیا ہی کیا خبر لایا ہی خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان
باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا
سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیج کر ملکہ
کو چوروا منگایا امیر کا یہ حال سُنکر چہرہ سُرخ ہو گیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہی کہ برق
فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار اُستاد کہ گئے تھے کہ خبرین مفصل لانا اخطا
بارگاہ مین ہی لندھور سے بڑا خلا ملا ہی اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگایا
پہلو سے بارگاہ مین ایک خیمہ ہی اُسمین ملکہ کو اُتارا ہے اور نشتین خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہی یہ سُنکر امیر اپنے مقام سے اُٹھے اور قبضہ پر
ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہادونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہوا اور لندھور
ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھے لندھور سے ناامیدی ہوئی آج تُمنے بھی سمجھ لونگا
دیکھوں تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً پشت اشقر پر سوار ہوے طرف لشکر اخطا کے چلے
یہاں اخطا بارگاہ میں بیٹھا ہی چند کنیزیں بلائیں اُنکو حکم دیا کہ تم جا کر سمجھاؤ برق حسب حکم
کرتا ہوا چلے بارگاہ اخطا میں پہونچا اُن کنیزوں میں ملکہ خدمت میں ملکہ زہرہ کی آیا
چپکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرایئے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہوکر چلے **فرہاد خان** فوراً
گینڈے پر سوار ہوکر عقب میں امیر کے چلا تو جملہ سردار سوار ہوکر چلے ہرکاروں نے
جھٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک
نہ آنے پائیں تین لاکھ فوج صفیں جاکر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا شیدائی
کافران بیحیا اے ناکاران بُزدغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ رُکونگا
تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانوں نے جو کہ افسران فوج میں ہیں بڑھ کر امیر پر حملہ
کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوے چلے دوسری صف
پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کافروں کو قتل رہے ہیں صف اول پر
فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشے گرادیئے
جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہیں امیر تیسری
صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلوانوں کو مارا مار کر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ
دوسری صف پر پہونچے ننگا نہ لڑ رہے ہیں فوج اخطا میں صداے فریاد والغیاث
بلند ہی نقیب نقابت کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یارو امیر کو آگے
نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہی سب بھاگے پھرتے ہیں
گھوڑوں سے منھ کے بھل زمین پر گرتے ہیں خون کے دریا بہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں
ترکش پڑے ہیں تیر جو اُنمیں سے نکل کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ دریاے خون میں کھلیان
شناوری کر رہی ہیں اگر کہیں سپر پڑی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کچھوے نے دریا سے منھ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بندوبست قاسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں
دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں ہچشمی کیے کافروں کو قتل
کرتے ہیں امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستانہ کرتے ہوئے جا صفیں کھینی انتظام مسیح کا
توڑا ہر صف پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہو لخت خون کے جسم پر جمے ہوئے ہیں لیکن
فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہو صد ہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گل ہاے زخم کھل
جسم پر کھلے ہوئے ہیں مگر کچھ خوف نہیں امیر لڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہونچے
اخطا کو یہ امید ہو کہ امیر مجھ تک نہ آسکیں گے چار سو پہلوان بارگاہ میں جمع ہیں سب
قوی تن و قوی من سپریں شمشیریں سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گزاف
کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہاں آئے تو بوٹیاں اسکی کاٹ کر
پھینک دیں امیر دربارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سواے فرہاد خان کے کوئی
برابر نہیں پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے
بڑھ کر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا
امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جانب
بھاگا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر
اس خیمے میں پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اٹھیں کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت بڑی
بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود میں اٹھایا اشقر کو
آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا
کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہو تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی میں اقرار
کیا کہا کہ آقا جب تک جسم میں جان باقی ہو کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر
زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا
حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہو اخطا نے جو امیر کو آتے ہوئے
دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مارلو چار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے
اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہر چند

کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ مین بھی مارے گئے نیزے اور تیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم
غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے یہان جسوقت سے امیر بارگاہ خضا مین
آئے ہین خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین مین رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے
مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند خواب مین آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما گئے
پانؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال کہ
کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہین مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ اے کلید میخانے
کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے مین ہو بیٹھے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر
گلا بیان درست کیں سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفین کین
کہ ای غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہین دیکھا سُنا ہی کہ عمرو
عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہی خواجہ جُھک جُھک کر سلام کر رہے ہین یہ بھی کہتے جاتے ہین
کہ شراب مین بڑے بڑے نفع ہین رنگ نکلے ملالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ
پیے مہ جبین بڑی تعریفین کر رہی ہی کہتی ہی کہ بڑے فخر کا مقام ہی کہ میری کنیز لطف کردہ
خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کسکو اس طلسم مین نصیب ہوا
یہ فخر میرے واسطے ہی کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن
کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہی ہر تان مین دل پامال ہوتا ہی کیا کیا گٹکریان لے رہی ہی
عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہین کہ کئی دن ہوے قدرت نے آکر نظر کرم
کیا مہ جبین کہتی ہی کہ ای غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لشکر امیر کو
قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہین کہ اسم اعظم نہ پڑھین اسی رنگ کا مین نے
سحر روانہ کیا ہی جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل مین آکر بیٹھے مہ جبین نے
فرمائش کی کہ ای غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے
بیچ مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مارا ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا — تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلا پر صفائے رخ پر نور کی کہان — شہرہ ہی عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہے	رکھتا ہوں میں بغل میں مرقع خیال کا
گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ یار	سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کریں نہ کہیں زہرہ سب جوان	پیری میں عشق خوب نہیں خرد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر ہنسے سے اُٹھی کہا کہ ای غنچہ دہن قدرت آئے ہیں اور کہا یا خدا لندھور کو امیر پر غالب کیجے ایسا دام یہ میں نے بچھایا ہے کہ لندھور آٹھ پہر میری یاد میں رہتا ہے صدمات فراق سہتا ہے اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل میں جو نکہ مزا بھرا ہے گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزیں اپنے مقام سے اُٹھیں اور گرین گر کر بیہوش ہوئیں اتو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کر کے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادھر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ میں بیٹھا تھا زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا یکایک ہوش درست ہوے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ اُٹھ کر امیر پر سینہ سپر ہوں آقا کو دشمنوں سے بچاؤں مگر اخطا کی محبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا امیر کے تا دوابرو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن نکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر میں اُس وقت آیا کہ امیر دریا میں اخطا کے لڑ رہے ہیں عمرو سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو چُرا منگوایا اُس غصے میں امیر بارگاہ اخطا میں گئے ہیں عمرو جست وخیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر میں تلوار چل رہی ہے تمام سردار لڑ رہے ہیں مگر امیر کی آواز نہیں آتی عمرو جست کر کے بارگاہ میں پہونچا راہ میں اشقر کو دیکھا کہ سموں سے جنگ کر رہا ہے پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہیں خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتاروں اشقر نے رو کر زبان جنی میں کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن میں اکیلے جنگ کر رہے ہیں عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چرخ کھا کر گرے ہیں اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھیں گردش کرتی تھیں حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہیں اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

عجب مین کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہین سنا تھا کہ آقا تو قتل ہون اور عاشق بیٹھے بیٹھے
دیکھے اسی محبت مین لندھور اُٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور
نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا منہ کے بل زمین پر گرا اور
نعرہ کیا کہ باشید۔ ای کافران بیحیا و ای نابکاران مُردہ نام منم عاشق جمال صاحبقران (۱)
نعرہ لندھور جزیرہ ہای دربار اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نام ندانی منم لندھور
بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یار لندھور
کو بھی مارو اب خیال رفاقت اسکا آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بھی
مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی مین تو حمزہ کو اسی سبب سے قتل کرتا تھا
خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار
کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلوارین پڑین
اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے
لندھور پر کافرون کا بلوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور مجھ پر جان نثاری
کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقای نامدار و ای مولای قدرشناس آپکے
بعد زندگی بیکار ہی قدمون پر آپکے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھین کہ آقا کے قدم
عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت پڑین آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب
تھرایا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل مین تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدمون پر امیر کے
سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اُس وقت عمرو پہونچا اخطا چلا کہ لندھور اور امیر کا
سر کاٹ لون عمرو اُس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پڑے ہین تلوار ہاتھ سے
چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدمون پر ہاتھ مین قبضۂ تلوار وہی ہاتھ صاحبقران کے
سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر
کاٹون کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہوتا تو تم مجکو زندہ
نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کر دی زخمی ہوکر
وہ بھی گرا ہی عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے خنجر کا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ اے سرداران تہمتن و اے جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہیں دشمن قتل کیا چاہتے ہیں جلد آکر بچاؤ حلوخانۂ بارگاہ میں فرہاد خان رہ رہا تھا عمرو کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہی اور تلوار ہاتھ میں کئے بڑھا کہ باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا تو فرہاد خان گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اخطا نے گرز مارا کہ سر فرہاد خان کا پھٹ گیا چیخ کھا کر گرا اسوقت مالک وجہور و فرآمرز وغیرہ چالیس سردار لڑتے ہوے اندر پہونچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینون زخمیون کے گرد پھر رہا ہی اور شیرانہ جنگ کر رہا ہی سردارون نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان فیل میمونہ کو لیکر آئے سردارون نے بمردی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود میں اٹھا یا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوے گرد سرداران ہندوستان لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ میں جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان لڑتے ہوے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہیں بارگاہ جو گری کئی سو کافر دبے اخطا کودکر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام کو مارو اسوقت بارہ کوس کے گرد میں جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان انتہا کے زخمی ہوے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہیں ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤن کے نیچے کچل ڈالا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر کوئی قبضہ نہین کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار کر کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر مجھے امیر کی آواز نہین آتی امیر کس طرف ہیں دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھوں کون دقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھوں اب تو دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے
جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمہارے راج و سہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ گئے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اسکی پشت پر
سوار کرکے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کو زخمی کرایا
مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
مرکب لاکھوں سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ
نہیں آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہاے آتشبازی نکالے داغتے ہوے
اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوے قریب اخطا کے پہونچے
دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار
کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر رد کا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو
ٹکڑے ہوے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزماں
نے سرداروں کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھا لی لیکا
بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہیں خیمے
کا فروں کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اہل امیر کو فرزندان امیر نے
اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم وزی کریں تو امیر نے آنکھ کھول دی
فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخم وزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ میں اس لائق ہوں
کہ مجھکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمکحرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
نے کہا کہ ای لندھور تم سحر میں مبتلا تھے تمہاری خطا نہ تھی خواجہ نے جو وقت اُس ساحرہ کو
مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا
خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہیں جب
صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخم وزی

گرانی امیر زخمدوزی کرا کے اُٹھے دیکھا کہ اشقر زخموں سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ شیشہ بھر رہا ہی کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے پشت سے زہرہ کو اُتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران نے زہرہ کے واسطے کنیزیں طلب کیں ملکہ زہرہ معروف عیش و نشاط ہوئیں کہتی تھیں خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار بھیجکر چرا منگایا خواہان وصل تھا میں نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہی مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزیں دعائیں دے رہی اور بلائیں لے رہی ہیں صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا اب میں طرف کوہ بوقلموں کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو بلا کر حکم دیا طرف کوہ بوقلموں کے کوچ کرو لشکر بیکر صاحب قران طرف کوہ بوقلموں کے چلے ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن کہ طرف صحراے محیط کے تلاش لوح چلے میں پہونچنا تا بہ صحراے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ ہوں خوش پیمبان والا تبار
عجب عشق و الفت کے سامان ہیں
کہ اس جال زین میں ہزاروں نہاں
چل اب ساقیا آج گلزار میں
لکھوں حال نالی بالکل ہی دکھوب
ہوئی بلبلوں کو جو گلشن میں پیا
کہ اظہار رنگ شگفتہ ہوا
کبھی کو رہا ہی کہ لیلےٰ کہاں
عبث ذکر شیریں سے مرتا ہی وہ

کہ لکھتا ہوں رستم کی اب داستاں
پلا ساقیا جام صہباے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہیں
جسے عشق روے فہم ہو گیا
صلا حین ہوں ہر ایک میخوارین
اکڑتے ہیں نخل چمن وجد میں
گئیں آپ خود اپنے پھولوں میں
یہاں کبک طاؤس ہیں وجد میں
مری آنکھ سے ہو گئی ہی نہاں
کیا نل نے عشق دمن آشکار

وہ ہی داستان جلالت شعار
کہ قلب و جگر میں جگہ پائے عشق
وہ جنجال ہی عشق زلف بتاں
اُسے فرط رنج و الم ہو گیا
یہ ہی جوش پر باغ کا رنگ و رو
لکھوں چند رنگ سخن وجد میں
ہر اک غنچۂ گل شگفتہ ہوا
وہاں قیس بیتاب ہی نجد میں
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلے کا جویا ہوا	کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا	ہوا قیس کو عشق مین یہ کمال
کہ ہر وقت لیلے کے حسن وجمال	قرین قیس کے آرہی تھی نظر	اسی رنگ مین عمر کی تھی بسر
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا	وہ باطن کی الفت سے صابر ہوا	کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
وہ لیلی کا مژدہ سنا جاتے تھے	کبھی شیر صحرا سے صحبت رہی	غزالان صحرا سے اُلفت رہی

قمر داستان مرصع نگار	لکھو جلد آئی ہے فصل بہار	

چہرہ دشت نوردان وادی بیباکی وطے کنندگان مراحل چستی وچالاکی اس داستان شوکت
بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر فرماتے ہین۔ شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش
چنین ریخت گوہر بدامان گوش ٭ رستم بیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحراے محیط
کے روانہ ہوے محیط بیابان خنکن اپنے قصر مین رونق افروز ہو انیسین جلیسین جمع ہین
کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا
کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول
لیا اُسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے
صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر
طلسم باطن مین چلے جائینگے تم لوگ تباہ وبرباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ
وتیغہ ہفت جوہر وزرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو مل چکے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا
غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لاے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب
لکھا کہ یا خداوند نہ گھبرایئے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا
یہ لکھکر وہی نامہ گلے مین اُسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اُڑگیا محیط نے ایک محبت نامہ
استحقاق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جاکر راہ مین
گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے
بیٹھے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکے نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق
ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوے عرض کی کیا حکم ہے
کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادۂ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو ما بدولت بھی

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحراے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید خود نہ
کھاکر پلٹجاے یہ جو اسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑگیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے
مین تین لاکھ فوج جمع ہوگئی استحقاق بھی اپنے مقام سے پل کر کے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا
جنگلی فوج لیکر چلا اُدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہی صحرا مین اُترے ہوے ہین صحراے
دل شاد اس صحرا کا نام ہی صبح کا وقت ہی ارادہ ہی کہ سوار ہون ناگاہ صحراے گرد اُڑی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے
ہوے سامنے سے نمایان ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری یہین تک
تھی بس اب اس صحراے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہی یہ کہکر گینڈے سے اُترا بارگاہ مین داخل
ہوا ہمراہیون سے کہتا ہی کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہی لیکن
اگر بھاگ جاوے تو بہتر ہی ملکہ نے لکھا تھا کہ اسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفجات ایسے کہان رکھے
تھے جو یہ اُٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہی یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا
اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اس ارادے سے باز آو یہان سے
پلٹجا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہی جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کردینا
کتنی بڑی بات ہی اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اُٹھا کہا آپ نامہ
لکھیے مین جاکے اُسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے
پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا جابجا خیمون مین ساحرون کو اُترے ہوے
دیکھکر دنگ ہوگیا دل مین کہتا ہی یہ ساحراے کیونکر دستیاب ہوے ہین جہلال گرشن
و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہی پانی برس
رہا ہی یہین کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر مین جاکر بدعت کرونگا یا
سر جھکاے ہوے اُن مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا درگہ سالار سے کہا
ہماری خبر کردو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی رستم نے کہا ہئے
ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جاکر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا جہلال و آفتاب
اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلو خانے
مین آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ لقا اور افسران سے معمور ہی رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
زیادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا ای رستم ہمارے افسر نے تیر پڑا زخم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہی کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرا ے دلشاد سے
تا بہ بلیشہ زرریز ہمارے افسر کی عملداری ہی اس راستہ سے نہ جانے پاؤگے رستم نے کہا
اب تو تمہارے افسر صاحب آنے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو راستہ کہ اصل مین ہی ہم تو
اُسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلاکے جواب دیا ہم لوگون کے ہاتھون مین کیا مہندی لگی
ہی ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی نے چلینگے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپلی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اُٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منھ کے بل جھکا
کھسیانا ہو کر لپٹ پڑا رستم نے اڑنگا ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہی آنکھیں کھولتا ہی رستم کو دیکھکر بند کر لیتا ہی رستم نے
کہا ای اشفاق جامین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اُٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہی مگر گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہی مین آپکی پریشانی سنکر نہایت ملول
ہون جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اُسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ ملدر معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی
بجوائیے طلسم کشا کو سزاے معقول دیجیے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرائے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا
سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اُٹھایا
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کاتب
قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آئی ہی ناحق کی پریشانی ہی اُسی وقت یہان بھی طبل جنگی
پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلائے پر
جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلائے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی
حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی رستم
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہر چند آفتاب و جلال نے عرض کی حضور
نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن
یہ پڑتا ہی کہ اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہی کہ خود طلایہ
دیتے ہین کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران باتوقیر
دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر
جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہیں دیتے ہو سکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل و جان
اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار بزازان مین سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر
کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے یہی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھر کر لشکر
پر آتے ہین قضائے کار اُسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سُنی کہ رستم خود طلائے پر ہین اول
یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ مین سوارون سے کہا یارو ہو سکتا ہی
کہ رستم اکیلے کھڑے ہین بلوہ کرکے گرفتار کرو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس آدمیون
سے گرفتار کرلین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کرلینگے اشفاق نے
دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے
سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم بیلتن
ارخدا ولاد امیر عرب ٭ کیست علمشاہ چو رستم لقب ٭ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ٭

کہ برتخت مرزوق افگندہ فغفور + نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار
کی کیا حقیقت سمجھتے ہین لاکھون مین اکیلے لڑے ہین جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو
جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر مارکے گرایا کئی جوان جو اپنے
پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہین آتا رستم لڑتے ہوے برابر اشفاق کے پہونچے للکار
کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہے خود سامنے نہین آتا لشکر مین آکر جو تجہیر کذری
اسکا عکس بیان کیا اب بیان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھروسے
پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سوارون کا شاہزادے
بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہین کرنے دیتے رستم کئی سوارون کو مار کر قریب پہونچے اشفاق نے
ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم
اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ
سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جا بجا پڑے ہین اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا
یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑ گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے
کہا ارے تم دس ہزار سوار تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہے کئی افسر
اسنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ مین
رستم نے دو پر کالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب مین اپنے بھائی کا عوض اس سے
لونگا اسی کو ٹکڑے کرونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے لشکر رستم پہونچا
شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوے کہہ رہے ہین کہ اگر آقا ہمکو حکم
دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولون مین لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہین مانتے آفتاب فلک سیر
و جہلال وغیرہ دور جا کر ٹھہرے یہان نقیبون نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہین
افسرون سے آنکھین ملاکر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہین۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر ہی رہا نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی اسی منزل مین ہوے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

اُسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال		جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا		ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم		کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پر آج اُنکا غبار		جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین	رباعی	اے سفیران عدم حال کہو کیا گذرا
راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری		کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس		کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین لڑ مین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی اے رستم اب نکل تو حال معلوم ہو میرے بھائی کو جلا دے یہ ہارا فوج نے دل لہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جا سکے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر ہو بچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابل مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہی پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بازو پر تلوار کی فوراً نام مردان عالم کا کھل جاتا ہی بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بنایا اور سر پر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے مین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پانون اُٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر حملہ کیا رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا حملہ ہی تاب نہ آئی گھوڑے کو اڑا کر جا پہنچے
لڑتے بڑھتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعاے جان درازی دی اور کہا کہ تمھاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دوچند ہوا کہ
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجیں پامال ہوئیں لالان کوہ پیکر سپہ سالار
کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیون تکلیف فرماتے ہین چھوٹون کے سامنے بڑون کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہی
یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مار کر لالان کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے عرض کی کیوں حضور
آپنے ملاحظہ فرمایا کہ مین نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کرنا نقابدار کا بہت
ناگوار ہوا فرمایا ای نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی
مقام پر رہجاتے ہین یون ہی زور بازو دکھاتے ہین نقابدار ورستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا مین آپ سے سب طرح موجود ہون رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رد و قدح کے ہوے تھے
کہ شاہزادے نے ہاتھ بچاکے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونون ہوا
گھوڑون سے کودے نقابدار و رستم مین کشتی ہونے لگی یہان تک کہ شاہزادے نے
زیادتیان کرنا شروع کین نقابدار عاجز ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دونون فوجین کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہین قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ گر
رہتا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی ای شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش
سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادے زیادتی کر رہے ہین نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے
ہین نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر
آیا جہان یہ دونون شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آکے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دونون
جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ مین آیا داہنا ہاتھ سینے پر رستم نے دکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہے آپس مین لڑتے
ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تمپر دباو ڈالتے آخر آپس مین تکرار کا ہے کی ہے
شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھسے نہ دیکھا گیا زرین پوش
نے کہا اے مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہے ایسے ایسے ہزارون پہلوان
انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہے کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق
زندہ ہوتا فرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران
سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہے جب صاحبقران سے
وعدہ کر چکے تو لشنے لڑنے کی کیا ضرورت ہے طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے
مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بابت صاحبقرانی بھی
لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادر موجود ہین اگر مجھکو زیر
کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار
مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہوکے
اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے
شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آونگا مراد اس
تحریر سے یہ ہے کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور
صحرا مین جاکر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے جلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے
قبلہ وکعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اب شوکت اس زرین پوش کو ملی ہے
کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہے ہرچند کہ ہمارے قبلہ وکعبہ مؤید من اللہ ہین مگر
یہ نقابدار بلوے روزگار ہے خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن بلا زبان
استحقاق جولاغہ اسکا لشکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہے جسمین
ایک پہلوان رہتا ہے نہایت زبردست خراج گذار ہفت پیکر اسنے جو بالاے قلعہ سے
دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت
جھلایا کہا کہ میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو بھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بہ ارادۂ جنگ
رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ مین سمجھاتے ہین اور حال زور رستم سناتے ہین کہ استحقاق کو
ملاے بربار نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہے جواب
دیتا ہے کہ مین تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیز رو بلاے روزگار ہے اسی سے
پکڑوا لونگا یہ کہتا ہوا صحرا مین آکر اُترا کر سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہے عیار کو
حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہے عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار صبح پوش کا لشکر ہے
عیار نے خبر دی کہ اُسی نقابدار کا لشکر ہے جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار
کو جرا لا عیار چلا لشکر مین نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے
عیار نقابدار کا بازار مین پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت
کرتا تھا عیار تو بلاے روزگار ہے یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہے آگے بڑھ کر آواز دی اے برادر
ٹھہر جاؤ محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کسواسطے پوچھتے ہو
عیار نے کوئی بات دلمین نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو مین سامنا کرا دونگا مین اُس شہریار کا
عیار ہون یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ مین آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم
بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ اسے کمند مارے محکوم نے بیتاب ہو کر جست کی حلقون سے
نکلا عیار نقابدار تو نیمچہ کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکائی
دیکر نیمچہ مارا کہ سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر
پھینکدو وہیان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر
کہا کہ تیرا بھائی برائے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہین پلٹا ذرا بڑھکر خبر تو لے زنار
چلا جنگل مین آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
مارے گئے عیار نقابدار بلاے روزگار ہے مین سمجھ گیا کہ اُسنے پہچانکر اسکو مارا اب مین جا کر
نقابدار کو لاتا ہون یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار مین آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
دریافت کری پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑکے نقب کھودتا ہوا

چلا چہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار مین تو پڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی
شمعہاے مومی وکافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے مین پانون
کسی طرف پر پڑجاے کہ کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کرکے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار
پڑا سو رہا ہی خیال مین آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہی جسنے استحقاق ایسے پہلوان کو
مارا کیفیے ہیے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب اُلٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا
کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کرکے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی نقابدار بیہوش
ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اُسی طرح نقب سے لیکر نکلا جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا مین
اسکو صبح ہوگئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھکر اپنے لشکر مین چلون ایسا نہو سامنے سے کچھ فتور ہو یہ
یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہان عیار نقابدار بازار مین پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھکر
اُٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی اُفتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہبانون
سے دریافت کیا خیر و عافیت ہی پردہ اُٹھا کے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی مین کہتا
ہی بڑا غضب ہوا نقب مین کودا نقب کو طی کرکے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار
پشتارہ لیے ہوے جنگل مین دو کوس پر آیا دن چڑھ آیا ہی ایک جھیل پر پہونچا خیال مین آیا اب
اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختہ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا نقاب چہرے
سے سرکائی حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہو حیران ہی کہ نام کیونکر دریافت
کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اُڑاے ہوے چلا آتا ہے
باز برلے شکار چھوڑا ہی باز نے جاکر طاؤس کو دبایا اُسی مقام پر آکے طاؤس گرا کہ جہان
پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اُٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثال
نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہی اس چاند کے ٹکڑے
کو کیون باندھا ہی عیار نے کہا مین عیار ہون سیلان مردم در کا اسکو اسکے لشکر سے چرا کر
لایا ہون اب خدمت مین اپنے آقا کی لیے جاتا ہون نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت جان
عیار یہ سنکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر جوڑ کمان مین پیوست
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جاکر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ نقابدار لے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش سے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آگئے اُنسے کہا اس جوان
کو اٹھاکر گھوڑے پر ڈال دو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا اُس
صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم والی ہی زنار پلٹ
یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لاکر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اُدھر
عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر
آکے کمند ماری باغ مین اُترا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھہرنا بہتر نہین ای ملکۂ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجکو یہ خوف ہی کہ اگر باپ کو خبر ہو نگی لشکر لیکر آئیگا مجکے
پاس لشکر بہت ہی یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
ورنہ یہین رہے اور تو سب بھاگ گئین جس کنیزون کو جنکو دل سے محبت ہی ساتھ ہو لین
گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
لشکر کے چلے یہان زنار نے آکر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے لشکر کو تیار کیا
آکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون نے بیان کیا
کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہین عیار میلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا ہی ملکہ سے کہ رہا ہی جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر میلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین میلان فوج لیکر آپڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہی تب نقابدار گھیر لیتا ہی ملکہ
بھی مع کنیزون کے تیراندازی کر رہی ہین کئی سو سوار و پیدل تیرون سے گرائے
میلان چاہتا ہی بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھکے سینہ سپر کرتا ہی نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب نقابدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کرکے پکاری کہ ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچائے ملکہ کا بلک کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شاہزادے مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہی سمک نے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش فوج مین گھرا ہے کفار کا چار طرف سے بلوا ہی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے لشکر کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت بھارتے بڑھتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا ای بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقابدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے تمھارا عورت کا ساتھ ہی انکو لیکر نکل جاؤ نقابدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزادے نے کئی پلٹنین و رسالے نقابدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک پہونچا دو راہ مین نہ چھوڑنا وہ پلٹنین نقابدار کو بیچ مین لیے ہوے لڑتی بھڑتی نکل گئین نقابدار اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ مین رکھا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کین یہان زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہین نقابدار تو آپ کی بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہین میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان مقابلہ مین آئے مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہی جب پلٹ کر بارگاہ مین آیا تو زنار کو بلاکر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہی مین طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سی پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہوسکے تو اسکو پکڑ لا عیار نے کہا اس جوان کا پکڑ لانا کچھ بات نہین ہی لیکن انتظام نقابدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی بات ہی مین اُسکے لشکر مین جاتا ہون اگر قابو پایا تو نقابدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ یون بیٹی ہاتھ سے نکل جائے اور ساتھ معشوق کے رہے اب آپ کی اسی مین نام آوری ہی کہ مین گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤن سر میدان قتل کیجیے اسکا خیال دل مین نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کرون پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقابدار کے چلا ایک مقام پر جاکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر محلدار بیٹھی ہی کنیزون کی آمد و رفت ہو رہی ہی کنیزین اندر سے آتی ہین

اور پھر چلی جاتی ہیں زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل تجھسے
کچھ کہنا ہے کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر
بیٹھی ہیں گرد کنیزیں زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
اُٹھیں تو عرض کرون ملکہ اُٹھیں تخلیہ کے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے باتین کرنے لگا باتین
کرتے کرتے خاصدان کھولا گلوری بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمایئے ملکہ نے
وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنار نے پشتارہ باندھا باندھ کر حیران ہے کہ کس طرف
سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد مین اٹا ہوا
نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا
ہے ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہے کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہے عیار دوڑ کر بارگاہ
ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سائے مین بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال
بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین سوگئی وہان سے عیار کنیز کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے مین نقب لگی ہے
اُس نقب مین پھاند پڑا آخر مین نقب سے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار وہ فادار کیا ہوا عیار
نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا سے
میلان کے اور کون دشمن ہے معلوم ہوتا ہے اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے
دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جاکر ملکہ کو لاتا ہون نقابدار نے کہا ایسا نہو تمپر
کوئی زوال آئے تم چلو مین بھی آتا ہون عیار تڑپتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے
ہوے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سرور بار پشتارہ
لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہو چکین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلین اب انکا پردہ کیا
میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے بڑھکر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو سامنے میلان کے پایا خرا کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے پکار کر
آواز دی او گیسو بریدہ مین کیا تیرا پیچھا چھوڑتا دیکھ کس طرح تجھکو بلوا لیا بہتر یہ ہے کہ مجھسے

نقابدار کی توبہ کر کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا ای بابا چاہے
قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی میلان اپنے مقام سے
یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی منم عیار نقابدار اوجیبا دیکھیو ن لیجاتے
ہین یہ کہکر عیار نے حقہ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گبھرانے لگے اُس
اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور
لے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون
بارگاہ پہونچا ہی میلان نے آواز دی یارو یہ عیار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی
نیزے و تلوارین لیکر دوڑے عیار نے خنجر کھینچکر پالٹ کا ہاتھ مارا میلان کہہ رہا ہی ارے
اسکو پکڑ لو کیا ستم ہی کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہی عیار نیزے کھا رہا ہی مگر کھڑا
لڑ رہا ہی مہلت پاتا ہی تو بھاگتا ہی سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہی
آخر زخمون مین چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہی کہ ای معبود ناموس آقا کا پشت پر
ہی اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہی یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو جرأت
کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائین مانگ رہا ہی
گھاے زخم تن جسم پر کھاتے ہوے ہین عیار بلک رہا ہی مگر اسطرح نیچے مار رہا ہی کہ کوئی قریب
نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین میلان آواز دیتا ہی یارو گھوڑے اُڑا کے ادھر سے
اُدھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑون کو
اُڑا دین اور نیزے مارتے ہوے نکل جائین گھوڑون کو جما کر کھڑے ہوے نیزے بلند
کیے کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اُڑاے ہوے
آ گیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میر پشتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوے لڑ رہا ہی
نقابدار نعرہ کر کے اُنھین سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی یارو اس
نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے اُن سوارون کو مار کر عیار کو بچا لیا
قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اُٹھایا کہا ای یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی ای برادر
خدا نے تمکو بچا لیا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آ پہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی جب سواے

نقابدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا ملکہ کو لشکر مین پہونچا آؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے
پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا وسے ہاتھ نکال کر
تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر
بھاگے نقابدار نے بارگاہین لوٹ لین دور لفتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آ کے اُترا مگر رستم طرف
صحراے محیط کے چلے جاتے ہین صحراے دل شاد سے گذر کر صحراے نشاط مین پہونچے یہان
نشاط جادو اُس صحرا کا حاکم ہے ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہین
لشکر اُترا ہے نشاط جادو نے اپنے مشیرون کو بلوا کے اُنسے صلاح کی کہ یارو مقدمہ طلسم کشا کیا
کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم مین پڑا ہے کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر و زرۂ
ہفت جوشن کبھی کسی کو یہ تحفے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینون چیزون کو پایا اب فکر مین کوچ
کی تا صحراے محیط جائیگا وہان سے حال دریافت کرکے فارغ حصول لوح مین مصروف ہوگا لہذا یہ فکر از
و لازم ہے کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جاے کہ یہ قصد صحراے محیط سے باز رہے بساط جادو نشاط
جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ مین جاکر اس جوان کو پھیر دونگا مگر او بلادر اُسکے ساتھ
آفتاب و جھلال بھی موجود ہین ہم پہلے انھین کی تدبیر کرونگا اے برادر دیکھ فکر کرون کہ طلسم کشا کو
بالکل خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیےگا یہ کہکر بساط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو تو آکر
ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر مین طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر مین پھرا کیا صبح کو
رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ملازمان آفتاب روتے ہوئے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب
ہوگیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا اُسنے دست بستہ عرض کی ظاہر ہے کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا
اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش مین نکلا جا بجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا
دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جھلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرزند
خواجہ نامدار ہو پتہ نہین لگاتے کہ یہ کام کسنے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا لیگا ایک
ہفتہ عشرہ مین رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوئے رستم کو بڑا قلق ہوا
اب دربار مین آئے عیار نے آکر سلام کیا شاہزادے نے منھ پھیر لیا فرمایا اے سمک تمکو معلوم ہوا
کہ آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوئے اب اگر پتہ نہ لگاؤ تو ہمارے سامنے نہ آنا

سمک نے عرض کی حضور برہم نہ ہون غلام فکر مین نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ فکر مین رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر مین نہ آنے پاے اور آپ جست وخیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا پانچ کوس راہ طی کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پاکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سمک ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ بازی سے ماہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگون نے پتہ بتایا کہ میان مسافر فلان محلہ مین سرا ہی غرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہی دیگہ سالار دروازے پر آیندہ و روندہ بارگاہ کو روک رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہی ساحر نے کہا نشاط جادو ہی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشے مین آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی ہی درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکراکر سلام کیا کہا اے شہنشاہ عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آئے تھے ایک روز جو دم آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوے پہونچے مجکو اور میری ماں بہنون کو سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا بادشاہ نے کہا سب کمیدان رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سردار کانپ گئے سمک نے نگاہ اٹھائی اُن سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی ان لوگون مین تو کوئی نہین ہی مگر کنیز رسالون مین جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار کو تم ہمکو دکھا دو ہم فوراً اُسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

سے باتین کر رہا ہو نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہو مسکرا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی بساط جادو
آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ
دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کردیا قید خانے مین دریافت کیجیے بارہ
زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابو مین نہین ہوتا لیک فکر
لگائی ہو وہ یہ ہو کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر مین نکلا ہو پہلے عیار کو گرفتار کرلون تو طلسم کشا پر دست انداز
ہون جسدن اسکو گرفتار کرلاؤنگا اسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کردونگا خیمے بارگاہین
لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہوجائیگا سمک نے بساط کی زبانی یہ معاملہ
سنا اور بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہو کسی رسالدار نے اسکو لوٹ لیا بساط نے پلٹ کے
پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تتلا کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہین
یہ کہہ کے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کرکے عرض کرونگی بساط پیچھے
دوڑا جلوخانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہو ہم دینے کو
موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین
رہا بساط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو زیور دینگے نازنین بساط کے ساتھ ہولی بساط
نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام
مین رہتے ہین بساط نے کہا صحرا سے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اترے ہین مین جملہ سرداران
ساحران کو گرفتار کرلایا پہلوے قصر شاہی مین جو مکان ہو اسمین سبکو قید کیا ہو اب
امروز فردا مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا بساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا ہی
بساط کہ کسی حیلہ سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہو گلابی کھینچی کہا تھا
ایک جام مین پیون بساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
رنگ مین سامنے بساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر
وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے زیور جواہرات کا سامنے اس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہے
جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو بساط نے ہنس کے کہا کہ مین وصل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا لبساط کا منھ چڑھا دیا لبساط سمجھا کہ راضی ہو شراب پی کے مطلب
حاصل کرونگا نازنین گھاتی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی لبساط نے جام اٹھایا دل اسکا
دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پر بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلا کر منھ سے شعلہ
چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا لبساط نے کہا ارے
تو کون اسنے چاہا اٹھکر خنجر مارے تو کہ زمین نے پاؤن تھام لیے لبساط نے سحر کیا رنگ و
روغن اُس زن حسینہ کے چہرے سے اڑگیا اب جو دیکھا تو ایک دبلا پتلا عیار ہو اتو لبساط
نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین نکلا ہو مین تیری
تدبیر مین تھا اب اسکی مشکین باندھی گئین کشان کشان لبساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو
اسپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے مین لیجا جہان اور سردار قید ہین شبرنگ
سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ مین اسنے دریافت کیا کہ اب مین زندہ بھی بچونگا یا نہین
شبرنگ نے کہا لبساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو
جڑ لائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہو اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین
ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون مین دستور ہو یہ کہکے کچھ روپے
تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا اسمین
میری جان ہو شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ
مین پہونچی بیہوش ہو کے گرا سمک نے اسکو قتل کیا لبساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ
اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا لبساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ
مارا گیا جاکر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار میں اگر لاشہ اسکا پایا لبساط تلاش مین سمک کی نکلا
مگر یہ شبرنگ کو مار کر راہی سردارن کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہو کہ سردارون کو تلاش
کرون سرخ رو سامنے آقا کے جاؤن اُس مکان پر آیا جہان سردار قید ہین دیکھا سمک
نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہو کچھ جادوگر ساتھ
ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ مین لیا مالن کی
شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم سوہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس
مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجا پاٹ کو پھول
چاہیے یہ مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول
دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہی شوالے
مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پیٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اٹھا لیے مالن نے
تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہی سب نے موہن بھوگ چھین کر کھا لیا کھاکر
بے ہوش ہوئے مالن نے قیدخانے مین گھسکر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو
رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوئے گولے مارتے ہوئے شہر مین غدر ڈالدیا
کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہی شہر
مین کیسا ہنگامہ ہی لبساط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے
تڑپ رہے ہین دروازہ قیدخانے کا کھلا ہی ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور
عیار غضب کر گیا قید یون کو رہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوئے گئے کئی سو مکان بھی گرے
اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب
غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون
یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا
بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہی دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار
ہوئے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو ادھر لبساط پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا
سماک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام
سے اٹھا پوچھا تمھارا کیا نام ہی اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم انکو گرفتار کرا دیتے تنخواہ ہماری نہین
دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہی کہا اے خدمتگار اگر
تو اپنے آقا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کر دون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالہ داری
دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہو کہ
مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرائے دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے بساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی سرکار
سے اسقدر مال ملیگا کہ مالامال ہو جائیگا عیار باتین کرتا ہوا بساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات نہین ہین سحر کرکے اُٹھا لو بساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگہ سالار
نے چاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار رکا سماک بساط کو لیے ہوئے
اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا ای خدمتگار کلاہ
ہفت گوشہ تو سر پر ہی اسوقت سحر تاثیر نہ کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے فقط
اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہی اتبو یہ بہت خوش ہوا کہا ای خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم
ہوے اب مین انکو اُٹھا لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نکرو بساط چلاتا ہوا
قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کمر مین پنجہ دون رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر بساط
کا اُڑ گیا سماک نے لاشہ بساط کا بیرون لشکر پھینکدیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ
بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا زوجہ
اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر مین بلاے روزگار ہین ان بیٹیون نے بڑھکر
پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہی نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری
طلسم کشا گئے تھے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھکوا دیا اب خود مین فکر مین جاؤنگا
ماہی سحر نے کہا ہمین سحر کسواسطے سکھایا ہی مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہرچند اسکو
منع کیا مگر یہ نرکی اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آکے
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب پر سوار
ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا بھیلے قراول ممکن کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے بھیلے قراول
میر شکار وغیرہ ممکن کیے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بمثال رستم دیکھکر
عاشق ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار طرہ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ رو متغیر اپنے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان
دیکھا پوچھا واری خیر تو ہی ماہی سحر نے کہا تمسے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون غدار نے عجب
سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانہ دل کو ویران کیا تو اصیلین حیران ہین ہرچند دریافت کرتی ہین

کچھ جواب نہین پاتین ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹا دیا تنہائی مین بیٹھکر رونے لگی دل سے
کہتی ہی اے دل تجھکو کیا کہکے سمجھاؤن اپنے گوہر مقصود تک کیونکر پہونچاؤن شام کو اس سوچ
مین اٹھی کہ جاکر دیکھ تو آؤن رستم جو خسکار سے بلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرا کے اسمین آکے بیٹھے
نشاط فکر مین تو تھا ہی اسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے مین آگئے اور عیار کار ضروری مین مصروف ہے
گلابیان لاکر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے تھام لیے نشاط
نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لین فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکے
اندر آیا کہا اے آقاے نامدار ایک جام نوش فرمایئے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہی کچھ تو اسنے بہتر سمجھا
ہوگا جب تو شراب پلاتا ہی فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے
چلا یہان سماک راہ مین کھڑا ہی زمین پاؤن نہین چھوڑتی ہی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
سماک راہ مین کھڑا ہی رنگ رو متغیر پسینے پسینے کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیون اے
سماک خیر تو ہی سماک نے کہا اے آفتاب میرے پاؤن زمین پکڑے ہی میری شکل پر نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سنکر آفتاب نے سماک پر سے سحر اتارا آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے تو کون ہی جو آقا کو
لیے جاتا ہی نشاط نے جواب نہ دیا بھاگا جیبت کے بکلون آفتاب پشت پر سے للکارتا ہی
او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سنکر جہلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگارون سے پوچھا کہ یہ کیسا
ہنگامہ ہی خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیے جاتا تھا آفتاب نے جاکر دونو کا
دونون مین مقابلہ ہو رہا ہی مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جہلال نے جو یہ معرکہ سنا
مثل شعلۂ جوالہ تڑپ کر پہونچا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہی مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہی
جہلال نے کارد سحر نکالی پشت پر آکے اسم سحر پڑھکے پھینک ماری پشت پر جاکے
نشاط کے بڑی سینے کو توڑکر پار گذری اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام
من نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک زاغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھون سے آنسو
جاری تھے بیٹھا لاش پر نشاط کی خوب رویا پھر پنجہ سے لاشہ پکڑکے اٹھا لیگیا محبوبہ اپنے تخت پر
بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زاغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مشل

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کر کے خوب رویا محیط نے
نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین
فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر سنکر چپ ہو رہی ایک
غم ایسا ہے کے دلبر ہو کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ
نشاط کو جہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ انکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت
کی اگر یہ پہلے نہ کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن انکے سردارون کو بساط سے گرفتار
کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے انکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ
آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج
میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اُس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے ملکہ کچھ انتظام کرینگی ناچار
ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ اے
صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام سامری مین دخل نہین دے سکتی جو مناسب
جانا وہ کیا اگر نشاط و بساط خیرخواہ خداوند تھے کس شدومد سے تدبیرین کین آخر اپنی جان
دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا
کہا اے نور نظر بہت نہ رو خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو
پہونچایا ہاتھ سے جہلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمہارے ہاتھ سے انتظام شہر
کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کارآزمودہ ہی اُسکو تمہارا ملک بخشے دیتی ہون
وہ جاکر خوب انتظام کریگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہو کرنا
ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ افسون کے
وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفجات اُسکو مل چکے ہین سحر کیسا اُسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار
کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار
کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و
محیل ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک
ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کر کے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرائے نشاط آباد خالی پڑا ہے تم جا کر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اُسکی بیٹی ہے اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھیں محیط نے
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا پڑا انتظام
مقدمۂ گرفتاری طلسم کشا ہے۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکۂ عالم آیئے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اُڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کارگزار جابجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ میں ٹھہری بعد اسکے کہا کہ میں اپنے
باغ میں جاتی ہوں اب جالینوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں تب ماہی سحر پر قبضہ کروں
شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام میں پہنچا خادموں سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کس وقت جدا
کرتے ہیں خادموں نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہیں تحفے اُتار کر رکھ دیتے ہیں یہ دریافت کرکے
باغ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کھانا نہ پینا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم میں
مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہوں کل گرفتار کرکے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہے جالینوس
نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اُٹھا لاؤنگا مگر آپ بھی
مجھکو اپنا غلام جانیے بندہ شکرگزاری سرفراز فرمایئے اس صحرا کو ایسا آباد کروں صحرائے محیط سے بڑھا دوں مگر صبر
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہوں آج مفصل ایسے کہتا ہوں کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھاؤں کہ محیط
آپکا اپنا محسن جانیں خداوند مرتبۂ مصاحبت دیں ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جالینوس کی نہایت
ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی
ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس
اُٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں اترا ایک
مقام پر آکر دونوں پاؤں زمین میں مارے بارگاہ طلسم کشا میں آکے نکلا دیکھا کہ حقیقت میں
طلسم کشا آرام کر رہے ہیں تحفہ جات علیحدہ رکھے ہیں اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہو گئے
اُسنے اسی حال میں طلسم کشا کو اُٹھا لیا غرق زمین ہو کر چہرے پر نقب کے نکلا پر پرواز پیدا کرکے قلعہ
میں آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادوں کو بلاؤ جلاد آئے دارین استادہ ہوئیں طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پایا بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے رستم تو دعائین مانگ رہے ہین جالینوس آمادۂ قتل بیٹھا ہے کہ ملکہ کو جو بیٹھے
بیٹھے گھبرائین کنیزون سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہے دیکھو تو کیا کرتا ہے صاف جواب دیدون
کہ یہ خیال محال ہے ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت
سحر پہ سوار ہوکے طرف قلعے کے آئین جالینوس دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا تعظیم کرکے ملکہ کو پاس بٹھایا یہان
صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پاکر گھبرایا ہوا جہلال کے پاس آیا اور سب
کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جات
کب جدا کرتے ہین سماک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہے واقعی اسم بامسمی ہے ارسطو فطرت لقمان حکمت ہے
خدا اسکے مکر سے بچائے جہلال نے کہا مین جاتا ہون سماک نے کہا وہ ساحر زبردست ہے ایسا نہو تمپر بھی
افتاد پڑے مین جاکے دریافت کرتا ہون جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات سے ہوشیار
رہو سماک باہنائے عیاری سے آراستہ ہوکر خبر کو چلا وہ وقت ہے کہ جالینوس ماہی سحر سے کہرہا ہے کہ ملکہ آج
بڑی خوشی کا دن ہے تمھارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہے ہان ایک خطا یہ ہوئی ہے کہ طلسم کشا کو تو
لایا تحفہ جات منوا کر بالکل بیکار کردیا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہین عزیز انکے جابجا پھیلے ہوئے ہین
اور والد انکے اس قصد مین ہین کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہون ہرچند وہ طلسم کشا نہین ہین مگر صاحب
اسم اعظم ہین اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہے کہ انکو قید کرو خداوند کو عرضی لکھو
کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہین بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپڑینگے سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس نے
کہا ہم انکو قتل کرکے تمکو ساتھ لیکر صحرائے محیط مین جائینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہے کہ ہر منزل کو کمیل جادو
آسمان سے آتی ہے کچھ خبر سناکر چلی جاتی ہے رازدان لوگ کہتے ہین کہ اُسی کے پاس لوح ہے ضرور اُسنے
ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہان طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اُسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تمکو لیکر
مقام کمیل پر جائینگے وہان کوئی نہ آسکیگا عزیزداران طلسم کشا ہزار کوشش کرین جب بھی نہ پہونچین
ملکہ نے کہا آخر کمیل کہان رہتی ہے جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہے کئی ہزار گز زمین سے بلند
اُسنے ایک مکان بنایا ہے اُسی مین رہتی ہے وہان کوئی جا نہین سکتا ہے ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام ہین
مگر طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اڑادینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوگئے ہین اور دستہ

جاتے ہیں مقام تک پہونچانے ہیں ایسا نہو کہ کمیں کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہوجائیں آٹھویں دن محیط کے پاس آتی ہیں وہیں کوئی گرفتار کرلے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے بجرنگ جادو کو ملکہ کی خاطر سے بلاکر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اسکا قاتل ہی اچھی طرح قید کرنا مین تو آج خوش ہوں کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہوجائیگی بجرنگ رستم کو لیکر چلا سمک کہ بصورت مبدل یہ باتین کھڑا سُن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بجرنگ رستم کو لیے ہوے قصر سیاہ مین جو وسط قلعہ مین ہی آیا قصر مین شاہزادے کو داخل کیا چارسو جادوگر مقرر کیے اور کہدیا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو مقدمہ قید طلسم کشا ہی بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہین ہروقت دروازہ کھول کر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہوتا یہ کہکے دروازے پر آکے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آنے جو کوئی آئے اُسکو قتل کرو سمک نے یہ سب انتظام دیکھا خیال مین آیا کہ عیاری کرون پھر سوچا کہ چلکر جہلال و آفتاب سے کہون دیکھون کیا کہتے ہین یہان جالینوس نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم مین نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر آکے بچالیا قاتل شاہ قصر سیاہ مین قید ہی جیسا حکم ہو وہ بجالائین ساحر تو اسکی عرضی لیکر اُسطرف چلا سمک قید رستم دیکھکر لشکر مین آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا مین تحفہ جات لیکر جاؤن آقا کے زیب جسم کرون بجرنگ کو مار کر وہ نکل آئینگے سمک نے کہا ہوسکتا ہی کہ مین جاکر عیاری کرون اور تابہ قصر پہونچون مگر چارسو ساحر نگہبان ہین اگر ایک بھی ہوشیار ہوگیا تو مجھے گرفتار کرلیگا آفتاب نے کہا تم تماشہ دیکھو مین کیونکر پہونچتا ہون سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہون وہ شاہزادے کو پہنا دونگا یہ کہکے تحفے لیے جھولی مین رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت مبدل قلعے مین آیا دیکھ رہا ہی کہ آقا قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین پہنا رہے ہین کہ دیکھا اسنے آفتاب نکلا سر نکلتے ہی بجرنگ دوڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی نہ پہنائی تیغہ جیسے ہی ہاتھ مین رستم کے آیا مارا ن سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوے تھے چھوٹ گئے رستم نے بجرنگ کو ٹکڑا کیا تو یہ اندر چلا تھا گھبراکر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مارلو آگے رستم پیچھے آفتاب ساحرون نے قصد کیا کہ ان دونون کو گرفتار کرلین یہ دونون شیر لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے برباد یے کبھی ہاتھ ہلایا برق
چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ مین بیٹھا تھا اسنے جو ہارہ سُنا ساحرون سے کہا
ارے دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑایا اب
لڑ رہے ہین ساحر روک رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس یہ سُنکر گھبرا گیا کہا یارو ملکہ نے مجھے
آفت مین پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا بجرنگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے
دے وہ میرے روکے سے نہ رکینگے شمشیر زنی انکی ذات پر موقوف ہی حقیقت مین جو قدرت نے
لکھا ہی اُسی کا ظہور ہوتا ہی جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی
جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بجرنگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آکر خبر دی پلٹ آؤ بجرنگ نے چاہا کہ
پلٹ جاؤن کہ آفتاب نے للکارا بجرنگ نے گولا مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا
اسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سراسر زخمی ہوا رستم جست کر کے برابر بجرنگ کے
پہونچے سماک نے آکر حقۂ آتشبازی مارا بجرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا
جیسے ہی تیغہ چمکا بجرنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بجرنگ کا سر کٹ کے گرا
جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سماک لڑتے ہوے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا
کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بیقرار
ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھکر آواز دی ای شہریار اس باغ کے شجر آپکے مشتاق ہین
پھول آنکھین کھولے انتظار مین ہین غنچہ ہاے دہن بستہ مشتاق جمال ہین اب خدا نے اپنا فضل کیا
کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی آیئے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین
بلا رہی ہی آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوے باغ مین داخل ہوے ماہی سحر
مدت سے مشتاق تھی ہاتھ مین ہاتھ دیکر باغ مین لائی بارہ دری مین لاکر بٹھایا شراب و کباب پیش کیا
رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جس وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر پر لعنت
کی مذہب خداے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس آفت سے نجات پائین آپکی خدمت مین
آئین شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

شگفتہ روح ہو اُسکی مجھے ثواب ملے		دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب ملے

نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب ملے | پیوں نہ زہر جو کیفیت شراب ملے
ازل سے اُسنے دیا ہو وہی جو زیبا تھا | گلوں کو رنگ تو بلبل کو پیچ وتاب ملے
وہ رونے والا جہان سے اُٹھا ہوں اے زند | جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب ملے

رستم وماہی سحر مسند پر بیٹھے ہیں سمک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو میں زرزادی ملک کی نہنگ بحری بیٹھی تھی اُسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا تو گانا سنیے ملکہ نے گانے کو منع کیا سمک نے ایسے اشعار عاشقانہ گائے کہ نہنگ بحری بیتاب ہوگئی ہنس ہنس کے اس سے باتیں کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہیں سمک نہنگ بحری سے باتیں کر رہا ہے کنیزیں اپنے اپنے کام پر مامور ہیں شراب وکباب لا کر رکھ رہی ہیں کہ یکایک ہرکاروں نے یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ سُنکر جالینوس جل گیا غصہ میں آکر اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہاں عاشق ومعشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے لرزہ ہوا غل او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر میں جگہ دی پہلو میں لیے بیٹھی ہے یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولا مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم تیغۂ ہفت جوہر لیکر اُٹھے جالینوس نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی بہت گھبرایا ماہی سحر و نہنگ بحری حیرت سے دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس تڑپ کر گرا دونوں کو پنجے میں دبا کے یہ کہکے لے اُڑا کہ اب ماہی سحر سے اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کروں کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے میں تو تو اسیر عاشق ہوں یہ نہ سمجھو کہ میں اسیر مرتا تھا اب حال عشق وعاشقی کا کھلیگا رستم نے کمان کیانی دوش سے لیکر کمان میں تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اسنے سحر کیا کہ تیر جلکر گر گئی تیر رستم نے مارے مگر جالینوس نکل گیا رستم سمک کو لیے ہوئے رنجیدہ باغ سے نکلے لشکر میں آئے جھلال وآفتاب نے پوچھا حضور کو زیادہ ملول پاتے ہیں ملازمان گھبراتے ہیں رستم نے کہا کیا بیان کریں کہ کس بلا میں جا کر پھنسے ہیں تو عجب معرکہ گذرا کہ جسکو کہہ نہیں سکتے سرداروں نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا سرداروں نے دیکھا سمک بھی بہت بیقرار ہے کہتا ہے نہیں معلوم نہنگ بحری پر کیا گذری یہ کہکے اُٹھا کہا حضور تامل فرمائیں غلام پتہ لگاتا ہے لیکن جالینوس جو لیکر چلا خیال میں تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا ہو محیط قتل کر ڈالے تو مین وصل سے محروم
رہونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک
باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوے ہین نخل سرسبز و شاداب
جوانان چمن اکڑ رہے ہین عروسان چمن کو ہلاتے معشوق نقیب صیاد گلچین بے نصیب
بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین
رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اترا چبوترہ جو وسط مین تھا اُسپر سحر سے فرش بچھوایا سحر
کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ دونون قفس سامنے
رکھکر بہت سمجھانے لگا کہتا تھا اے جان جہان وے آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے
شاد ہون تمھاری بھی جان بچے اب یہان پر وہ تمھارے چاہنے والے کیونکر آئینگے غیر مقام پر
مین آکے اتر پڑا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس ستمگر کو کلام سخت کہتا ہے
تب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہو جواب دیتی ہے اے ملعون اُنھون نے تیر کیا کیا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
جو تیرے دلمین آرزو ہو دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہ ہوگا جالینوس نے دونون
قفس سامنے درخت مین لٹکوا دیے خود شراب خواری مین مصروف ہوا پہر رات گذری تھی کہ مالک
اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیل کر پلٹی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہے ایک ساحر سبز فام
مسند پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی
دلمین کہتی ہے یہ بیحیا تو یون بیٹھا ہے جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھتا ہے کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر
قبضہ کیا زمین پر اُتری پکار کر آواز دی او بیحیا تو کون ہے کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکلجا تو
بہتر ہے جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم اسمین اکر بیٹھ گئے
تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکلجا تو یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکے
اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک جو پتھر زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری
کہ سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا کہ اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرون
ماہی سحر جلیگی شرمائے گی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے
بھاگی جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہے کہ کیا تدبیر کرون باغ ہاتھ سے جاتا ہے افسوس کچھ نہو سکا

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجھپر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار نعرے
لگائے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہاتی
زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا
وہ ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن دو قفس معشوقان پریچہرہ کے لٹکتے
ہین اُنکو محبت سے دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہی چاہتا ہی اُنکو قبضے مین کرون عیار
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سنکر
خوش ہوگئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے
آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر ماری سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون
یہ کہکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہوگئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی مجکو نہین پہچان سکتی کسی خال وخط مین فرق نہین عیار
نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو
دیکھا آواز دی کیون اے نازنین اب شر سے باز آئی ایسے سحر مین دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا کہ
ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجا لاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر
تونے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان
گا رہی ہین انکو سُر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سناؤن یہ کہکے باجا اُٹھا لیا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہوگیا کہا اے گل پیرہن
تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا تمنے تو دل بیتاب کردیا جی چاہتا ہی کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوندگار طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤ مین گرفتار کرکے لایا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آکے مجکو سمجھایا کہ مین اسکے قریب
مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اسنے جوش محبت مین اپنے باغ مین بلا لیا ہرکارون نے مجکو خبر دی

طلسم کشا

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا طلسم
کے پہلو مین یہ بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہان آکر یہ ونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہی آرام ملیگا
تمنے آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا
لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرماینگا
جالینوس نے کہا اول تو تو خوبصورت ہی دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہی کہ مین اس ظالم کو جلاؤن تیرے
ساتھ مزے اڑاؤن عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور یہ ہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس سے
کہا اگر یہ قبول بھی کرلی تو بھی میرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دونگا جسقدر
ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمہارے گلے
مین جو یہ تختے فولادی پڑے ہین مجھے اسنے ڈر معلوم ہوتا ہی جو مجھسے صحبت منظور ہی تو انکو اپنے
جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیار نے کہا اگر تجھے خوف
جان ہی تو صحبت مین اپنی جگہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر
ایک جلشن کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ
تمکو مجھسے جان کا خوف ہی یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب
ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب مین
ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب تختے کھولکر جالینوس نے الگ کیے
اتو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کر کے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب اسنے
دو دو شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا گود مین لون عیار دور جا بیٹھا وہان سے اشارہ کررہا کہ
کہ مجکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سمک نے
خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک قصہ پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اتارے ملکہ کو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضاے کار محیط جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا اے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک
بلاے روزگار تھا اسکو کسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منھ پیٹ لیا کہا باغ
گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز پر ہی کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچایا

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی نجات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہی یہ کہکے چلا اُسوقت پہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے
نکالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ماہی سحر
نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طائر گولے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار مین
چھپا ماہی سحر کو اُن طائرون نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہی کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہی ہر چند
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائرون سے بچا نہ چھوٹا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون مین
پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اُسکے زمین
پر گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوے اُن طائرون نے دونون کو گھیر لیا منقارون سے بدن کو
نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن دی اور
گرفتار کر کے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سمک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہی
کہ جہان یہ اُترے مین بھی پہونچون جان اپنی لگا دون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین صحبت
رقص و سرود آراستہ گانا ہو رہا ہی عقاب اِس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا
سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بد انجام دو عورتون کو پنجے مین دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی پریشان ہو گئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہی جو اِس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب
ملکہ محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیدیا ہی جہان چاہو چلے جاؤ
کیا بی محیط سب کی حاکم ہین خداوند ہفت پیکر کو سب کا خیال ہی اُنکے بندے ہین بی محیط کون ہین
عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی ہی ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ بہت
آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمھارے شوہر کا کیا نام ہی نازنین نے جواب دیا کہ موسیقار
جادو اور میرا جلترنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کرلا دو مین
جا کے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اُٹھی جلترنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہی
بڑا بدمزاج ہی آتش قہر و غضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین غیر کو کیون
جگہ دی تو مین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہی تو محیط کا خراج گزار ہوگا
ضرور ہمکو مانیگا جلترنگ نے کہا تو مان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی
سمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہی سینہ اُبھارے کھڑا ہی کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہے
پر سوار ماران سیاہ بازوون مین لپیٹے ہوے نہایت کریہ منظر اژدہے سے کودا کوڑا مار آتشین کا ہاتھ
مین تھا چلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ تیرا کون ہی اور یہان آنے کا کیا سبب ایک
کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے ہماری منع
بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہی تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہی
تو یہان سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا عقاب نے کہا مجکو تو سمجھا
کیا ہی ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہی اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے
کوڑا مارا کہ عقاب ہانپ گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب ارادہ
کرتا ہی اُٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہی آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چاہو مین
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منھ سے نکلا
عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا سمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین مصروف
ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بحری بھی زبان سے
سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائین شاید سمک پر کوئی افتاد پڑے تو مین کمک کو
موجود رہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ بحری آسمان پر لہرا رہی ہی ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی
تان ماری بقول حقیر فرد تو نے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + پھک گئے عشاق سارے
شعلۂ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہی کہ شعلا اسکے منھ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

لا کھ روکا مگر شعلہ سر پہ گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام تھا عقاب تیز پرواز ہو محیط نے
بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو
مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہوکر اٹھا کہا حضور کہاں جاکر خبر لوں محیط بولی باغ موسیقار
میں یہ معرکہ گذرا جلباب بقہر و غضب تمام چلا یہاں وہ وقت ہے کہ عقاب مارا گیا موسیقار
نے حکم دیا لاشہ اس بیچارے کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکدیا گیا اب زوجہ کو پہلو میں
لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزیں حاضر ہیں سمک بھی بشکل کنیز دربار میں حاضر ہے ہر مرتبہ چمک چمک کے
سامنے موسیقار کے آتا ہے ناز و کرشمے دکھاتا ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ نسیم
جلباب جادو کشنے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش میں آ
کس سے بدلہ لیگا میں نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر میں گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ
پڑھتا تھا اس وجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اسکی کمر میں پنجہ دیکر لے اڑوں کہ موسیقار نے پھر
گنگنا کے تان ماری شعلہ منہ سے نکلا جلباب شعلہ کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر
جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
تان لگاتا ہے منہ سے شعلہ نکلتا ہے کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہے میں شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط نے
کہا میں ابھی موسیقار کو بلواتی ہوں یہ کہکے آواز دی اری شعلہ شعبدہ باز کہاں ہے کہ ایک
ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ ای شعلہ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ بھڑک کر
چلی موسیقار جلترنگ سے کہ رہا ہے اب محیط کو خبر ہوگئی وہ اب جلائیگی یہ کہکے اپنے مقام سے
اٹھا کہا لو شعلہ شعبدہ باز آتی ہے وہ مجکو لیجائیگی بیشک محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ لاؤ
جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزیں ایک بارگاہ لیکر آئیں کہا اس بارگاہ کو بیرون باغ
استادہ کرو کنیزوں نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ میں موسیقار آبیٹھا کنیزیں صف باندھکر
کھڑی ہوئیں شعلہ شعبدہ باز جو آکر پہونچی تو اسنے دیکھا کہ کنیزیں صف باندھے کھڑی ہیں اور
بارگاہ محفوظ میں موسیقار بیٹھا ہے پکارکر آواز دی ای شعلہ آ اس بارگاہ میں تو قدم رکھو شعلہ
نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھرا کے بھاگی جاکے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
میں بیٹھا ہے وہاں میں جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہوا ای شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اُس بیجا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ ہو
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فوج لیکر آئی ہو مگر مین پا
محیط کے نہ جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے شعلہ شعبدہ باز
ایک تخت پر سوار زور شور سے آکے پہونچی بارگاہ استادہ کرائی فوج بھی اُتری موسیقار نے زوجہ کو
حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو اسنے اُسی وقت باغ مین آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجین نکلنا شروع ہوئین
تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار ساحران غدار سحر و ساحری سے تیار ہو کے سامنے حاضر ہوئے موسیقار
نے حکم دیا صفین باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہان اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین سماک ماہی سحر و نہنگ بحر کو لیکر اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ
رستم کو لیکر اپنے قلعہ مین آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا اُن پر ایک قصر تھا زنگ سبز ملکہ
نے کنجی اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمین چند پتلیان ہین اُنسے احکام
پوچھیے شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہے اُسپر سات پتلیان
سبز کھڑی ہین شاہزادے کو پتلیون نے سلام کیا کہا اے طلسم کشاے ہفت پیکر تشریف لائیے
آپکو مناسب ہے کہ عیار کو لیکر برج موسیقار پر جائیے اُدھر سے اور شعلہ شعبدہ باز سے مقابلہ ہے
اُن دونون کی قضا آپکے ہاتھ سے ہے جلد مع لشکر اپنے کو پہونچائیے تاکہ خدا نے یہ انقلاب کیا کہ
آپس مین مقابلہ پڑا اسی وجہ مین آپکی رسائی تا بچیلہ ہوگی ہم جو عرض کرین اُسپر آپ پابند ہون تو
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیے گا پریشان رہیے گا جس دن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر
طلسم ہفت پیکر مین جائیگا اُسی کے تعاقب مین آپکا داخل ہوگا ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر وہ
مقام وسیع ہے کہ سالہا سال مین مرحلہ جات طے ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہین کہ سب
مرحلہ جلد طے کر لینگے رستم یہ احکام سنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا
لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوئے عیار کو ہمراہ لیا گھوڑا
اُڑا کر چلے یہان رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان مین آئی موسیقار
کو پکار رہی ہے اسکا ارادہ ہے کہ جاکر شعلہ سے مقابلہ کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام میدان تاریک
ہو گیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے پیچھے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب میں رستم کے آتی ہے نہنگ بحری سماک کی پشت پر کہتی ہوئی
اے مہتر والا گہر جب شعلہ شکست کھا کے بھاگے تو اپنے کو ساتھ اُس لشکر کے مقام پر محیط کے
پہونچانا اگر وہاں پہونچ گئے اور کمیل جادو کو آتے ہوئے دیکھا اُس سے ایسا ہم پیدا کرو
کہ وہ اپنے مکان پر لیجائے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ جو تم کہتی ہو یہی ہوگا یہاں
شعلہ سلحشوری کر رہی ہے کہ شاہزادے گھوڑا اڑائے ہوئے اسکے سامنے آئے شعلہ نے آواز
دی تو کون ہے جو میرے مقابلے میں آیا ہے میں تو موسیقار کی طالب ہوں شاہزادے نے
کہا قابض ارواح کافران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ یہ سنکر
کانپ گئی مگر سحر کرکے اسنے پانی برسایا تلوارین شاہزادے پر گرائین بڑی کوشش کی
مگر کسی سحر نے تاثیر دی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو نیام سے کھینچا چمک اسکی دیکھکر شعلہ
گھبرائی ساحروں سے کہا بلوہ کر دو اسکو گرفتار کر لو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر آ پڑے یہ
ساحروں پر جا گرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر اُلٹے پلٹنے لگے ساحروں کے سینوں پر
پڑنے لگے کئی سو ساحر جل مر کر گرے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے مارلو
ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی نہنگ دریائے جرأت ہے کب اُنکی پیکار خیال
میں لاتا ہے جسنے نیزے کو اُٹھایا سنان نیزہ کو اُڑا دیا برابر آکے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب
ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز صحرائے محیط کی طرف بھاگی۔
ماہی سحر نے رستم کو روکا نہنگ بحری نے سماک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر مفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہو لیا نہنگ بحری بھی ہمراہ ہے
تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت میں
محیط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی مالک کے جمال کو دیکھیگی شاید
کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اُس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی
دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہے اسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اُس ساحرہ نے اسکا ہاتھ
تھاما کہا میں بھی ساتھ چلوں یہ دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اندر قصر کے آئی محیط نے جو شعلہ
کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آ گئے اُنکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزون سے پوچھے
انجلین کے سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سر سیہ اِن شکست
مجکو دی آخر مین زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جھک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
حضور اُسکا اقبال بلند ہو جری ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی
اب وہ موسیقار پر دھاوڑا لیگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا اے شعلہ
یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہو ہمارے پاس رہے تو بہتر ہو شعلہ نے کہا حضور یہ
دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہو محیط نے دونون کو ساتھ لیا
کہا اے شعلہ ٹھہرو ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جا کر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا
کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہو ایک کنیز نے عرض کی واری مین نے لاکھون
روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آ کر بیٹھی سازندون نے ساز درست کیے اسنے
گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہے
اسنے عرض کی مجکو گلگونہ کہتے ہین آپ کی سرکار مین مدت سے ہون مگر حضور کا کبھی سامنا نہین
ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت
مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین دربار طلسم کشا مین جاؤن
تو گا کر اُنکو راضی کرون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا اے گلگونہ اگر طلسم کشا کو
گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک کرین کنیز نے عرض کی واری بی بی
نہین آئین کہ اُسنے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہان طلسم کشا نہ جاسکے محیط نے
کہا منگل کو بی کمیل آئینگی اور جہان لوح ہو وہان طلسم کشا تو کیا طائر وہم و گمان بھی اُنکا
نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اُسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہو وہ دن اور وہ شب
تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھاڑ منھ پہاڑ تخت اُڑاتی
ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم مین کیا ہنگامہ
ہو اپنے بیگانے ہوئے میان موسیقار ہمسے بگڑے بیٹھے ہین ہمارے بلانے سے

نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال اپنا پیدا
کیا ہو لوح کی تو حفاظت ہو یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پر دست انداز
ہو کمیل نے کہا اے محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلوں تو وہ بھی وہانتک
نہ جا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش
ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے
اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گاے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین
کین کہا اے محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ
اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ کو
تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہوئی کہ مین گلگونہ سے
لمحہ بھر جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز
یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اسقدر بلند ہوا کہ
انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہو اسمین کمیل آکر داخل ہوئی
انیسین جلیسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادو کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا
کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سُنا ہوگا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل
مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان اے گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہی کچھ گانا شروع
کرو گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے۔ نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات ۔ ضبط مجھسے نہ ہوا اے ستمگار آج کی رات
ہول آتا ہی سیاہی سے شب فرقت کی ۔ گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آج کی رات
شب آیندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل ۔ دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آج کی رات
خواب غفلت مین بھی اے یار رہا تیرا خیال ۔ نیند مین تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات
اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہے ۔ گن ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات
دل جگر آتش فرقت نے جلاے اے رشک ۔ ساتھ ہر نالے کے اُڑتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا اے گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے اپنی جو

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیون قفل
لگا ہی کمیل نے کہا ای گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو
گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتایئے کمیل نے کہا ای گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی اس
مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اسپر سو گلدستہ ایک رنگ کے
رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ
اشارے کرکے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اُسی گلدستہ پر ہاتھ
پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا سے کنارے
کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے یہ
خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین
یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ایکی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤن گی وہ
کیا خوب ساز بجاتے ہین بہ سبب اُنکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین گاؤن
کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد نوعروس شریک صحبت ہو اور مجھسے فرمایش
کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین
بی محیط کی کبھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا امیدوار
ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا ای گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین روز
زمین پر جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تمکو بخاطر محیط لائی بھائی کا تمھارے آنا
بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینہ مین بلایا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لیکے درۂ کوہ
دُخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اٹھا لائیے گا اسی قصر مین ہو جائیگا ایسے لطف سے
آپکی خدمتگزاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا ای گلگونہ مین محیط کے خلاف کوئی
کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ویسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو جا
کوہ دُخان پر ٹھہرنا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر انکی راے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی
اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہی برسون زمین
کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجکو بھی

کوہ دخان کے پہونچا دیجیے مین اپنے بھائی سے جا کر مادن اور اُس سے یہان کا حال کہون
بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اُسی وقت ان
دونون کنیزون کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اُتارا دونین کا گلگونہ نے
وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کروگی ہمین پاؤگی سماک و نہنگ بحری رستم کی طرف چلے اور کمیل
محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اُس کنیز نے تو ایسا گانا سُنایا کہ کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر اے ملکہ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کا نپا کیا محیط نے کہا یہی
میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے
گلگونہ سے اپنے کو بچانا اے کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان
جا کر پوجا پاٹ کرو شیرینی وغیرہ یہان سے لیجاؤ دو چار روپے بھی پاس رکھ لو طرف سے خداوند
ہفت پیکر کی کہو اے خورشید روشن چراغ اب رحم پر کیا گذریگی اور یہ کنیزکون ہے سب حال معلوم
ہو جائیگا یہ سنکر کمیل اُڑتی ہوئی کوہ فرہاد کش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہے ایک قصر اسکے وسط مین
تھا قفل اُسمین دیا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمائیے یکایک
آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی ابر اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اُس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی
کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آکے دیکھا سارے مکان مین سناٹا ہے ایک گوشے مین چراغ
روشن ضو اُسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہے کمیل جا کر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے
خورشید طلسمی اب لوح پر کیا گذریگی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی اے کمیل
یہ سال آخر طلسم ہے طلسم کشا مؤید من اللہ ہے ہرچند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہے کہ کم
نگہبان ہوا آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گاتی تھی یہ عیارہ
طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو بالا سے قصر معلق پہونچا دینگے جب دن طلسم کشا لوح
پائیگا اُسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہو جائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی
انتظام نہ چلیگا جو فکر ہو سکے وہ کرو اور یہان جنھین نے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرہاد
پر جاؤ اب جا کر کمیل نے اور کچھ پوچھوں کہ ایک دھماکا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی اے
کمیل مکان سے نکل جا ایسا نہو تو بھی جل جائے کئی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے

آنے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزار ہا طائر اُڑ رہے ہین پکار رہے
ہین اے کمیل یہان کیون آئی کوچۂ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہے اہل طلسم کی ناشادی ہے
ایک طائر نے پکار کر آواز دی اے کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سُن لو ~~نظم~~

سجدون مین کرتے ہین گر رندِ مے آشام رقص
مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہے اسلیے وہ سروِ گل اندام رقص

مردے جی اُٹھتے ہین زندے ہین گلی کوچے کا
حشر کرتا ہے بپا تیرا بتِ خودکام رقص

صبح سے لے صبح تک رقصان ہا وہ بام پر
چرخ پہ زہرہ کیا کی شام سے تا شام رقص

سیکڑون پھاڑینگے کپڑے گر یہی ہے رقص یار
دے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص

کیفیت مے مین رہتا طالب ہون اگر مین قیصر کا
ہاتھ پر ساقی کے پھر کے اور دکھاوے جام رقص

کمیل بحیرت دیکھ رہی ہے کہ وہ طائر ناچ ناچ کر یہ اشعار گا رہا جب گا چکا تو منھ سے شعلۂ آتش
چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہوے اُن طائرون کی خاک قصر پر گری اور وہ طائر بھی تڑپ کر
گرا ایک چیخ ماری کہ اے کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہان آئیگی تو
جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزار ہا شعلے نکلنے لگا کمیل گھبرا گئی بیقرار ہو کر بھاگی دور
جا کر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہان سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی
سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا اے کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم مین
اندھیرا ہو گیا مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو
دیکھ گیا اب تم جاؤ یہان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام مین مصروف ہو کمیل نے قصر مین کے ہی
اُس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے
عشق و محبت سے بالکل نابلد تھی پھر بھی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہے اتفاقاً ایک روز یہ
بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا اے مادر مہربان آپکو یہ خیال ہے کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور آئیگا
قصر چراغ مین سُن آئین سب حال روشن ہوا اب مجھکو حکم دو مین یہان سے نکلون جا کر
حال طلسم دیکھون اور یہ بھی دریافت کرون کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان مین لائیگا
کیونکہ وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کمیل نے کہا اے نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام سُنتا ہو گرفتار کرنیوالا بلامین
پھنستا ہی شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے
کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھون
تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی
اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال بیمثال طلسم کشا دل کو
ہلا دیتا ہو ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے دیکھنا
مین کمیل کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ
خیال ہو اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا یہ بلا زوال تو میری مان ہی پر ہوگا بھلا
مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر
بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہو اب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سمک و
نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سمک نے
وعدہ بھی کیا ہو کہ مین اپنے بھائی کو لیکے آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ بہتر نہین سمجھتا
اس صحرا سے کوچ کرو صحرائے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگائین سب سردارون نے
بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے
اُٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہو طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر
تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہو اسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے
بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہو کہ حضور سے آمادہ
جنگ ہوا ہو معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہو موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہے
جلترنگ پہلو مین ہو شراب پی رہا ہو ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہو کہتا ہے ای
جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہو مین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر
کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ
شوہر سے کہتی ہو اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہوگی مین نے خواب مین خداوند
ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ اُٹھی شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو تو صدا کی بیٹی آتی ہی موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا کہ عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہی عجب محبوب مرغوب ہی بقول شاعر نظم

کیا کہون طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو مین ڈھالا ہی
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی رات کا کیا ہی
اُس جبین سے ہی دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسی نے کھینچی ہین
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جیسا کھڑا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہی نازک تر
وہ زبان کاش میرے منہ مین ہو
کیج لب آرزو ے جان و دل
قند و مصری کو کیون نہ نام رکھے
رہے گردن مین میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہون
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چُپ کی جاگہ ہی کیونکہ کیسے صاف
گئی نظرون سے وہ کمر باریک
پھر قیامت تلک لطافت ہی
تا حنِ پا خفائی ہین ایسے
آ گئے جسطرف بہار آئی

دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل لگے نہ بچے
صبح صادق کا دعویٰ ہی کاذب
بھری پلکون کی اور سب کی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہین بات بات پر
دمبدم سوے گوش شارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یارب ہی میرے جی کے ساتھ
شانہ و دست و ساعد و بازو
دور اُس سے رہون خدا نہ کرے
اسکے پھر آگے غنچۂ گل سے
ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پر ہون
برگ گل ہاے سرو ہون جیسے
طرز رفتار جیسے افسون ہو

کیا کہون کیسا قد بالا ہی
پیکر نازک اسکا سب محبوب
کچھ بھی نسبت ہی تجھکو سودا ہی
رہے سنبل کے بیچ ہاتھ دھرے
وہ بھنوین بھی کسی نے دیکھی ہین
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
کیا چمکتا ہی ہاے رنگ قبول
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو
گوہر گوش با ستارۂ صبح
اُن لبون سے جو کوئی کام رکھے
ہنستے دیکھین تو سو نہین مجنون
بس چلے تو گلے لگاے رہون
دل کشی مین تمام یک پہلو
صدر سے لیکے تا بحلقۂ ناف
لا سخن ثابت تامل ہے
تک اگر لیجے تو قیامت ہی
ساق سیمین مری کمر پہ ہون
گل و بلبل ہین سب تماشائی
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا
پکار پکار کر آواز دیتا ہے آیئے میری آنکھوں پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سنا کو جو رسم
محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑ گئے کہا اے موسیقار ہوش میں آ یہ باتیں کیا نکالیں
ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا
صاحب سنبھل کے بات کرو یہ حدار طلسم کی بیٹی ہے نہیں معلوم کس وجہ سے آنا ہوا موسیقار
نے زوجہ سے کہا میں کیا کہوں صاحب میرا دل نہیں مانتا اب زن و شوہر دونوں منتیں
کرنے لگے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا میں اس صحبت میں نہ بیٹھوں گی اپنا حال دیکھو
کہ ٹکلے پڑتے ہو موسیقار نے دونوں ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤں شہرت
نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے میں ڈالتا ہے دونوں لشکروں
میں طبلے بج رہے ہیں رستم خود طلایہ پر ہیں شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا
موسیقار نے بگڑ کر کہا کیوں جان جہاں یہ کیا بے ادبی ہے میں نے طمانچہ کھایا خاموش
رہتا ہوں مگر اب سمجھا کے کہتا ہوں کہ میرا دل بہت بیقرار ہے یقین ہے دل پہلو سے نکل جائے
آنکھوں پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے میں مثل چاکران کمترین خدمتگزاری کروں
شراب پلاؤں اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤں شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے یہ کہکے
چاہا نکل جاؤں یہاں نہ بیٹھوں میں تو تدبیر میں طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور
فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلوں موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ
نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب تو موسیقار پکار اٹھا
ارے صاحبو میری جان جاتی ہے اسکو پکڑ لو میں بجبر وصل حاصل کروں کہ دل کو آرام
ہو تمام کنیزیں دوڑ پڑیں چاہا شہرت کو پکڑیں شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز جو پاس
کنیزوں کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آگئے ہیں خون بہا کر کے	مجبوری گلے کو کاٹتے ہیں تیغ مرتے ہیں
رہ پر خوف الفت میں قدم اے رند دھرتے ہیں	تمنا زندگی کی ہے نہ مر جانے سے ڈرتے ہیں
محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہنچا دے	بٹھائے دیتی ہے تہ کو قضا جوں جوں ابھرتے ہیں

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر — زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین
بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی — وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم اُنپہ مرتے ہین
طبیعت ہو گئی برہم بجے ناحق آپ اُلجھین گے — خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین

شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھے انکو زندون مین کسی پر زندہ مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور آپ
دختر بلند اختر لوحدار طلسم ہین ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین
شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مارو یہ پچاس کنیزین ساری فوج پر
جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا
رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے
تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے
یکایک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہا ے ابر سحر گرنے
لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوئے رستم نے سمک سے کہا دریافت
کرو لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردان حضور وہان موجود ہین
خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر خبر لیے ہوئے مثل
اربع عناصر اُفتان وخیزان ظاہر ہوئے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا ے شاہی
بجالائے۔ نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ — گل شمع تابد چو روشن چراغ
نگمین سعادت بنام تو باد — ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

ای شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار مین آئی
وہ اُسپر عاشق ہوا چاہا جبر کرون وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہر یکجیس تیس ہزار لشکر
موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہر ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہو لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے
کیا عجب ہو جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جاے نام شہرت سنکر رستم کے دلپر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش	زجان آرام برباید ز دل ہوش
زودیدن ہیچ اثرے درمیانہ	کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیوں سمک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہ ہو ہمراہیان موسیقار
اس پاکباز کو گرفتار کریں اور یہ ظلم پیش آئیں یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا
عرض کی ای شہریارا حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہی اگر حکم ہو تو ان ناہنجاروں کو
جاکر سزا دوں رستم نے کہا بہتر میں بھی چلتا ہوں آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی ایک سحر
کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے
سائے میں پشت بسیخ نخل سے لگائے ہوے اپنے کو سنبھالے ہوے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑوں سر
کنگر گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہیں کوئی منہ کے بھل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا جھیل
ہو گیا اپنے کو پانی میں گرا دیا غرق دریائے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجہ زنجیر پا بعض کنوئیں
میں گر رہے ہیں ابر و کھولی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہاں سے آئی اس درجہ
بڑھ گئی کہ سب ساحر بدحواس سب کو شکایت پیاس کی ہی کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر
سانولی رنگت سیر شمشیر ہاتھ میں جرأت بات بات میں اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے
سحر کر رہا ہی جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحروں کے سر اڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مارکر ساحروں
کو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی ای شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت میں تو نے
ساتھ دیا دشمنوں کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا میں غلام ہوں طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا
کاہن ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اس پیر کا شریک ہوا
آفتاب میرا نام ہی اور ای ملکہ عالم تمہاری خبر مفصل سنکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جاکر شہرت
مرصع پوش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہیں کہ پہلے سے نعرہ تکبیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی
آواز آئی۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چو رستم لقب + دیگر۔ علم شاہ رومی شہ
فیل در + کہ بر تخت مردوق فگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور عینین صاحبقران +
تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم اڑتے پھرتے چلے آتے ہیں

عجب جمال باکمال ہو کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہو گئی بیقرار ہو کر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون آفتاب نے گرز مارا سر اڑ گیا صدہا کنیزین قتل ہو گئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہو اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اٹھاتی ہو تو یہی دیکھتی ہو کہ رستم بھی بنگاہ اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہو بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دلبہ کرنے لگی تپ غم ناز
چاک کے پہنچے پاؤن دامان تک
سوزش غم نے دل مین آگ کی

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
طبع نے اک جنون کیا پیدا
داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھ دیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوادار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچاوین جلترنگ زوجۂ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جلگئی پکار کر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہو تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہ اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار تیغ کھینچ کر جلترنگ پر جا پڑی جلترنگ نے وار اسکا رد کیا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے گرا کر سر تن سے جلترنگ کا اڑ گیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوجہ کے غم مین خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ ای فراق نصیب دونون مین فراق تو کر دے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی ای شہرت کیا کرتی ہو اندھیرا ہو گیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین شہرت کی پڑا لیکر ہوائے آسمان ہوا متحیر ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہو گئین بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو ننگین سامنے کمیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہ رہی ہین کیون ملکۂ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کر کے کہا ای مادر مہربان اصل

کرمین براے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اتر پڑی اُسنے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط نہو سکا کلمہ سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو نہ لائین جو ہمیشہ ہمسے بغض و حسد رکھتا ہو جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑکر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت بہو نچین کہ یہان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

ترک کرلی تجھے ای شوخ ملاقات نہ تھی — گنہ عشق کی پیرے یہ مکافات نہ تھی
آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی — بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی
کیا تکلف تھا بھلا قیس مین جو مجھ مین نہین — عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی
تبسے وارفتہ ہون ای یار ترے ملنے کا — جسم و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی
زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ — جانی بے جان یہ آج کی وہ رات نہ تھی
بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم — اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی
فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد — معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی
وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت باد — تب وہ بیتاب رہے نیند سے جب رات نہ تھی
ایاست کلمے مین کیا تونے دو عالم کو مطیع — اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی
چار دن زیست کے جو چاہے سو کہہ لے زاہد — جنبش ازین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہین شہرت کی یاد مین بیقرار ہین ایسے عالم مین گرفتار کرون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغ ہفت جوش کو چمکایا موسیقار دیپک کی تانمین لگا رہا ہو شعلے بھڑک کر آتے ہین سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہین رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اڑ جائے کہ دو نون زنگنین تڑپ کر گردن موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑین اس زور سے ہلکہ دیا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جلکے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے
جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ منھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف
پنجے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اے
گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جانا مجھپر شاق ہوا وہ
غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعۃً پہلوے قمر سے ایک ساحر سیاہ رو
بدقوام بتکڑ بیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہی کمیل نے کہا کوہ سیاہ پر موسیقار میری کنیزون کو جلا
ہو جاکر اُسے لاخبر دار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہی اور ایک
اُسپر منھ پر سارہی ہی مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہی آگ پر روغن ڈالا موسیقار
کھڑا ہنس رہا ہی کہتا ہی میرا سحر ایسا ہی کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہی یہان سے
تا بہ صحراے محیط جلا دونگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہی موسیقار نے چاہا کنگنا
کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلاؤن کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر منھ پر ہاتھ رکھدیا زنجیر گلے مین
ڈالی کمر مین پنجہ دیا شل اپنے اُسے بھی گرفتار کرلیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری
پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین
کچھ نہ کر سکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی
مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار
کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرنا تھا
موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے خفیلے کو رو کا سر پر موسیقار
کے ہاتھ رکھدیا سر سے شعلۂ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے
کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا وہ بی بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھارا کیا
حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہی کمیل نے ایک قفس منگایا کہا اے نور نظر ظاہر مین تمھاری
کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہی جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح ہجیگی تب تمکو
رہا کر دونگی شہرت نے کہا اے مادر مہربان اختیار ہی جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے شہرت کو

قفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلدستے لیے کھڑے تھے اسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمھارے جرم عشق میں مثل جانوروں کے گرفتار ہوئی افسوس یوں بیکار ہوئی۔ نظم

بجز فتور عناصر میں اعتدال نہیں
یہ کیا ہوا آب و ہوا میں جو اختلال نہیں

تمھارے گال یہ بیوجہ لال لال نہیں
جما ہوا رخ کے شہیدوں کا خون گال نہیں

نہیں دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہیں

وہ کون لوگ ہیں ہے دوستو کہ رنج نہیں
ہمیں تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں

میں ہجر یار میں مرجانے پر بھی راضی ہوں
فراق روح بدن ہو اگر وصال نہیں

ہوں اپنی جان سے بیزار اسکی فرقت میں
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہیں

سوال جلوۂ دیدار اس سے کر بیٹھوں
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہیں

جنون ہمارا ہے مسکن وہ دشت وحشت خیز
کہ جس میں منزلوں گرد رم غزال نہیں

وہ بے نظیر ہے اسکا کوئی نظیر نہیں
وہ بیمثال ہے اسکا کوئی مثال نہیں

یہ وجہ کیا ہے جو ٹانگا ہے حسن نے اُلٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہیں

نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہے کسی محفل میں حال قال نہیں

کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہنچیگا
مثال جادہ جو اس رہ میں پایمال نہیں

زمیں سے عرش تلک جائے عرش سے [illegible]
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہیں

نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں

چھڑاؤ الفت گیسو سے آپکو ای رند
بڑی بلا میں پھنسے ہو تمھیں خیال نہیں

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم میں یہ حال ہے کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہے اور قفس میں تڑپ رہی ہے لیکن رستم اس جنگ کو فتح کرکے اپنے بارگاہ میں آئے اب خیال شہرت بندھا تڑپ رہے ہیں سمک آیا عرض کی ای شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوے نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جاے قصر گمیل سے خبر لاے رستم نے خوش ہو کر کہا ای نہنگ بحری اگر خبر اس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہوگا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاکھ جانیں ہوں

تو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای نہنگ بحری ایک کام کرنا اول تو اپنے کو بچانا سمجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہی دیر سے مجھے سیٹھے اسنے انتظام کرلیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیے اب آپکے ساتھ کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہی سمک نے ایک نامہ طرف سے محیط کے لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلاتکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہی وہ نامہ نہنگ بحری نے جھولی مین رکھا پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزون سے کہہ رہی میری بیٹی بچھا ہی موسیقار نے پر فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اُن لفظون نے اسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کنیزون نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ بے ثبوت خطا اسطرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہی کسقدر بیقرار ہی کہ قفس مین تڑپ رہی ہی مثل طائر نو گرفتار قفس کی مصیبت نئی نئی آفت اک کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قصر نہ نکلنے دیجیے دوسری کنیز نے بڑھ کر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحرائے محیط کے آئی ہی کمیل نے حکم دیا بلا لو نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلاتکلف ہاتھ مین دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا کہ ملکۂ عالم کو جواب دینا جس نے انتظام کے لالچ مین بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجا لاؤن نہنگ نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہی کہا یہ سامنے جو قصر ہی اس مین قفس لٹک رہا ہی تم بھی جا بے جا کے دیکھ آؤ مگر سمجھا نا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہی نہین معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند تقدیر غارت کریگی یا جانور بنا دین یا جنگلون مین آوارہ کرین نہین معلوم کیا آفت کرین نہنگ اُسی وقت اس قصر کو کھولکر اندر گئی دیکھا ایک تختۂ سنگ زبرجدی رکھا ہی اتنا وہ وسیع تختہ ہی کہ جیسے اسی گلدستے رکھے ہین ایک رنگ ایک ڈھنگ پھولون کے مگر سرنگون غنچے دہن بستہ پتے مرجھائے ہوے شاخین سر جھکائے ہوے ایک طرف قصر مین قفس شہرت لٹک رہا ہی نہنگ نے قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم مجھکو بھیجا تا مین ہون نہنگ بحری وزیرزادی ماہی سحر کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے طلسم کشا کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی آخر مجھکو اس قصر سے بھیجا کہ محیط کی نامہ دار بنا کر جاؤ آپکی ماں نے مجھکو بھیجا ہی کہ جا کر ملکہ کو سمجھا و خبردار جمال پر طلسم کشا کے نگاہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا اے نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک ہونچیں طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور یہ مصیبت بھی نکلجائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے پھر غنچۂ آرزو کھلینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ ہو دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف مین پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہو کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہان آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتین شہرت نے کین کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوے ہے بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے دل ہمارا نہ دکھائیے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور یہ بھی لینگے طلسم کشا وصف شکن اور تیغ زن ہین کہ کسی ساحر سے نہین ڈرتے آج تک تو اُس شیر نے خوف نہین کیا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ جنکا مثل دنیا مین اُنکو یہان تک پہونچاؤنگی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ و شہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہتی ہو دیکھو صاحبو ایک غیر کنیز نے تو جاکر شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہو اگر ہم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہو کہ جو اسکے دلمین خیال طرف سے طلسم کشا کے ہو نکل جاے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہو دروازے پر سر ٹکرا رہا ہو کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کھولکر کچھ کہتا ہو کنیزین نہین سمجھین کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین چہرہ سرخ ہو گیا طائر تو اُڑ گیا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہو محیط نے بھیجے کس مکان سے بھیجا ہو اب نہنگ بحری گھبرائی کہ اتنی دیر مین کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیون پوچھتی ہے نہنگ بحری چپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ظاہر ہوا ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیون مکارہ شہرت سے باتین کرنے آئی تھی طرف سے طلسم کشا کے تسکین دیتی ہو اور کمیل سے کہا کہ اے ملکۂ عالم اس مکارہ کو آپ نے پہچانا یہی سحر کی وزیرزادی ہو عیار ہے عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا کمیل اُٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ مارون نہنگ بحری نے کہا اے کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق جعفر سمک یلداقی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا یہ سنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس مین بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر میں دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر یار شہرت کے قفس
نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کیون شہرت جس بات کو تونے منع کیا وہی حرکت تونے
کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اُسکے یہان
کنیزان سامری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طارُ نے آکر سب
حال مجھ سے کہدیا تو تعریف خدا وند ہفت پیکر طارُ نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر
عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت بر غصہ کیا مکان بند کرکے چلی گئی شہرت و
نہنگ بحری کا بس مین باتین درد آمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی ملکۂ عالم افسوس یہ ہے کہ
سمک کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب سے
پہونچا تا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہی ای نہنگ اب ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم
سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھائے کب ہمارا نخل مدعا ثمر لائے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا

شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا

دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا

نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
بجائے سائے کو سر پر سے ہی ہما جاتا

ترے مقام کا ای دوست گر نشان ملتا
بجولے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا

وہ کردتون کا بدلنا تھا تا بہ طاقت تنگ
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا

نکرتی موت اگر بجھ مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا

جنون وسیع نہوتا جو دامن صحرا
نکالنے مین کدھر دل کا ولولہ جاتا

نہین ہی کوئی بس از مرگ کا اُٹھانیوالا
مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا

نکر تو گرمیان ای برق شل نخل چنار
مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا

نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جانکاہ
بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا

دو گہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا

اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رند
چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونوں اس حال پر ملال مین شکایت فلک کر رہی ہین سمک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی
ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہی یہ دونون اس حال مین ہین مگر جب کئی دن گذرے
رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوئے دیکھا شہرت
مرصع پوش قفس مین بند رو رہی ہی رستم نے پوچھا ملکہ تمھین قفس مین کسنے بند کیا شہرت نے
روکر جواب دیا کہ ای شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب بانجلی
کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس مین بند ہی آلٰہ بہر دردمند ہو اب کوئی رہائی
کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے مین اُٹھے کہ قفس اُتارون کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی منھ کے
بھل گرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہین
پوچھا کیون آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید مین پایا نہنگ بحری کا حال
کُھلا نہنگ بحری بھی قید ہو گئی ای سمک عجب حال مین ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا
اُسکی کچھ تدبیر کرو سمک نے کہا ای شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہی اگر زبان سے آنکھ سوزن
نکلجائے تڑپکے نکل آئین مگر وہان تک پہونچنا مشکل ہی غلام آپکا فکر مین جاتا ہی سمک بہانے
عیاری لگا کر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا مین جاکر ایک نخل کے سایے مین آکر بیٹھا مگر شہرت کی دایہ
یاسمن خوش خرو نے اپنی بلائی کو جو اس حال مین دیکھا جانا کمیل سے کہون مگر نہ کہ اسکی مخالف ہوئی کہ
ایسا ہو مجھپر غصہ کرین قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل مین پھر رہی ہی کہ ایک فقیر کی آواز آئی کہ تسبیح پڑھ رہا ہی
یاسمن خوش خرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیون نیک بخت کیا
درد ہی کہ اسقدر بیقرار ہی حال مفصل بیان کر یاسمن خوش خرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے
جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اسکی امیر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یاسمن نے نام
بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہی سمک نام سنکر بیتاب ہو گیا کہا کہ ای یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام
تک لیچلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا مین آپکو لیچلونگی پہلے کمیل سے پوچھ لون سمک نے کہا جو
مین کہون وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل وا کمل ہین اگر انکو بلایئے تو مکان کو دیدہ
عمل بند کر دین چہار جانب موکل بٹھائین کہ غیر اس مکان مین نہ آسکے جب وہ اسپر راضی ہو تو مجھکو
لیچلو مین رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہان بیٹھکر عمل پڑھون جلسے مین کمیل کے حاضر رہون شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا مین آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملیے گا
شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل مین اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت
ہوئی قصر معلق مین آئی آکر کمیل سے ذکر کیا کہا حضور جبدن سے مین نے سنا ہی کہ طلسم کشا اس مکان
مین آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر دعا کرتی ہون بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت
ہوگئی آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہی خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنون پر زوال آئے
آپکی ذات سے اس قصر مین رہتے ہین ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہین کہ جنگل مین بسر کرتے
ہین نہین معلوم اب ودانہ کیونکر پہونچتا ہی وہ کہتے ہین اگر ہم اُس مکان مین آئین موکل اپنا مقرر
کرین غیر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا مین تجھکو بیٹی
سے زیادہ عزیز رکھتی ہون تو اُن شاہ صاحب کو لا ٹائل ہی چلین موکل مقرر کرین کہنا اگر یہ دو مہینے
گذر گئے اور دوسرا سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فاتحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم
ساحرون پر بڑے سخت ہین قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائین تو گویا حیات تازہ پائین اری
یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہی یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا بوجھ لی
سمجھ لینا ایسا نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس مین عیار کہان جنگل کے رہنے والے
شیران صحرا و غزالان دشت برائے قدمبوسی اُنکی آتے ہین مین نے بھی دیکھا الغرض اُنسے ملی تب
اُنھون نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہی ہر جگہ مسلمان
بھر جائینگے ہمکو یہ ناگوار ہی کہ بجز خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز
یاسمن جنگل مین آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آکے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا
کیون بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہی کہ دیکھا
یاسمن آتی ہی شاہ صاحب ہمراہ ہین داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کہ انکو سلو مکان کی
کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ مین الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا
شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانون کے بچے سامری و جمشید کی
عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چرچا ہو بندے اُنکے شاد رہین ہفت پیکر پرست

آباد رہیں اس مژدے سے شاہ صاحب نے دعائیں دیں کہ کمیل خوش ہو گئی پہلو میں اپنے جگہ دی
شاہ صاحب نے کہا میں دو دن میں سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے
رہے شام کو کمیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب
سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں بھی دخل ہو شاہ صاحب نے کہا بابا ہم
درویش صحرا گرد ہمیں گانے بجانے سے کیا کام ہے البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ قوالی
گاتے تھے کہ چیلوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہکے بایاں کھینچا سیدھا سیدھا
ٹھیکہ چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا اسنا ہی نہیں اس صفات کا	حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
مضمون آبدار لکھے یک قلم رقم	بھر بھر دیا ہے موتیوں سے منہ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے	ثابت ہے جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی میں کہتی
ہے درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا اے کمیل الحذر کوئی فریب ہو نہ ہاتھ سے
جائے کہ کچھ ذہن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا پہلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اسکو جا کر
سمجھائیے کہ جو دل میں اسکے آگیا ہے وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان میں
پھنسی ہے ایک فقرے میں دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اس کمبخت کو
سمجھائیے سمک جو قصر میں آیا نہنگ بحری کو قفس میں دیکھکر کلیجہ الٹ گیا دوڑ کر قفس سے
لپٹ گیا کہتا تھا کیوں اے جان جہان وہ اے آرام دل مشتاقان تمنے ہمارے واسطے بڑی جفا
اٹھائی میں بھی جانبازی کرکے آ پہونچا رنگ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل تمہیں رہا کرکے لے نکلونگا
یہ سب باتیں کمیل نے ایک گوشے سے سنیں کنیزوں سے اشارہ کیا کہ یاسمن کو تو پکڑلو یاسمن
کو کنیزوں نے پکڑلیا سمک یلداقی جب باتیں کرکے نکلا کمیل نے پکار کر کہا او عیار مکار
تیرے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوئے تھے سمک نے جو دیکھا کہ مجھکو جانا خنجر کھینچکر جا پڑا
کہ خنجر ماروں اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مار کر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھٹ گیا زمین نے
پاؤں تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منہ پیٹ کر کہا

ارے تار بندھ گیا کیون اے یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کہ لونڈی
نے نہین جانا کہ یہ عیار مکار ہے فقیر جانکر لائی تھی آئندہ حضور کو اختیار ہے یاسمن کو کمیل
نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرو مین خود پاس
محیط کے جاؤنگی نہنگ بحری و سمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی
قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ بحری کے جی چھوٹ گئے کہا اے سمک تمھارا قید ہو جانا
شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت نے کہا اُن تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپ کا
جا کر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا۔ تینون دردمند یہ قید و بند۔ مگر سرخیل مدت سے
شہرت پر عاشق ہے بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے
رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے اُسکو لے نکلون گی۔ لیکر بھاگ جاؤن روز آب و دانہ
پہونچاتا ہے مگر خوف سے کچھ کر نہین سکتا مگر بیقرار ہے ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کر قدمون
پر شہرت کے گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت نے
بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل مایوس چلا سمک نے کہا اے ملکۂ عالم اب جو سرخیل آئے تو اُس سے
محبت کی باتین کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جاسے صحرا مین جا کر اسکو
مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا اے سمک مجھسے یہ باتین واہیات نہین کی جائینگی
سمک نے بمنت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے بمحبت کہا اے سرخیل تمکو
ہماری گرفتاری کا غم و الم ہے اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکال دوگے سرخیل یہ فقرہ سنکر
مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون جو حکم
ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا اے سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو رہا
کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہے وہ اُسکو بتا دیگی
جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اُسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم
کیا آفت برپا ہو گی ایسا نہو تم بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اُتارا
اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت کو
قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بحری کا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی کہا سمک

کو پنجے مین دبالے نہنگ نے سماک کو پنجے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قریب آ جاؤن سماک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کر کے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایک بیارہ آکے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان و ای مرہم زخم خون چکان و ای فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگاؤن سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمک حرام تجھکو شرم نہین آئی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بہ عہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہی مجھے پیدا کرنیوالے کا بھی خوف ہی میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا و جسم اُنکی ملکیت کا ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی جلد خدمت مین رستم کی مشرف بہ اسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سماک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑ لے مسکرا کر للکاری او نمک حرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُتار کر پھینک ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اسکو کچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہی مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی — نظم

نہ آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے	ترا شوق لایا ہی یان کھینچکر مجھے	محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہمکو
ازل سے ہی وابستہ اپنے قدم سے	گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے	ستارون کے ہو اُف لٹکے کے تمسے
جو دریائے رحمت ترا موج زن ہو	مخل عفو کے ہون گنہگار جیسے	رہے یادگار جہان تا قیامت
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے	ترو تازہ کی کشت امید اپنی	ہوے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاید جلا یا	چراغ صنم خانہ شمع حرم سے	سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
یہ بت سب تراشے ہیں سنگ حرم سے	خدا تا ابد رکھے آتش کو ای زند	کہ ہی رونق شوالی اُسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ
شہرت نے کہا ای سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہی کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے
ہاتھ باندھ کر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہزن ہی میں اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سب
دیکھیں اور عبرت کریں غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہی سر لیکر کہاں آؤں ملکہ نے کہا لشکر رستم میں آنا
ہم تمھاری ملازمت کرائینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار
کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہاں کمیل اپنی صحبت میں بیٹھی ہی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی
آئیں عرض کی حضور نے کچھ حال سُنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت میں تینوں گنہگاروں
کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہیں یہ سنکر کمیل گھبرا گئی اُٹھکر قصر میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہیں
مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہیں کمیل سر جھکائے ہوے پلٹی آکر جلسے میں بیٹھی
سوچ میں بیٹھی تھی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کو
برا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ میں چند ملازموں نے روکا اُنپر جا پڑا اُنکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچ چکا ہی
اگر حکم ہو تو دروازے پر روکیں سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دیں کمیل نے کہا جس طرح آتا ہے
اُسی طرح آنے دو خبردار روکو نہیں کنیزوں نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو
دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ نظم

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے	یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد میں دھر چلے	پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے
دور کی تسبیح میں نے جب ملا جام شراب	آفتاب اے میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا	ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد	زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
بام گردوں سے چلا تحت الثریٰ کو آفتاب	اُٹھ کے تہ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے ای صیاد میں	اُڑ کے گلشن کو ہوس کرتے ہوے جب پر چلے

جذبہ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف　　خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے

ساقیا گردش نصیب ایسا ہون جو مرنے کے بعد　　خود بخود محفل مین میری خاک کا ساغر چلے

کردیا ہی وار پی تیغ ہلال عید نے　　آج شدید شب فرقت بھلا کیونکر چلے

میکشی کے باب مین ناسخ جناب در سے　　شن لے مصرع جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے کمیل حکم ہی ملکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو
تجھکو یاد فرمایا ہی اگر تامل کیا تو مین بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیجاونگا کمیل نے بسہولت جواب یا کہا اے
سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا اُنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان
ہی بیٹھ جا مین تجھکو سمجھا دونگی مین تیرے ساتھ جاونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اُٹھ دیر نہ کر ملکہ گھبرائی ہونگی
مجھے راہ مین دیر ہوئی کانٹون کا جنگل طی کرکے آیا راہ مین بڑی مصیبت گذری مگر مین نے سب گوارا
کی اپنے کو یہان تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اُٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا ہاتھ تلوار کا
مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی اے گرفتار جادو سرخیل کو لینا وہی
ساحر زنجیر بلا نام ہوا مسلسل و مطوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیرون مین گرفتار کیا
سرخیل زنجیرون سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا او حرامزادی تو نے کیا کیا کہ مین سحر بھول گیا
کیا مین تجھ سے باز آونگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب مین جاونگا اب کیا تجھے
زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس مین بند کرو ساحر جلیل ہے
ہمارا کفیل ہی ہم اُسکا سحر اتار دینگے یہ ہوش مین نہین ہی گرفتار نے سرخیل کو قفس مین جکڑکے
چھت مین لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہی کمیل کو
ہزارون گالیان دیتا ہی کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرین توڑین زنجیرین جو ٹوٹین
سرخیل جھپٹکر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بیحیا اب تو مین قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا اب
میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تھمتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا
سرخیل زمین پر منہ کے بل گرا کمیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اُسپر کچھ پڑھی
ہرچند کہ سرخیل چیخا مگر کمیل نے وہ پانی پلا دیا اور تھوڑا اُسکے منہ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل
بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدمون پہ کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہے کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر
یہ صدمہ ہے اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہے لوح کے مقام سے ماہر ہے اگر تمکو قتل
کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا المختصر تم پر سے سحر اُتارا اب تمکو مناسب یہ ہے کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر
گرد پھرو گرفتار جادو کو میرا پیر کا بال ہے جسوقت پکاروگے فوراً موجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کریگا
سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہے یہان ہوا بھی د آنے
یہان رستم واسطے سماک کے پریشان تھے کہ ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری
و سماک بلاذری سب آتے ہیں رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ
انکو استقبال کر کے لائے ہمیں اُنکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جھلال وغیرہ براے
استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بمحبت ملیں نہنگ بحری
ہمراہ ہے سماک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم میں آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی
ملکہ پر سرداروں نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ نشان کیجیے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا
اُس تخت پر شہرت بیٹھیں نہنگ بحری و ماہی بحر بھی شریک صحبت ہیں رستم نے شہرت سے پوچھا
کیوں ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہریار میں نے سرخیل کو سحر کر کے روانہ کیا
تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ کمیل کو قتل کرسکے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا اے
آفتاب فلک سیر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ
کو خیال میں لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحروں سے گرد قصر لوح پھر رہا ہے سرخیل کو خیال جانبازی ہے چاہتا ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی
اندر نہ آئے میری نگہبانی میں فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کریں جو کچھ ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جھلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا صحراے نشاط آباد سے گذر کر صحراے فیل گوشان میں پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہلوان یہان رہتا ہے اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سُنی کمیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکہ عالم لشکر طلسم کشا میری
سرحد میں آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤں نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا اے فیلگوش فیلسوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لے کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا میں پہونچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیوں پر سوار
نیزے ہلاتے ہوے سامنے آئے فرمایا ای افسر کیا حکم ہی فیلگوش نے جواب دیا یار و مقابلہ بخت کے
بھیجیں گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہی اس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہی یہ کہکے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین کہیں سونڈون مین لپٹی بعض کی سونڈ
مین بٹی آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے
اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا تھا کہ
شہرت نے عرض کی ای شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہی چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہین اگر اُسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاء اللہ اگر وہ
بھیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و جلال نے عرض کی
حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر سکے رستم نے کہا اے
آفتاب و جلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو
اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے کو بڑھے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے
دیکھا صحرا سے گرد اڑی زنجیرون کے جھناٹے کی آواز کان مین آئی رستم بارگاہ سے نکل آئے
دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے
ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ روے جہانگرد
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو
سیاہ رو نے کہا ای شہریار جرأت طلسم کشا حد پر پہونچی ہی کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین
ہی تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیجے جلدی نہ کیجیے انھانو کو بھاگ کر
کسی جنگل مین جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی
فیلسوار پشتہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے
جبکہ فیلسوار نیر اعظم بصد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا
کہ کیون ای کلیہ عقل مین کیا صلاح ہی سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون ماریے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے طبل جنگی بجوایا ہو رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کاغذ نگاہ سے طلسم کشا کی گذرا جس سے مراد یہ ہو کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہو رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیاری کرو آفتاب و جلال نے بمنت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہو ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے دانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایے پر آئے بازارون مین سوار و پیدل مقرر کیے آپ دوسو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے ہوے سمک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین سمک نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہو جاتے ہی مسلمانون کو مارینگے سمک یلداقی یہ حال دریافت کرکے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہو تیاری ہو رہی ہو یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور بقہر و غضب تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کر دون رستم مانع ہوے فرمایا اے سمک انشاء اللہ بیرون لشکر انکو روکونگا ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہو قضاے کار ملکہ شہرت لیٹے لیٹے گھبرائین کنیزون سے کہا دریافت کرو طلسم کشا طلایے پر کیا کر رہے ہین۔ کنیزین آئین اور آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دوسو سوار ساتھ لیے ہوے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین کنیزون نے سمک سے پوچھا سمک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہو وہ لوگ تیاریان کر رہے ہین کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوے باہر نکلین سب سرداران ساحر اپنے اپنے خیمون سے نکل آئے جلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اسوقت حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے گھبرا کے جواب دیا اے آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تیاری شبخون کی ہو رہی ہو اس طرف آپ لوگ دیکھو چلکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہو اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آندھی سیاہ اٹھی ہو یا کوہ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلاے ناگہانی کے روکنے کو طود وہ اکیلے کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کرکے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب نے عرض کی حضور روکتا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجب حال
ہو چالیس افسر جیش بائیس ہزار ساحران غدار جان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت بیوی شہنشاہ نے
رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادہ
شبخون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیر خواہ ایسی خبر
وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین
رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور ہی کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ننگ
نہ گوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون
خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے
دیکھنا کیسا تماشا دکھلاتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہی حضور آوین تو سب چلین
فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھو اب تو سب پڑے سوتے ہونگے
عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے
ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہی جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا فوجین سب تیار
ہوگئین ہر غول مین یہی چرچا ہی کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو ان بیچارون کو بھاگنے کا رستہ
نہ ملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کررہے ہین کہ آپ لوگون
نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ معرکہ
دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ جنگ ہی کہا کہین کہ کیسی تیاری ہی
آپ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹین گے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہوکر
پاس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر فیلگوش فیلسوار نے
یہ حکم دیا یارو کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر اترو کل میدان مین مقابلہ کرکے پس لشکر دا
دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا
آخر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہوکر
چلے ادھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب
نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے جھوم کر اشعار پڑھے - نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے بس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہراک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہراک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہرگام پہ تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین — ای سلیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر چوکیت ہٹے فیلگوش نے طرف یامین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھاکر بجائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان مین آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم مینوش فیلسوار انکی جرات دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب فلک سر قدمون پہ گرتا ہی رستم نے کہا ای یار اور وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلۂ وکعبہ کا قانون ہی جو جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سردارون سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بیحیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملک کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ گھبراؤ نہ مین اس بیحیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد و قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو بزرگان دین ہین اُنکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیوخصال پر مظفر و منصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر مالا کبود فرنگی آج کل بیاد ہی اور مرکب عربی پہ سوار ہین گھوڑا طرارے بھرکے چلا کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے مینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ اے طلسم کشا تجنے او کیبا دیکھا
تم خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا
او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ پھول مینوش نے نیزہ
مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ
ہو رہا ہو ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے نکل گیا
مینوش نے خواصی سے گرز اٹھا کر کہا او طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارون تو بیخ کوہ ہلا دون
انسان کی کیا حقیقت ہی ملکہ قہرت نے جو گرز ہاتھ مین مینوش کے دیکھا بیتاب ہوگئین کنیزون سے کہا
صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا
اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا اے ملکہ عالم آپ
نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانون کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق ہو دل
انکے رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے مین دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی
مینوش نے دودستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش وہ آکر گرز رستم پر
پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہوگئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو سمک بیدار
نے دیکھا کہ تتق گرد مین رستم چھپے جھاگل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے
سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور مینوش عربدہ کر رہا ہو کہ اب ہڈی تک رستم کی
نہ بچیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین آنچ بھی ہو لی معلوم ہوتی
ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا
شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہو رستم نے چاہا گھوڑے کو
بڑھاوین سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا
گھوڑے نے لوٹ کر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی
کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہوکر فرمایا اے
آفتاب اب میرے دل کو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی
انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونون ہاتھون سے
تھاما دونون پاؤن پاؤن مین ہاتھی کے جمائے نعرۂ تکبیر کہکے ہمّا مارا سع زخرسے گردن ہاتھی کی
گھسیٹ لی ہاتھی نے چیخ کھایا مینوش کے ہوش اُڑ گئے مینوش کا نشہ اُترگیا ہاتھی سے کودا
رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین مینوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہے جان بچاؤن مگر خیال ہے کہ جان
نہین بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا اے طلسم کشا مین شب کو مقابلہ نہین
کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے سے پیدا
ہو کے بھاگا اپنے لشکر مین آیا فیلگوش نے پوچھا اے برادر طلسم کشا کو زور مین کیسا پایا مینوش
کانپنے لگا کہا اے برادر سارا نشہ جرأت اُتر گیا رگ و ریشہ مین رستم کے زور بھرا ہوا ہے کسی فن مین
کمی نہین مین سمجھا تھا کشتی مین ہاتھ پاؤن توڑ دونگا مگر کشتی مین بھی پنجہ نہ قابض ہوا آخر مین اپنی
جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے
بارگاہ مین آکر سیاہ رو کو بلایا کہا اے سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے تھے
ہمین کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچاؤ
اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی مین ابھی جا کے پکڑے لاتا ہون ہر چند کہ عیار
طلسم کشا کا فرزند عمرو ہے مگر میرے سامنے کیا مجال ہے کہ دم مار سکے مین فوراً گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہکے سیاہ رو نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طے
کر کے لشکر طلسم کشا مین پہونچا پھرنے لگا آخر چارطرف بارگاہ کے چرخ مارا ایک مقام پر ٹھہرا پشت
پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اُسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سمک طلایہ
پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے گھبرایا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار ہین قریب انبار آ کے
جو دیکھا تو مُہرہ نقب کا ہے اب سمک سوچا کہ اگر مین نقب مین گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا مین
اسی مقام پر ٹھہرون بشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کرونگا سمک تو حلقہ ہاے کمند
لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا یہ قاعدۂ سفری رستم کو
بیہوش کیا بشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب مین کودا نصف نقب مین آکر سوچا کہ اے

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع
کیا ایک نخل کے نیچے مہرہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ مُہرۂ اول پر ایک عیار حلقہ ہائے
کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوند لات و منات ہی یا زور لقت دیے
ہفت پیکر کہ بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا بے شک گرفتار
ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر راستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہان عرصہ گذرا تو
سوچا کہ ای سمک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کود انیچہ چمکاتا ہوا
بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب مین بھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا
دوسری جانب اُسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سمک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے
کہہ یا اُسی نقب مین چلا مُہرے سے آکر نکلا صحرا کا راستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی سمک جھپٹا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو
داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز زنگ کی جو سُنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار
پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار خیر یار روباہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ خیر سے ہین
مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب اُسکے آتا
کہ پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گذار مثل بلائے ناگہانی پہونچا اور انیچہ کھینچ مارا کہ
دونون بازُن سیاہ رو عیار کے اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور دوش
پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور
پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چہار سمت سے ملازم دوڑے چہتر سمک کو تلوارین مارنے لگے سمک
نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے ٹھہر پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختۂ سنگ پر رکھکر جواب
دافع دارو سے بیہوشی رستم پہارو یا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین
چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ رستم
از خداوند امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل بند + کہ تخت مرزوق
افگندہ وشور + سمک نے نیمچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اُٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا ہر جو ہوا فیلگوش
اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا ہر شکر جھومتا ہوا نکلا دیکھا رستم در بارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا اور

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا بچیے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہے رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گئے مینوش پر جا پڑے اُسنے تلوار چلائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مار کے لٹھے کا لٹھا گرا سمک تو گردیں پھرنے لگا رستم کود کر چھاتی پر مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد دم دان عالم کی پاپوش کی گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی اُٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ایک ہکہ مارا مینوش کو سامنے فیلگوش کے شل کر پاس کمنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا للکار کر آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر اب نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا جوڑا تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہے کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہ رہے ہین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا رکھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردون نے جو حلے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچا کر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہے کہتا ہے کہ یارو بڑی غیرت کی بات ہے کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھون کے سامنے مارا گیا حیف ہے کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعض نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر جھیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم نے دونون ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر ہکہ مارا مع زنجیرے گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے جو بردی مارے کا فرون کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی مگر چالیس ہزار نامرد ہین لیا لیا کر رہے ہین بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے سناٹے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت خیمہ ہاتھ مین جھولی بائین ہاتھ پر گولے مارتی ہوئی آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایک طرف

جھلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کردیا رستم نے چلا کر آواز دی ہان ہان اے ملکہ عالم سحر نکتا
جھلال اور آفتاب تو رک گئے مگر ملکہ رنگین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اسکی گردن لاکار کر
کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہے کچھ تجھکو خیال جرأت نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا
اڑ گیا فیلگوش کا مرنا کافر بھاگے آفتاب و جھلال لڑتے ہوئے قریب رستم کے آئے عرض کی اے
شہریار گھوڑے پر سوار ہوئیے جسوقت ہم لوگون نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریون سکاری کرتے
ہین مگر حضور سمک نے کیا جرأت کی ہے رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ
کعبہ کے واسطے جان لگادی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے
ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوئے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جبدن سرامہ جادو
دختر دمامہ کو مارا ہے تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دمامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو
نے آفتاب چاہ الماس غروب کردیا دمامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اسکو داخل
زنبیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہوگئے تھے خواجہ عمرو اشقر پر صاحبقران نامور کے
سوار ہوئے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر
لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوئے یہ اُن کا فرزند دلبند ہے کسی جرأت مین کب کم
ہے اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے جشن
فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوئے تمام لشکر مین روشنی
جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہے سب نے سمک سے کہا کہ اے جہتر والا گہر آج
اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ مین
آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اُترا	شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اُترا
اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی	آخرکار لطمے سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا	جل گئے جن تجھے نام آتش سودا اُترا
وصل کے بعد کسطرح سے ہو رنج فراق	درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہ	خون تری آنکھوں مین اے بلبل شیدا اُترا

اُس محفل میں عجب ہنگامہ ہے سب سردار سمک کی تعریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اپنے
مقام پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے نمایاں ہوئی
آ کے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے
اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہے کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز
آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزار ہا ہاتھی پشتیں انکی سواروں سے خالی سونڈ سے خاک اڑاتے ہوے
اور کئی ہزار جوان ایک لاش میں لپٹے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں محیط نے کنیزوں کو اشارہ
کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہے لاش کسکی لیے جاتے ہیں کنیزیں گئیں اور سبکو
لیکر کے آئیں عرض کی لاشہ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے بیکر بھاگے ہیں آپکے پاس
فریادی آئے ہیں اور حضور تین دن تین راتیں ہمسکو بھاگتے گذریں محیط نے پوچھا آخر
فیلگوش کو کسنے مارا کنیزوں نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر فیلگوش کا
اڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی
مینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجکر طلسم کشا کو پکڑوا بلایے
عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحروں سے پند نہ پہلوانوں سے اُسنے آکر سامنے فیلگوش
کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصد کیا کہ بلوہ کریں عیار نے سردار کو
ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اے کمیل بڑی ذلت کی بات ہے اب طلسم کشا
جو کوچ کیے ہوے آتا ہے ساحرہ اُسکے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کو بی ہننگ بحری وغیرہ دیکھ گئیں وہ
طلسم کشا کو لے آئینگی بالاے قصر لوح ہو بجائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے اگر طلسم کشا
حقیقی نہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر اے کمیل ایک ساحرہ میں نے
آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہے اب اُسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے
کہ ایک سے ایک جدا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہے کہ
اس انتشار میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہیں بہتر سے بہتر ہیں آپ سے
زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہے آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکیگا بعد
حصول لوح جو جاتا ہے شکست کھاتا ہے فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحراے فیلگوش نا

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس
آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوے دو زنگنین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تھین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آ گئے وقت تنہائی
موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کھاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت
آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قویل
و دویل طلسم کشائی کرتا آتا ہی در بندون پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب
کل کوچ کرینگے ابکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بلاے قعر لوح
پہونچا دینگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ برج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت
نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہی
جا کر طلسم کشا کو آوارہ کرو کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستون کو دشمن کرا دون طلسم کشا ایسے لشکر
سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائین مجھے کوئی سامان
بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط
سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شبکو جشن کیا صبح کو اٹھکر بیرون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم براے
شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا مین جا کر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سمک نے پہلے قراول
جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہی کل
صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہی سمک
مجبور ہو کر خاموش ہوا دوپہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم
تو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہین
خراج جو ملکون سے آیا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ
پر سمک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اُٹھکر باہر آئین سمک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد
کیا ہی اور ہونگ بجری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سمک چلا گیا شہرت

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب
دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا
طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا ہمین
نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا
یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہ رہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ والیون
سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہوجاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی
بی شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون
کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر
نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا رہا ہی
کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہرچند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس
ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک خبر سوار نامہ لیکر طلسم کشا
کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا خبر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے
پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے
مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین
چلا جہلال سرکش کو بڑا انتشار ہو کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب بھی
گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای جہلال دروازے
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جہلال بحال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر
ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہوکر جہلال کے ساتھ ہوے یہ بھی
ایک سمت روانہ ہوے جہلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہوکر ہمارے
پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہوکر چلے مگر اول رستم
جو صحرا مین آئے نماز ظہرین پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پھر عزم کامل شکار طائران ہوا کا
کرکے فرمایا ای سمک کوئی آہو دستیاب ہوا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے ہرکارے
بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

مستعد ہی رستم نے اُس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چرتے ہیں رستم نے ایک آہو پر گھوڑا
ڈالا تعاقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہوؤں پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہوگئے مگر رستم گھوڑا ڈالے
ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہیں آہو نے بہر طور کامل جست وخیز کی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا
رستم نے تیر مارا آہو تیر کھاکر بھاگا رستم حیران ہوئے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نکل گیا حیران ہوکر اُسی مقام
پر اُترے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سایے
میں ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہی نظم

کام آخر ہوا اپنا سیف مژگان سے — حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے — نہیں ہوتی ہی مکافات عمل انسان سے
حیف ہی خاک کا پتلا نہ کرے یاد اُسکو — الفت اللہ کو کس مرتبہ ہی انسان سے
باغ میں زلف وخط یار ہی یاد آجانا — کبھی سنبل سے اُلجھتا ہوں کبھی ریحان سے
گردش بخت ہی یا گردش پرکار آتش — باز اُٹھتا نہیں ہی دائرۂ دوران سے

یہ اشعار اس سوز وگداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہی کہ رستم بیتاب ہوگئے فوراً اپنے مقام سے اُٹھے
طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمیں برگ وشاخ کا پتہ نہیں اُسکے نیچے
ایک جوان خوش رو خوشتر تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک دامن وگریبان چاک کر درد کے
اشعار مذکور پڑھ رہا ہی رستم حال زار اس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اُترکر
قریب آئے فرمایا اے جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کریں وہ جوان اور رونے لگا کہا اے
شہریار میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سبکا علاج بھی تعلیم
فرمایا ہی تو بیان ہو تو ہم بدل وجان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی رستم
نے اپنا حسب ونسب ظاہر کیا اور فرمایا میں فتاح طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قدموں پر گر پڑا
کہا کیا عجب ہی کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے اُنھوں نے یہ پتہ
بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعائے دل حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی اے شہریار باپ میرا
سالم نیزہ باز ہی غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک خراب
رہا ہوں حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل ایسا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ بے ستون کہتے ہیں

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بندکر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالاے کوہ
چلا جاتا ہی ہرشخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی رسالین لوٹین بادشاہون نے آکر
گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بندکر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکرسکے آخر
ناچار ہوکر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا
عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تو نے مارا مین نے
جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا زخمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
مگر اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکہ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا
اُس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھاکے گرا وہ نازنین بھی مجھپر عاشق ہوئی
سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال
عنبرین مو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق تھا ایک شکار کھیلتا ہوا
آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا
میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کرے تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز
تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑگیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا جنگ
جاکر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا
مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اور کہا کہ جا
کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا
کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لاوینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ
آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملایئے وہ قید ہی مین آوارہ دشت
ادبار رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک
پہونچاؤنگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے
ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھکر گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون
سلیم نے کہا ای باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی انکو خدا نے بھیجا ہی معشوق ملانے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو
لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہو کر
طرف کوہ بے ستون کے چلے مفتون فراق کاروان لوٹ کر آتا ہی زیر کوہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر
لایا بالائے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے
پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ
فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے
مین اُسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم
تخت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہی فراق اُسکے کو رہے ہین
اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے
طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون
سے سرحد طلسم خالی ہو گئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب
رستم نے خبر سنی کہ مفتون فراق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیار یان
ہونے لگین چار پہر رات گذری کہ جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزہ
خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغہ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان
مین آئے مفتون میدان مین غریو کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمھارا مشتاق ہون
یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب کو رفتار دیا بالائے قضائے کار
بالائے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے
کردو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم
گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین کہ نگاہ قتال عنبرین موکی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ
شعشعۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا
رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہو گیا گھوڑے سے اپنے اُتر اجھک کر سلام کیا کہا ای شہریار
مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا مین بعد از
ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا رستم کو باستقبال کرکے بارگاہ مین لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے	یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے	تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہر تا	سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا	اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے ہو تم	الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا بمقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جائے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی رستم نے کہا ای سفقون ہم اپنے سرداروں کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کرائین تم اپنے بھائی برابر رہو یون شادی ہو سفقون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہی جو کچھ بھی آتش ذرہ بمقدار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا سفقون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا کھانے نفیس عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین بھیڑ دین اور بہی ہی سفقون معروف خدمت ہی کہ ایک قزاق دوڑا ہوا آیا اور سفقون کے کان مین کچھ کہا سفقون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون ای سفقون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بادشاہون کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے رستہ بالکل بند کر دیا کیومرس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہی اسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خراد لوٹ لیا اُسنے آکے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اترا رہا مگر میرا کچھ نکرسکا مین بالاے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو جریائی کر دیر کوہ مین سے جشن کیا ہی تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے رستے روک رہا ہی کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن تو ای شہریار سب راستے تو رک گئے پہرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی روکنے کو باقی ہی کہ ایک سوال

سمع مرکب جا سکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مر جائیگا رستم نے کہا ای مفتون ہم
اسوقت تیرا ساتھ نچھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و
تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چارسو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و
بے نظیر فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین
رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین
فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے
خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا
ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیزون نے جا کر
یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سنائی ملکہ یہ خبر سنکر بیتاب ہوگئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان
اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار
انتظام کوہ کر کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے
خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی
خداوند نے خواب مین آکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس حاضر
کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو
مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے
ہین یہان مفتون نے ہرچند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے
گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف
سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہنچائی
مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اسطرح لڑینگے تو ہے فرماق دشمن کو گھبرا دینا مکر سے
کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار
مین مقابلے مین کیوس کے نجاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جراءت کے
خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار
انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لاجواب چارسو پہلوان افسر جو بھاگنا نہین جانتے

فوج کو کیسا لڑائینگے میدان کارزار سے قدم نہ اٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی
اور نام آور خود فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق جس وقت تلوار پکڑ کے جم جائیگا رستم وقت بھی
گھبرائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہیں لہذا شب کو بطور شبخون گھیرینگے
جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیوں پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ ہمنے پکڑ لیا تو پھر
بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا اور جو گھاٹیوں پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی
رستم نے کہا یہ سب تدبیریں بیکار ہیں صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار میں کیا گذرتی ہی مشکل
رستم نے سفقون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیوس کو اپنی جرات
وشوکت پہ بڑا دعوی ہی تو ہم اُسسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہی سفقون کی بیقراری
اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہیں صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے
آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب وپیکار ہی اور یہ جانتے ہیں کہ کیوس بلاے روزگار ہی کہ اس سے
کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اس اقلیم میں تو کوئی ایسا نہیں کہ اس کو جواب دے یا انسان ہیں وہ دیو
ہو اُسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہیں صرف انکا تقاضاے جرأت ہی جب اُنکے دشمنوں پہ سختی پڑی
خدانخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے انکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج
عظیم مجھسے پہونچا ہی بربادی کو وہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم میں
شہرہ ہی اب کو قزاق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہیں کیا وہ ضرور محل میں آنے کا ارادہ کریگا پھر
میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم اور
سالم کے نام کا دشمن ہی نہیں معلوم اب بیٹوں کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جائیگا
کہ عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی اصل میں یہ صورت ہی نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہوں
ممکن نہیں کہ سرو گلستان سے دور ہوں

قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی مجھے
میرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہوں

یارب بڑا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی میں ہم مہ تاباں سے دور ہوں

دے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک
ہمتو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہوں

آتش غم حسین میں رو ہلس رہا ہی کیا
سطریں کی سطریں نامۂ عصیاں سے دور ہوں

کنیزین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین وہ اپنے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین
طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ
سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین ملنگے لگین
کہ اے خالق بے نیاز داے رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کر نا مین سلیم وسالم کو بھی خیر وعافیت
سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی
اندر باہر مردان مین عورتون مین ہر خرد وکلان کو تردد ہی کہ دیکھین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی
ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا وشعاع ہاتھ مین لیکر بالاے چرخ لاجوردی آیا
تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفقون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس
موج مارتا ہی تین لاکھ سوار وپیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سیاہ سالار پہلوان زبردست
ایک ایک بادہ کبر ونخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مارین سب
سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے
بڑے رنج وملال دیے اس کو وزسے کیوس میدان مین اکر پہونچا جانبین سے صفین آراستہ
ہوئین اُدھر تو فوج بے حد وبے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق سفقون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی
کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالاے کوہ پہونچاؤن نہایت چست وچالاک ہی
مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم
فرماتے ہین اے سفقون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین نکل کر جواب دون
تم انتشار نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چکین تو کیوس نے قصد کیا کہ
مین نکلون دیوش مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا گینڈا جھکا یا بھائی سے
اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوش مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفقون کس
بھروسے پر ٹھہرا ہی مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دے
تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرتا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوش
نے کہا مین سمجھاؤنگا دیوش گینڈے کو جھکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے سفقون تو
دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھیرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قتال تجھسے

دیکھ رہی ہو کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہین دیوث دیو ہی دیکھو تو کیسا غریو ہی میرا تو دیکھے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

ای پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے
بیٹھے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے

جور صیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے
آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے

کسطرح آؤن مجھے کاہیکو آنے دینگے
نئے نوکر ہوے ہین آپکے دربان کتنے

ربط مین کافر و دیندار رہے یکسان مجھکو
کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے

کوچۂ یار مین ای آزند بقول غافل
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوث نے پکار کر کہا کہ ای مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کرلون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا ای برادر ابتو خزانہ دینا خلاف ہی دیوث نے پکار کر آواز دی ای مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیجو جیسے دیوث نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آکے فرمایا ای شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون رونے لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دیوث ہی ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب باد پیما کلا ئیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا دیوث نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز وہ سپر کا لیکر راستے نکا در پچھا کوٹھے سے ملکہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی نگاہ مین نیا مضمون ہوا سات قدم گھٹا دیوث کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتا ہی گھٹا اُسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے دیو

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خالی
زرہ میں رکھ دیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا ابھر آتا ہے سیکڑوں زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیو
کے لگائے لوگ پھبتیاں کہہ رہے ہیں تختہ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہیں دیوث عاجز ہو گیا
ہے ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا جھپیٹا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا فلک سے
احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھ کر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے
مردان عالم کا یہ تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی ہے سامنے ہو تو اسے بھی دو ٹکڑے
کروں اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹنا اور رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھیرتے ہیں تلوار
کھینچ اسکا بھی وار سہینگے تب اُسکے ہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا انجام سے ہاتھ نکالا مرکب جھکایا خبردار خبردار کہکے تم
تلوار کا مارا دیوث نے بجز اُستام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پکڑ لیا
آپس میں پیچ چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کود پڑے دیوث کہتا ہے اے رستم زور میں
کیا کرو گے ہاتھ پیر توڑ کے رکھ دونگا رستم نے کہا یہ وصلہ ہی رہجائیگا دیوث کہتا ہے اے رستم
کیوں فساد بڑھاؤ معشوقوں سے کہکر خزانہ دلوا دو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جس میں حرف آ
اٹھو لینا دشوار ہے جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہاتھ مارا کہ
سر دیوث کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سنبھلا ہے رستم زور کرنے لگا
دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں مونڈھے تھام کر سینے میں سر اڑا یا ریل کرے دور تک
دیوث چاہتا ہے اپنے کو روکوں مگر وہ بڑا وقت ہے کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے ستر اسی
قدم ریل کر دیوث کو لائے کیوس اپنے مقام پکار رہا ہے آج بھائی صاحب کو کیا ہوگیا کہ بہتے
چلے جاتے ہیں اکیسویں قدم پر رستم نے ہاتھ مارا کہ دونوں گھٹنے دیوث کے آشنائے زمین ہوگئے
رستم نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ اور تیسرے
زور میں سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایاں قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتش بازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا رستم کود کر
چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اگر اپنی جان بری کو تو

چاہتا ہو تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوث نے ملول ہو کر جواب دیا بھائی پیر اسامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی مین مسلمان ہونگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا
اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سرین سے تا بہ ناف دوسرے
جھٹکے مین شل کر یا بس کمنہ دیوث کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل و
فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تو تیرا بھی یہی حال کرون مفتون کے قزاقون نے صدائے
احسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے غمزدہ ہوئے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پاؤن رکاب مین
ایک خانۂ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا میلا سر پہ رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا ابرو
پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکاری
اور تیغۂ ہفت جوہر چمکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ہفت جوہر چمک کے
ہو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا تا دوا برو تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اُسنے
دستانہ مارا تیغہ جھنا سے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس مع گینڈا تہ و بالا
ہوگیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کا فوج اس سو پہلوان رستم پر آپڑے رستم
تیغہ چمکا کر تین لاکھ کا فوج پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکا کر سلیم و سالم بھی
فوج کو لیکر آپڑے دونون لشکر تو مل گئے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر بالا
کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پائے جبکہ ہوا اڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہوگیا فوج والون نے اُسکو
ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوئے معروف جنگ ہین مگر بہ باعث زخم سر بے انتہا
خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا فرمایا ای مرکب اصیل مجھکو
لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی خوف سے قریب
نہین آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالائے کوہ پہونچے وہان جا کر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ
کرکے جاتا ہی وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

ایک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکو گے فراق پتھر برسا رہے ہیں
تمنے نکلنے کیوں دیا سب نے کہا حضور فراقون کی لڑائی جو چھڑ دا دیتے ہیں اس زور و شور سے
بالاے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو گھوڑا لیکر جلا رات بھر لیے ہوے چلا آیا
صبح کو ایک صحرا میں آکر ٹھہرا گھاس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اُترے رشتہ اور
سوزن تھیلی سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانکے دیدے زخم کو باندھ
خیال میں گذرا کسی گوشے میں ٹھہر کر دو چار روز میں زخم کو صحت دیں پھر طرف کوہ بے ستون
کے چلیں آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیوں کے بولنے کی آواز کان میں
آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہی اُسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہیں کچھ جوان رنگین پوش
باغ میں جاتے ہیں کچھ باہر آتے ہیں رستم طرف اُس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
یہ کیسا جلسہ ہی لوگوں نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہی جہان خدائی خداوند ہفت پیکر
کی ہی اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہیں فاروق صف شکن یہان کا حاکم ہی اور یہ باغ عشرت آباد
ہی شاہ و شہریار زادوں کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہی دختر فاروق کی شادی ہی فاروق خداوند
اسی کا مجمع ہی مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز انتہا کا ہی آپ اندر تشریف لیجایئے رستم مع مرکب
اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جابجا بچھا ہی طائفے ناچ رہے ہیں جہان رستم ٹھہرتے ہیں جمال انکا
دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہیں ہرکاروں نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا رستم نے کہا میں فرزند صاحبقران ہوں اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
چمن میں آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ میں رستم بیٹھے ہیں گرد تاجدار نیلوتانان
صف شکن رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے
بیان کر رہے ہیں وہ لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ہرکاروں نے جاکر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہان شادی میں آئے ہیں فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو
یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہی میرے یہان شادی میں فرزند صاحبقران تشریف لائیں کمر کو
باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام
آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہے بارہ دری میں تشریف لے چلیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت عجز
سے پیش آیا رستم کو بمنت و خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اُٹھے
بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسکے قریب دنگل زرین اُس پر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا ہے
ہنگامۂ [illegible]ل و نشاط گرم ہے بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند
ملکہ مغرور [illegible] کلام برائے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا سُنکر یہاں تشریف لاتی ہیں وقت ہے
آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر سراسر احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ یکایک
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبدار نقیبان، انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک
تخت پر ایک معشوق خوبرو نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں بعینہ دیدۂ
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیر زادی ستارہ پہلوے ماہ میں اس کروفر سے سواری نمایاں
ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور یہ دیر
سے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سامنے دیکھیے
کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن
بلند بالا تنومند درشت ہیکل جرأت و شوکت میں بے مثال رعب و داب و سطوت و صولت مثل
جاکران ہمراہ ہیں آسمان خوبی کے ماہ ہیں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونوں طرف سے تودۂ
دل پر لب معشوق ہوے ادھر رستم تھرائے اُدھر مغرور ہر چند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا
وزیر زادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ بارے لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدہ نگاہ
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آکے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آکے بیٹھے مگر
بحیت مغرور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک
سے کہتا ہے میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف
لائیں آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہاں ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو
بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے تھکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہرینگے
کمرے جو بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکہ عالم کو

بیٹھا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ ای فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
ہم وہان جا کر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمھارے باغ مین آ کر آرام پایا
فاروق نے ایک کمرے مین لا کر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی
ہین وزیرزادی سے کہا ای وزیرزادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہی وزیرزادی نے
کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے
کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہی اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جا کے بلا لاتی ہون حضور
کی بیتابی مجھسے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سرنگون
تنہا بیٹھے ہین وزیرزادی نے آکر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہی رستم فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم
نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدائے یکدیگر معروف میخواری ہوئے
لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوئے دونون چھپر کھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنۂ
خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے مبرور تیغزن سے کہا جا کر دیکھو تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہون تو
میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
ہی کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہوں سر افتخار اوپر عرش اعلی
کے پہونچاؤن مبرور تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہین مبرور نے پوچھا تم سب
یہان کیون پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اٹھی کہ سامنے اس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین
جا کے دیکھو نا گل پھولا ہی دیکھکر بہت خوش ہو گے دوسری نے کہا بوا تمھین صاف کہنے
سے کیا نفع ہوا ان باتون کو سنکر مبرور طرف اُس کمرے کے چلا درارون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہی
کچھ معلوم نہین ہوتا مبرور پہلوان زبردست ہی دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر
آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین مبرور بیتاب ہو گیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
پکڑکے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ مبرور مجھکو چھپر کھٹ کے نیچے
گرا چکا مبرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ چیختی ہین کہ او بیحیا کیا کرتا ہی مگر مبرور نے
ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُچٹکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مبرور کو تیغ

کھینچے ہوے سر پر دیکھا اژدہا کھڑا تے ہوے اُٹھے کرسی پر انکا تیغہ رکھا تھا منظور ہوا کہ بڑھکر
تیغہ لون مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا دو پارہ ہوگیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصد کیا کہ مین مبرور
کو لپٹ جاؤن مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور پر بس پڑا ہسقدر
تلواریں ماریں کہ رستم چور چور ہوکر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم کیا کرتا ہی اگر وہ تلوار
تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھکو قتل کر
مبرور کہتا ہی او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فارو قیہ مین لیجلونگا وہان تو
دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیرباران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے
دریا لہو کا جسم سے جاری مبرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھا یا سامنے ملکہ
کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کر دیا ملکہ کو گرفتار کرکے
ایک محافے مین بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یار و اس بیحیا
نے شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا مگر مبرور ملکہ کو محافے مین ڈالکر و بند کسواکے آپ گینڈے پر چڑھا
ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ چلے چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی ہی گیسو بریدہ
نے سبکو بدنام کیا محل مین چلکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے
بڑھ گیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر مین آکر دربار مین آیا کیسی سہی
پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہی کہ مبرور لیے ہوے محافے کو آتا ہی مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت
مین مثل نہ تھا ایسا مبرور پر بس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لیئے پاؤ اب محل مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل
کرینگا مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار مان مغرور کی یہ حال سنکر دوڑین ڈیوڑھی
مین آکر ملکہ کو عجب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مبرور کا نام لیکر پیٹتی ہی کہتی ہوئی کہ ای مادر مہربان
اس جلاد نے اُس شیر بیشۂ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ مین ہوتے تو
اس بیداد گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہاے کس بیکسی سے اُنکو مارا مان نے
منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کہتی
ہین ای مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین مین اُنکی کنیز
معلوم ہوتی مان نے مغرور کو ایک کوٹھری مین بند کر دیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

میں سر نگرا رہی ہیں کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغہ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق
اندر آیا ملکہ نے کہا ای فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دینا ہوگا
گلعذار نے کہا ای فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا مجھ تو اسمین مناسب
ہوگا تو قتل نکر میں نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے میں لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تو اپنے ذمے کیوں خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا
سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے میں بیٹھی رویا کرتی ہیں کبھی کہتی ہیں ای کریم و رحیم میں نے
تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اُس شہریار کو مجھے زندہ دکھا تا یہ جلاد صاحب بیداد ذلت و رسوائی
سے مارا جائے ربنی بدعت کی سزا پائے ماں منع کیا کرتی ہو کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری
روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھیں وہ کیا فرمائیں کام تو یہ انھیں کا ہی کہ رستم کو جسنے صد ہا پہلوان
مارے کسی سے بند نہیں ہوا اُسکو میرور ایسے کے ہاتھ سے مروا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہیں آلہ تدبیر ایسی ہی تدبیرین کرنے میں وہ مصروف ہیں ملکہ
نے کہا اُس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا بدلا رستم کا خدا اُسکے سامنے لیگا
یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ میرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر یا مالک
دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی رستم کی جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش
قضائے کار اُس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نامی نام چند گنوار ساتھ صبح تو برائے نگہبانی
زراعت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو رنالے میں کچھ مال پڑا لگے
ہین گٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اٹھوا لاؤن سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی میں لپٹا ہوا پڑا گٹھا
پڑا ہی مزدوروں سے اشارہ کیا اٹھا لاو مزدور گٹھا اٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا
اُسمیں گٹھا رکھوایا مزدوروں کو مزدوری دیکر نکالا آپ کوٹھری کی بچھا کر بیٹھا بشتارہ کھولا خون کے دھبے معلوم
ہونے لگے حیران تھا کہ یا الٰہی اس میں خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی ماہ فلک
محبوبی حسین و جمیل زخموں سے چور چور ہچکیاں لے رہا ہی اُسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا
تو جو مانگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخموں کو دھو ٹانکے لگائے پٹیاں چڑھائیں کہا یخنی مرغ کی تیار
رکھیے جسوقت آنکھیں کھولے فوراً پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان ممکن کر لیا ہوشیار ہونے کا

منتظر رہا زخمون مین ٹانکے ہو گئے اور آرام ہوا رستم کو بعد دو پہر کے ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہی اور کھٹے پر مین پڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ مین لئی
کر رہا ہی جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ اٹھون زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منہ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کر کے یخنی پی اسیدن
جراح آتا ہی زخمون کو دیکھکر چلا جاتا ہی تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپکا نام نامی کیا ہی رستم نے
کہا حسین تیغ زن میرا نام ہی قزاقون سے اوس جنگل مین لڑتے لڑتے گرا اونھون نے مردہ جانکر وہان
پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا مین تمھارا نہایت ممنون و شکر گزار ہون رستم نے
موتیون کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج مین صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مالا لیا
جانتا ہی کہ یہان کون خریدے گا یہان سے جہان بھی وہی گنوار ہین موتیون کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم
اٹھنے لگے بیرون مکان آ کر بیٹھے ہین اور اہل قریہ آ کر ملاقات کرتے ہین ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے
صبح کا وقت ہی زمیندار برائے حراست فصل گیا ہوا تھا یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیرون کی آواز آئی
رستم نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا آتا ہی آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہنچا
عورتون کی آواز سنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و
نامعقول کیا کرتا ہی زمیندار کی عورتون مین جانے کا ارادہ کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ سن دیوانے نے کچھ
نہ سننا چاہتا ہی دروازہ کھولین رستم جھپٹ کر قریب ہوئے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر
کہا ای قاے سرخ تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا خبردار خبردار لگا
چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کر کے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جس جگہ
پر چوبدست پڑی تھی وہان پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منہ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقا سے
گنج نے میرا کہنا نہ مانا خاک مین ملگیا بے قضا مارا گیا رستم نے پہلو سے آواز دی او دیوانے مجہول
حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہین یہ دیکھکر چوبدست
پھینک دی دوڑ کر چنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی زرہ نوچ کر پھینک دی رستم نے قبضہ کر کے
کلائی اسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حرکتین کرتا کہ کبھی کا
ہی کئی مرتبہ جد رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسا مارا کہ دیوانہ منہ کھول کر رہگیا ہلڑ ہوا زمیندار بھی آیا تمام

گانوُن کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کر رہے ہین سعدان نے پاسیون سے کہا ارے کم بختو
سب ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا تھا کہ صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے
کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مار سکتا ہے جسکے گھر مین چاہتا ہی گھس جاتا ہی مال
لوٹ لیجاتا ہی رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کیا گذرتی ہی رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو
اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اُٹھایئے رات کو
ایک آقاے سرخ خواب مین آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچان تو لون کہ آپ وہی ہین
طریقے سے معلوم ہوتا ہی آپ چھوٹے آقاے سرخ ہین رستم نے خود ہٹایا زلفین خلیلی دیکھکر قدمون پر گرا
پھر دلمین سوچا ہی کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ جو مین زمین پر گر پڑا دوڑ کر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چار دن پانچون مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب جھکا ہوا کھڑا ہوا رستم سے عرض
کرتا ہی تا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہین چار سو نوکر میرے ساتھ مین وہ بھی ایسے ہی دیوانے
ہین اگر تجھے دینگے تو مجھکو لڑنا پڑیگا مین دخل دونگا رستم اُسکے ساتھ چلے سعدان زمیندار روتا ہوا پیچھے
پیچھے کہتا ہوا چلا ای شہریار ایسا نہو وہان جا کر آپکو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہی نیک و بد نہین سمجھتا رستم کہتے
ہین اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوے آکر
جمع ہوے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا مین تو اس آقا کا تابعدار ہون تمھارا جی چاہے اس سے لڑ لو
اپنا امتحان کر لو چار سو دیوانے چوبدستین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کسیکو طمانچہ مارا کسیکو گھونسہ مارا
آخر سب ناچار ہوے کہا ای آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اُسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوے
مگر وہ سب کا افسر شریر مردم در تمام دوڑا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شریر کی جو زوجہ ہی وہ حاملہ تھی درد زہ سے
بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اُسکے سر پر چوبدست پکڑ کے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہی
کہ آقاے سرخ آیا ہی وہ ہاتھ جوڑتی ہی کہ سامنے سے ہٹ جا یکایک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود مین لیکر
بھاگا عورتین غل مچاتی ہوئین پشت پر کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہی ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا ہے
آقا کو دکھا لاؤن تم سب جا کر بیٹھو ابھی پھیر کرے آؤنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے بزرگ کے
پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے چھین کے اُن عورتون کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہی کہا آج بڑی خوشی
کرونگا میرے یہان لڑکا پیدا ہوا آقاے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والون سے کہا جنگل مین فرش بچھاؤ

جلا لیئے لاؤ آقا کے سامنے ناچ ہو اسی جنگل مین بچھونا بچھوایا چند کوٹھریان بند تھین اُن کوٹھریون کو کھلوایا تھین
کسبیان بند تھین مع ساز و سازندے روتی ہوئین نکلین کہتی تھین ای شہریار ہم کو پکڑ کے بند کیا ہی کھانا نہین دیتا
رستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہی دیوانے نے کہا یہ لوگ بلانے سے نہین آتے ایک مرتبہ جو آگیا اُنکو بند
کر رکھا کہ پھر خواہش ہوگی تو کہان سے لاؤنگا رستم نے اُن سبکو تسکین دی سبکو کھانا کھلوایا صحبت جمی رستم کو
لا کر بیچ مین بٹھایا کسبیان ناچنے لگین جو اچھا ناچتی ہی اُسکو دیوانہ گود مین اُٹھا لیتا ہی جب وہ غل مچاتی ہی
رستم چھڑاتے ہین دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ گال سہلا کر رہجاتا ہی کہتا ہی آقا تمسے
سمجھونگا کبھی رستم پر چوبدست مار بیٹھتا ہی رستم چوبدست چھین کر دے مارتے ہین دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہی کہ آقا
اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسے مین عجب غلغلہ ہی دیوانے نے راحت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو
جب رستم کسبیون کو رخصت کرنے لگے دیوانہ چوبدست کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گانون مین جاکر جب
بستی مین انکو نہ جلانے دونگا رستم نے اُنسے اقرار لیا کہ جب دیوانہ بلائے تم آنا اُنھون نے اقرار کیا رستم نے
مستقل اُنکو رخصت کیا گویا اُنمین جان آگئی اپنے اپنے مکانون پر گئین دیوانہ دوڑا ہوا اپنے باپ کے پاس
پہونچا اُسنے کہا مجھے جانے دو مین آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہمکو آب و
طعام کون پہونچائیگا دیوانے نے ایک چوبدست ماردی بڈھے کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا
سامنے رستم کے لایا کہا ای شہریار مین نے آپکی محبت مین اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوے لاش
اُسکا دفن کیا فرمایا فاروقیہ یہان سے کتنی دور ہی زمیندار نے کہا ای شہریار فاروقیہ سے آپکو کیا کام ہی
رستم نے کہا مہرو زنبیح زن سے بدلہ لینا ہی ہماری معشوق وہان ہی اُسکو لینا منظور ہی سعدان زمیندار
نے سمجھایا کہ ای شہریار وہان کے لوگ بڑے زبردست ہین رستم نے کہا ہمارا مرکب و تیغ ہفت جوہر وہین ہی
مہرو ران اشہا کو لیگیا نہ معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا کیا ہمین جانا ضرور ہی دیوانہ چار سو دیوانے لیکر
ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا یہ گانون تمکو معافی مین دینگے زمیندار کو بھی مسلمان کیا اب زمیندار
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین وہ تا سرحد پہونچانے آیا رستہ سیدھا بتا دیا جب رستم کئی منزلین طی
کرکے قریب فاروقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اِسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر مین جائینگے دو چار دن کے
بعد آئینگے دیوانہ جنگل مین اُترا رستم اکیلے شہر مین آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال ہو دیدار
ہو گیا رستم ایک ایک سے سرا کو پوچھتے ہین دوکاندار دوکانون سے آ آ کر کہتے ہین ہمارے مکان پر چلیے رستم

انکار کرتے ہین فرماتے ہین مسافر کا مقام سرا ہی بازار مین کھڑے ہوے یہ فرماتے ہین گردبازار ہوگا
ہجوم ہی قضاے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اُٹھا ہی طرف
اپنے مکان کے جاتا ہی بازار مین مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہی لوگون نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہی
لوگ گھیرے کھڑے ہین مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران
ہوگیا باادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھیے مین خدمت
کرونگا اس عجز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا بھاری
قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری مین لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون رستم نے کہا اے مسلسل مین فرزند صاحبقران
ہون باغ عشرت مین سرور نے مجھکو پکڑ زخمی کرکے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھکو صحت عطا
کی اب آیا ہون کہ اُس سے بدلہ لون اپنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کرون علاوہ ان سب کامون کے
ایک کار ضروری یہ ہی کہ معشوقہ ہماری مغرور شیرین کلام دختر ہفت پیکر ہی فاروق سے اُسکو طلب
کرینگے جو منع کریگا اُس سے لینگے مسلسل کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا مگر دو سلام
عرض کرتا ہی اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہی مین اُسکے مصاحبون مین سب سے حقیر ہون اُس
کا ہیکوان باتون کو سُنے گا سرکار کو آزار پہونچائیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکھ سب
برابر ہین کیا مجال ہی کہ بے ادبی کرسکے مسلسل اس جرأت پر حیران ہوگیا کہتا ہے اے شہریار آپ ایسے ہی
جری و بہادر ہین مگر فاروق کے ساتھ وہ جمعیت ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی یہ جملہ کافی ہی کہ فاروق
وہ شخص ہی کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اُسکے سپرد کیا ہی آپ اس ارادے سے باز آئین اس
ارادے مین آپ کی جان کا ضرر ہی رستم کہتے ہین اے مسلسل اگر مارے بھی گئے تو خون سے دریا
بہا جائینگے قاعدہ قیہ مین ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران نے آکر یکہ و تنہا دربار مین فاروق کے شمشیرزنی کی
مسلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پھر گیا مگر رستم ابھی یہی کہتے ہین یہ فرماتے ہین کہ مین
ضرور دربار فاروق مین جاؤنگا اور سوال مغرور کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کی آج کا دن اور
شب میرے مکان مین رہیے کل آپ کو اختیار ہی رستم نے کہا بہتر جو تمنے کہا وہی ہمنے قبول کیا مسلسل
سوار ہوگیا دربار فاروق مین آیا چیکا دنگل پہ بیٹھا ہی دربار مین سب پہلوان جمع ہین یہان بعد

جانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین ہی رستم
نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہین یہ کہکے فوراً گھوڑا اپنے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہوسے عازم
بارگاہ فاروق کے چلے یہان مسلسل بیٹھا ہی کہ مہرور پہلوان آیا اُسکا دستور ہی کہ دن بھر مین دو چار
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے کہا ای بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اُسی کا ہاتھ مین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہی لاش کو
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ رہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا ای
مسلسل تمھین کیا معلوم کہ وہان کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین جانتا
فاروق نے پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہی مین نے بمشکل روکا ہی
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہی فاروق نے کہا ای مسلسل سچ کہتا
ہی کہ مضحکہ کرتا ہی کہا حضور وہ سوتا تھا انھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوار یا نیزہ
آجاتا تو وہ بہادر اُنکے ٹکڑے اُڑا دیتا اُنکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل روکا ہی
کل نہ رُکیگا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کر اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے رخصت
کر دو اگر ہمسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے مین ہمارے اُترے
جانبین سے طبل جنگی بجین ساتھ طریقے کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے
دربار مین آیا اور ہمنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیسا
حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہی مسلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ چندے
میرے کہنے سے مانے حضور مین نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہو کر مین نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپ کو اختیار ہی آج دوسرے پہلو سے
سمجھا دونگا جہان تک ہو سکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مہرور کی تو
نامردی کھل گئی کئی مہینے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرتے ہین غفلت مین ایک بہادر کو زخمی
کیا اُسپر یہ ناز فاروق نے کہا ای مسلسل تو سچ کہتا ہی مہرور نے شرمندہ ہو کر کہا ای شہریار اب مین
رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہی کہ تو اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منھ سے
بھی بولو اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت ہمت جُھٹ ہی مہرور نے کہا ہونے دو مین

اُسکے سامنے کمی ذکر و نگا جسطرح ہو سکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوارین نے تمھارے ہاتھ
سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہی تو صاف صاف کہدے گا یہان یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے
بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بن چھلاوا کر
کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا ٹاپین مار کر زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک ہوگئے
جا یک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو
خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ ای مرکب اصیل ہم تیری جدائی
مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بہ نگاہ یاس طرف اسکے دیکھتا تھا
تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہوگیا اب وہ جوان گھوڑے
سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پر آیا چوبدار سے کہتا ہی ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل
نے کہا بھیجے وہ جوان آپہونچا میان مبرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپکو حال معلوم ہو فاروق
نے کہا ای مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اسکو سمجھاؤ سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی
مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا ای شہریار آپ نے میرا
کہنا نہ مانا مگر براے خدا یہ تو فرمائیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجیے گا مرکب و ہتھیار نے
لیجیے بہ خیر خوبی چلے جائیے رستم نے کہا ای مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مار کر ہمارا
جانا ہوگا کتنی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم سے
قدم نہ نکالینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مثل
اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین بادیہ برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ے
یک ہست و دین پیغمبر خدا برحق است۔ کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو
خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھپر شاق ہوگا سبکو سمجھا کر پکار اُٹھا ای رستم آئیے تخت جو
وسط بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہی رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق
خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین و
پریجبینان مہر تمکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہی کہ
رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دون رستم نے عین گرمی صحبت مین کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تجھے

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغہ ہفت جوہر
لا دو دو کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگی وہان بندھا ہی کسی کو پاس نہین آنے دیتا بسم اللہ اسپر سوار ہوجیے
تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دون کہ آپ کو سب ہمارا رستہ بتا دین رستم نے کہا ایک
کلام اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مغرور شیرین کلام کہ اُسکو بجبر لائے ہو جلد حوالے کر دو یہی بہتر ہی
ورنہ محافہ کو لا کر بیچ مین رکھدو یا ہم لیجائین یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ پائے فاروق ہنسنے لگا کہا ای
رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر لیکر آنا ہمسے مقابلہ کرنا
اگر ہمکو زیر کرنا معشوق لینا وہ ہمارے کام کی نہین ہی ہم اہل فاروقیہ کے یہان یہ دستور ہی کہ جو عورت
کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر مین
نہین رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہی بدون حکم خداوندی ہم کچھ نہین کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
بلوائیے خداوند آکے روکین ہم جانب سے لینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھ لینگے مگر جو کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے
جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا جو بلڑ ہوا یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ گلعذار بیٹی کے دیوانے ہونے سے نہایت
پریشان ہی کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ کسی
کلام وحشیانہ مان نے قریب آکر کہا ای نور نظر تینے سنا رستم یہین صحیح و سالم آئے ہین اور فاروق سے
تمھین مانگ رہے ہین یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق تیر زن کہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرہ آفاق
ہوا اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی ای شہریار رستم آئے ہین مغرور تو محجوب رہا دربار
سے اُٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ ای مغرور تمکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آئیگا ایسا نہو تمسے اور اُس سے دربار مین
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہو تو حضور مغرور تو جا کر الگ قصر مین چھپا ہو رستم
کے سامنے نہین آتا آپکے دنگل برپا کر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہین ہر چند آپکے والد
نے سمجھایا مگر رستم نہین مانتے یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین جا کر رستم کو سزا دونگا بخوبی
سمجھا دونگا بل کھاتا ہوا چلا پنجون کے بل اکڑتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ یہان دربار مین فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہی رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھ کے اُٹھتے ہین فرماتے ہین ای فاروق اُٹھو ہمارے
تمھارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اُٹھے میان مغرور کہان ہین سنا ہی کہ اُنھون نے مشہور کیا
کہ مین نے رستم کو مار ڈالا اُس نامرد نے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہمکو بچایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شریر مردم درکو رفیق کیا وہ دیوانون کو ساتھ لیے
ہوے بیرون شہر اُدہر ہی مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شریر مردم درکا سُنکر لوگون کے ہوش
اڑ گئے کہا حضور اُس لیسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہی سب اسکو جانتے
ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہی اُدہر کا راستہ بند ہی رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بعہدہ رفاقت آیا تھا
باپ کو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوبدست ماردی باپ اُسکا پرا شکستہ
ہو گیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو دین بگڑ جاتی اتنی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہو جاتے
کہ ہلڑ ہوا عیوق آتا ہی فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان بےجا بل مزاج دیکھیے اسکے آنے کیا
گذرتی ہی کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا ای رستم تمنے غضب کیا کہ بلا پوچھے
کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اجی اُسپر ہمارا قبضہ ہی اگر تمھارا دنگل ہی تو ہم کو اُٹھا دو سب سے
زیادہ باعث فساد یہ ہی کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مانگ رہے ہین اور بے لیے نہ جائینگے تم روکو ان
باتون کو سُنکر عیوق دنگ ہو گیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا ای رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہی
اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہی ہمارے ملک کا نام مشہور ہی کہ سب
بہادر رہتے ہین بس لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپنے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی
کا ہی کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا گاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے
کہا یہ تو نہو گا اگر اب تمنے کلام کیا اور ہمنے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے اور مرجانا
سپاہی کے واسطے عین فخر ہی جان دینے آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے
تو مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کردن ایسے بہادر
کسے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بخوشامد
کہا کہ ای رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زمیندار کے رہے کیا آرام پایا ہو گا چھ مہینے کی مین تمکو مہلت
دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا ای برادر اسقدر
مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت جو دادا الٰہی ہی وہ ہر وقت جسم مین موجود ہی عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت
دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کراؤن اور مردمان شہر کو خبر کردون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا
طبل کشتی بجوا دیجیے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو بس ایک مکان نہایت پاک پاکیزہ صاف

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا آپ یہین تشریف رکھیے چند خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آئیے گا رستم اس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گہبرائے سوچے کہ ای رستم ایسی سخت راہ وصعب طے کرکے اس ملک مین پہونچے مگر افسوس ہی کہ اس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کا کیا حال ہوگا چلو چلکر اس معشوق سے ملاقات کرین اسکو تو دیکھ آئین کہ کس حال مین ہی فاروق طبل کشتی بجواکر محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا ای فاروق یہ تو ظاہر ہی وہ یکہ و تنہا ہی شاطر بھی ساتھ نہین تمھارا ملک ومال فوج ولشکر سردار پہلوان سب سامان موجود ہو لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کہدے تو بہت مناسب ہی فاروق نے حکم دیا باہر آکر کارگزارون سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے مبرور تیغزن طلایہ پر کہڑا تہا اسنے دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہی اپنی جرأت پہ تو اسکو بڑا ناز ہی گینڈا اعدڑا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہان جاتا ہی جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤن مگر غیرت نے دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جہکاکر زیر شکم کرگدن جہکاکر آئے مبرور کو مع گینڈے اٹھالیا چرخ دیکر مارا کہ اعضا مبرور کے چور چور ہوے نصف جسم اسکا گینڈے مین اور نصف بیرون کرگدن بیک دور سے پیادون نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاہ پوش نے مار لیا نالہ کرتے الٹے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین کمند پھینکی جست کرکے بالاے دیوار آئے دیکہا صحن خانہ مین مغرور خیزرن کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

صبا سے یہ دیتا ہی عاشق پیام ۔ کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین ۔ قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہی ہان اضطراب ۔ کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر ۔ نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار بیجان کیونکر جیے ۔ جگر مین نہو خون تو کیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہو کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا کبھی بال نوچتا نام رستم دروزبان حیران و پریشان کبھی خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہو ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمھاری جرات و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صد ہا کوس کا راستہ طی کر کے آئے مگر ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکتے رستم نے جو یہ باتین سنین بیقرار ہو گئے کنیزین سو گئی تھین پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین یہ عاشق صادق راہ طی کر کے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا چاہتا ہو شیشۂ دل سنگ بدعت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہو آواز رستم جو ملکہ نے سنی بیقرار ہو کر اٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ کے روئین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہو رستم نے کہا خون اُسی نامرد کا ہو جسنے ہمکو مکر سے قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کر کے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا صاحب تمنے اس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہو کیسا کھا کھا کے بھولا ہو اب مین آپکے قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل نہین ہو رستم نے کہا ای ملکۂ عالم یہ چورون کا کام تو جیسے ہوگا انشاءاللہ کل عیوق کو سر میدان زیر کرینگے اور تمکو بجکو مت لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہو ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ دیکھنے لگین رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری قضا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہین کہ ای شہریار عیوق بلاے روزگار ہو اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہو کئی سو پہلوانون کو روز لڑاتا ہو اُسکا نام سنکر دل گھبراتا ہو رستم کہنے لگے اب تو وعدہ ہو چکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس سر صفا ر دقیقہ یہین ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعویٰ ہی وہ مجمع عام مین کھل جائیگا غرض عاشق و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کندے سے اترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز ورب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا غربت مین انکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہی ہین مان جو صبح کو اٹھین بیٹی کو آج عجب رنگ مین دیکھا کہ کبھی سر سجدے مین جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اٹھین ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس و پیش ہی مان نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد مین التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہی ہر امر کا اسے اختیار ہی۔ نظم

قائل یکتائیش ہر خاص و عام
متفق بر وحدتش خلقت تمام

سرنگون دار دپے در بندگی
مثل سرو استادہ دیگر در قیام

ابتدا را ابتدا از ذات اوست
ہست بروے اختتام اختتام

ہر مسلمان اللہ اللہ میکند
وز صفائے قلب ہندو رام رام

نیست بر دنیائے فانی اعتبار
ختم کن این ذکر ہندی والسلام

مان نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجاوز کیسے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا میلے مین پہونچے تو جا بجا دیکھا بارب چلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہی ملکہ روتی ہوئی اٹھین کوٹھے پر آئین دیکھا پردہ ہائے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھی ہین زیر قصر سامنے اکھاڑا اکھاڑے پر تخت فاروق کا بچھا ہی افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول کے غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیر زن مسلح و مکمل کئی سو پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آکے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت بٹھالیا ملکہ نے جو تن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین مان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہی کہ کوئی اس سے مقابلہ کرے پہلے مین زمین کھسرانی ہی

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جوہر قبضے میں سپر
پشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو تھا کہ ایک
طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میر ورکا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ
پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادوں نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا
اس سیاہ پوش نے مع گینڈے انکو اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف
گینڈے میں غرق ہوگئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھکر فاروق سے
کہا حضور الکریم اذا وعدہ وفا جس اشتیاق میں سب لوگ جمع ہوے ہیں اسمیں تامل نہو فاروق
نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اترا ڈنڑ پیلنے لگا تھی
جو پیکر بازوؤں پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہیں معلوم ہوتا فاروق سے
کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھدے گا رستم بھی اکھاڑے میں کودے سب شتاقوں کا جماؤ کہ
سبکو یہی خیال ہے کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان
رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جو تن و توش اسکا دیکھا دل سے باتیں کر رہے ہیں کہ ای دل کی
شکنا پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤں پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی ای
رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا ای عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تجسے کشتی لڑنے آئے
ہیں یہ نٹ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھوں رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹا یا گردن
پر ہاتھ رکھکے ایک ہی مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق
نے بمشکل سر اٹھایا جی میں کہتا ہے ای عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی میں بھر دیا ہے
کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہیں تو
عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہیں عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جوان
فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوئی
پہر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی ای رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک زور

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے
سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا ہلٹون عیوق نے کہا ای رستم
اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکے رستم ہلٹے عیوق نے چاہا
نہ ہلٹنے دون رستم نے دونون پاؤن آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھرے دوڑون جیسے
ہی دونون پاؤن آگے بڑھائے وہان پر ہوش نہ تھا دونون پاؤن عیوق کے گھٹنون تک
زمین مین اُتر گئے رستم نے ہتکارا کولہ عیوق کا اُتر گیا کڑاکے کی آواز آئی عیوق تھرتھر کانپا بیہوش
ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ
عیوق کا اُتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صید زبون ہی اسپر ہاتھ ڈالنا ہماری
مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا
عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلوے تخت فاروق مین ڈنگل بچھا تھا
اُسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین ای فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا دوبارہ
مقابلہ ہوگا اب مقدمۂ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہی یہ قول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ
یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم
نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اُسی کمرے مین آپکو لیجا کر اُتارو رستم کو اُس کمرے مین
اُتارا رستم اُس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت
پائیگا اُس دن اُسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج
ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو
مین جاؤن اس انتظار مین لیٹے دن بھر کے تھکے ہوے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر
سو رہے صبح کو فاروق براے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا
ارے کیا ہوا کہا حضور حجرہ غضب کا لگا ہی کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے ہرکارون کو
حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھربار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا
ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلاکر فاروق سے کہا
بابا جان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا نہو دشمن لوگ کہین کہ گھر

رکھکر چھوڑوا دیا فاروق نے کہا اے فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کوتوال سے تاکید کی ہے یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہے مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو
قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خاراشکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہے اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوئے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا کولا اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہے ہم پہلوان و ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ اے غراب ہو سکتا ہے کہ تو رستم کو چرا لا غراب بہ صورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملاقات کی تعقب دیکرے بھاگا راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہے قضاے کار سمک [illegible]
کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہے اسنے سُنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پاکر طرف
قلعہ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہے تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہے
کہ آواز رنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہے سمک نے بہ تعجیل رنگ روغن
عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جا کہان
کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہو گئے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
جہان گرد دعائین دے رہا ہے غراب جہاندیدہ کار آزمودہ ہے بو ر فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا ایک جا جا بڑھون گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک
کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقاے نامدار کو لیے جاتا ہے تو تاب زبانی رہی تیغ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہے غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہے سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گاؤن کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراست
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سمک
کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سمک نے
دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا
جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا اے شہریار مین طلسم کشا کو لایا مگر عیار اُسکا بلاے روزگار ہے اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنوارون مین بیٹھا یا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہے وہ عیار قلعے
مین آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا
مین کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمند ہاے ریشمی مین بندھا ہے اُٹھے گی
اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کراکے ہوشیار رہیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق
کراکے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع داروے بیہوشی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا
مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا پکار کر
ماہتاب خاراشکن نے آواز دی اے رستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان بھیج گئے
مین بھی ایک ادنی خراج گذار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تمسے بیزار ہے تم گرفتار ہوکے ایسے
مقام پر آئے کہ یہان سے بچنا دشوار ہے رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہے ہمین کون قتل
کرسکتا ہے جو تجھسے ہوسکے وہ قصور نکر شہ باتین کرکے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل
ہونگے سب لوگ آکر جمع ہون اشتہار چسپان کیے جائین حکم کیا لیجا کر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبان
کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہے کہ
کیا تدبیر کرون پھرتا پھراتا سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہے کیا مجال کہ
کوئی اُدھر سے رستہ چل سکے سمک نے کد و کاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گرد قلعے کے
پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سمک بہت گھبرایا
یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اُسی مقام
پہ بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار ایستادہ ہین جلاد جست و خیز کررہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا
کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ ہتھکڑیان کٹی پڑی ہین
حجرہ نقب کا لگا ہوا ہے رستم ندارد اب تو غراب بدحواس ہوکر نقب مین کودا دوسرا حجرہ ایک دوکان مین پایا
وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا اب تو بلوہ ہوا کہ قیدی کو کوئی قیدخانے سے نکال لیگیا
سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اس مجمع سے نکلا گلی گلی
لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ سمک عیار بڑا تیز و طرار ہے اُسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان
بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مخبرانیون سے بلاکر اقرار نامے

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں نکلے گا ہم لوگ گنہگار ہونگے جلد پتہ لگاؤ عزاب کہتا ہی مجھے ایک مقدمہ مین بڑی حیرت ہی کہ اگر عیار ماسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سمک یلدا قی پھرتا پھراتا قریب ایک در باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہی۔ نظم

چشم حق بین سے جو اس بت کا سراپا دیکھا — صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی — اس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئین یاد غزل خوانیان اپنی ای رند — کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار سیماب جاہ غبغب جبین صد یوسف دل زیخا کی کہ جسکا نکلنا دشوار پہلو مین رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہو ایک گائن نہایت خوش و شنگ مچل مچل کے گا رہی ہو سمک خوش ہوگیا جی مین کہتا ہو آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہین کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اترا اور پہلو مین اس نازنین کے خیل ستارہ پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ علم موسیقی مین دخل رکھتی ہی تال سم پر تعریفین کر رہی ہی اتفاقاً گائن بولا کر اٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن مین آئی سمک نے اسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل مین آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علامۂ عنبرین مو نام رستم کے پہلو مین بیٹھی ہی اور صنوبر سہی قد وزیر زادی پر سمان سمک مائل ہوے اسی کی جانب گانے مین متوجہ ہین کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہو یہ کیا حرکات ہین کہا بی بی بتانے مین ضرورت پڑتی ہی معاف فرمایئے کنیز حضور کی ہون قدمبوسی چاہتی ہون امیدوار ہون کہ قدمبوسی کرون صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہوگیا کیسی باتین کرتی ہو سمک نے زبان عربی مین رستم کو آگاہ کیا مین ہون آپکا غلام سمک یلداقی اجو رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر سہی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہی تم پر دلدادہ و دل فریفتہ ہی اسکی خاطر کر دیہ فرزند خواجہ عمرو ہی صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہین اب تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت مین لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے
ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر بھیجتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہو کہ مجھکو طرہ پیغمبری ملتا
باغ مین تو ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہو گانیکی گا رہی ہو صنوبر ستم سے سفارش کراکے دو چار
اشعار سمک سے گوالیتی ہو کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی
حیران ہوا کہ آج ملکہ کے نہان کیا خوشی ہو بڑے دور وشور سے گانا ہو رہا ہو اسوقت سمک
گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہو آواز مین بڑا سوز وگداز ہو کمند
کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علاّمہ مین اور سمک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا
دلمین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری ہمنے دوکان خالی
سے نقب لگائی کنیٔ جشنین کہتی ہین کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم
ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا در دولت پر بادشاہ کی آیا
محلدار سے کہا شاہ کو جاکر جگا دے کہنا غلام آیا ہو رستم کا پتہ لگالایا جلد آئیے ایسا نہو کہ وہان کچھ
انقلاب ہوجاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہوکر
آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین اُنھون نے
آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا
بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہر یار
اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزما ڑی بھڑی ہوئی آپ یکہ و
تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی نے
حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہو ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے بڑھکر
اُسی پر زین ڈالا کسکر اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین عاجزانہ
مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز واے رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ
سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد
غراب کے ماہتاب خارا شکن گینڈے پہ سوار جبا افسر ساٹھ کہتا ہو مین جاتے ہی سر رستم کا
کاٹ لونگا اور اس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہوا اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

کہ

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہا ہوگا سر بازار اسکو قتل کرونگا
رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہی ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا ای رستم
آؤ مین تمھاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال محو دیدار
ہوا دل سے کہتا ہی اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک ادھڑ سپر کی کافی ہی رستم نیزہ پکڑ کے سامنے
آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا
اتو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا چاہتا ہی بمشکل سنبھالتا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر
رستم نے نیزہ اُس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے
سپر کو گردش دی ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی
اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرتے دوڑتے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہی پھر پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا
ایک مقام پر رستم ریل کرتے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر یکبارا دونون گھٹنے ماہتاب
کے آشنائے زمین ہوئے یقین ہوا کہ چپنیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے
بلند کیا چاہا زمین پر ماردن کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار ایران امان رستم نے کہا امان بشرط ایمان
ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سماک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا
کرے رستم نے کہا خدا حافظ ہی ماہتاب خوش شاد و مست رستم و سماک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر
رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم
تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل نذرین تھا اُسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھا کے پیش
کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہی رستم نے بے اندیشہ
انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سماک کو دیا سماک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا
ضرورت ہی غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سماک نے
بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سماک کو کچھ نہین نبڑا شربت پیتے ہی رستم نے
سماک سے کہا کہ ای سماک سر گردش کرتا ہی سماک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہی غلام تو سمجھ گیا تھا
مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

اُٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے سمک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے سمک کو
گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوشیار کیا اسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی
تیاری کرو اسی وقت دارین استادہ ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سنکر گھبرائین کنیزون
نے کہا داری نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھایا بلک بلک کے دعائین مانگنے لگین کنیزین آمین
کہہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلون کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر مین خم ہر نخل بیدم بلبلین باہم
نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی
کرو ایسا نہو کوئی افتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہ سکے اس شوخ دیدہ نے جی ہو گلایا
انکا خاتمہ کر لون تو باغ بے جاؤن اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اُسکو بھی قتل کرون
تب دل خوش ہوگا کہ اس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ
بے نصیب ہی جلادون نے رستم کو کھینچکر قریب دار کے لاکر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سمک دار پہ
لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہی تیر مارون کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد ازدامن
رخت کوہ اورنگ ٭ گردے برخاست طوطیا رنگ ٭ سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش مع بارہ ہزار
جوانون کے گھوڑا اڑاتا ہوا صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سپاہ اُنکو مار لو بیلدار ہمراہیان
نقابدار نے نیزون سے کیا دوبارہ تلوارین کھینچین کنیزون نے جھپٹکر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پر آئین
دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہی یہان رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار مجھے رہا کرنے
آتا ہی غیرت سے پسینے پسینے ہوگئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے زمین پر آتے ہی
ایک سوار کو مارا اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچکے لڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے
حقہ ہائے آتشبازی داغے تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بھڑتے قریب
ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا تھا ماہتاب کو مین مارون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب
نے بخوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤن رستم آکے سد راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو
تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر گری
تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگرگاہ تک تلوار پہونچی نقابدار نے بڑی کوشش کرکے قریب علمدار پہونچا علم
کو مع علم قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائین آنے لگین سب افسر

رومال سے ہاتھ باندھکر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ اے شہریار یہ مکار اسی لائق تھا کہ واصل جہنم
ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکر مگر موت اُسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہین
سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
مسلمان ہوے اب رستم نے فرمایا اے سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہی جب آتا ہی بانکپن
دکھاتا ہی ایک دن اسکو پکڑ رکھونگا سمک نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہی آپ لوگون کی ملاقات
کو آتا ہی کیا ضرور ہی کہ دوستکو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگون سے دعوی کریگا سوال و
جواب کا آپکو اختیار ہی رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا اے وزیر اعظم ترنج
خوشبوئی نسبت علامہ عنبرین مو کا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیرون نے بتعجیل
ترنج خوشبوئی لاکر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ علامہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا
رستم دربار مین انتظام کرکے باغ مین آئے فرمایا لو ملکہ عالم نسبت کو تو ہمنے پختہ کر دیا انشاء اللہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہی قلعہ فاروقیہ پر جانے کو پہونچائین ملکہ
نے کہا اے شہریار فراق حضور مین کنیز کی کیونکر بسر ہوگی راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم
ہفت پیکر کی کدوکاوش کرتے ہوے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر
رستم نے ملکہ کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر خونخوار جنگ آزما
کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر
اپنے بیٹھا ہی عیوق دربار مین آنے لگا گولے کے درد سے اُسنے مہلت پائی کہ اب دربار مین روز
آتا ہی باپ سے کہتا ہی کہ کیا عرض کرون گولا کھاتا تجھپر ایسا شاق ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو
رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہی اے فرزند مین نے جو خیال کرکے دیکھا کسی فن مین رستم کو کم
نہ پایا بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہی کہ وہ تجھپر غالب آتا عیوق کہتا ہی اے باپ
ہر چند کہ رستم پہلوان بیمثل ہی لیکن زور مین ہی غالب آتا اب بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جاکر قلعہ مہرو ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا
پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہین آپ سے مقابلے کا قصد ہی فاروق
نے کہا اے نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور میرور کے

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش ہی شیر تھا عجب رنگ سے مبرور ہار گیا گیندے
اُسکو اُٹھالیا گیندے کو چرخ دیگر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باپ بڑی خرم کی
بات ہو اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا
بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین
بلکہ ہمارے زیر کردہ بخوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چارسو پہلوان نامی
اور تمام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ
فوج اور چارسو پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہو کل آگے جاؤنگا
حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست
ہوگئین کٹورہ کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہو لاف و گزاف
کر رہا ہو کہتا ہو اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ استادان فن لے سکتے نہین کیا
سوائے میرے اور کوئی اُسکا توڑ نہین جانتا چار پہر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا
ٹہل رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک یلدا قی ہمراہ پشت پر بچیس ہزار
سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس گرد سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے
پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا
اسکے سبب سے ممالک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم
اُترپڑا اُنکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی سیزوار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ افسران
ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا
اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہو آپس مین کہو دکھاوش
سنجا جیسے بروقت جنگ ہوگی بروقت اصلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیگیا
کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون سے
کہا صاحبو تمنے سُنا تو لشکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ
پچیس ہزار جوان ساتھ رہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی یہ خبر سُنکر ملکہ نے بیتابی مین
شگوفہ نامے کنیز کے قدمون پر سر رکھ دیا اُسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری مالک ہین

ہو ارشاد فرمایئے بجالاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر ہمنے منہ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو جلایا ہم کسی بات سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو دمبدم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی نہ ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح کر کے برائے ملاقات رستم چلا ہو شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم برائے استقبال کھڑے ہین عیوق نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا اے رستم عجب معاملہ ہے مجھے اسقدر تمسے محبت ہے کہ جی چاہتا ہے دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ پکڑ لیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا اُسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رستم نے کہا اے عیوق ایک مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا مین کیا عرض کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے عدو نہ کرتا اب مجھے افسوس ہے کہ ایسا نہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہرچند کہ بوقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہے اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و پا پر حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجکو قلق ہوگا رستم نے کہا آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اُٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہے اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہے مگر بعد غالب اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپکی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجکو خیال رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر شمنا ماتحت کا ہیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپکے دل مین رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہے عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے باتون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہو دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا اے برادر چار پہر ہمارے تمھارے کشتی ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے جابجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہوکر اُٹھا

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا ضدی ہی مقابلہ کرنے پر رضی نہین ہوتا مین مجبور
ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسیوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا سمک نے خبر رستم
کو پہونچائی رستم نے حکم دیا ای سمک ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون
مین طبل جنگی بجنے کی تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہی کہتا ہی یارو اگرچہ چار پہر مقابلہ
ہوا مین اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے مگر کیا کرون کہ وہ ظالم نہین مانتا اگر وہ میری
اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر
مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہاے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک
کے مالک ہوجاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کر رہا ہی
کہ رستم کل فنون مین طاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی
مگر وہ نہین چاہتا رستم زبردستی اُس سے اُلجھے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد
تھا طلاے پر خود آیا اُدھر اتفاق سے رستم بھی طلاے پر آئے دو پہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار
مین اِنکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی سیر طلایہ کون ہی رستم نے جواب دیا تمھارے
سر کوب عیوق ہنس پڑا کہا ای رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے حال
کھلجائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر رنجیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل
ملک الموت سے سامنا ہی آجتک جو مین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب بیکار
معلوم ہوتا ہی رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جاکر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور راشہب فلک پر
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ ای خداوند
حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سمک حاضر ہوا صندوق سلاح جنگ
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغۂ ہفت جوہر کمر سے
لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جمکر آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد
اُڑتی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار سو پہلوان نخل سپہ داران
و کمیدان ساتھ ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی
مین ایسا دباؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دون

اور کشتی مین جتنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا
میدان مین آکر آواز دی کہ اے رستم پیل تن میرے مقابلے مین آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے پر
عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا اے رستم یہ آخر کیا
کلام ہی کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا اے عیوق اب تو میدان مین آگئے اب
نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہی تم بھی بدنام ہو گے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین آکر
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون عیوق
نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا اے رستم کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہی رستم نے کہا اے
عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہی وہی مالک و مختار ہی اب کشتی کا مقابلہ ہو
عیوق گینڈے سے کود ا رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین عیوق سمجھکر ٹال جاتا ہی کہتا ہی اے رستم تم اپنا اپنا ناک ین مجھے دکھاتے
ہو یہ پیچ جو تمنے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کر سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکر لے دوڑے
دس بارہ قدم پر آکر ایک مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بزمین ہوے رستم پکڑکر عیوق کو
زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گھستہ دون کہ تین لاکھ سوار
و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہی اور رستم گھستہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے دوڑ پڑے
ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا جا پڑین
کہ صحرا سے گرد اڑی جھناکے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شریر مردم در
چارسو دیوانون کو ساتھ لیے ہوے آیا اپنے آقا پر جو بلوا سے عام دیکھا وہین سے چوب دستین
سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال
کرونگا یہ کہکے چارسو دیوانے چوبدستین پکڑکر لشکر عیوق پر آ پڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے
نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شریر مردم در نے جسکو دو چوب
ماری خون کا تھالا ہوکر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا لنکا کر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زیر

کر چلے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست
چرخ دیکر ماردی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا
عیوق نے چاہا لپٹ پڑون شیر مردم در سے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک
چنگل مارا کہ زرہ نوچ لیگیا منھ پھیلا کر جو چلا عیوق چیخ مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ
مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کسی کو اسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا
کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں چباتا ہوا لڑ رہا ہی آخر عیوق نے اسی مین بہتری دیکھی کہ طبل امان
بجوا دون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز
سنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی سے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ
چوبدست پکڑ کے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بناتا ہی دشمن تو نقارے بجائین اور ہم
ڈر جائین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست
چھوڑ دی چاہا ایک چنگل ماروں رستم نے لپٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چمکتی ہوئی گلے
پر دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اسکو
چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا اب تو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو
بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے
ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے
عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب
دیوانے کو رفیق کرے جسطرح انکو چوبدست ماردی اور انھون نے چوبدست روک لی اٹھا کر دے مارا
یہ مجھسے کب ہو سکتا ہی اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے مین
ڈالے ہوے سامنے رستم کے آیا کہا ای شہریار یہ تو فرمائیے اس دیوانے سے کیونکر جان بچی ہے
رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہی کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہی کبھی راہ مین فساد برپا
کرتا ہی اسکی سزا یہ ہی کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چمکتی ہوئی جہان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہی ہاتھ باندھنے
لگتا ہی عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہی کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہی آٹھ پہر ایک حریف
پہلو مین ہی فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحراے افروقیہ مین چھوڑ آئے تھے کہ یہ اپنے ملک مین

جا

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اتریے غلام آپکی
دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا او معشوقہ بھی آپ کی دلواؤنگا اور باپ سے
اصلاح کرا دونگا اگر آنکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ
استادہ کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی حرکتین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی
پرچھائین دیکھکر اُسپر چوبدستین مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت پرچھائین سے پیدا
ہوتی ہی تو اپنے کو چڑاتا ہی ہر مرتبہ بچاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس
حریف سے بہت تنگ ہون یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی چوبدستین
مین نے لگائین مگر نا خبر ہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑکر سایے مین لائے فرمایا ای برادر اب
وہ حریف کہان ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ
مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منھ سے نہین بولتا کرنائی دیہات کا سامنے آیا اُسنے
جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی
چیخین مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہی ایک چوبدست نائی کو مار دی کہا اسنے
میرے بھائی کو قید کرکے لایا ہی اور چیخین مار مار کر روئے جاتا ہی رستم نے اُٹھکر آئینہ اسکے ہاتھ سے چھینا
اُلٹ کر آئینہ دکھایا اب جو قہقہہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمھارا قید سے چھوٹ گیا تمھارا بھائی
تمھارے گھر گیا دم بدم دیوانہ خوشی کرتا ہی کہے جاتا ہی آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جاکے
باپ سے ملا ہوگا کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہین عیوق کے اس دیوانے
کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والون سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھائیگا
اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانے آئین رنڈیان جو عمدہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے
آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہی ای آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دو طمانچے مارے
دیوانہ رونے لگا کہا آقا تونے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پر مارتا ہی بدلا لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن
پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلا لو گردن پر ہاتھ جو رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ
جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اُٹھا لیا رنڈی مجرا کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اُٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو
گود مین اُٹھا لیا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی ہار پھول رنڈی کے نوچا اپنے سر پر باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اُٹھتے ہین دیوانے کو بٹھاتے ہین دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہی عیوق نے کہا ای
آقاے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہو سکیگا سامنے باغ ہی وہان اُٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ
وہان بھی آئیگا جہان مین جاؤنگا وہان ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ مین
بھیجا رستم کو اُٹھا کر لیچلا دیوانہ سدراہ ہوا کہا آقا کہان جاتے ہو مجھے ساتھ لیجیے چلو رستم نے
کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا مین تو کوئی حرکت نہین کرتا نزک جسطرح ناچتی ہی مین اگر ناچا تو
کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو
دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہی آقا اپنے کو اس سے
بچائیے روبرو کہتا ہی مین سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھیگا مین کسی وقت اس سے غافل نہین
ہوتا جسوقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دو دو جام
واسطے خمارشکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو
جاتا ہون اور آپکی معشوقہ کو لاتا ہون رستم نے کہا بھی کہدی برادر اب تم مسلمان ہو لیا ہو
باپ تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانتے ہوے ہین کوئی میرے منھ
نہ چڑھیگا یا تو بے اصلاح چلا آئیگا یا جواب جنگ دیگا تو میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا
رستم نے چاہا کچھ رفیقون کو ساتھ کرین عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دین غلام کو تنہا جانے
دین اگر باپ نے مانا تو بہتر ہی یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہان
باپ نے بیٹے کی سب خبرین سُنی ہین بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا
جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہی فاروق نے کہا دیکھو
اسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا
کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سردارون نے راہ مین آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
ملتا ملا جب بارگاہ مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور
باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا ای باپ تو سمجھا کہ مین کیونکر آیا فاروق نے کہا ای فرزند مین سمجھ گیا کہ
تو رستم کو دم دیکر آیا ہی اب کیا مجال ہی کہ تجھپر کوئی نگاہ ڈالے مین سمجھ لونگا عیوق نے کہا ای باپ

قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار عوبین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اُسکا تابعدار ہون
آیا ہون کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیچلون رستم سے صفائی کرا دیجیے فاروق نے کہا او بیحیا تو
بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین اپنے کو خدمت رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو
مانگتے ہین مین اُسے قتل کر ڈالونگا مگر دونگا عیوق نے کہا ای باپ سمجھکر کلام کیجیے مین آپ کو گردن
پکڑکے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کرا دونگا وہ بھی تو برائے رستم دیوانی ہو رہی ہی پھر آپکو کیا عذر ہے
فاروق نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ
پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوارین
مار رہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہی ای باپ اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہی کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گدھے کا ہل پھروا دیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک
شیر مردم در دیوانہ اُسکا رفیق ہی کیا مجال کہ جو کوئی پھر دو پہر اُسکو صحبت مین جا پڑے سکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر بات مین کون سنتا ہی دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چور چور
ہوکے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جا کر شفاخانے مین رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھیگا تو کیا نقصان ہی بچہ پایا کا موت
بلاکر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفاخانے مین لیگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہناوین علاج
ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سُنکر رستم اپنے
مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزارون لشکر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھین مین جا کے
فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رقیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ ہمسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کرکے بھیجیے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریا سے خون بہا دونگا یہ نامہ اس مضمون مذکورہ
کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعویٰ کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچہزار سوار ساتھ لیے بہ رسم ایلچی گری چلا لشکر مین فاروق کے

آیا بدعتین کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بازا کا دیکھا اُسے یہ کہکے گروادیا کہ ہم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جائینگے اگر خیمہ راہ مین ملا اُسکی طنابین کٹوا دین صدہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلم کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا جسطور سے آتا ہی آنے دو شاہون مین مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین ہوتا صاحب ایلچی ہے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائین سحاب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار برائے استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی بجا کیا حرج ہی سحاب کو دنگل میٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا ہی فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہی اگر و الفاظ پر غصہ آئے تو مجھپر غصہ کیجیے پرچہ کاغذ پہ غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا ہی پہلوان عیوق نے ایسے کلمات ناشایستہ میرے سامنے کیے کہ مجھکو غصہ آیا تب اسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا مین رستم سے مقابلہ کرونگا جواب نامے کا جنگ دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منہ سے نکلا کہ ہی فاروق جوان بیٹا تمھارا کل فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جرأت رستم دیکھکر حیران ہو گیا ایک رفیق اُنکا شہرہ مردم در اگر پہر بھر آپکے پاس رہے تو ادب دستبھال سیکھے اسی کے حرکات دیکھکر آپکے صاحبزادے عاشق رستم ہوے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوے ای فاروق تمنے اچھا نہ کیا مرید ذلیل ہوگے صاحبزادے نے تمھارے اپنے کو بہ حکمت بچایا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہی کہ جسکا آج مثل و نظیر نہین فاروق نے کہا ای سحاب تو دیوانہ ہوا ہی فرزند میرے کی حقیقت ہی اب بھی اسکو دو پاکڑین لڑا سکتا ہون سحاب نے کہا وہ نوجوان ہین آپکا سین زیادہ ہی مقابلہ مین آپکو مشکل پڑیگی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہی فاروق نے کہا مین کد و کوشش کرونگا آیندہ جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے مین رستم کے قزوکش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے جوشنا کہ عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلۂ رستم مین گیا کنیزون سے کہا ہو سکتا ہی کہ عیوق کو پکڑ کر میرے باغ مین اُسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہو گا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اُسی طرح

نقب زنی کرتے ہیں قید خانے میں پہنچنے کو پہونچائینگے بارہ کنیزیں اس کام پر مقرر کیں جناب جشیدون نے
کنیزوں نے کہ نقب زنی میں تیز دست تھیں ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک ابھی رہی
لشکر میں آیا ہی رستم نے حکم دیا ہی کہ جس طرح بنے عیوق کو پکڑ کے لاؤ سمک آیا ہی قید خانے کے سامنے
پھر رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ عیوق قید خانے میں قید ہوا اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن بھی آ
عیاروں کو لیے در زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہی دیکھ رہا ہی کہ قیدی میں آکر
وہ کنیزیں نقب کھود کر قید خانے میں پہونچیں ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا نہنگ
نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہی نہنگ دیکھ رہا
جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کرکے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسنے کہا
کہ عیار آتے ہیں ایک جلتی جست وچالاک جست کرکے نکلی جھپٹ کر تیغچہ عیوق پر مارا کہا ای
جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے بافرۂ زور میخ آکر قید کو
توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو تیغچہ ماروں عیوق نے ہاتھ
بڑھا دیا ہتھکڑی پر تیغچہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماردی نہنگ کا سر پھٹا نہنگ تو چرخ کھا کر گرا
دوسرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہائے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہائے کمند توڑ کے کھینچی عیار
نیچے کھینچکر عیوق پر آپڑے کنیزیں تو اسی طرح نقب میں کود کر بھاگیں سب عیاروں نے عیوق
پر بلوہ کیا عیوق عیاروں کو کب مانتا ہی جسکو طمانچہ ماردیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات ماردی کسیکا تیغچہ
چھین لیا اسی تیغچے سے اسکو قتل کیا عیاروں نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرسنہ
نہ رکیگا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے میں مار کر ڈالدیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہیں چند عیار
بھاگے کہ جاکر فاروق کو خبر کریں سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور
جو راہ میں ملا اسکو مارتا ہوا جاتا ہی عیاروں نے جاکر فاروق کو خبر دی کہ ای شہریار بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کرکے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہونچا تھا
کہ علم ہائے سرخ وسفید نمایاں ہوے گیہان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار
جوانوں سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیے

لڑنے لگا دوسری گرد اڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسروں کی آمد شروع ہوگئی کوئی افسر دس ہزار سے آکر کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجیں لیکر پہونچے عیوق کھڑا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہوکر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں ہوئی ایسا آقا قدر شناس فلک اساس اسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

شود حضرت وحدت در دوئی مسدود
بچار سوے جہان باب اتحاد کشود

جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود
کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود

چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود
چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود

زہر مکاشفہ مکشوف گشت اسرارش
زہر مشاہدہ مشہود رازہاے شہود

بجز من تابع فرمان و بندہ عیانی
غلام زار مسلمان مطیع حکم جہود

مطیع حکم خدا ندر عرب مسلمان انا
ترا کنند عبادت بلک ہند ہنود

خداست آنکہ نماید بطور شعلہ نار
خداست آنکہ کند سرد آتش نمرود

بشکل موم شود نرم آہن از اعجاز
بحکم حضرت داوار در کف داؤد

نکرد عذر بجانان سپرد جان عزیز
رسید بر سر انسان چو وعدہ موعود

نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی
نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود

زانقلاب جہان غم مخور تو ای ہمدی
کہ دارد ت بہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہی تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑ کے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عورتین تھین کہ انھون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہما لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا رستم سوار ہوے سمک نے جاکر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ قل فوج کا افسر ہی کہا ای میخوار جلد اٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوئے ہین مین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا یہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی
فاروق گینڈے پر سوار کل فوج لشت پر چارسو افسر گھیرے ہوئے رستم نعرہ کرتے آگے سے
آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے
فوج کو درہم و برہم کرتے ہوئے افسرون کو مارتے ہوئے آتے ہین ہرچند کہ عیوق زخمی بھی
تھا مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق
میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو لیا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا
خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو
زندہ نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب
نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چار طرف
سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی
پکڑکے بقہر و غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھایا ہاتھ پر تولا طرف
آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوا قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوئے
پکارکر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ
اسوقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ
حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی
اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا
کہ چار جانب سے عیوق کو گھیر لو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ جہلا کہ فوج
کا بلوہ چارسو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے
دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے تراشے اڑ رہے ہین
اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر لپٹ
کے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا
پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب
نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سماک لشکر مین خبر کرو ہماری شمع جمال کا پروانہ

یعنی شیر پر مردم در دیوانے کو خبر کرو سمک نے کہا آقاے نامدار ایسی صفین بندھی ہوئی
ہین کہ نکلنا دشوار پڑا سو جسے غلام مجبور و ناچار ہو رستم نے کہا مین اپنے کو قریب عیوق
پہونچاتا ہون یہ کہکے پامال کرتے ہوے بڑھ گئے افسر مقابلہ مین آئے مگر دست رستم سے واصل
جہنم ہوے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہے اپنی جرأت پر بھی ناز رکھتا ہے
گینڈا اٹھا کر طرف رستم کے چلا و پکار کر آواز دی ای رستم مین تجھسے مقابلے کا بہت مشتاق ہون
رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوے قریب گیہان پہونچے
گیہان برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوتھے حربے پر باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے دور کیا قاش زین سے
گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پر مارون گیہان پکار اٹھا ای شہریار الامان رستم نے جواب دیا
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان
کو پھر گینڈے پر بٹھادیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا چاہتا
ہے فاروق پر للکار کے جا پڑون کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان ہین مین غلام
جدید ستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آپڑا خبردار کہکے ہاتھ
مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی بڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
لقمان قتل ہوا بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا دوہین سے للکارا کہ ای فاروق آپ
ہاتھ نہ مارنا اسکا داہنا شانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار کہکے ہاتھ مارا لقمان
کا بھی سپر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا اسکا یہ
حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کر دونگا فوج نے گیہان پر دھاوہ کیا کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے کہ شیر پر مردم در چار سو دیوانے ہمراہ چوبدار جھنڈیان ہلاتے ہوے آکے فوج پر
فاروق کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منہ پر نہین چڑھتا
جو قریب دیوانے کے آیا اسنے چوبدست ماری مع گینڈے کے قلاقون کا بنا دیا چار سو دیوانے
غل مچاتے پھرتے ہین جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفین توڑین رستم نے
جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانون کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانون نے آکر گیہان کو گھیر لیا جو بدستین مارے مین
گیہان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان
کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو
دیکھا کہ دیوانون نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح
کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچگیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون پلٹ چلون
سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانون کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوانون کی عجب رنگ کی لڑائی ہو
سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوائیے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی
رستم نے دیوانون کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر
پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح
کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوائیے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر
چوب پڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا بجوا کر لقمان کو شفاخانے
مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق
نے سنین نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ
عیوق کو چرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت مین رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان
مین میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا
غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چرائے لاتا ہو یہ کہکے کہنگ باہنا سے عیاری سے آراستہ
ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف لیلائے شب کمر تک
گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جلکے جھرہ بارگاہ عیوق مین نوڑا دیکھا
عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہو چار خادم چپی پرہین کہنگ نے پروانے
بیہوشی کے پھینکے شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہو سے
جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقہ ہائے
کمند سے ہاتھ پاؤن باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا
اب کہنگ نے میدان پکڑا اسک بلداقی بازار مین طلایہ دے رہا تھا شاگردون سے کہا

کہ جاکر خبر لون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہی اپنے شاگردون
کو طلاے پر چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے جا دیکھا
بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو
بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے
تیغ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نے پیچھے سے
للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منم جہتر سماک یلدائی کہنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا
گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑ گئین سماک قریب پہونچا چاہا تیغ مارون کہنگ نے
زفیل بجائی چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے
نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کر کے حلقہ ہاے کمند سے
نکلا مگر چالیس پیک بچے تیغے مار رہے ہین ہرچند سماک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس کس سے بچے کئی
زخم کھائے سرہنگ تیز پا خلیفۂ کہنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جان
سماک کر متوجہ کرو عیارون نے تیغے مارے سماک روک رہا ہی خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے
حلقے کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے ازدوے باد سے کے
سماک کو گرفتار کیا کہنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی
رستمی کو رونق ہی اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق و سماک کو لیے ہوے
عیار ساتھ ہین طرف فاروق کے جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ کہنگ نے دیکھا صحرا سے
آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار باہناے عیاری سے آراستہ پشت پر چالیس پیک بچے
دور سے جو کہنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہی لاشے اس مقام پر پڑے تھے سماک نے
دس بارہ پیک بچے مار کر ڈالدیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا
لینا لینا کہکے بڑھا یہ دہ کو بچین نے گھیر لیا کہنگ چاہتا ہی مین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ
تاے جو شستارہ سماک کا باندھے تھا گھبرا کے افسر جا پڑے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک۔ عیاری
من آنم جست و چالاک ✦ بچشم دشمن اندازم کف خاک ✦ نہ یابد باد گرد تیز گامم ✦ خلیفہ ادہم
چالاک نامم ✦ انکو صاحبقران نے برلے خبر رستم بھیجا تھا اُسوقت پر آکے پہونچے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا
ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیمچے کے نیچے پر روکا سرکو
جا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سماک کو چالاک نے
رہا کیا حباب دافع دارو بیہوشی مار دیا سماک ہوشیار ہوا اُٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا
پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا میں برائے خبر رستم آتا ہوں اسوقت آکے
پہونچا شکر ہی کہ تمکو رہا کیا سماک بھی نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا اب چالاک طرف کمنگ کے چلا کمنگ
نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کمنگ سے نیمچہ چلنے لگا سماک نے بڑھکر کئی پیک پہلون کو مارا
شاگردان چالاک نے شاگردان کمنگ کو مار لیا کمنگ اکیلا لڑ رہا ہی چالاک نے کہا اے
بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے یہ سنتے ہی
کمنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے جم جم کر لڑنے لگا چالاک بھی کمنگ
سے لڑ رہا ہی اور عیاروں نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہر چند شاگردان نے
کہا کہ اُستاد اسکو جھٹ پٹ مارو لیکن چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہیں کہ چالاک
اور کمنگ میں نیمچہ چل رہا ہی کبھی آپس میں خنجر کھینچے کبھی نیمچے کھینچے چالاک نے ایک مقام پہ
حلقہ ہائے کمند مارے کمنگ نے جست کی حلقہ ہائے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر
حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہائے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کمنگ سمجھا
کہ میری پشت پر کوئی آگیا کمنگ پلٹا پلٹتے ہی کمنگ کے چالاک نے نیمچہ مار دیا کمنگ زخمی
ہوا زخمی ہو کر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہاں جاتا ہی زخمی ہوا تو بھاگا
کمنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کمنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا
عیوق نے پوچھا سماک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سماک و چالاک مع شاگردان چلے
چاہتے ہیں کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہونچائیں کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی علمہائے سرخ و
سفید نمایاں ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پر بارہ ہزار جوان
تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوئے
عیوق نے جو اس جوان کو آتے دیکھا سماک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہی جاروق کمندگیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان
چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملین انکو
روکو ہم جا بجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار
ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگے پھرتے
ہین ملک خالی کرا لیے ہین آپ اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا
جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو شادیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق ایسا بادشاہ
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سردم کوفتہ قلب لشکر
مین بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو
لیچلونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھکر بدحواس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو
آتا ہی آخر ناچار ہو کر امان مانگتا ہی عیارون کے بھروسے پر پھولا ہی سامنے دیکھ تو کہنگ کالاشہ
پڑا ہی مجھکو گرفتار کرکے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب خدمت
مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گو ہی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے
مقابلہ پڑا انکی بھی جرائت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ مجھے سوتے مین عیار چرا لایا تھا سلاح پاس
نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جلا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا دون اور
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس
لیچلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو چمکاتا ہوا سامنے
جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان رستم جو
سوکے اُٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ متعجب بیٹھا ہی
کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ
جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آ ملا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوے عیوق
و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون
زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہی رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ
چلونگا ایسا ہنو عیوق پر کچہ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شریر مردم در کو مع چار سَو
دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ
عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہورہی ہین جاروق کہتا ہی ای فرزند اب مین تلوار
کھینچتا ہون عیوق کہتا ہی بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھا نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانون
کے آواز آئی عیوق نے کہا ای جاروق آقا میرا آتا ہی دیوانے شریر مردم در کو اپنا رفیق کیا ہی
کہ دیکھا گردش ہوئی دیوانہ شریر مردم در سامنے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ ای عیوق
تم ٹھہر جاؤ اس خُرد مُنڈے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانہ دلیگا
رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہی جست کرکے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست
کو جنبش دیا وہ سناتا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ بیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ ای دیوانے
ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو زیر کیا شریر مردم در نے دیکھکر آواز دی کہ
ای جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہی آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکات
ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے پیوند زمین ہو یہ باتین
آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار
چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر
مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہی کہ یا خداوند
ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے
جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا
کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہی جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون
اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے
کو بٹھایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست
پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہی کہ رستم نے
دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
سر اُٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے سے
کودا کہا ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقۂ غلامی
حضور کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا
فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہین خداوند ہی
بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا ای شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت
کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلےگا
فاروق نے کہا ای جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے
تو اسکو بڑا بہادر سمجھتا ہو میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا ای برادر مین تو اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیچلون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی
دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کودے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پہر بھر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا ای شہریار جاروق کو فاروق
نے زیر کرلیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کررہا ہو اگر حکم ہو
جاکر مقابلہ کرون رستم نے کہا ای عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کرلاؤ یہ سنکر عیوق
گینڈا اُچھالکر سامنے فاروق کے آیا کہا ای باپ تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت
نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح
اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے
کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار ہین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری
اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجواکر میدان میں آئیے میں آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیاروں کے بھروسے پر کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہی سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھادیا کہ ای فاروق اگر جاروق اطاعت تمھاری نہ کرے تو اُسپر بدعت نہ کرنا ورنہ میں تمھاری بارگاہ میں ہونگا دریاے خون بہادونگا فاروق نے کہا میں اُس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپسے فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا میں نے کوشش بھی کی وہ نہیں مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائیں میں ابھی اس سے فیصلہ کرتا ہوں رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر میں آکر اُترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ بھیجا جاروق کو قید خانے میں بھیجدیا یہ خبر کنیزوں نے ملکہ مسغر ورشیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت میں رستم کی بیقرار تھیں کنیزوں سے کہا تجسے ہوسکتا ہی کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزوں نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہی شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ سریع گرو قید خانے پر نگہبان ہی ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی ہوگی میں آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال میں رہتی ہوں آہ عجب حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی کیا کہوں کہ جو گذرتی ہو۔ نظم

نالے شرر فشاں رہے تاب و توان تلک
اور ابتو آہ بھی نہیں آتی زبان تلک

پرواز ابھی آگے تو تھی لامکان تلک
دشوار اُڑکے جانا ہی اب آشیان تلک

قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہوں میں جو نہ پہونچا بیان تلک

وہ سوختہ ہوں میں کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک

اک رشک گل کی دوری میں ہم ہیں قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک

اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
پڑ پڑگئے ہیں آبلے دل سے زبان تلک

روشن چراغ داغ بھی ہیں سوز غم سے کیا
جلتے ہیں مثل شمع مرے استخوان تلک

اُس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سُراغ
ہو گا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا
اعضا تمام اشک ہو چشموں سے بہ گئے
گرمی سے بھی زیادہ زمستان میں لو چلی
اک دن نہ پائی اُسمین بو کوے یار کی
قمری ترے گلے میں پڑے طوق دوسرا
ہمراہی اپنے تیز روی کر کے بڑھ گئے
افسوس رنّاد نام سے وہ آشنا نہیں

سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اُس بحر حسن کے لیے رویا میں یان تلک
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
اُڑ کر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہم گردسان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
اُلفت میں جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزیں آمادہ ہو گئیں عرض کی خواہ ہم لوگوں کی جانیں جائیں خواہ رہیں مگر حضور کے ساتھ ہیں چارسو کنیزیں جب اسطرح سے آمادہ ہوئیں تو شب کو ملکہ نے نقاب سُرخ چہرے پر ڈالی چارسو کنیزوں کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلیں سریع گرد چارسو جوانوں سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسو نقابداروں سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار کلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیوخصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والوں نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہے نقابدار برس رہا ہے اتنے ہیں چارے کر سروشانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود میں اُٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزوں سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزوں نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا ہے دل میں حیران ہے کہ یہ نقابدار کون ہے جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ مرکب سے کود یں جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہوگیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہوا باغ باغ ہوگیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ میں آیا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم زنی قسمت تہ کرو اور قید خانہ میں رہو
ہمیشہ نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کرا لائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا
سریع گرد کو زخمی کرکے جاروق کو رہا کرکے لیگیا اب جو سنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ
سفر و شیرین کلام رات کو باغ سے آئیں اور جاروق کو رہا کرکے لیگئیں اور باغ میں ملکہ کے
جاروق موجود ہے سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو تنگ سدراہ ہونگی اگر میں نے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہو قدرت کے خلاف کدر ہے تو مشکل ہوگی شاید کچھ نقصان کر دیں تو مجھکو
کیسی مشکل ہوگی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے کہ ملکہ سامان جادو ہاں کی حاکم و ناظم ہے اسکو نامہ لکھا
کہ اے سامان جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشا آرزنجاب و گیتی ہو سامان بڑے ساز و سامان سے
برائے مدد فاروق چلی دربار میں فاروق کے آئی بڑی تعظیم فاروق نے سب حال بیان
کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجے تو میدان میں ہمو تمہارا مقابلہ کریگا جیتا ہار رہیگی
اُسکا زور گھٹ جائیگا فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ارستم نے بھی طبل جنگی بجوایا
سماء نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ ہوا ایک نقابدار نگین پوش شب کو آیا جاروق
کو رہا کرکے لیگیا فاروق نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ سفر و شیرین کلام نقابدار بنکے
آئیں اور جاروق کو رہا کرکے لیگئیں اور نہیں معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی مقابلہ ہے
کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہے اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہے کل حضور اس مکار سے سمجھ لیں مقابلہ کرینگے
رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونوں لشکروں میں بج چکے تیاریاں ہو رہی ہیں صبح کو دونوں
لشکر میدان کارزار میں آئے صفیں جمیں سامان جادو ایک طائر بنکر میدان میں ایک نخل تھا
اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان میں نکلا پکار کر آواز دی کہ رستم دیوانے یہ تمکو بڑا گھمنڈ ہے آکے
میرے مقابلے میں کیوں کر بڑے زور سے آتا ہے وہ دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہوگیا کہا آقا جو
میرا نام لیکر پکارتا ہے اسکو مجھکو جانا ضرور ہے یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارے سامان نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے چوبدست چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈال کے دیوانے کو اٹھالیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید بڑی
رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے
نکالا اور کہا اے آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رستم نے ہر چند روکا عیوق
نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر بابِ کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم ہوا کر
حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے
چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹگیا عیوق حیران حیران
دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھالیا رستم حیران ہین
کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق نے پھر
مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھادیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی اے فاروق
رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش
و تیغہ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ
بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا اے رستم جرات
کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کرچکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر تمنے تھکے
ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو حریف
کے سن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا
مین ہمین نکلینگے فاروق سے وعدہ کر کے رستم لشکر کو اپنے پھر لائے فاروق جایگاہ
مین آیا ساماں جادو نے کہا اے فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان
مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا اے ساماں
رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر
اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سُنکر ساماں خاموش ہوگئی کہا کہ اے فاروق اگر کل طلسم
کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین بیان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحرہ ہے وہ آئی ہے وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کر دیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کو قتل کرون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر وصدار جادو و ملک ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر پائی در پُخل کھین آتی ہین لیکن قدم نہین اٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو خجل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہے دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سائے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے روکر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان آب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرین آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اسوقت یہ کیفیت ہے نظم

یار آیا ہو احوال دل زار دکھاؤ
بیٹے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
عاشق ہین بہت ایک تو جنگڑ کوئی مجھسا
بشتے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

شہرت دختر لوح دار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کاروں نے بیان کیا کہ
طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط وکیل نے
صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابوں میں پھنسے چاروں سردار آوارہ ہوئے تھے
بڑی جفائیں اٹھائیں اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا اے فاروق یہ ساحرہ چینا طلسم
ہفت پیکر میں رستم کو سب سامان حاصل ہو چکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کدو کوشش
میکا رہے اب ہماری خبر انکو ہو گئی اب وہ تدبیر کرینگے اگر شہرت نے آکر میدان میں سحر کیا تو میرا
سحر نہ چلیگا مگر طبل بجواؤ اگر میرا جو کا مدعا یا تو رستم کو گرفتار کر دونگی ورنہ اے فاروق تیری محبت میں
اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا یہاں یہ چاروں سردار جب بارگاہ
رستم میں آئے ہوش و حواس درست ہوئے رستم نے ان چاروں کو کھانا کھلوایا شراب و کباب
بخشش کیے بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ہرکاروں نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نفیل اجنی طبل جنگی بجے تیاریاں دونوں لشکروں میں
ہونے لگیں رستم نے آکر آرام فرمایا سماک پہلو کی خدمت میں لشکر کا انتظام کر رہا ہے سامان جادو
رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر میں رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہے اس
نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہاں سے آیا بیٹھنے سے عقاب
کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہے کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر پر نخل آیا
سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہو کے گرا سامان نے نخل سے
اتر کر برق چمکائی کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہے سحر کر کے
سماک کو کنارے ڈالدیا آپ سماک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانوں نے جو
سماک کو آتے دیکھا پوچھا مہتر صاحب اسوقت کہاں آئے سامان نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے
کہ سامان فکر میں آتا ہے آئی ہے میں قریب پلنگ کے جا کر پہرا دوں یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر
کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر رکھا ہے زرہ ہفت جوش جسم پر سامان نے کلاہ و تیغہ
اٹھا لیا منظور ہوا کہ جیسے شہرت نو تو اسکا خیال تھا یا خود بھی بارگاہ میں پڑی سو رہی تھی خواب
پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اٹھا طرف بارگاہ رستم کے اسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او ساماں میں نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا ساماں آواز شہرت
سُنکر بھاگی شہرت نے پیچھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ
و تیغہ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر شاہی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہوتے
ہیں ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کریں میں جاتی ہوں ساماں کو گرفتار کر کے لاتی ہوں رستم
نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی ساماں بھاگی ہوئی جاتی ہے شہرت اُسکے تعاقب میں ہے فاروق
کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے جو ساماں کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیوں خیر تو ہے کہا حضور
میں کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب میں آتی ہے فاروق
نے کہا لاؤ وہ دونوں تحفے مجھکو دے جاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر فاروق
کو دے کہ شہرت آکر پہونچی ساماں پر برق بنکے گری ساماں کے دو ٹکڑے ہوئے فاروق
تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے ساماں کو مار کر کلاہ و تیغہ اُٹھالیا فاروق نے ہمراہیان
ساماں کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارو چار طرف سے جادوگرنیوں نے شہرت پر بلوہ کیا
شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیوں کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بل گری برق چمک رہی
ہے خنجر تلوارین گر رہی ہیں کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے
شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ
ہاتھ میں لیا نعرہ کر کے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دولان ملکر لڑنے لگیں مگر رستم
دونوں کو منع کرتے ہیں کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہے شہرت
نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کریں جاروق کہ باغ میں ملکہ کے موجود ہے کنیزوں نے آکر
خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آفت
مصروف جنگ ہیں غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا
کہ آفتاب و مہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہے آگ آسمان سے برس رہی ہے
فاروق بدحواس جنگ میں مصروف مگر گھبرایا ہوا ایک سے کہتا ہے ساماں نے سامان
جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار میں مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے
ہیں کہ مسلمانوں کو تو آسان ہے دیکھو ساحروں نے مشعلہائے سحر روشن کر لیں فاروق اس

حیرانی مین ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قیدخانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا
عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہو کہتا ہی اگر بھاگتا ہون
تو جرأت مین فرق آتا ہی اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا مین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر
فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سائے مین پہونچا بیقرار ہو کر
آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوئے ہی اور
جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو مجھسے کد ہی یا خداوندان مین اژدہون سے بچائیے اگر
مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کا سحر
کرتا ہوا آتا ہی یہ جو فاروق نے بیقرار ہو کر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا ایک
طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہی سامان
نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آڑے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز
دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہی اس سے اطلاع کر وہ سب کو گرفتار
کردیگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای فاروق کیسن
بیتاب ہوتا ہی اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کردیگی
فاروق یہ صدا سُنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی ای جہانگیر جادو جلد میرے
پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہی پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا
اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی ای فاروق کیا غم
کیون اسقدر بیتاب ہی اسنے پکار کر کہا ای جہانگیر آفتاب فلک سیر و جلال سرکش اور
شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو تیر
تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین
سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہی آفتاب للکار کر فاروق
پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے
تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہی منم جہانگیر جادو بنت کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد
کی میرے پہلو میں کھڑی ہی منع کر رہی ہی کہ فاروق پہ ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ
فاروق کی گردن میں ہاتھ ڈالدوں اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب
غروب ہوا یعنے غائب ہوگیا جہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو آفتاب
غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اسی طرح تلوار
ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بصورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی
ہی جہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا
اُسمیں سے ایک برق جہلال پر گری جہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور
سے دیکھا کہ جہلال و آفتاب قریب درۂ کوہ جاکر غائب ہوے جھپٹ کر قریب آئی اُس ساحرہ
نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی ای دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہی
درۂ کوہ میں تجھکو تیری ساتھ والیاں بلاتی ہیں شہرت ان فقروں کو کب مانتی ہی کوک سے
اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کردوں جب گری زمین پر آکے دیکھا میں نے ایک اژدہے
کے دو ٹکڑے کیے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہی درۂ کوہ سے آواز آرہی ہی ای شہرت کمال سحر
حاصل کر منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اٹھا کے دیکھا ایک تختہ سنگ کلان پڑا ہی اُسمیں سے
ایک ساحرہ سر نکالے ہوے پکار رہی ہی شہرت درۂ کوہ میں گھس گئی جیسے ہی اندر درے
کے آئی کچھ سوجھتا نہیں انتہا کا اندھیرا ہی اُس ساحرہ نے اُف اُف جو کی شعلہ ہاے آتش
چمکے اب شہرت نے دیکھا وہی ساحرہ منہ سے شعلہ ہاے آتش جو چھوڑ رہی ہی اُسی کی
درۂ کوہ میں روشنی ہی جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی تیغ کمر سے کھینچی قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لوں
تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے
جو دیکھا کہ شہرت بھی جاکر غائب ہوئی بیتاب ہوگئی آواز دیتی ہوئی قریب درۂ کوہ کے پہونچی
دیکھا اُسی تختہ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے برقیں لشکر رستم پر گرا رہی ہی کئی ہزار
ساحر و غیر ساحر کٹ کر گرے فاروق کو آواز دی ای فاروق دشمنوں کو مارے مگر ساحرہ کو
ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین پر

مارا چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مارکر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ
ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اسکی اُف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی ای فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے
جو عیوق کو آتے ہوے دیکھا گینڈا اچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا
ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی ای
فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہو بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب
ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب
فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کیہان نے آواز دی ای جاروق کہان جاتا ہی مجھسے مقابلہ
کر یہ کہکے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بازو بچا کر کلائی پر کمند انشا
کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھالون ایک برق چمکی سب کی آنکھین
خیرہ ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سماک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ
اول جارون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اُسکے عیوق و جاروق
بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہی یہ سُنکے رستم کو بہت ناگوار
ہوا گھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا
رستم نے للکارا کہا او نامردان غربا نے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہی فاروق کو تو
اور بھی گھمنڈ ہی للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپ کے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم
کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہونچے
فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی چاہتے ہین کلائی پر
فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہی کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درۂ کوہ سے
ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کرکے آیا کہ فاروق کو تو پشت
پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم بڑی جماتے ہین آسن اکھڑے
جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی کہ مین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھنجھلا کر کوڑا پشت مر
پر مارا مرکب نے طرارہ بھر کر فاروق سے الگ ہوے شیر نے آکر دونون پنجے مارے اس گمان

کہ زرہ وغیرہ ٹوٹ چکی تھی رستم نے دونوں کلائیاں شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا۔ کئی شیر درۂ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیروں کو مار کر رستم گھوڑے سے کودے تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ عجیب شکل عجیب و غریب سر نکالے ہوئے کبھی سر کے بال نوچ کر طرف رستم کے پھینکتی ہے اور کبھی قہقہہ مار کر ہنستی ہے رقیں رستم پر گرتی ہیں مگر سحر تاثیر نہیں کرتا رستم درۂ کوہ میں گھس گئے ہاتھ سر پر ساحرہ کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختۂ سنگ کو کاٹا زیر تختۂ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے میں قفل کلان لگا ہے اندر سے رونے کی آواز آتی ہے کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہے

نظم

ازل سے لکھی ہجران جو لکھی تھی مقدر میں
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر میں

میں کیا جانوں جمیں کہتے ہیں کسکو آشیان کیسا
کھلیں آنکھیں تو میری آنکے صیاد کے گھر میں

بلند و پست سے آگاہ ہوں ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر میں

اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر میں

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
چلی آئی امامت جیطرح آل پیمبر میں

پری دیوانی ہو جاتی ہے تنکے چننے لگتی ہے
وہ سحر سامری ہے یار کی چشم فسونگر میں

بجائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشوں کو
یہ قدرت کیا نہیں واعظ قسیم حوض کوثر میں

خیال اُس ور کے گھر کا جو اپنے گھر میں رہتا ہے
پری استادہ آتی ہے نظر مجھکو ہر اک در میں

شہادت کے لیے کافی ہے خون دامن قاتل
نہیں حاجت گواہوں کی ہمارے خون کے محضر میں

دہان یار میں دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہے لال مچھلی حوض کوثر میں

گلا کچھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہے
زیادہ دے گئی لذت قاتل تیرے خنجر میں

نہیں ہے گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہے گو رہتا ہے چکر میں

میں وہ شوریدہ طالع ہوں جب آیا دور مجھ تک
شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر میں

کھٹکنے بھی نہ پائیں غیر صحبت میں کبھی ایسی
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر میں

رستم نے آواز پہچانی دل میں کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہے رستم نے قفل دروازہ کا توڑا

اندر آکے دیکھا عیوق وجاروق تو اُلٹے لٹکے ہوے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئے ہین
اور آفتاب ذوجلال وشہرت وماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت باک باک کے
رو رہی ہو ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب
آکے ان چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین ان چارون ساحرون نے زبان قابو مین
آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مرکر گرے رستم رہا کرنے مین عیوق وجاروق کے مصروف
ہوے کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ ان چارون کو منھ مین لیلون
رستم نے قریب آکے اُس اژدہے کے گلے مین ہاتھ ڈالا شق کر یا مس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا
عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمون سے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار
خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ
تڑپ کے مرجاتے رستم ان حبشیون کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم
کو جو پیدل آتے دیکھا جھپٹ کر جا پڑا تلوار کے سایے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس
اندھیرے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارکر کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گینڈے سے
کود کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق وجاروق تیغے لیے گرد
کھڑے ہین آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہے کہ اُسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق
سے لڑ رہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہے یہ ریل کرے دوڑتے ہین فاروق جان لڑا
رہا ہے سب لشکر والے ساکت ہوکر تماشاے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکر والے جمے ہوے
تماشہ دیکھ رہے ہین قضاے کار شر یہ مردم در زنجیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا جو بدست
ہلاتا ہوا بیچ مین بچاند پڑا کہا آقا آپ چھوڑدین مین اس مکار سے سمجھ لونگا رستم ہر چند کہتے ہین
اے برادر تم ہٹ جاؤ وہ دیوانہ نہین مانتا چاہتا ہے آقا ہٹ جائین تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم
نے نہ مانا تو ناچار ہوا شمشیر کرکے رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہے فاروق سے کہا اے
فاروق یہ وہی دیوانہ ہے جسکو تم گرفتار کرکے لیگئے تھے اس سے مقابلہ کروگے فاروق نے کہا
مین نے اسکی چوبدست چھین لی تھی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا تھا مین اب بھی لڑنے کو
اس سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوے کہا اے برادر تم کیون روتے ہو سیر لطیف

تمھارا موجود ہی اتنے شریر مردم در رستم کو دعائیں دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شریر مردم در نے لپک کر
چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی
ٹوٹ گئین دوسری چوبدست اُس شریر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھا لا خون کا بنکر بہگیا دیوانہ فاروق کو مار کر اُسکی
فوج پر جا پڑا وہ چوبدستین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
اے طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب درۂ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے بھونڈا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو
تھاما ایک جھٹکا مارا کہ مع نرخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھاکر گرا اور پہاڑ بھی اڑا کے
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم مجھکو
کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا ہاتھی
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکہ تجھکو دوڑ دیا پہلے
اُسنے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد و قامت کی اژدہے پر
سوار اُڑی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آئے ملکہ
مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آج کی جنگ بڑی
سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہے دیکھیے وہ ملعونہ کیا
آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی و ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہے ملکہ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوئے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا
چرچہ ہوا رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاونگا بسے شکار آیا تھا ان جھگڑون
مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و
جاروق انتظام لشکر کرینگے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کنیز سے یہ زبانہ کیونکر گذریگا راتین ہجر کی کیسا ستاینگی خنید
کاہے کو آئیگی رستم نے اشک معزور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو
گذر چکے ہین اب اس صحرا مین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہی مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو
منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مارا جاتا فاروق کا بہت نگ گوارا
ہوا اُسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازے پر باغ کے باہر ہوا محلدار
دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای شہریار دیوانے نے یہ جو سنا ہی کہ آقا پاس تزرک کے گئے تو وہ کہتا ہو
آتا ہو کہ مین بھی تزرک لونگا کئی کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جاکر روکے رستم نے کہا وہ
کسی کے روکے نہ رکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہی ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہی
اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہی اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
جب قریب رستم کے پہونچا تو پکار کر آواز دی کیون آقاے سرخ تو تزرک کو لیکر بیٹھا ہی اور ہم اکیلے
اپنے مقام پر رہین رستم نے دوڑکر ہاتھ تھاما دیوانے نے جنگل مارا کہ زرہ نوچکر پھینکدی رستم دیوانے
سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے
نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا تو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمایئے رستم نے دیوانے
کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین حضور
اسکو نکالدیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہی ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے
ایسا بیخوف رہتا ہو کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہی
ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظم ہوے ملکہ شہرت
نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلین بہ عنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب
تامل بہتر نہین سردارون نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہی کہ طرف صحراے محیط کے جائین اور لوح کو
حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے
لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہی ہفت پیکر خوشی کر رہی
ہی کہتا ہوا ای بلند پرواز کیا کہتا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا
لشکر مین نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہی لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش مبیٹھا ہی کہتا ہی میرے پاس ایسے ایسے
ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً
گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پیما جہانگیر آکے پہونچی
ہفت پیکر نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے جاکر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ
کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کو جب سحر تاثیر نہین کرتا اُس سے مین ناچار ہون اسنے مجھے
اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا کیسی
سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب
طرف صحراے محیط کے جانے کا ارادہ ہی کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارکے
کہا کیون جہانگیر نور جلیدۂ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی ہین اُنپر کیا گذری جہانگیر نے
کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم وشان بڑھا اب رواہین تیاینگی
تا بہ صحراے محیط پہونچائینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہو سکتا ہی کہ مغرور شیرین کلام کو
یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مغرور کو رکھیگا نا عیار یا سردار خبر کو
پہونچین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہی کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ بھی
نہین کرتی کہا کیون بلند پرواز تنے جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کہ جیسے
سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپس مین ملگئے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا گھبرا کر اُس
طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکارکر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند پرواز
نے آواز دی تو اسرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین تھر تھرا کا بنی
ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر
نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد
فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی ای سرخیل نور جلیدۂ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
مین تھی وہ خبر یک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اُس سے خوف ہی کمیل جادو اُسکو بہت
مانتی ہی ایسا نہ ہو کہ تا بہ لوح پہونچا دے کمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو
اُٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہو

ہو گا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی بی مغرور کو اُٹھا لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کار ضروری کو لونڈی سے کہیں اور مین تامل کرون یہ کہکر سرخیل نے پر پرواز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ مین سرفراز فرمائیے دعوت کو قبول کیجے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت دماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین نہنگ بحری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سمک کو گوائیے ملکہ مغرور نے کہا ای سمک کچھ گاؤ سب تمھارے مشتاق ہین سمک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین اُسے پہ اٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا

دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھلک گیا
کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا

ای رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا

پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا

پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا

اُس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی
گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا

ٹھکرائی دی نسیم نے میرے مزار پر
باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا

گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا

کہین عاشقون سے اتنی ترش رو نہ ہان سبھلا
شیرین لبون کے چہرون سے آخر نمک گیا

سونپا زمین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہی کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا

برباد کر کے خاک مین مجھکو ملا چکا
اجو غبار دل سے ترے ای فلک گیا

انگڑائیان جو لین مرے اُس تنگ پوش نے
چولی نکل نکل گئی شانہ مسک گیا

سوچا جو آمد دل مین مآل شگفتگی
رویا مین غنچہ باغ مین جسدم چٹک گیا

یہاں آن یہ غزل سمک نے گائی سارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہی
سرخیل جادو جو آئی لشکر مین عجب گہما گہمی دیکھی کہ جابجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے
ہوے انتظام کرتا پھرتا ہو اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی
اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے
ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لاکر عیوق پر سحر کیا
کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سمک گا کے اٹھا ہو کہ اتنے مین سرخیل
نے سمک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سُنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہو محفل سے گا کر آیا ہو سرخیل
بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے جھکر سلام کیا کہا ای شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے
دیکھیں تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آقا
تمکو برائے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن مین لائی بیہوش
کر کے اُسکو ڈالدیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضائے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی
ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہان ہین سب نے کہا ایک کنیز ملکہ
کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر سے لیگئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت
جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین
کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے
ڈال گئی شہرت وہان سے جھپٹی اُسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سمک
کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سمک اپنے کو بچانا یہ بشکل عیوق
کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سمک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت
نے گولہ کا نام کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی
سحر چہرہ سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہو شہرت نے پوچھا تو
کون ہی کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہو قدرت نے برائے
گرفتاری مغرور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کر کے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو
گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جا کر کوہ رنگا رنگ پر تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتار سرخیل کے گلے مین ڈالدیا تو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی سمک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُسکے قبضے مین ہی کہ رہی ہی جو کہیے وہ بجالاؤن رستم و مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر فکر مین ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرائے مین سرخیل کو برائے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا ای شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت پہ پہونچین نہین اب یہ سمک کو گرفتار کرکے بہ صورت سمک محفل مین آتی کسی حیلہ سے بلا کے گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا ای سرخیل جو تیری آرزو تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کرین وہ بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل اگر ہوسکے تو یہان سے کوہ رنگار رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے باغی غصے مین طرف کوہ رنگار رنگ کے چلی تقضائے کار راہ مین اسکا باغ ملا میلاد جادو شوہر اسکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ غنچہ کھنچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو گالیان دے رہی ہی میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات کہتی ہو قدرت صاحب کشف وکرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتے ہین تمنے قدرت کو کیون برا جانا معلوم ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا دعویٰ خدائی کا کرکے بیٹھا ہی خلقت کو برگشت کر رہا ہی ملکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعویٰ ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیا د جادو بھائی میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون ورنہ کوہ رنگار رنگ پر جاکر یہ قیامتین برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی

سرخیل نے کہا او مکار اس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اٹھا سرخیل نے موتیون
کا مالا گلے سے اتارا ایک سڑا کا مارا موتی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولہ آہن مارا سر میلاد کا
پھٹ گیا کیتاد بد باطن کہ اسم بامسمے ہی نشتین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اڑ گئے
ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کردیا ہی
اسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہی ایسا نہو مین اسپر سحر کرون اٹھا سر کے گلے پڑے تو
مشکل کی بات ہی خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس
ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا
و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بخوف مار ڈالا کچھ خیال
نہ کیا کہ دس بارہ برس کا محرم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ
یہ کہکے اٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اڑ گئی کیتاد نے باتون مین
لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چہار طرف سے حلقہ ہائے کمند مارے کہ سرخیل جادو
بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیتاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار
گلے سے اتار لیا قفس مین بند کرکے لیچلا خیال ہی کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر سوچا
کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جاکر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا
وہ بجا لاؤنگا قفس مین بند کرلیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین رکھا ایک
باغ ویران مین لیکر آیا کیتاد کا سپہ سالار بیداد سرکش تھا اسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکا دے
سامنے ایک درخت ببول کا تھا اسنے قفس کو اسمین لٹکا دیا رات کو کیتاد نے بیداد سے
کہا اسکو جاکر کھانا کھلا دے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا ای سرخیل اگر تو مجھکو قبول
کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کرون سرخیل نے کہا ای بیداد تجھکو معلوم ہی کہ وہ ہار کیتاد نے
کہان رکھا ہی اسی پر ہار جیت ہی بیداد نے کہا اسکی جھولی مین ہی اگر کہیے تو مین نکال لاؤن
سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرھانے
کیتاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اسکے
پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا اری بیداد جادو سامنے سے دور ہو کیوں شامت آئی ہی بیداد سرکش منت کرنے لگا
چاہا گلے میں ہاتھ ڈالوں سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا
بلند ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہی اور آواز آ رہی ہی کشتی مرا نام من
بیداد سرکش بود کیاد جھپٹ کر چمن میں آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہی لاشہ بیداد
سرکش کا سامنے پڑا ہی پکار کر آواز دی ای سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل
نے ہار گلے سے اتارا کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیحیا ٹھہر جا
کہاں بھاگا جاتا ہی تو نے مکر کر کے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آ کیا
بھاگا ہوا جاتا ہی سرخیل جوش میں آنکھیں ابلی ہوئی پیچھے کیاد کے جاتی ہی کیاد کے ذہن میں
آیا خدمت میں قدرت کی چلوں شاید وہاں جان بچے شب کا وقت ہی آخر کی رات کوہ
رنگا رنگ پر تصویر سنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالائے کوہ بیٹھا ہی گرد کنیزیں سیر صحرا کر رہا ہی کہ
دیکھا سامنے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوندا بچے مجھ
کو ہاتھ سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی گوشہ کوہ پر آ کر کیاد اترا چاہتا ہی کہ
دوڑ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں کہ بوئے خوش دماغ میں آئی سب مست ہو گئے کنیزیں ہفت پیکر
کی جھومنے لگیں کہتی تھیں آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھلوا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
میں نیمچہ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ میں ہار ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا
بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤں زمین نے
تھام لیے سرخیل نے برابر آ کے ایک سڑاکا مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز
دی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان
ہفت پیکر دوڑیں کہ سرخیل کو روکیں جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزیں سامنے سے بھاگیں
اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزیں دور سے لیا لیا کر رہی ہیں کوئی قریب نہیں جاتی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہیں رکتی پکار کر آواز دی اکا اژدر کوہ نشین رس ظالم کو لینا
بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی میرے سامنے آ کر کیاد کو مارا مجھ بادولت کا خیال نہ کیا ارے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین
کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہو کہتی ہو او مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہو اب تمام
انقلاب ہی تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے
بھاگتے رستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے تیار ہے ہین لوح کو
دلوائینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا
ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا
اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کانپ کر
دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے
منھ مین لے لیا ہڈیان تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر
نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند ہین زمین
و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اژدہے نے نگلکر
اس بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اُٹھایا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کیسے دیوانہ
کیا پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ بخون فغان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی سرخیل
برائے گرفتاری مغرور شیرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیرین تھین کہ دختر قدرت
کو لے اُڑین شہرت مرصع پوش دختر تکمیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کر کے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر
کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین اُفتادین پڑین کیاد نے مکر سے سرخیل کو قید کیا تھا بیداد نے
عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا بعد اُسکے بیداد سرکش کو موت آئی
یہان آکر کیاد کو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول جیسے شعلہ ہاے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سب
جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال بتا کر اپنے کو جلا دیا
کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جسکا
سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان
ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی
جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہی اپنے مقام سے اوٹھا اوسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوے آئے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہی کوئی خیمہ استادہ کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین زیر کوہ آکر سازندون کو اشارہ کیا اونھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی
خوشی آئی ہو ا غنچہ اب وضع بانکی
کرے گی دیکھیے کس کسکو سیدھا
بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
الٰہی جلد لے چل اس مکان سے
اوسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
شب فرقت مین نیند آتی ہی کسکو
نہ آئینگے ہمین مین سیر کو بھی
اگر وہ ماہ پیکر مسین جھولے
دماغ جان کیا تازہ صبا نے
ہر اک بوسے نے جانِ تازہ بخشی
وہ کیفیت اوٹھایا چاہا ہوا ای رند

عبث بلبل نے طرح آشیان کی
کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
یہ ٹیڑھی وضع سیدھی بانکی بانکی
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
پہونچ جلئے یہ مٹی ہو جہان کی
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
عبث تقلید کی زلف بتان کی
چھٹی ہی سیر مجھسے لامکان کی
لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
شکایت تا سحر ہی آسمان کی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
جو وا وہ کاکل عنبر فشان کی
کرون کس منہ سے تعریف اوس دہان کی
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی ای ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا و جسطرح ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ ملیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چند نازنینان مہ جبین بالا
کوہ آئین خاک پا سے تصویر دیگر زبان پر رکھی سب اکٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون
مین سوار ہو کے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہرت
نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہے کہ سرخیل جو جائیگی فتور
برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی یہ دو اُنکین لشکر مین قریب پردے
اُٹھا دیے مجرے شروع ہوگئے غزل ہاے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کمیدان رسالدار صدر نشین
لشکر جو آئے بلا تکلف اُنکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین زیادہ باہر نہ نکلا قصنا ے کار صبح کا وقت
ہی یہان تو بھیرویں گا رہی ہین جھلال سرکش اپنے خیمے سے نکلو دربار طلسم کشا مین جاتا ہی کہ
گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہو خدمتگارون سے
عرض کی کئی ناچنے والی چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جھلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی
اُسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جھلال بلا تکلف خیمے
مین چلا گیا خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین
بیٹھے ہین سر اُٹھا کر دیکھا جھلال کو وشگل پر نہ پایا اور چند کمیدان رسالدارون کے دنگل بھی
خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جھلال دربار مین نہین آئے اے آفتاب ذرا جا کر دریافت
کرو کہ اُسکا مزاج کیسا ہی جو نہین آیا اور یہ چند کمیدانون اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین
نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جھلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین
آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر در خیمہ پر آیا جو کہ
نازنین گا رہی تھی وہ براے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہو کے
دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن جس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ
آفتاب بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم
نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا اے ملکۂ عالم دیکھا تمنے
آفتاب جھلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے
عرصے کے سر اُٹھا کے جواب دیا کہ اے شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہی آفتاب و جھلال اسیر فسون

نامی اور چند کمیدان و رسالدار غائب ہوے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہی ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے میں آئے ہیں نہنگ بحری یہ کہکر
اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہی بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا
کر رہی ہیں آواز سُنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہیں آپکے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال میں ہی کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر
سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے
ہیں ایک مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن تانیں لگا رہی ہی
نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر صداے دلفریب کھینچ رہی ہی اُس نازنین
نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہیں آپ دوم بھر بیٹھیں گی ہم سب سرفراز
ہونگے نہنگ بحری خیمے میں آئی جو سب پر گذرتا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار میں جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان
و رسالدار بھی نہیں آئے فرمایا اے شہرت دیکھو نہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہو خدمتگاران آفتاب و جہلال سے پوچھا کہا
کہ حضور چند کسبیاں کئی دن سے لشکر میں آئی ہیں جو کمیدان و رسالدار اُنکے خیمے میں جاتا ہی پھر
واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے شہنشاہ
حضور تامل کریں میں بخوبی دریافت کرکے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور تدبیر سے جاؤنگی
یہ کہکے دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان میں آئی بیقرار ہوگئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکل آئے
سحر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر تہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہی ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا بزبان
کے گویا ہوا کہ اے ماہی سحر یہ قیدخانہ زہرہ فلک ہی یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سنکر گھبرائی جواب دیا اس قید خانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام سے نا ہنگے
اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جاکے دیکھ لین گے
اسطرح جلاکر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی سازندون نے
کہا لو غضب ہوا ماہی سحر برابر قید خانے کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جاکر
سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ چھپا کے کی
آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی ای ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تجھے
جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو
اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا
بوا جو کہو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال و
آفتاب وغیرہ تحت سردار سلسل بطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی
انکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اژدر حشیم سے کہا بہت ہشیار
رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی
یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا و صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین تدبیر
سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر کمی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا
سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے
ہوسخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی ای غائب جادو آج اپنے کو
ظاہر کر وہیں سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جادو
دریافت تو کر و کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین یہ سنکے غائب
نے دونون بازون زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز
دی ای غائب اپنے کو ظاہر کر وہی ساحر پھر آیا دیکھا عرض کی حضور لولی فلک کو ہفت پیکر
نے بھیجا ہی اُسنے آکر سحر کیا ہی آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین
سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا
ہون ورنہ بڑے قید ہوے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھی اول جدت

طلسم کشا مین آئی عرض کی اے شہریار ہوئی فلک یا زہرۂ فلک کیسے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر مین
طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر مین پھنسایا زیر زمین کوئی قصر ہے اُسمین قید مین یہ جانتی ہون
کہ سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہے مگر جاتی ہون جو اقبال آپ کا یاور ہوا اور طالع آپکے مددگار ہوئے
اور مین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کر لیا تو قیدیون کو رہا کیا اور جو کنیز واپس نہ آئی تو وہ سماک اسکا
خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار مین سمجھ کے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہے یہ سردار
جو قید ہو گئے سحر سے انکا حال تجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہے آفتاب فلک سپر ایسا ساحر
ہلال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھا کر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار مین
پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی اہل بازار سے پوچھا یہ کون گا رہا ہے اہل بازار نے
بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر مین آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو
یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور بڑھ کے دیکھا ایک خیمہ زربفتی استادہ ہے
اور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہے شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت
سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لایئے سمع کا وقت ہے ایک چیز سنیئے اسوقت تک شہرت کے
ہوش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہناپا کرتے ہین
اُسنے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش
درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جو مغنی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے
ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے — بنے گی یہ مشفق ہمارے تمھارے
نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے — نئے اب ہین انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے حور و پری کو — جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے — تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلجائیگا دم جو پہلو سے سرکے — مری زندگی ہے سہارے تمھارے
جو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق — خدا درمیان ہے ہمارے تمھارے
چلے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو + — [illegible] اشارے تمھارے

نہ مانون گا ہرگز نہ مانون کا ہرگز — بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
مین سب سُن چکا ہون نہ دو مجھکو چھینٹے — جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا — اثر کچھ ہوا دل مین یارے تمھارے
قسم سُرمگین چشم کی کھا چکا ہون — نہ ہو ونگا مین بے پکارے تمھارے
ق
ہوا ہو بے پردہ رازِ محبت — چھپا اب چھپانے سے پیارے تمھارے
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی — تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم — سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون — نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
محسن کی کیا ہو مین وہ رنگین — نشے رند نے سب اُتارے تمھارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین کہا ای نازنین حقیقت مین تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بیچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم بجالائین اُس نازنین نے کہا ای شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہو آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے ذرا اُسکی ملاقات کرا دو یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا ہوا مین لو اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تخلیے کا تھا اُسمین شہرت کو لیگئی کہا تو ذرا یہان بیٹھو مین اُن سب کو بلواتی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و جہلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا ای شہرت تجھسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہو اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے مین چلیے شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا ای شہرت تمھاری زبان مین سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے دہان مین سوزن دی جہلال وغیرہ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آتے ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہین بیچ مین سب کے شہرت
جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سمک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سمک یلداقی نکلا یہان زہرۂ فلک نے اُن سب سردارون کو مسلسل کیا بیرون
لشکر رستم چند ارابے آئے اُن ارابون پر سب سردارون کو سوار کیا آپ ڈولیون مین
سوار ہو کے نکلین فقط ایک نازنین ہو کہ اُسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوئے ہین ارابے
گڑگڑاتے ہوئے جاتے ہین سمک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیمون
مین وہ گانے والیان جمع تھین رات کو اُٹھ گئین اب وہ مقامات خالی ہین سمک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سُنی کہ ارابون پر سردار ابھی گئے ہین بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہین سمک پلٹ کر خدمت رستم مین آیا کہا اے شہریار سردارون کو قید کر کے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کرین رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغۂ ہفت جوہر کو قبضے مین کیا پشت مرکب پر سوار
ہوئے رستم تعاقب مین چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن
خیر خواہون نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہین
آفتاب وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کرون کہ بیابان صحرا سے گرد
اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر ہین نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا سنو کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکلجاؤن کہ کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
مرکبون کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ مین گھر گئے تلوار
چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہین کبود کو چھوڑ کر فوج اپنی
کو بچاؤن جنگ مغلوبہ مین جا کر شریک ہون کبود رستم کو ہٹنے نہین دیتا ہے سمک یلداقی نے
دیکھا کہ آقا اس بلوے مین گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہین رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہین مگر سازندے ساز کو سنبھالے ہوئے جاتے ہین ایک سازندے
کو سمک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے بجا کر ہاتھ مین لے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ ٹھہرا سمک نے قریب جاکر اُسکو جا بجا مار کھینچکر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جیبٹ کر سب کے ساتھ ہو لیا اُس کو وہ کوٹھا کر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزیں در باغ پر کھڑی تھیں پکار کر آواز دی اے شاہد نوعروس تو نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیوں کو لیکر آئیگی اُن کنیزوں سے یہ آواز سُنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزوں سے کہا ان قیدیوں کو لیجاؤ کنیزوں نے قیدیوں کو اراسبے سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزیں سر زنجیر کو قیدیوں کی تھامے ہوسے باغ مین آکر پہونچین سمک بھی سازندوں کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہریں لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہروں میں شناوری کر رہے ہیں موجے بلند معلوم ہوتا ہے تلواریں چل رہی ہیں ایک جانب جھمہاسے طلائی گل پھولوں کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختوں پہ زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختوں سے اُترے غلطلیں مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہو گئے اُس نازنین کو گھیرے ہوسے وسط باغ میں لائے چبوترے پر فرش بچھا ہے وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سمک بھی سازندوں کے ساتھ ملا ہوا صحبت میں آبیٹھا کنیزوں نے عرض کی اے زہرۂ فلک اپنا کانا سنائیے اُس نازنین نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے ساز درست کیے قریب سامنے بیٹھے ہیں اُس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے

نظم

جا میں راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم — پھنس گئے کنج قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف میں ہیں سرگرداں — صبح کر دیتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم
رند سرمست بلانوش ہیں میخانے کے — خم گردوں کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم
وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے — مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم
چین سے دامن دایہ میں بھی سوئے نہ کبھی — روز مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم
بے قضا کے نہیں ہوتا کوئی پیوند زمیں + — روکیں ہاتھوں سے فرشتے جو گریں بام سے ہم
عاشقوں میں ترے ہم بھی ہیں ازل سے اے دوست — تجھکو دیکھا نہیں آگاہ ہیں بدنام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے دیے تر	آکے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہرا اک اہل جہان کی ہی بنا	کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین	آجتک مست ہین ای رند اُسی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے
انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای شاہد نوعروس تیرا مثل نہین قدرت نے
تجھکو سمجھکر مرتبہ دیا سمک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے
کہا اسے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہی اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو
دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہی ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سمک یہ سنکر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا
قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے
اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا تھاما
برق چمکی رنگ دروغن چہرے کا اُڑ گیا تو محفل مین ظاہر ہوا کہ عیار طلسم کشا ہی دیکھیے کسطور سے
ساتھ آیا اس نازنین نے کہا جب اسنے راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر
دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین جاکر گرفتار
کرلین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہو گا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام ہوش
سازندے کو لیے ہوئے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ
آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درندہ کھا جائین وہ سازندہ کہتا ہی حضور اس مکر سے مجھکو بیہوش
کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہی عیاری انکی مثل کرامات ہی
یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ
کے بیٹھا کان مین منھ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صاحب حکم خداوند آیا کہ
ان سب کو قتل کرو رات بحفاظت ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری کیجائے قدرت کو عیار کے
گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام بھیجا ہی کہ یہ زندہ عمرو ہی ای زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے
زہرہ مسند پر بیٹھی ہی کنیزین دارین استادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین گنج باغ سے
نکلکر جلاد بھی آرہے ہین مگر رستم کبود اژدر چشم سے لڑ رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہی

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اژدرچشم کا نکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچانا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بیحیا نے اسقدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار خبردار کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدرچشم نے سپر اٹھادی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پہ گری تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑے بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہو سانڈ والے جو قتل ہورہے ہین رستم بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم ارا بے نکل گئے نہین معلوم سردار ہمارے کہان ہون تجھے تیرے نزدیک انکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

هر آنکه لائق اعزاز و سربلندی هست
بخاک عجز سر انکسار دارد پست

هر آنکه دل بخدا از همه تعلق بست
بشد مجرد و پیوند ما سوا بشکست

نمود ترک تعلق هر آنکه در دنیا
خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست

گره کشاد بعالم ز کار سر بسته
هر آنکه رشتهٔ پیر رشتهٔ محبت بست

ببرد هرکه بزندان حرص دنیا ماند
ببرد جان بسلامت هر آنکه بیرون جست

چه نقد عمر عزیز است در دل از همه چیز
مده تو این همه سرمایه رایگان از دست

بلوح دهر همان نقش میشود تحریر
نوشت خامهٔ قدرت هر آنچه روز الست

کمر برای سفر بند زین سرا برخیز
که نیست بهر مسافر درین مقام نشست

نمود ذات و صفات از ظهور ذات احد
وجود نیستی و هستی از وجودش هست

خدا بوقت غم و رنج میکند امداد
خدا بحالت افتادگی بگیرد دست

بنوش جام محبت بدور خود هستی
که تا ظهور قیامت همیشه مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہو کر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہو نقیب پکار رہے ہین کہ ای افسران فوج تمہارے افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھون ہو اور وہ ہزارون ہین رستم گھرے ہوے ہین ہر طرف سے افسر پلٹنین اور رسالے لیکر آرہے ہین رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہین سمک کا بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہین ای معبود سردارون کی حفاظت تیرے اختیار مین ہی کیسے جانباز

و سرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر گھمنڈ تھا
گیا بیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سماک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی
ہی دلکو بیتابی ہی سرداروں کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے
ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہو گھوڑے پر سے
گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی
ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر بہو نچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہو گئے نقابدار نے تیر مارا
بارہ ہزار تیر گوشہ ہاے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک
وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گرے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار
پامال ہوے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا
ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند
دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا ای شہریار
ہوشیار ہو جیے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
فرمایا ای نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے
گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اُڑایا تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فیل علمدار فوج پہونچے
گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے
پانون اُکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اُٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک
تعاقب کیا رستم نے آواز دی ای نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوے
کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادگرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہی ای شہریار بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی حقیر کو

خبر دریافت ہوئی سشکر ہو کہ وقت پہ پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ اے شہریار یہ اُسی
ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کرکے لیگئی باغ گل فشان یہان سے
تین کوس پر ہے وہان جاکے اُتری ہو مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سماک بھی گرفتار ہوا تیاری
مہمان نوازی کی ہو رہی ہو آپ اپنے کو پہونچائیے کیا عجب ہو کہ وقت پہ پہونچیے اور اگر عرصہ
کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پائیے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم
بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اُسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ
گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سماک کے گرفتار ہونے سے بہت
خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے
ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جسوقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچا بہت
خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کرکے
توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سوکے اُٹھی پہلے صبح کو بھیرو ین گائی سب کو خوش کیا پھر
ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ
کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اُس ناعیار کو لاؤ
جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کیا لگڑے باندھے ہین یہ اس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ موت
کا سامنا ہو سمجھے تھے ساز ندون مین ملکر خراب بناؤ نگا مجھکو دمبدم کی خبر میرا سحر دیتا ہو جب
اسنے راہ مین طبلیے کو بیہوش کیا لاڈلے نامے میرا پرانا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو جسنے
بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سماک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او ناعیار
تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائن سے سامنا ہو دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سماک نے
کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب آئی ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ
خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے ہین دار کے قریب پہونچ چکا ہو اور کیا
باتین بناتا ہو زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق
کھولا اُس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک
کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سماک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اُسکی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ میں لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہو کہ ای نوبی ملک
خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہو صحرائے ویران
سے کئی ہزار کوس ہی رہبری کرکے آیا ہون اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ ای تیز رفتار جلد جاؤ
اور رازو نیاز کی باتین ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ ٹھہرگئی آفتاب اور شہرت ڈیکرتی
ہین اُس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئین کہتی ہین کہ اسطرح کی عیاریان تو سمک کا کام تھا وہ بیلے
گرفتار ہوچکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز ہی
بندہ نواز ہی اگر اُسکی نظر رحمت ہو جاے تو کیا بڑی بات ہی

نظم

بہر ہر یکس بعالم نیست کس	جز خدا ہمراز و ہمدم ہم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا	راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہر چہ ہست اندر جہان گردد فنا	جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش	یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بہ شست	بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیاے دون باید خلاص	از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلاے نفس ہندی مبتلاست	یا الٰہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سمک کے دعائین مانگ رہے ہین سمک دار پر لٹکا ہوا ہی تڑپ رہا ہو وہ ساحر
جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو
آنکھون سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولون ساحر نے کہا ملکۂ عالم اس کاغذ کو علیحدہ چل کے دیکھیے
راز خداوندی کی باتین ہین زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے مین آیا زہرہ نے
خیمے مین آکے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا ای زہرہ تو نے بڑا کار نمایان کیا مگر
یہ جادوگر ہمارا رازدار ہو بخشا ہو جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا
کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہو ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمین
کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکال کہا ای
زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہی زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا یہ غور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر گری عیار نے خنجر کھینچ
اور نعرہ کیا منم جہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر ماروں پھر خیال مین آیا
کہ ای برق ایسا نہ ہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہوجائین دماغ پر اسکے بتی
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی بات کو
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہی تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون اے گیسو بریدہ
تونے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہی کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہی آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہی جلال کو چھڑاؤن حیران ہو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جھیٹ کے سمک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش
ای سمک یہ احسان یاد رکھنا سمک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا و
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چیخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اُس پنجے نے بتی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالاے سر لہرا رہا ہی پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہ رہی ہی اے ملکہ عالم
جلد اُٹھیے آپ کی صورت عیار باہر گیا ہی سب کو رہا کیا چاہتا ہی یہ سنکر زہرہ اُٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہی ہی یہی کہتا ہی کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ و روغن
چہرے کا اُڑ گیا سمک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین وہ یعنی سار رنگ رو متغیر جی مین کہتا ہی ای برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے بعض لوبھاڑ کر

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہ میرے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہی اتنا بڑا عیار گوشے مین جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہی
آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاے کہ آپ کا غلام گرفتار ہوگیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہی کنیزون نے کہا یہ بڑا عیار ہی از ہوشربا تو ما فتان
عیاریان کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہی برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی
ہی اور قتل ہونے سے بچا تو باوا جان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اس ناعیار کو دار مین لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے
اسی کو قتل کرینگے مین سمک کو گرفتار کرکے لاونگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزون
نے ہم شبیہ برق کو دار مین لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دو سو جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوے کہ تیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہی پکارتا ہی اے معبود حقیقی واے رب حقیقی یہ
شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار ہلاک رہے ہین دعائین پروردگار سے مانگ
رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے
سردارون کو جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا باشیہاے کافران بیحیا و اے نابکاران پردغا منم رستم
پیل تن نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب • کیست علمشاہ جو رستم لقب • دیگر علمشاہ رومی
شہ فیل زور • کہ برتخت مرزوق افگندہ شور • منم ذکیشم نامور پہلوان • نہال گلستان
صاحبقران • رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑاتے ہوے آتا ہی اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پہ
دیکھا وہین سے گھوڑا اُٹھا کر لشکر کفار پر آپڑا اکر تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا
رستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر نہال ہوگئی زہرہ رستم
پر سحر کر رہی ہو سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو لیکے
نکلجاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ بڑھا دیا مرکب نقابدار کا پاے گل ہوا رستم نے اول سوزن
زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب و ہلال

کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقد بدل مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا پا بہ گل ہی اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سماک نیچہ پکڑ کر قریب اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ چلی تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوے پشت پر سبکی سازندے میدان مین آکر کھڑی ہوئین سبھون نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن مین کون آتا ہی
سہری بگڑی کو کیا بناتا ہی
عمل خیر کر لے کچھ غافل
تو ہنسی مین مجھے اُڑاتا ہی
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہی ایک جاتا ہی
عشق مین رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہین سماتا ہی
دل دیا تو ایک کافر کو
وقت فرصت دگر نہ جاتا ہی
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہی
کو بکو دربدر پھراتا ہی
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے
قافلہ روز یان سے جاتا ہی

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہی
رو کے کرتا ہون عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہی
شاہ راہ عدم کا حال پوچھ
رنج بیہودہ کیون اُٹھاتا ہی
تم بھی سوے عدم چلو ای رند

اُن نازنینان مہ جبین نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہوگیا قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائین کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ لال سُرخ ہوگیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھین اور غزلین گا رہی تھین ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھین اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہین کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہی وہ ہنس دیتی ہین گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہی بیکار ہوتا ہی

مہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آواز میں سوز و گداز ہی کہ قلب اُلٹے جاتے ہیں بڑھکر رستم
کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکاروں کے سحر نے تاثیر کی ہی وہ قصد کرلی ہے کہ ہاتھ
باندھکر اُن کے سامنے جاؤں آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کریں کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہو رہے
ہیں ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائیں رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو
کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینوں پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر نہیں
معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی ہی سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں اُن گلو ہائے
بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہیں آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہی ساعت
دیکھتا ہی ساعت دیکھکر سحر کرتا ہی لیکن اُن سروں سے آواز نہیں موقوف ہوتی ہی سرداران رستم
بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہیں اور رستم کو منع کرتے ہیں کہ ان نازنینان زہرہ جبین کو آپ قتل
نہ فرمایئے لیکن مہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہیں کہ ان مکاروں کی آواز کسی طرح موقوف
ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازیں موقوف ہوئیں زہرہ
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیوں سے
کہہ رہی ہے کیا میں ان قیدیان بلا کو جانے دونگی میں پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہی اسم
سحر پڑھتی جاتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجھکو مرتبہ زہرۂ فلک کا دیا رستم
نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے ان
تحفہ جات سے بہت عاجز ہوں ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دمامہ بجا اور
ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیوں گھبراتی ہی میں تیری مدد کو موجود ہوں مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو
طلسم کشا نے پایا ہی سحر تاثیر نہیں کرتا اب تو اپنے کو بچا یہ سنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ ہی
پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤں آفتاب نے غل مچایا ای شہریار بانی ان آفتون کی
نکلا چاہتی ہی ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا ٹھہرنا بہتر نہیں دیکھیے
حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہیں یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان
کیانی دوش سے اُتاری نیم ہلال کا تیر بھر کمان میں پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارہ سحر کی
چمکتی ہوئی جاتی ہی رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی مر اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جا کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا مگر وہ نازنین نکل گئی کنیزیں وساحرہ نفیس
اُنکو گھیر کر جلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی ملازم حسن
کنیز زہرۂ فلک ہو نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہو مگر جب
با بجل اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا رستم قریب نقابدار پہنچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پاؤن زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکل گئے رستم اپنے سردارون کو ساتھ لیکر بیلے گئی سو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو رستم اُن
لاشون کو دیکھتے ہوے سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب
عرض کر رہا ہو کہ ای شہریار زہرہ مکر کرکے نکل گئی اُسنے ایسا فریب کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر مین آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہین مگر ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ
پہ ہو زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدمون سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور
عرض کرتی ہو کہ خداوندا مین آپکے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا تصویر
سے آواز آئی کہ ای زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا سو جسے کہ بڑے بڑے سردار
اُسکو ممکن ہوے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحرائے محیط مین پہونچا مگر یہ تو انکو ثابت ہو چکا کہ
لوح قصر معلق مین ہو وہان کوئی جا نہین سکتا کمیل جادو لوح کی منتظم ہو اُسکی دختر ملکہ
شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دلوا دیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح
دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بمقدمہ تباہی طلسم کشا ہوسکے وہ کرو قدرت اب
ان پہاڑون کی آبادی سے بہت بیزار ہین اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہان جاکر خدائی
کرینگے طلسم ہفت پیکر مین بڑے بڑے ساحر ہین تباہی چاہے تو بھی وہان چلنا زہرہ نے
عرض کی مجھے رہا ہونے کا سردارون سے بڑا قلق ہے مین تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے
دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سردارون کو رہا کرکے
لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوندا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان مہ جبین کو مین نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ
رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدائے سوزش

آئی تھی کہ سردار دیو لانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا جید
سو توف ہوئی مگر کنیز جاتی ہو جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی
ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جا کے زہرہ کی خبر گیری کرے اُسی وقت
ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس
میں صلاح کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلیں رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اترے ہیں عیوق
بن فاروق اپنا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
یہ منظور ہی ہووے جلسے میں تو
ہوئے جمع رندان میکش یہان
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
اُٹھا ابر ہو زور سے شور ہے
مرے آج آنے کا ہو انتظار
تڑپتے ہیں میخوار تیرے لیے
دکھا آج میکش کو جلسے میں جوش
پلے کوئی دم ساغر اے دلربا
تری آمد آمد کی حسرت میں ہوں
سیاہی کو ظلمات سے دوں مثال
گل نسترن سے مشابہ کروں
اگر کلک قدرت سے ہے خال

کہ منظور ہے طبع کا امتحان
پلا اپنے ہاتھوں سے ہمکو شراب
مرے ساقی بادہ کش مہربان
کہ جلسے میں تو او میخوار ہوں
تری مہر سے آج جلسے ہوئے
نہالان گلزار کو وجد ہو
اسی شوق میں ہمنے جلسے کیے
کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی
یہی آرزو ہے یہی مدعا
یہ گیسو ہیں یا سنبل پیچ دار
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
کہوں قد کو میں سرو باغ مراد
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال

ترا دور ہے ساقی ماہرو
کہ ہو رفع پھر دل کا پیچ و تاب
چلے آج دور شراب ولا
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہوں
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور نجد کی
مرے ساقی مہوش بادہ فروش
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
سراپا کی تیرے صفت کیا کروں
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
رخ خوب کو ماہ تابان لکھوں
کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد
دہن کو کہوں غنچۂ آرزو

مسیحا ہین لب اور صراحی گلو | یہ دندان ہین یا گوہر آبدار | کہ ہو جان عاشق کی جن پر نثار

شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے | نئی داستان کی مجھے فکر ہے

چہرہ رہروان منازل جرأت وشوکت وطی کنندگان راہ پُر ہول صحرائے شفقت اس داستان دلچسپ
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف۔ مرصع نگار فصاحت مقال ٭ چنین می نگارد ز کلک
خیال ٭ لشکر جمجاہ قلعۂ مقناطیس پر فروکش ہے یہی خیال ہے کہ مین بادشاہ لشکر ہون بشوکت
تمام جا کر صاحبقران سے ملون قضائے کار قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ
جسکو قلعہ جلیل کہتے ہین وہان کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہے ہر کارون نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس
جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہان فروکش ہین اسکو غمی اُسنے ہفت پیکر
کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہوگئی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن وہان سے جواب آیا کہ ای زلزلہ
جا کر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ مین جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ
یہ جواب پا کر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جوکا دیا سحر
کرنے لگی بہ جوش وخروش سحر کر رہی ہے بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک
جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار ہے صلاحین ہو رہی ہین کہ آج کل ہفت پیکر
کہان ہے مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پہ ہے اور میلہ ہوتا ہے مشکبار ہر مرتبہ یہی
کہ رہی ہے کہ حضور اگر چلین گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ
نے پوچھا کہان چلین کہا ای شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہین
بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دون مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو
نہ روکین ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہے زبان مین لکنت ہے
اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہے بادشاہ نے فرمایا ای مقناطیس جاؤ ہمنے تمھین
آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی سحر کی زمین پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار
اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ
سے دیکھتی ہوئی آتی ہے کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران
و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہے اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
ہو مقناطیس جا کر سامنے بیٹھی ہو منتین کر رہی ہو کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین
دام مکر مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطیس
نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹا کے پشت پر
ایک حجرہ بنا ہوا تھا اُسمین مقناطیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھا چاہا ویسے کو وہ پر اُتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
ماروں کہ اسکے سر کے پرزار نکڑے ہوں جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا وہاں کی کھائی ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہو کہ مین اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت
ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کر دیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ
کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
تمکو قدرت نے بلایا ہو ہم تمھاری صفائی کرا دین گے ورنہ خراب رہو گی یہ سُنکر مشکبار سلام
کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساز مین چاہتی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین
لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہے
مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اسکو بھی
قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہو کے نہ آئین فیروزہ سے
فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جا کر مبتلا ہوئین
کہ پھر واپس نہ آئین مقناطیس کیسی گجر کے اپنے مقام سے اُٹھی مجھسے اُسنے کہا کہ اب مین آپ سے
رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر
مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف
پہاڑ کے چلتے ہین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کامل کی یہ تاثیر ہے کہ ساحرہ
کا کمال کر رہا ہو یہ لوگ میرے روکے سے رکین گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
کہتے ہیں کہ رفاقت بادشاد کی کوئی مزہ نہین چلکر قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہے ایسا نہو یہ سب ملکر بادشاہ پر بلوہ کریں کہ ایک
سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پر
جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہے مگر حیران کہ
کیونکر جاؤں ایسا نہ ہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد میں پھر کر آخر سامنے کوہ کے
ایک نخل ہو اُسکے سائے میں بیٹھا ہے مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہیں پہاڑ پر
جاکے غائب ہوتے ہیں کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوے ایک ہاتھ میں گلابی
دوسرے ہاتھ میں سامان گزک لیے چلا آتا ہے سمک نے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا بھائی
تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ میں کیسی ہے اُس ساحر نے جواب دیا
کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہیں کہ میں جاکر تین دن میں سب
لشکر کو بادشاہ سے آوارہ کر دونگی بلکہ آخر کے سحر میں کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا
تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتیں کرکے اُس ساحر کو اور اور باتوں میں
لگایا حباب مارکر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جاے اُسکو تو
ایک گوشے میں ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا
شراب وکباب ہاتھ میں لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیاں طے کرکے بالاے کوہ پہونچا
دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہے ساحر کو دیکھکر کہا کیوں آہنگ جادو آج تو تمنے بڑی دیر لگائی
ہم تمھارے انتظار میں تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا اے ملکہ عالم
راہ میں دیر ہوگئی اب میں جلد آیا کرونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیاں بھی لے رہی تھی لوٹا
فیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے قصد کیا کہ پیوں دل جو دھڑکا رُک گئی
دل میں کہتی ہے راہ میں کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل میں ہیں فیروزہ
نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہیں مرادمند لوگ جمع ہوتے ہیں آج کل
کئی طرف سے خبریں مل رہی ہیں کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت مرصع پوش
و دختر کمیل جاکر شریک ہوگئیں مقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعہ فاروقیہ پر
فروکش ہیں ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہے کہ بالاے کوہ آئیں قدرت تدبیریں

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل و اکمل کہ اُنکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا ای آہنگ آج یہ شراب کیسی ہی کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرلون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہی قالب خود بخود ناصبور ہی اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلو سے کوہ سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے نیچے کھینچکر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہی مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اب کیونکر جان بچتی ہی بلبلا کر دعائین مانگنے لگا کہ ای معبود ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین ای آہنگ تو نے ملکۂ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہی

نظم

نکرد بندگی این بندۂ خدا افسوس
ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس

رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس

براے بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس

نکرد قابل تحسین با تبہ کارے
بپا در رہ غفلت نہاد افسوس

بماند دور تر از منزل مقاصد خویش
قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس

نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم
بر آستان خداوند کبریا افسوس

برنج و درد و الم ماند در جہان تا مرد
بور رفت ز دور زمانہ با افسوس

رسد بکوچہ و بازار و دربدر گردد
چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردو	بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا رفسوس
بکن براہ حسنا خرج مال و زر ہندی	بدل و گرنہ بماند ازین ترا افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہو کوئی منھ پھیلا کر چلی کہ اس لنگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مارا ہم کیا تجھے زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہو مگر جس حجرے مین سب سردار بند تھے مرنے سے زلزلہ کے اُسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیاہ جو ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے بیچ مین ہو کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک کمیدان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی کہ مقناطیس تڑپ کر اُن جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زیور اُتار کر پھینک مارا کسیکا سر پھٹا کئی سو کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مر گئین چند کنیزون نے بمشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اُٹھایا لیکر پہاڑ سے کود ین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ لی کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون کو ساتھ لیا پہاڑ سے اُتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہے بادشاہ خوش ہو کر باہر نکل آئے اپنے سردارون کو جاتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہو حضور نے بڑی جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ جو مین تمھارے تعاقب مین گئی تھی میرے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین ہٹا دیا یہ ہوا کہ خود اسکے سامنے جا بیٹھی کمیدان رسالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور خود بخود دل مین ہواے الفت ہفت پیکر پیدا ہو گئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پر جا کر

پہونچے اُسنے قید کر لیا یہان تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین روتی پیٹتی خاک
اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو دامنے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے
ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز خدمت
خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑے
ہوسے آئے عرض کی ای شہنشاہ ہمنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین
دامنۂ قلعے مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے کہتا ہوا
اُٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل بھرا آتا ہی یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے
نیچے رکھا ہی کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین ای ملکۂ عالم اُٹھیے آپکے شوہر کا
قلعہ سامنے ہی وہ مردہ پڑی ہی جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی
ای دلستران وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہی تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین
کہتی ہین ای شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجدیا یہ سُنکر اغلال نے اپنے کو
گرا دیا ہاے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہی کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھ سے
بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس
نہ آیا ہاے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے ہین
کوہ ویران پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوے عیار
بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درۂ اسے کوہ مین تھے آواز سنکر
جو نکلے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا جا بجا عیار کو قتل کرین مقتا طیس ایسی ساحرہ
اسنے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا
تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت ارتھی بنوائی لاشۂ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین
آیا عیار اسکا اجلال تیز رو دربار مین بیٹھا تھا کہا ای اجلال سُنا تو نے کہ مین برباد ہو گیا
اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا
حضور مین گیا اور آیا یہ کہکے اُٹھا سے عیاری آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا
شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر آیا گا

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار
برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
نوش کرکے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار جبی بر آئے عیار نے پردانے بیہوشی کے پھینکے
دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوے اجلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان
جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھ
جیترہ عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب
ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کرکے لیگیا مقناطیس یہ خبر سنکر آئی کہا اے
فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ قید انکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جاے
ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہی فیروزہ یا بہانے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش مین
بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر
پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل وغیر قتل کا آپ کو اختیار ہی اغلال نے
حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار نفرمدار
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی اے شہریار اتنا بڑا
شخص یون قتل ہو جاے اشتہار چسپان ہون سارا شہر جمع ہو اس مقام پر انکو قتل
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاوضۂ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل
کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعۂ
اغلال پر قتل ہوے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈھورا پیٹے کل صبح کو
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈھورا پٹا
اشتہار چسپان ہو گئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ایک
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زوجۂ اغلال قتل ہوئی اسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہو گئے
آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون سے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن مین بے مثل و بے نظیر تھی نہ جان
اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر مین پھنسایا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی
اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہین لیکن اغلال ڈھونڈھ ڈھونڈھ تھکا اپنے باغ مین
آیا کنیزون سے کہا یہین لاکر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگین گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار
آئے وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اوسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ
کو مسلسل و مطوق ایک قفس مین بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزون سے کہا گائنون کو لاؤ
گائنین حاضر ہوئین اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے
مقام سے اوٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

محشر مین پاس کیون دم فریاد آگیا	رحم اوسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا
الجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین	لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا
ناکامیون مین تمنے جو تشبیہ مجھسے دی	شیرین کو درد تلخی فرہاد آگیا
ہم چارہ گر کو یون ہی پہنائینگے بیڑیان	قابو مین اپنے گر وہ پریزاد آگیا
دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی	اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا
وہ بدگمان ہوا جو کہین شعر مین مرے	ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا
تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی ضرور	کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا
جب ہو چکا یقین کہ نہین طاقت ملال	دم مین ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا مین دیکھ	مومن مین کیا کہون مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے اغلال مبہوت بیٹھا ہے جب زوجہ کا ذکر آتا ہے تو دُرد شراب بادشاہ
پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہین بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین
کبھی فرماتے ہین کیون اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر مین نہین ہے کیا ساغر
عمر میرا لبریز ہوا اے معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے۔ نظم

گاہ در دل خیال وحدت تست	گاہ در دیدہ نور کثرت تست
بر رہِ حق قدم نہد ثابت	ہر کہ او رہرو طریقت تست

گاہ از حق زبان نمے بندد ہر کہ او واقف حقیقت نیست
ہست فارغ ز مذہب و ملت ہر کہ پابند بر شریعت نیست
با دگر کس نمے کند الفت ہر کہ وابستۂ محبت نیست
کو تعلق بما سوا دارد ہر کہ مصروف در عبادت نیست
جلوہ گر چار سو بدیدۂ خلق ہمچو خورشید نور قدرت نیست
طالب دید راز ہر صورت پیش دیدہ ظہور صورت نیست
بزمین و زمان ندارد کار ہر کہ گنجینہ دار دولت نیست
عاشق از خود خبر نمیدارد بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام بلاک باک کر دعائین مانگ رہے ہین زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہو اغلال نشے مین بیٹھا جھوم رہا ہو کہ ایک لکۂ ابر سرخ رنگ سامنے سے اُٹھا پھول برسنے ہوے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوے اغلال نے جو اُس ابر کو آتے ہوے دیکھا یا تو غم مین زوجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزون سے کہا ملکہ نو بہار رنگین پوش آتی ہین شاید شب ماہ مین براے سیر نکل آئین گا اُن کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم ودی شہنشاہ خوبی وای ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی اور ہم مشرف بہ زیارت ہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آکے پھٹا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریا مین پھولون کے غوطہ مارے جوڑا گلشن سا زیب جسم ابروے خمدار کھینچے ہوے گویا خنجر برہنہ براے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھین رشک دیدۂ غزال دونون ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزین گرد گھیرے ہیے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوے وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتری پکار کر کہا ای اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیون خالی ہو ملکہ زلزلۂ سحر ساز کہان گئین تمنے ہمکو کیون بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہو اغلال بے اختیار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم خدا وند ہفت پیکر نے اُنکو بلا لیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا انکو خانۂ دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے
دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند بالا تنو مند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ
چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول و حزین کرتا شبنوابی کا زیب جسم ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے
مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور سا ہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر - فرد - اس کلائی پہ شا
یہ مسکی ہوئی چولی + یہ بگڑی ادا الا کہ بناوٹ سے برا ہو نوبہار جمال ہمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی
کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا
مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے
کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے
گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ
ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے
اسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین بھی ہوئین اشتیاق مابین
کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پر بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین
کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی
کیا تدبیر کرکے اسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت
مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادوگر مدت سے اُسپر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے
اظہار محبت نہ کرسکا تھا دل مین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پہ جان جاتی ہی اب تو اسکو قبضے
مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مرگئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے
لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود
اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے
نوش فرمایئے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت
منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پر بل پڑ جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ
اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمھارے لائق تھی قدرت
نے مجھکو تمھارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہی اغلال

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا تحسین کرنے لگا کہتا ہی کہ ملکۂ عالم ایکی مرتبہ تو نوش فرمائیے
مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا بقول قمر نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اُنکو
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی
ای قمر شیر زبان سے بھی خوف آئے مجھے

درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
صف ماتم نہ بچھی ہے عزاداری دل
اسد اللہ رسد گر بمددگاری دل

نوبہار نے کہا ای اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوان سے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی ترک کرو خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ مین اُٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہی مین اگر ایسا جھتی تو کبھی نہ آتی اغلال تحسین کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہی دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہی دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہی شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہی سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیتی ہی بادشاہ ملول ہو کر جب سر جھکاتے ہین نوبہار جانتی ہی کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کرون افسوس ایسا شہریار طوق و زنجیر مین مسلسل و مطوق ہی کاشکے یہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین ہو مین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت بہوت پایا کہا ای اغلال اب مین ملے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون نے فتح کیے مقناطیس جادو انھین کے قبضے مین ہی اغلال نے کہا ای ملکۂ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا مقناطیس و مشکبار اسیر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کرکے بہت پچھتاؤگے کیونکر جان بچاؤگے طلسم کشا اسکا چچا ہی وہ خبر سنتے ہی تمھارے قلعے پر آئینگے کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تمبر مسلمان بلوہ کرین تو قدرت مدد بھیجین ایک طرف سے صاحبقران بلوہ کرینگے اور طلسم کشا حاکم تحفہ جات اُنبر سحر تاثیر نہین کرتا کون اُنکو روکیگا ہم خود

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا
نہال ہوگیا بحال ہوا کہا ای ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہی ایک دن ایک رات کیسا جبتک کہیے قید
رکھون اگر آپ انتظام کرین تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت مین مشکل ہوگی ایک طرف سے
صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا
مین قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کردونگی کہ کوئی آنہ سکے دیوارین سحر کی بنادون کہ اگر
قریب دیوار کے آئین تو دب جائین حملت نہ پائین اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجاکر
قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا ای شہریار اب نہ گھبرایئے گا مین نے آپکی رہائی
کی تدبیر تو کرلی ہی ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہی آپکا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ
کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہی خوب باتین راز و نیاز کی کین کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال
نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہی حکم دیا ای میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجاکر قید کر لیکن
بہ حفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہین میمون جادو چارسو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان مین
آیا اُس مکان مین لاکر بادشاہ کو قید کیا چارسو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھاکے
خود بیٹھا ہی حکم ہی کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طرح
سے انتظام کر رہا ہی اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے
آگے بڑھکر انتظام کر دیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب مین رنگ سحر جمانے
جاتی ہون وہ سحر جماؤن کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کرین تو آنہ سکین تحفہ جات بھی بیکار رہین
ادھر سے ملکہ نوبہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش مین نکلا تھا راہ مین اسنے
خبر پائی کہ فلان قلعے مین جہان کا حاکم اغلال جادو ہی عیار اُسکا شہریار کو وہان لیگیا ہر جگہ
ڈھونڈھورا وغیرہ پٹاتا تھا شہریار بھی جیسیان ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی
مہلت دی گئی فیروزہ قلعے مین آیا مقام قید کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہی کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہین
مین کس طرف سے جاؤن یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی ای برادر جیحون در دولت
شاہی پر جاؤ ہم لوگون کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بہ مشقت بیتنے کاٹا اب رات کو
حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سُنکر چلا در دولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہی اغلال نے حکم
دیا کہ میخانے سے لیلو جیون نے آکر میخانے سے پتلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا دے کوئی مزدوری
کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیون کے آیا نگر بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہیں
جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہی جان تک بد دیتے ہیں مگر آج دن کی رات ہو گئی دو دو داؤن
رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہی اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی نا نہ نہیں جاتے
جس دن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہیں
کیا حکم ہوتا ہی جو کام چاہیے لیجیے مگر مزدوری کے چار ٹکے لینگے صبح کو اسی سے داؤن بدینگے
اگر لگ گئے تو سارے جوئے کو ویران کر دینگے تجسے کیا کوئی کھیل سکتا ہی جیون نے کہا
یہ پتلہ اٹھاؤ شہدے نے پتلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیون کے ساتھ ہو راہ میں ایک
مقام پر ٹھوکر لی پتلہ دوش سے گرا ہاتھ میں جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیون سے کہا حضور
اسے روشن کرا لیجئے اُسی ہارنے کی جھل میں گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب
جوئے والے میرے بدلے کی صفت کرتے تھے جیون نے کہا میاں شہدے صاحب تمھیں
ان باتوں سے مہلت نہیں شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہی اسی میں ہماری بسر
ہوتی ہی جوئے پر رہتے ہیں جواریوں سے اونچ کے داؤن بدا اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک
ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہیں پڑے جوئے پر جا کے لڑا دیتے ہیں لیا جگ بدتے
ہیں جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنا لینگے ابھی تقدیر رسائی نہیں کرتی اس حال
سے رہتے ہیں جیون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتلہ کھولا اُسمیں بیہوشی ملائی اتنے
عرصے میں جیون روشنی لیکر آیا پتلہ اُٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیون کے ساتھ
قیدخانے پر آیا شہدے نے پتلہ رکھدیا سپاہیوں کی چلمیں بھرنے لگا ان سب نے
شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہی کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہی جیون نے کہا میاں
شہدے صاحب بیٹھو تمھیں بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہی
گن تو پیٹ میں بھرے ہیں فقط منھ سے بو آنا چاہیے مجھکو رتوندی بھی آتی ہی آپ لوگوں کی
خدمت میں رہونگا رات یہاں بسر ہو جائیگی صبح کو جوئے پر جائینگے جو کچھ آپ لوگوں سے

بابا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہی اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہی کہا حضور ہماری یہی دنیا یہی عقبیٰ ہی اسی کے شوق مین شہدے ہوے اور جوے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حضور خوب گاتا ہون ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اُسے اوندھا کرکے رکھا اُسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔

نظم

اجل جان لب تیرے شیوون سے ہی
یہ نادم مرے دود کشتن سے ہی

وہ بدخواہ جھسا تو سیہ انہین
عبث دوستی تمکو دشمن سے ہی

یہ پردہ نہ ہو غیش نہ نور کا
مشبک مرا سینہ چلون سے ہی

مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر
کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہی

جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین
گلہ نالۂ آتش فگن سے ہی

شب غم موے شمع کو دیکھکر
ہمین نجات اُس شوخ پرظن سے ہی

مرا خون کیا بار گردن ہوا
کہ جیتا اب وہ بار گردن سے ہی

کھلائے نہ کیون سرمہ گوسالہ کو
خجل سامری چشم پرفن سے ہی

جہان خاک اُڑائی وہین دب رہے
کہ ورثت عبث فکر مدفن سے ہی

نئی کچھ نہین اپنی جانبازیان
یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی

بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین
عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی

دل مومن آتشکدہ کیون بنے
لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین چیچون میمون سے کہتا ہی بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے جھکر کہا آپ

قدرت کو بلا سیئے میمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیحون بھی اپنے مقام سے اُٹھا
اور سپاہی بھی لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ
خنجر لیکر اُٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور
کوتوال وغیرہ طلاے پہرے پر پھر رہے ہین ایسا نہ ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا کرلون
تب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہے چاہا
قفل کھولون یا خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہے اور نہ کلّے سے کٹتا ہے اب تو فیروزہ حیران
ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہر چند چاہتا ہے کاٹون قفل نہین کٹتا کئی سو کنجیان اپنے پاس سے نکالین
مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیرت ہے کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہے کہ ای فیروزہ معلوم
ہوتا ہے کہ میمون کا سحر ہے یہ قفل نہین کھلتا اسی سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی فیروزہ
دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوے آسمان سے آتی ہے فیروزہ
کو جو خنجر بکف اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے ان سب کو کسنے بیہوش
کیا ہے فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہین معلوم کہ دوست یا دشمن ہے رہبر یا رہزن
ہے دل کو پتھر کرکے پکار اُٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین اس
شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تونے سب کو بیہوش تو کیا
مگر قیدخانے مین نہ جا سکیگا قیدخانہ سحر بند ہے مین آکے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہکے
نوبہار طاؤس سے اُتری آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا
بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے بھی
خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہے سب کو بیہوش کیا یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین
نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو
طلایہ دیتا ہوا آتا ہے ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ
نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ نغلون سے بادشاہ کی خون جاری ہے دل کو تاب نہ آئی بڑھکر
عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے
لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہو ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ جیحون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے میمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمہارا قیدی رہا ہوگیا میمون اور جیحون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا اُنہی کا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا خواہ سر پہ پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مارکر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہوگئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہر طرف نوبہار کے کوئی نہین آتا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتارا کچھ اسم پڑھکر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ پھول گرے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ہمسری اُس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہوگیا
بومرے بخت سیہ کو اور سودا ہوگیا

گو جتادے پر عدو کے وہ خود آرا ہوگیا
پر ہمارا بھی تو مرجانا تماشا ہوگیا

کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہائے
جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہوگیا

مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون تری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہوگیا

ظلم کا ثمرہ یہی تھا دیکھکر گل ہائے داغ
بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہوگیا

چشمۂ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہوگیا

روز محشر کیا ہوا پھر کیون شب دیجور کی
کیا ہمارا نامۂ اعمال کچھ وا ہوگیا

بو فنائی ہی سرشت اُسکی سو وہ ہم مین کہان
ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہوگیا

جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی
مفت ایں ہوے مین شبخون تنہا ہوگیا

ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منھ سے سوتے مین کہین
شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہوگیا

آنکھ لگتی جب مجھکو تو کبھی بات وہ کرتا نہین
کیا کہون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہوگیا

شربت مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم	تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا
رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر	قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہو گیا
ہو مشابہ کیسکہ روتے روتے چشم ای ماہرو	شب جو اشک آیا سو اک عقد ثریا ہو گیا
حق تو یہ ہو کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی	آج باطل سارے ہم شاعرونکا دعوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے تو بہار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہو ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہو کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہو ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہو کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سنکر جیحون جوش مین آیا کہا ابھی اس بیچیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر ایلیا جست وخیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامبارک بند رہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہو یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہو اُسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آگئے ایسا نہ ہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے لون سر کا چلو مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے قضاے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ کی کب آرام تھا اُڑتی پھرتی ہو شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہو کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکتا ئے میدان جلالت رستم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہین بلند ہو کر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہو کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہو فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیرخواہ ہو بادشاہ کو بنگاہ محبت دیکھ رہی ہو یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سکندر ہین ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہو یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقناطیس لے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوں پیچھے ہٹکر ایک گولا اسم سحر پڑھکر مارا کئی سو ساحرون کے سر پھٹے واصل جہنم ہوے
فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیز رو عیار کو ٹوکا وہ حقیر جانکر اسپر آپڑا دو چار وار آپس میں واقع
ہوے تھے کہ فیروزہ نے بیٹھکر تیغ مارا کہ دونون پاؤن اجلال کے اُڑ گئے بڑھکر نوبہار
نے میمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعدان
قباد کو ملکہ نوبہار نے جاکر رہا کیا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار
ساحر تیار ہوکر آئے اُنکو لیکر چلا یہان مقناطیس نے دو تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر
مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ انکار کرتے ہیں مگر
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اُسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے
آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک کونے پہ تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے پایہ
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اُڑاتی ہوئی لے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اُسوقت پہونچا کہ آسکے آکر
دیکھا لاشئہ میمون اور جیحون خاک وخون میں غلطان پڑا ہے قیدخانہ لٹ پڑا ہے آگے قیدخانے
کے دروازہ کھلا ہوا چند ساحر اب بھی سحر میں نوبہار کے مبتلا سر ٹکرا رہے ہیں غل مچا رہے
ہیں اغلال نے آکر اُنپر سے سحر اُتارا جب اُنکو افاقہ ہوا تو اُسنے حال پوچھا ان سب نے
حال بیان کیا اغلال جادو غصے میں کانپنے لگا کہا یارو اس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے
بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحرون نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
برپا کردی نوبہار بھی اُنھین کے ساتھ گئیں اغلال نے کہا میں ابھی اپنے بھائی گلنار جادو
کو نامہ لکھتا ہوں وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری صحبت
میں آکر اُسنے بادشاہ کو دیکھا مجھسے میٹھی میٹھی باتیں کرکے یہ دھوکا دیا میں نہ سمجھا کہ یہ بادشاہ کو
قتل سے کیون روکتی ہے مراد اُسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤن اگر مقناطیس
نہ بھی آتی تو ان ساحرون میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اُسکو روک سکتے وہ مقناطیس کو بلا
رہی تھی کہ یہ بھی کیلئے بلیشا مگر وہ قلق ہے کہ کسی سے بات نہیں کرتا اُسی وقت ایک نامہ لکھا مراد
یہ تھی کہ اے گلنار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اُسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر رہا کر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

لیکر چلا سقناطیس نے راہ مین نوبہار سے مفصل حال سُنا تا آگیا جی مین کہتی ہی
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین
بالائے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین انکو جا کے مسلمان کرون خدمت مین
حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ زنگار زنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمہارا جانا بہتر نہین
نوبہار نے نہ مانا ایک طاؤس پر سوار ہوکر طرف قلعۂ چمنستان کے چلی اس قلعے مین اُسکی
سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر ومشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا
صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چہار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
تمام در بند فتح کرلیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور شیرین کلام نورچکیدۂ خالق قدرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئین لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اُسنے لوح کا
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہوگیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردۂ خداوند
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ
طلسم ہفت پیکر کا فاتح ہو منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر
کیسی تباہی ہی وزیر ومشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی آپ کے
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اُٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کرکے انکو رخصت کردونگی تم سب صاحبون کو خدمت
اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برلے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
نے جو بہن کو دیکھا جلگیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ نوبہار
کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہوکر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا
بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطرداری مین مصروف ہوئی نوبہار
جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد لشکر پر ہے استقبال کو چلین اب
آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بچون کو بلایا
شراب عیش کی تو گلزار نے آنکھ بچا کر بیہوشی ملائی کہا ہین یہ بجلے تم ہو نوبہار اس انقلاب
سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر لشکر آیا ہی اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر سیکے
بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی
گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی مسلسل کر کے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ
تو نے قلعۂ اغلال مین جا کر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے
شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین بھیجوں گا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرا
بادشاہ کو اُسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور ہو نا چار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہی اُسنے سب حال
مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ
خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو
بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو اژدہے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف
کوہ زنگار رنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار
واپس نہ آئین اُنکی صورت زیبائی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ
نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اُسی وقت قطورہاے زربفتی سے آراستہ ہو کر براے خبر
نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعۂ چمنستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی
کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک اژدہے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عہدۂ
سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اُترا
اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ زنگار رنگ
کے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کر کے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر
ہین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون ای یار وفادار کیا خبر لائی یاد مین اُس
نازنین و معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

رک گیا اُس پری سے جی بھی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہی
وقت بد مین کہان انیس و جلیس
نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہی

نہ بنی ہم سے دوستی ہی تو ہی
للہ الحمد کیا نمود ہوئی
ہم بھی آنکلین گے گلی ہی تو ہی
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی
ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہی
بن پڑی ہم سے عاشقی ہی تو ہی
وجہ آزردگی بتاؤن کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی
دل ہمارا اُداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

اسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہوکر عرض کی ای شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پر کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قید کرلیا ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ اردبے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوئے طرف کوہ رنگارنگ کے جاتا ہی چند نیزون کو بھی ہمراہ لیا ہی کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیجی تعین کر جلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہی ثبوت خطا کے ملکہ نوبہار مین کوئی جملہ اسنے اُٹھا نہین رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ اول تو مین گلزار کو راہ مین لونگا ورنہ اپنے کو تا بہ کوہ رنگارنگ پہونچاؤنگا وہان جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوئے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ ای شہریار مقام کوہ رنگارنگ عجائب و غرائب سے معمور ہی ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا مین پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سردارون نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ مین آپ لوگون کا ساتھ چلنا نہین چاہتا مین یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کرلونگا یا اپنی جان دونگا اُسنے ایسی خیرخواہی کی اپنی جان دینے مین کچھ اُٹھا نہین رکھا مین خبر سنون کہ اُسکی قید جاتی ہی اور نہ جاؤن تو خلاف مروت ہی سردار یہ کہکے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ایک ناخن پا سے حضور پر ہماری جان نثار ہی بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے مقناطیس و درشکبار نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بفکر رہائی نوبہار روانہ ہوئے یہان گلزار قید لیے ہوئے نوبہار کی دامنۂ کوہ رنگارنگ مین پہونچا زیر کوہ دو دکان مین

آراستہ میلا جمع ہی باوے کو وہ تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہی مراد مند جمع ہین گلزار
جو اس مجمع مین ہر ہر جادو کا ندا اُٹھا اُٹھ کے اپنی دو کانون سے پاس گلزار کے آتے ہین تو پوچھتے
ہین او گلزار یہ قیدی کون ہی گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی رنگار رنگ جادو
حاکم بیان کا سامنے تصویر کے حاضر ہی مراد مندون کو پیش کر رہا ہی موافق ہر ایک کی خواہش
کے تصویر سے آواز آتی ہی مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف
ہفت پیکر کر رہے ہین ہزار ہا زاغ و زغن درختون پر جمع ہین نام ہفت پیکر پکار رہے
ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہی کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور
جمشید لعین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر کار یک
سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آ رہی ہین کہ رنگار رنگ جادو
نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی تصویر
سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاوے کو وہ اس گنہگار کو ذلاؤ زیر کو وہ سامان
قتل کرو رنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاوے کو وہ اس گنہگار کو
ذلاؤ زیر کو وہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری کرو اہل فوج دارین استادہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر
دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے مذہب
حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

تو بادشاہ جہان و دو جہان محتاج ۔۔۔ تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل ۔۔۔ زمانہ بر در لطف تو ہر زمان محتاج
بگوش قدرت تو دو گوش بیکند یارب ۔۔۔ کند چو بر در دربار تو فغان محتاج
رسا بکام دل خویش از عنایت تو ۔۔۔ غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور ۔۔۔ فرشتہ بندۂ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہی دارین استادہ ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین
شلنگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہی حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

اُدہر اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار بپشت پر فوج دریا موج دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابروں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے دونوں وہ ابر بہ رواروی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا یا شیدا ہی کافران بیحیا دی نابکاران بزور ناہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس وجم
نہال گلستان صاحبقران | ہزبر قریان شاہ اسلامیان

جو ہمراہی بپشت پر تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ لڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزوں کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحروں کے آکر گریں دونوں نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوئے دوکاندار فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل اہل فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد مانگنے آئے تھے یہ کیسی نامرادی ہو بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کروں کہ گلزار سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی ای بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دونگا یہ کہکے گلزار نے گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلواریں برسنے لگیں مگر کوئی شی بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں الگ گر رہی ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہو بادشاہ پر کچھ تاثیر نہوئی ایک تلوار بھی اگر اُنپر گرتی تو سر اُڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں دم بھر میں کوہ سفید کے انبار ہوگئے سب کا فسردی سے مثل بید کانپ رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری گرد مرکب انبار ہی جسم مرکب بادشاہ کا برف وپانی سے محفوظ ہی جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہیں برف پانی ہوکر بہہ جاتی ہی یہ تاثیر دکھاتی ہو بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو اپنے سحر سے عاجز ہوچکا تھا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر جو سپر پھولوں کی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر تلوار چلی تھی یا زیر تنگ تلوار نے
بوسہ دیا گلزار کا مارے جاتا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ
نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار
کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قبہ کنگر گری نوبہار تڑپ کر اٹھی بھاگے
لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے
پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہو کسیکا گریبان چاک کوئی
منھ پر خاک مل رہا ہو لشکر میں گلزار کے ہنگامہ پڑگیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی
آتی ہو اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہو رنگار رنگ جادو نے بالائے کوہ سے دیکھا
کہ میلہ تباہ ہو رہا ہو گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جسم کے سحر
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں رنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہو دوکاندار
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تقدیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں
آواز آئی ای رنگار رنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہو جا کر تماشہ
دیکھو رنگار رنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جلد
آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں پیچیدہ ہوکر بالائے آسمان پہونچا
آواز آئی صنم آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی ای بندی خاص الخاص مقناطیس
و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جفا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحرہ دھوئیں سے
نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جاؤ تمکو
قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سیر نے آکر رنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا ای رنگار رنگ
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگار رنگ
نے کہا ای آسمان سیر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوئے اگر تمنے دیر کی تو
سارا میلہ تباہ ہوجائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی اماں نہ پائیگا ذرا خیال
کرکے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہو تمام زیور پھولوں کا جو جسم پر آراستہ تھا سب اُسنے

توچلکر پھینک دیا دیکھو سب ساحر وغیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض آبرو ڈبونے کو جھیل مین جاکر گرتے ہین آسمان سیر نے کہا یہ سب بلائین دفع ہو جائین گی لشکر اہل اسلام اس رنگ مین پھنسے کہ نکل نسکے پھر قدرت کو اختیار ہو رنگار نگ کو آسمان سیر سمجھاکر پہاڑ سے بلند ہوئی نوبہار نے دیکھا میرے چار جانب چار پہاڑ ہین اور سحر کرنے سے مجبور ہون سحر یاد نہین آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے مین بیٹھی رنگارنگ کے کان مین آواز آئی کہ دیکھ مین نے نوبہار کو تو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے مین بیٹھی ہو رنگارنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہین اور ایک چھوٹا میدان اس میدان مین ایک نخل ہے اسکے سائے مین سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس کہ رہی ہو رنگارنگ نے پکار کر آواز دی ای آسمان سیر کیا کہنا سحر اسکا نام ہے جو تو نے کیا آواز آئی او رنگارنگ دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہو رنگارنگ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا قلعۂ رنگارنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر نکلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان مین پہونچا فوج رنگارنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحرون نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب لڑ رہی ہے سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان مین رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ درد کشیدہ بیشمار بڑھ بڑھ کے رو رہا ہے۔ نظم

گر مین کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہاے وہ لاف ہاے خودکامی
میرے آزار کا کفیل ہوا
فخر حسن و عشق تھا بے مثل
مین اگر بزم مین ذلیل ہوا
کوتہی کے جواب مین جون جون

مجھکو چھیڑا آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پہ نہین آتا
غیر ہر کام مین دخیل ہوا
کسقدر تیز رو ہی سوے صنم
مین ترا تو مرا عدیل ہوا
آتش آہ بے اثر سے مری
اور بھی خط مرا طویل ہوا

گر یہی بیخودی ہے صہبا مین
دعوی خضر بے دلیل ہوا
اب تغافل ہے وان مگر گردن
نامہ بر میرا جبرئیل ہوا
آپ کی کون سی بڑھی عزت
آسمان گلشن خلیل ہوا
ہاے مومن شہادت سے بچے

بہروصل صنم قتیل ہوا

مقناطیس یہ صدائے دردناک سُنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا
کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سائے مین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار
مذکورہ زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی جاکے نوبہار
سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھالیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے
بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت
کے سائے مین نوبہار سے باتین کر رہی ہی مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے
پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے
دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا
حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین
سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوارین کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین
یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھر کے پہاڑون کے
بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہی ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اُتر پڑے
پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہین ایک نخل کے سائے مین
جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی اے شہریار
یہان سے نکلے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین مین مرکب کو قبضے مین کرون پشت پر اسکی
سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن راستہ نکلنے کا نہین پاتا
یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سائے مین سے نہین اُٹھتین آپس مین
ہم کلام ہو رہی ہین زنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سیر آسمان سے اُتری آکے زنگار رنگ
سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون
کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے زنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان پر
قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے مین نے سبکو قید کر دیا مین بادشاہ
کا انتقام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان پر
پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا بے آب و دانہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قیدخانے مین آب ودانہ بھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جب تک آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سُنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دباکر بہ مجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہورہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب ودانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پہ نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب ودانہ بھی مین نے بند کر دیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سنین دبے پانون دیوار پر سے اُترا درختے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اٹھی اس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مارکے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھکر کھب کے یہ اشعار گائے نظم

جلون کے بدلے مجھکو زمین پر گرا دیا ۔ اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا
برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرا دیا ۔ دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق ۔ کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تاثیر سوز دل کرہ نار ہے مگر ۔ اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا دیا
اشک فغان کی ہائے رقیب آفرینیان ۔ محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا
مٹی نہ دی مزار تلک آکے اسپہ بھی ۔ کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا
اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہی ۔ گل کھانے کو رقیب کا چھلا سنگا دیا

ایسی غزل کہی ہی یہ جھکتا ہی سب کا سر	مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی
فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہی وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی
وہ گرفتار ہوے جی چاہتا ہی آج شراب وکباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کریں آسمان سیر
نے کہا ای شعلہ رخسار یہ سحر مجھسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے جن
صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہی کہ بازو پر اُنکے نقش
بندھا ہی کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب و دانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے
بی سقناطیس کو اپنے سحر پر بڑا دعویٰ تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوے بی مشکبار
کہ ہمیشہ اس گھمنڈ میں رہتی ہیں کہ ہمسے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ذرا سے شعبدے میں
کیسی پھنسیں اب اُس نخل کے نیچے سے ہٹ نہیں سکتیں میں اُسجگہ قدم نہ رکھونگی اگر
بادشاہ کے سامنے جاؤں وہ ہاتھ تھام لیں تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہان جانا
بہتر نہیں چند کنیزیں مقرر کرتی ہوں کہ قیدیوں کی خبر لایا کریں اہل لشکر کہ حصار دیوار میں
پھنسے ہیں فریاد فریاد کر کے مرجائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری
میں نثار ہو جاؤں کلیہ میخانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کروں کہ کوئی باقی نہ رہے
آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہی تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہی
کنجی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر میں نے اور بھی کی ہی بیہوشی زہر سنکھیا کوئی مجھکو کھلا
نہیں سکتا یہ میرے بازو پر پتلے بندھے ہیں فوراً منع کرینگے ا تو فیروزہ کے ہوش اُڑے جی میں
کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا یہی دعویٰ ہی کہ شراب میں بیہوشی ملا کے لاؤں اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم
سے قتل کریگی دل میں کہتا ہوا ای فیروزہ گیا تہ بہ گردون میخانے سے جا کر شراب لایا سب کو
پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد میں گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو
دو شبانہ روز بے آب ودانہ ہو چلے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائیں دن کو کئی مرتبہ
سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہی ہمارے رہنے کا مقام اور ہی اُن قیدیوں کے
اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتوں میں یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی میں لیجاؤں

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہے آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر لوں
شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا میں لشکر نقابدار مرصع پوش
اُترا ہوا ہے لشکر میں کٹورہ کھنک رہا ہے گرم بازاریاں ہو رہی ہیں سُن چکی ہے کہ یہ نقابدار بھی
مسلمانوں کا مددگار ہے جا بجا اسنے کار نمایاں کیے ایک پہاڑ پہ آکے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پر
ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ میں بیٹھا ہے افسران فوج
گرد جمع ہیں عیار طرار بلاے روزگار رشت برکمز انگس رانی کر رہا ہے کہ لشکر میں ہنگامہ برپا ہوا
نقابدار نے کہا اے یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہے کہ صداے
فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن میں آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہے برف برس رہی
ہے عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہیں ہے کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہے خدا خیر
کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہے اور دور دور
چاندنی نکلی ہوئی ہے اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہے دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا
دیکھا سامنے کوہ ہے اُسپر سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہیں ابر سیاہ میں جاکر ملتے ہیں ابر کو زور
دے رہے ہیں جب یہ لکہ ہاے ابر جاکر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہیں تو برف کی ترقی
ہوتی ہے عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہے جی میں کہتا ہے اے برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت
قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی
شکل بنا ایک نامہ تیار کرکے ہاتھ میں لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر
کودے تو اس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے خیر
جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ
نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادۂ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پہ آکے
پانون قائم ہوے آسمان سیر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا
گھبرا گئی ہاتھ میں کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا میں کئی دن سے
خدمت میں حاضر بھی نہیں ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی یہ سوچکے

اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی ای ساحر کہان سے آتا ہی مین ہون آسمان سیر ساحر
جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہے
قدرت تجھ سے بہت خفا ہین آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تہ پر تہ لپٹا ہوا ہی نامے کو کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اُڑی ارے کہکر لہرائی عیار آمادہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا
کر شکم چاک قصہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سیر کے جیوت
شعلہ رخسار گانی موجود ہی کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کہ یکایک دنا تا ہوا اور سیاہ آسمان
پر آیا چمن جلنے لگے صدہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُسکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اُنکے قتل کی
نشانی ہی کیون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار
نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہی
کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے تنگ شراب کا لایا اُسمین بیہوشی ملا کے کنیزون کو
شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقنا طلیس و نوبہار
و مشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دنا تا ہوا پہاڑ گرے مقنا طلیس کو سحر یاد آیا
نوبہار بھی تڑپ کے اُٹھی مشکبار سجدہ شکریہ پروردگار کرنے لگی مرکب بادرفتار جو بھاگا بھاگا پھرتا
تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان
ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہی کہ فیروزہ آ کر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا
خوش ہو گیا عرض کی ای شہریار نہین معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا کہ باغ اُسکا ویران پڑا ہی
مین نے اُسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُسکا بہت قریب
تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگا رنگ کو جو دیکھا اُسی
طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہین لشکر تو بادشاہ
کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک ٹوٹا رنگا رنگ جادو
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پہونچے رنگا رنگ فوج لیکر نکلا اُسوقت پہونچا کہ پھاٹک
پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہی ساحر بلوہ کر رہے ہین

چاہتے ہین قلعے مین نہ آنے دین مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک ماری کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلائے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

کرتا ہی قتل عام وہ اغیار کے لیے — دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے
دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے — عاشق ہوے ہین ہم ترے آزار کے لیے
دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون — رکھا ہی اسکو حسرت دیدار کے لیے
قتل اُسنے جرم صبر جفا پر کیا ہے مجھے — یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے
لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب — تجویز زہر ہی ترے بیمار کے لیے
آتا نہین ہی تو تو نشانی ہی بھیجدے — تسکین اضطراب دل زار کے لیے
چلنا تو دیکھا کر قیامت نے بھی قدم — طرز خرام شوخی رفتار کے لیے
جی مین ہی موتیون کی لڑی اُسکو بھیجدون — اظہار حال چشم گہربار کے لیے
دیتا ہون اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال — بوسے جو خواب مین ترے رخسار کے لیے
جینا امید وصل پہ ہجران مین سہل تھا — مرتا ہون زندگانی دشوار کے لیے
مومن کو تو نہ لائے کہین دام مین وہ بت — ڈھونڈھے ہی تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج رنگارنگ پر اشارہ کر دیا ایک طرف سے مقناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے عذر کرتے تھے کہ ای ملکہ عالم جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لائین مقناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے کئی سو کے سر اُڑا دیے رنگارنگ جب سحر کرتا ہی ہزارہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہین رنگارنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہی کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہین کسی کو روکا جب روکے سے نہ رُکا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہی کبھی کہتا ہی ہائے وہ افسر بارا کہ جسکا رفاقت مین مثل نہ تھا افسوس مین نے خود قتل کیا اس ہنگامے مین کس کس پر سے سحر اُتارون کیونکر اپنے یاران ہمدم کو بچاؤن آخر ناچار ہوکر قتل کر ڈالتا ہون کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہوچکا ہی ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہی شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہی جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوے
قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون نے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوے
رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہی کوہ رنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہی نوبہار نے بڑھکر عرض کی ای
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا میں خود
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر جا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا طرف
کوہ کے چلے نوبہار نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لڑکے مشعلین لیے ہوے ظاہر ہوے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ چند
برہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کرکے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھیے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو برطرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طی کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ ای کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل مہیب
نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ در
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جسطرف
چلتے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی پہلو پر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو
دیکھا آواز دی او گیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہی یہ کہکے سحر کیا جس تیر پر کہ

سقناطیس کھڑی تھی وہ پھر پھٹا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ سقناطیس بھی قعر
کوہ مین گرے کہ نوبہار نے بڑھکر سقناطیس کو سنبھالا کہا ہوا کوہان کوہ در سحر کر رہا ہو
مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے کے
کٹتے ہی چند آہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوؤن نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار
جادوگر بار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلوے کوہ سے
چند شیر ظاہر ہوے آہوؤن پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باندھ لیا
آہون کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور
شیر دھڑ دھڑ کے مار رہے ہین طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوے
شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسون پر آوازین مہیب آنے
لگین تھوڑے عرصے مین شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیون کو طے کرکے بالاے کوہ
آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ
لڑتے ہوے بالاے کوہ آگئے ساحرون کو قتل کر رہے ہین تینون جادوگرنیان چمک چمک
کے سحر کر رہی ہین جس پر سحر کیا اُسے مار گرا دیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہو کہ چمنستان لالہ دار
کھلا ہو ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہو تصویر سنگی نے آواز دی کہ ای کوہان اپنا سحر کیون نہین
کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کریگے اُنکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہو کوہان
نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان
سے چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین ظاہر ہوئین سب کے آگے ایک نازنین
زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھینچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا
آئینہ اسکندری سے مثال دون یا رنگ گل نسرین ونسترن کہون آخر کس شی سے مثال
دون وہ عارض کہ دیکھنے والون کو عارضہ عارض ہو خرامان خرامان سب کے آگے بڑھی ہوئی
گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ادا آتی ہے

نظم

اعجاز جان دہی ہی ہمارے کلام کو ۔ زندہ کیا ہو ہمنے مسیحا کے نام کو
لکھو سلام غیر کے خط مین غلام کو ۔ بندے کا بس سلام ہو ایسے سلام کو

اب شور ہے مثال جو دی اُس خرام کو
یون کون جانتا تھا قیامت کے نام کو

آتا ہے بہر قتل وہ دور ای ہجوم یاس
گھبرا نجائے دیکھ کہین ازدحام کو

گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا ولے
مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو

یان وصل ہو تلافی ہجران مین ہی فلک
کیون سوچتا ہی تازہ ستم انتقام کو

تیرے سمند ناز کی بیجا شرارتین
کرتی ہین آگ نالۂ اندیشہ کام کو

گریہ تھمے مرے زندہ دو بہنے گیا ہو آہ وہ
روتا ہون اپنے مین دل جنت مقام کو

سبہ بہکے نادرست تری خوبگاری
ہینے خراب آپ کیا اپنے کام کو

جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ
پھر کون وارثون کے سنے اذن عام کو

شاید کہ دن پھرے ہین کسی تیرہ روز کے
اب غیر اُس گلی مین نہین پھرتے شام کو

مدت سے نام سنتے تھے مومن کا بارے آج
دیکھا بھی ہے تم نے کسی شعرا کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کرکے مثل ہلال شب اول خم ہوئی یہ ناز و کرشمہ سر اُٹھایا آنکھ سے آنکھ کو ملایا نگاہ ملنے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قباد ہر چند زرہ پہنے ہین تعویذ زیر زرہ ہے مگر اُس نازنین سے کہا مین دور سے حضور کی مشتاق ہوکے آئی ہون ذرا میرے ساتھ تشریف لائیے سامنے زیر کوہ اس کنیز کا باغ ہے چند ساعت وہان تشریف رکھیے دیکھیے ملاحظہ کیجیے کہ لڑائی فتح ہوگئی آپ کے سردار غالب آئے بی نوبہار و مقناطیس و مشکبار نے کیا کیا سحر کیے یہ کہکے بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ اُسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین تلوار نیام مین کرلی سپر پشت پر ڈالی گلچینی گلشن جمال کی اُسکے کر رہے ہین نوبہار نے بڑھ کر مقناطیس سے کہا کہ بوا دیکھو بادشاہ کہان جاتے ہین مقناطیس آگے بڑھی چاہا جاکر بادشاہ کو روکے کمان کوہان نے دوسرا گولہ طرف صحرا کے مارا کہ وہ گولہ وہان جاکر پھٹا تھوڑی دیر تو اُس مقام پر یہ حیران رہی بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوے نہایت اطراد و فراز ہنستی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی اے افسر لشکر بادشاہ اسلام میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا کہان سے آئی ہو ہم تو خود تمھارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقناطیس کے پہونچی کہا اے مقناطیس
سامنے ہمارا باغ ہی ہمنے آپ ہی لوگون کے واسطے آراستہ کیا ہی ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھو لو کہ
ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمھارے انتظار مین لہک رہے ہین پھول چاندنی کے تمھارے
انتظار مین چمک رہے ہین مقناطیس نے کہا ہوا کیا نقصان ہی تمھارا عارض انور رشک
غنچہ و گل ہے باتون مین کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقناطیس سے آنکھ ملائی
اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی۔ نظم

خالی ہوا ہی فتنہ سے گا ہے جہان نہ ہو
اس دم قیامت آئے اگر آسمان نہ ہو

اعجاز سے زیادہ ہی سحر انکے ناز کا
آنکھین وہ کہ رہی ہین جو لب سے بیان نہ ہو

یون تو بہت سے دل کے خریدار ہین وے
جو ہی سو بد معاملہ کیونکر زیان نہ ہو

لکھتا ہون اسکو بستگی دل کا ماجرا
آنسو روان نہ ہون تو سیاہی روان نہ ہو

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ دیبا جوان نہ ہو

ترکر دیا ہی ابر بہاری نے اس قدر
بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو

اب شوق وصل ہی نہ غم قرب مدعی
پامال ہو چکا ہون عبث سرگران نہ ہو

عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق
مین جانتا ہون چین کہان تو جہان نہ ہو

اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہی دل ابھی
رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو

مومن بہشت عشق حقیقی تمھین نصیب
ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقناطیس کے گائے کہ مقناطیس کا چہرہ
سرخ ہو گیا آنکھین ابل آئین اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ
جاتے ہین اور گلابی پوش سے مقناطیس باتین کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونون نازنین اب
دونون کو لیکر چلین نو بہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا لو بوا مین سمجھی تھی کہ
مقناطیس بادشاہ کو بچا لینگی وہ خود مبہوت ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہین مین جا کر
روکتی ہون مشکبار نے کہا بوا مین بھی سحر کرتی ہون تم جا کر اول مقناطیس کو روکو تو بہار

جمعیت کر سامنے مقنا طیس کے آئی کہا یا کہان جاتی ہو مقنا طیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے باغ ہو اُسی کو دیکھنے جاتے ہین آؤ یو اتم بھی چلو نو بہار بلا تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہو اور ساتھ والون سے کہ رہا ہو کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آکے روکین تو یہ ہوگ نہ رکین گے نو بہار نے بھی مقنا طیس کا ساتھ دیا مشکبار جمعیت کر سامنے بادشاہ کے آئی کہا ای شہر یار آپ کہان جاتے ہین اس نازنین کو کیا سمجھے ہین بادشاہ نے فرمایا ای مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہین آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہوئی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اُس زعفران پوش کے جاتے ہین اور گلابی پوش نے مقنا طیس و نو بہار کو لیا یہ دونون اُنکے ساتھ جاتی ہین اور کوہان کوہ در گوشے مین بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دمبدم پکارتا ہو یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوے پہاڑ سے اُترین اُترتے ہی کئی ہزار کنیزین جو صحرا مین پھیلی ہوئی تھین جمع ہو کے سامنے آئین پکارتی ہوئین کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہو ہر پھول رنگ و بو مین لاجواب ہو چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہے گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہو بادشاہ باغ مین داخل ہوے گلابی پوش نے مقنا طیس و نو بہار کو بھی باغ مین پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگفتہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ہر نخل کے سایے مین جوش مار رہی ہین حوض پختہ لبالب بہ آب ناباب حباب کی آبرو موجین خوشبو کنارون پر ہر حوض کے جام ہاے شراب ناباب رکھے ہوے جھلک رہے ہین جیسے ہی بادشاہ نے باغ مین قدم رکھا ہزار ہا طائر زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوے صف باندھکر سامنے آئے اپنی آواز مین بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگے۔ نظم

ہم و بیداد و ستم کچھ دل مضطر مین نہین	یون ہون نالان کہ وہ گویا صفت محشر مین نہین
خار بستر ہے شب ہجر بچھاؤن کیونکر	دلمین تو ہو وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سر پٹکتا ہون کہ بس ہم بھی نہون گھر بھی نہو	دھیان جسوقت یہ آتا ہو کہ وہ گھر مین نہین

مجھ سے میکش کی طرف محتسب آتا ہی تو آئے — ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر میں نہیں

جی اُٹھے اور وہی رنج محبت کے عذاب — ہم نہ مانیں گے کہ ایذا تری ٹھوکر میں نہیں

ہم نفس کیونکر مسخر وہ پری رو ہوگا — نام اہل ہوس اوراد فسونگر میں نہیں

قطع رشتہ سے سر کاٹنے کو کیا نسبت — مجھ میں وہ دم ہی ابھی جو ترے خنجر میں نہیں

دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول بھی — سچ کہا تم نے مزا حرف مکرر میں نہیں

کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن — ہم طلب کرتے ہیں وہ شی جو مقدر میں نہیں

طائروں نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و مشکبار و مقناطیس آمادہ ہو گئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کراؤ بادشاہ ساتھ اس زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی ای شہریار زنگار رنگ جادو کہ بادشاہ اس بہار کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہی ہم لوگوں نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہی کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھولکر رکھدیں آپ کے پاس ان ہتھیار کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے سپر شمشیر کمان ترکش سب کھولکر زعفران پوش کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول ڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہی بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہوکے پوچھا کیوں ای مقناطیس ہتھیار تو میں نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہیں کہ تعویذ بھی کھولکر رکھدو تمھاری کیا رائے ہی تینوں نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھدیں ہم نگہبان رہیں گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھولکر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اُٹھا لیگیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اُٹھا لیگیا نہیں معلوم یہ طائر کون تھا کنیز کو بڑا قلق ہی اب مناسب ہی کہ آپ جلد طلسم ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے فرمایا ای مہ جبین میں مدت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہوں مقام فقط بتا دو میں طلسم ہفت پیکر میں خود چلا جاؤنگا مقناطیس و مشکبار و نوبہار بھی کہہ رہی ہیں کہ اگر طلسم میں نہ جائینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھا دو پھر میں فتح کرونگا تینوں جادوگرنیاں طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئیں کہا کہ ای ملکہ عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو بتاؤ آپ اُسمین فوراً داخل ہونگے جاکر فتح کرلینگے گلابی پوش نے کچھ اسم پڑھکر کا پڑھا
فوراً دیوار باغ کی گرگئی دیکھا سامنے ایک صحراے سبزہ زا بفراخ و تنشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی
سبزہ پھیلا ہوا ہی نہرین جاری ہین بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گروازی کل افسران فوج
ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین آکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر یہی کہتے
ہین کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر مین آپ کا داخلہ ہوگا بادشاہ جس افسر سے صلاح
کرتے ہین وہ یہی صلاح دیتا ہی کہ حضور ہم سب ساتھ ہین چلتے ہی طلسم کو فتح کرلینگے بادشاہ کو تخت پہ سوار
کیا وہ دونون نازنین ساتھ ہین ہتھیار بادشاہ کو لاکر دیے بادشاہ مسلح ہوے اس صحرے
سبزہ زا سے گذر کر ایک دشت مین پہونچے کہ صحراے ویران کف دست میدان بالکل
سنسان ہی ہواے گرم چل رہی ہی زاغ و زغن درخت ہاے خار پہ بہی آواز ین لگاتے
ہین بادشاہ اس دشت کو دیکھکر بہت پریشان ہوے جب جھونکا ہواے گرم کا آتا ہی گل عارض
مرجھا جاتے ہین چہرے پہ پریشانی اہل فوج فریاد گری کی کرتے ہوے مرکب سے گرے
پڑتے ہین فریاد کی صدائین بلند ہر خرد و کلان دردمند تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک
قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج مین ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہی برج کلان مین ایک زنگی
بڑے قد و قامت کا کرسی پہ بیٹھا ہی پہلو مین اسکے ایک معشوق خوبرو گلابیان شراب کی سامنے
رکھی ہین ہر مرتبہ شراب پیتا ہی معشوق سے بوس و کنار کررہا ہی بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
وہ جو زنگی قرنائین لیے کھڑے ہین دہن سے قرنائین ملائے ہوے کئی ہزار نقارہ نواز
وہین گنگا جمنی اُنکے ہاتھون مین نقارون کے ڈنکے ہین امیدوار کھڑے ہین کہ بادشاہ
کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائین بجائین بادشاہ تخت سے اُترے اول تینون جادوگریان
یہ کہکر بڑھین کہ پہلے کنیزین جائین حال طلسم دیکھ آئین تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت سخت
ہی فتاحی حضور کے نام ہی بادشاہ تخت سے اترکر سامنے قلعے کے کھڑے ہوے کہ اول مشکبار
و سقناطیس و نوبہار طرف قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا
اُسنے پکار کر آواز دی ای سقناطیس وغیرہ یہان آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینون نے جواب
نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہین جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچین دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آہنی خندق کے پاس آ
آکر تینوں کرسیان بچھائین یہ تینوں جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے
ایک ایک جام تینوں جادوگرنیون کو دیا تینوں نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین اُس
زنگی نے دیکھکر آواز دی اے مقناطیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمہارے
مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قیدی
ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے اُنکے ایک نازنین
گلنارپوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون
کے آگے بڑھی ہوئی بناسی ہوئی آئی کہ اے مقناطیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم
تمہارے مشتاق ہین تینوں جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چار جانب سے
گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینوں جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہنستی ہوئین
نازنینان مہ جبین سے بخلق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین
داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ
قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہے اور پہلو مین اُسکے معشوق
خوشخو ہے بوس و کنار سے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکار کر آواز دی اے اجل گرفتہ کیون جان دینے
آتا ہے مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ یہ دیکھی
تینوں رفیقین داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون پہ قریب
ہوے جیسے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ
مین اُسکے کرسی پکارکر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے ٹھہر
جائیے بادشاہ رکے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن
دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب
بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنائین دہن سے ملا مین نقارچیون نے چوبین اٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے اُسنے پکارکر آواز دی ای اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان چہرہ جبین نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس جاہ وحشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آ سکے تو دیکھا کہ بازارین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون کی باتین ہو رہی ہین سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوے بلے کان مین اُس مین مروارید بے بہا پڑے ہوے دو کانون پہ بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور دلال جوہریون کا کہا تے ہین جسطرف بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچین اور طلسم کشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آ کے پہونچے اب اک طرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بعد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے — نظم

کہتے ہین جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست	اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر	چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست
جاتا ہی جبکہ خون شہیدان عشق کو	کاٹھی سے نکل پڑتی ہی باہر حسام دوست
ہی جی مین کوہ طور پر اک روز جایئے	مثل کلیم ہو جیے وان ہمکلام دوست
عاشق جلو مین دوڑتے ہی دور تھکے	ہرگز قدم لگا نہ کہین خوشخرام دوست
پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین	بے واسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست
آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو تربتر	لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست
وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی	پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست
بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر	میلہ سا روز رہنے لگے زیر بام دوست
ای رشک مشک عود کی کیا اسکو احتیاج	رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

اس آواز کو بادشاہ ہمراہ سُنکر اُسطرف متوجہ ہوئے دیکھا صدہا نازنینان مہ جبین دف و دائرے
بجاتی ہوئین ایک محافہ لئے آتے ہین اُسکو نازنینونکے گھیرے ہوئے آگے ایک چوبدار عصائے مرصع کا
ہاتھ مین آواز دیتا ہوا آتا ہے کہ ای دوکاندارو ای اہلی شہر مودب رہو کہ معشوق شاہی کی سواری
آتی ہے جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اُٹھا بادشاہ نے اُس بیچ محافہ
مین ایک کوکب درخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چاردہ سالہ دُلھن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا ہوا
کہ بُو سے اُسکی دماغ جہان معطر و معنبر ہوتا ہے عروس نے یکایک سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار
ہوئی تیر مژگان جو کمانخانہ ابرو مین لیس تھے تو وہ دل پہ پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار کر دے
بادشاہ نے جھپٹ کر پلٹے پر محافے کے ہاتھ ڈالدیا فرمایا یہ ماہ پیکر کون ہے چوبدار نے بڑھکر
عرض کی حضور بیتاب نہ ہون یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہے گرد جو نازنینان مہ جبین کھڑی تھین
اُنھون نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کا لے آئین پھر بادشاہ کو بٹھا کر دولھا بنایا بھاری
سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو سنبھالے ہوئے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اُس محافے
کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ باغ کا سامنے معلوم ہوا دروازے
پہ بہت سی کنیزین بطور استقبال کھڑی ہین جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا اُن سب
کنیزون نے پھول جو ہاتھون مین لیے تھین بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے عرض
کی حضور تخت سے اُترین عروس کو لیکر داخل باغ ہون بادشاہ تخت سے اُترے محافہ رکھا
گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود مین اُٹھا لیا مالا مال محبت مین لیکر عروس
کو باغ مین آئے بارہ دری کہ نہایت تکلف سے آراستہ تھی فرش منقش بچھا ہوا جھاڑ کنول
آراستہ ایک جانب چھپرکھٹ نہایت عمدہ درست ہے اس چھپرکھٹ پر لیکر عروس کو آئے کنیزون
نے بڑھکر انتظام کیا ہر کام کے حیلے سے ہٹنے لگین تھوڑی دیر مین بادشاہ نے دیکھا کہ گلوریان
شراب کی کشتیان کباب کی رکھکر سب ہٹ گئین بادشاہ نے دیکھا اب سوائے عروس کے اور
کوئی اُس مقام پہ نہین ہے مقام جو خالی از غیر پایا چھپرکھٹ پہ تشریف لائے پردہ ہائے زنبوری
چہار جانب کھینچے ہوئے بادشاہ نے جو پلنگ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے امید وصل
مین دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ اُٹھایا تو اس معشوق پریچہرہ کو

دیکھ

دیکھا تھا یاد دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رہی ہی کہ ای شہریار
آئیے مین بھی تشنۂ شربت وصل ہون بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہی کہ مجھسے وصل
کی خواہان ہوتی ہی مین تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کرون اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے
دامن پکڑا کہا ای شہریار میری شادی آپکے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیان ساتھ تھین آپ
بناز و نعم مجھکو بیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہین شاید کسی نے بہکا دیا
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ اری بیحیا حلوا خوردن را روئے باید اُس زنگن نے
چاہا گلے مین بادشاہ کے ہاتھ ڈالدے منھ جو کھولا بو سے بدآئی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا ہٹا دیا
اُسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہی مین چاہتی ہون گلے مین ہاتھ ڈالون وہ
اپنے کو کھینچتا ہی کیون شامتین آئی ہین تو نے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیان آگاہ ہوگئین
اپنے اپنے جلسون مین ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب مین اپنے میکے مین کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہوگیا مین ہی تجکو
سب مین ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہین کہ ضعیفہ کی بڑی
آبرو ہی تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو زنگن نے
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہرچند روکا وہ نہین مانتی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک
طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مرکر گری ہزارون کنیزین سر پیٹتی ہوئی گھس آئین
غل مچاتی تھین کہ صاحبو یہ ظلم بھی کہین سُنا ہی اس راز و نیاز سے دولھن کو بیاہ کے لائے اور پھر
دولھانے دولھن کو مار ڈالا کنیزون نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑلین بادشاہ نے تلوار
کھینچی کنیزین چیخنے لگین ایک سے ایک کہتی ہی ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دولھن کو مار ڈالا
اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہی بادشاہ نے جسپر ہاتھ مارا تلوار نے اُسے زخمی نہ کیا آخر وہ سب
عورتین لپٹ گئین بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ آہنگر کو
بلاؤ آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ
بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنین سر زنجیر کو تھامے ہوئے
اور لاشہ اُس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئین مجھکو لیے جاتی ہین ہر راہ مین ملتا ہی اُس سے

کہتی ہین صاحبو بیا اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لے گئے تنہائی مین
نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیسا محجوب ہوتے
ہین ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہی ایسی خوبصورت دُلھن اُسکے وصل پہ کچھ اُسکو
توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والون کو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دُلھن کے نام سے یہ بات
ظاہر ہی ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے قتل کیا زنگنین
کہتی ہین کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے خداوند
ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید مین بھیجو کہ اب وہ انہم پر بند کرین
ضعیفہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طے کر کے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے
کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین دروازے
پر پردۂ زنبوری کھنچا ہی قرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہی اُسنے زنگنون سے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میان درگہ سالار صاحب یہ دولھا ضعیفۂ مردار خوار کو بیاہ
کے لے گئے محافے مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ
شادی کردین باغ نیرنگ مین لیکر گئے دولہا نے دُلھن کو گود مین لے کے اُتارا بڑا ولولہ
تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیے مین لیجا کر جب بیٹھے اور وقت وصل آیا نہین معلوم
کیا سوجھی دولھا نے دلھن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیزداران عروس لاشہ لیکر
آئی ہین اور میان دولھا بھی آئے ہین درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر
کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت محجوب ہین ہر چند کہتے ہین کہ لاشہ اس
فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دُلھن سے کیون شرماتے ہو ہماری قوم مین ایسی
کوئی خوبصورت عورت نہین ہی کبھی ہم لوگون پہ یہ بدعت نہین ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا
تخت آہنی بچھا ہی اُسپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج میلا سا سر پہ رکھے ہوے لباس کہنگی
جسم مین بوسیدہ دیسے ہی رفیق دنگل ہاے آہنی پہ بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخراپن کر رہے
ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے مع رفیقون
کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ جو
دولھا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دلھن پر عاشق ہوے تھے تخت سے
کود کر پائے پر معافی کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی
خوبصورت عورت نہین ہی قوم بھر کے گھرون مین رونا پیٹنا پڑا ہی اور حضور آگاہ ہین کہ دلھن کا
سِن کیا تھا چار ہی کئی برس گذرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردہ دنیا سے
گئی ہم لوگ سُن رہے تھے کہ اُسنے کوئی بات محبت کی اُٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت
ہوئی کہ اُسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای شخص تونے دلھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ
اسلام نے فرمایا مین جسپر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا منھ سے
بوسے بھی آتی تھی مجھکو وہ لپٹنے لگی مین نے منع کیا اُسنے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ
نے کہا عزیزداران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ ہمارے اس شہر کا دستور ہی کہ دولھا
دلھن کے ساتھ دفن ہوتا ہی امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کر کے لاش ہمین دین کہ دولھا اور
دلھن کو ایک مقام پر دفن کرین دُلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہی مرنے کے بعد تو اُسکو وصل ملے
شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہی کہ مین نے اسکو قتل
کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہی حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ مین
سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اسنے دلھن کو قتل
کیا جلادون نے سرِ زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای شاہ زنگیان
حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہی کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ
پڑا ہوا ہی طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہوے
بے قیدی کوہ رنگا رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا کام نہین ہی اس
بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب و سوال کر لینگے جلاد خنجر کھینچ کر
سر پہ بادشاہ کے آیا اُسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار
کے رجوع کر کے بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہے ہین کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز
اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے نظم

سیمابیہ پرتو نور حسن از نزدیک و دور | مید ہد جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا | در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئنہ | عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
خانہ دار خانۂ دل بود در خانہ مکین | رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
طے کند راہ طلب طالب بپاے اشتیاق | شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور
جستجوے گل کند بلبل بہر یک بوستان | میرود دور از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہے کہ جلد قتل کر جلاد نے کوے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اُسکے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہے آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہو گا یہ آواز سُنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب مین کیا کرون آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہے کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اُڑاے ہوے آتا ہے ایک کتاب ہاتھ مین اُسکو دیکھا ہی اُسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا ہے او ظالم تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہین سُنی غور کر مین نے اکثر جلسون مین بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چلی طلسم کشا آگیا کئی دربند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو بلا دیتا رونے کی جگہ ہے کہ اہل طلسم ہفت پیکر یون غافل بیٹھے ہین کہ عبادت خداوند بھی نہین کرتے مسلمانون کا بلوہ بڑھتا جاتا ہے دربند فتح ہوے تین پہاڑ میٹے چوتھے پہاڑ سے مدد ماجان ہفت پیکر اسکو لگا کر لائے تین جادوگرنیان بھی ساتھ تھین اُنکو تو باغ نگارین مین قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہے اسکا قتل ہونا مناسب نہین چند دن مین خداوند ہفت پیکر بھی بجاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر مین اسکو لیجا کر اسی باغ مین جہان تینون جادوگرنیان قید ہین وہین اسکو بھی قید کرون شاید اہل طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جاے کل کتابون مین یہی لکھا ہے

کہ اس سال طلسم نہ بچیگا تم لوگون نے انجام بد خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا
لیکر روانہ ہوگیا زنگنین دوہائی دیتی رہگئین اُس ساحر نے رونا پیٹنا کسی کا نہ سُنا بلکہ جواب دیا
کہ اس ضعیفہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اسکا
لیجاکر جلاؤ پھونکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑگیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اب قدرت طلسم مین تشریف لاوینگے مگر وہ ساحر
بادشاہ کو لیے ہوئے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نوبہار دشکبار
انکی زبانون مین سوزن چند زنگنین اُسی باغ مین انکو پھرا رہی ہین بیٹھنے نہین دیتین تینون
اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوئے اُسی باغ مین آیا ایک مکان
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان مین لیجاکر بادشاہ کو پہونچایا زنگنون سے
کہا ان تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون سے
سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار دشکبار تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرا دیا اگر
مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون
جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے ناممکن ہے غلام الثر حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب
طلسم کشا صاحب اسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہے کہ لوح لے کے
آوینگے میرا علم خبر دیتا ہے کہ جسدن رستم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اُسی دن حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو
آکر فتح کرینگے مین مذہب باطل پر لعنت کرچکا شکر ہے کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر بادشاہ
کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اُنسے کہدیا خبردار کوئی
ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کہ بحکم شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام
کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بن عمرو جب
اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور مقناطیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا ہو میں بھی کسی بلا میں پھنس جاؤں ساحران مکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کرد فیروزہ بن عمر دگربیان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہیں بادشاہ کا نشان نہ پایا اکثر ساحرون سے ملاقات ہوئی اُنسے دل وہی کر کے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ کو ساحر طلسم ہفت پیکر مین لے گئے اور داخل قلعہ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہی فیروزہ روتا ہوا بارگاہ مین نورالدہر کی آیا نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیون ای فیروزہ کس حال مین ہو فیروزہ چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک مین پہونچے اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا زنگار رنگ جادو مارا گیا سقفاطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نہ مانا اکثر ساحرون کو بھی قتل کیا آخر ایکسنا ذمین فریب و مکر سے سمور بادشاہ کو لگا لیکئی طلسم ہفت پیکر مین جا کر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم مین چلا ہون نورالدہر نے کہا ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار مین نہ جاؤ مین جا کر بادشاہ کو رہا کر دونگا فیروزہ نے کہا رستم طلسم کشا ہین اُن سے عرض کرنے مین مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کرین اور بادشاہ کے پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُسپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو مکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نہ مانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہو کے نکلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو دیکھا ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے پکار کر آواز دی ای فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہان ہین فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے اب مین حضور کے دادا جان سے

لینے جاتا ہون ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون تکلیف اُٹھاتے ہو مین جاکر طلسم کو درہم برہم
کرونگا بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ جسقدر منع کرونگی
اُسقدر آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم ہی جرأت کو کام نہ فرمائیے بدون دست حق پرست
رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلیگا ایرج نے اُسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ زنگار رنگ
کے چلے مگر فیروزہ کئی دن مین منزلین طے کرکے سرحد فاروقیہ مین پہونچا خبر سُنی کہ لشکر رستم
قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہی طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین خیر خواہان دولت
ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ سمک نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہی
رستم بیقرار ہوکر کھڑے ہوگئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے باشتیاق پوچھا کہ
کیون ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا کہا ای شہریار عالی
لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ بر سر کوہ زنگار رنگ پہونچے قلعہ
تسخیر کر لیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگریان نگار بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم
سے خبر سُنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین گئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور
سے عرض کرون راہ مین ایرج اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سُنکر بہ قہر و
غضب گئے ہین ہرچند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا ای فیروزہ مین فکر مین لوح طلسمی
کی ہون انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
کہا مین حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالفت اپنے لشکر مین رکھا اور ملکۂ
شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تمنے سُنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکر قید
ہوے اب ہم کو جانا واجب و لازم ہی کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائین لوح کی کوئی فکر
کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح ارشاد ہو
بجا لاؤن آفتاب فلک سپر نے کہا ای شہرت بر وقت کمیل پاس گلدستون کے نہین بیٹھی
رہتی تم رستم کو لیکر بالاے قصر معلق پہونچو ہم ہوا پر اُڑتے رہینگے جب رستم لوح حاصل
کر چکین اور کمیل پر جلوہ کرین ہم آسمان سے آکر پہونچین مصروف جنگ ہون لڑ بھڑ کے رستم
کو نکال لائین یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا جی لیجا کر اُسی مقام پر انکو اُتارونگی

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن اے آفتاب ایک مقام پر اتنی گلدستے رکھے ہوے ہین یہ
ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہے جہلال سرکش نے عرض کی اے شہرت طلسم کشا کے
واسطے یہ فخر حاصل ہے کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی
اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین سب طرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجا لاؤن آخر یہی
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہو آخر یہی
صلاح کامل ہوئی کہ جہلال اور باقی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر بالاے آسمان روانہ ہوے
یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر رستم کو سوار کیا تخت اڑا کرے چلی سمک و
فیروزہ زیر قصر ہو گئے ساحرون کی شکل بنے ہوے پھر رہے ہین لیکن محیط جادو اپنے
قصر مین بیٹھی ہے کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے آکر سامنے محیط کے زمزمہ سرائی شروع کی
محیط مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو تمھارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے کیا کہا
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہے کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملجائیگی
اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اے محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر مین
داخل ہوے وہان قید ہو گئے اب طلسم کشا کو جلدی ہے کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہونچا کر
بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہے مصاحبون نے عرض کی اے
ملکۂ محیط اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین محیط نے کہا کمیل کو نامہ لکھو یہ
کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی ہفتے
مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل کو
نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان
تھے فرماتے تھے اب بادولت ان بہادرون سے تنگ آئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے
مگر اے کمیل جہانتک ہو سکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق
ہے اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکۂ عالم سے عرض کرنا کہ
مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر
براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اسی قصر مین اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہو کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی مین تو نا ممکن ہو کہ
لوح طلسم کشا کو ملے آپ مطمئن رہین یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب
سُنکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہو کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہو وہ ایک
سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش برآواز ہونگی جسوقت طلسم کشا قریب اُن گلدستون
کے پہونچین طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ مین خبردار ہو جاؤن سب نے کہا حضور اگر آپکو
خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر سامری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کرلینگے
ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا از باتون سے ساحرون کی مطمئن ہوکے بیٹھی مگر کمیل جادو
نے جس دن سے یہ خبر سُنی تحریر کر چکا ہون کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہین ایک قصر مین
کمیل رہتی ہے دوسرے قصر مین وہ تختہ سنگ رکھا ہو جسپر اُنہی گلدستے رکھے ہین اُنہی مین ایک
گلدستے مین لوح ہے کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین
اُسمین آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہو بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت
رستم کو لیے ہوے بالاے آسمان پہونچی نازل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
آسمان پر ہوکے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستون کے بیٹھی ہو آفتاب و ہلال وغیرہ
جو بالاے آسمان ستارے بنے ہوے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
کیون اے آفتاب یہان میری بڑی حفاظت کر رہی ہو یہ تھوڑے عرصے کو ہٹتے تو مین طلسم کشا
کو لیکر اُترون لوح قبضے مین آجاتے تو لڑائی پڑتے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح
لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سُنکر ماہی سحر نے کہا بوا تمنے ٹھیک بیان کیا
مگر مین کنیزان کمیل مین جاکر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلا لونگی
شہرت نے کہا یہ ابہی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون
ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم براے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سُنی سمجھی کوئی کنیز میری
مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستون کے اُٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے
پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا اے ملکۂ عالم آپنے انتظام

لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہیں آسکتا کمیل نے جواب دیا ای نرگس تو سچ کہتی ہو مگر آج
میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود بھڑک رہا ہو ماہی سحر نے کمیل کو باتون مین لگایا۔
شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر مین لائی کہا ای شہریار
بسم اللہ کرکے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہو رستم
جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوے رستم نے جیسے ہی
بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ مین تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ
چمک رہا ہو رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالون کہ شاید یہی لوح ہو وہ جو گلدستے
شگفتہ ہوے تھے اُن مین سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُسنے بالاے آسمان آکر آواز
دی کمیل کیون دھوکا کھاتی ہے کس سے باتین کرتی ہو دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہین۔
طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہی اپنے تئین جلد پہونچا کمیل نے جو یہ آواز سُنی
ماہی سحر سے آنکھ ملاکر کہا اری تو کون ہی جو مجھے روک رہی ہو ماہی سحر نے کہا حضور
نہین معلوم یہ طائر کیا بکتا ہو کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو
ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے
گلدستون کے کھڑی ہو اور طلسم کشا گلدستۂ لوح پر ہاتھ مارا چاہتے ہین کمیل نے آواز دی
ای شہرت او گیسو بریدہ او شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی ای طلسم کشا خبردار
لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے منھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے
کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہین ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر
جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر مین غل
پڑگیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزین بارہ ہزار جو گرد قصر کے چیخ مار رہی تھین
اُنھون نے چاہا قصر پر جا پڑین آفتاب فلک سیر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا
چھاگیا کنیزین ٹٹول رہی ہین قصر تک نہین پہونچین مگر محیط جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہے
آٹھ پہر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار
گا رہی ہے

نظم

ہو دل مین غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے
ہم خاک مین ملنے کی تمنا نہ کرین گے

کیونکر یہ کہین منت اعدا نہ کرین گے
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے

ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتین
اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا نہ کرین گے

کیا نامہ مین لکھون دل وابستہ کا احوال
معلوم ہی پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرین گے

غیرون سے سنا لب سخن تلخ سے تیرا
ہرچند ہلاہل ہو گوارا نہ کرین گے

بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسیٰ
اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرین گے

جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا
ہو جائین گے لب بند تو غوغا نہ کرینگے

دیوانے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفان
اب بیٹھ کے کونے مین بھی رویا نہ کرینگے

گر سامنے اُسکے بھی گرے اشک تو دل سے
کیون روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے

کس وقت کیا مردمک چشم کا شکوہ
ای پردہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے

ناصح کف افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام
پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرین گے

اُس کو مین ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے
اغیار سے ہم شکوہ بیجا نہ کرین گے

گر ذکر وفا سے بھی غصہ ہے تو اب سے
گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرین گے

مومن وہ غزل کہتے ہین اب جس سے یہ مضمون
کھل جائے کہ ترک در بتخانہ کرین گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی ای ملکہ محیط جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو محیط جادو نے سُنی گھبرا کر کنیزون سے کہنے لگی لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہی یہان وہ رنگ ہی کہ طلسم وشہرت اندر قصر کے ہین گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہین جب طلسم ارادہ کرتے ہین کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہین اُن سب پر ستارے چمکنے لگتے ہین جتنی کنیزین کمیل کی ہین چاہتی ہین بلوہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لین طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے منہ مین گئی جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جو کنیزین قصر سے نکلی ہین گلدستون پر سینہ سپر ہین گلدستون پر گرتی پڑتی ہین جنگ سحر کرکے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزین تھین اُنکو تو آفتاب نے دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہی کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہی چاہتی ہین قصر مین جائین مگر نہین جا سکتین جھلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر بڑا بلوہ ہی کنیزین سینہ سپر کر رہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہی آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہین معلوم لوح کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا جھلال اور آفتاب نے قصد کیا ہی کہ قصر مین داخل ہون وہان سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر چلی اُڑتی ہوئی آئی آفتاب و جھلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بہ جمعیت کثیر آپہونچی جھلال و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اُڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے بچھڑ پڑے اسنے کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہ ہاے آتش گرے شعلہ ہاے آتش مین آفتاب گھر گیا ہرچند قصد کرتا ہی کہ شعلہ ہاے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری نے جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر قریب اُس آتش کے آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ فوراً ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا کہ شعلۂ آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے پریشان ہوے اُف اُف کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالاے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہ ہاے آتش سے نکلا اب ساحرون کو قتل کر رہا ہی ماہی سحر پر کڑک گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ماہی سحر الٹ گئی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالاے آسمان سے محیط نے سحر کرکے ماہی سحر کو گرایا کمیل جادو نے کڑک کر جالا کہ جب یہ زمین پر پہونچے اس طرح گرے کہ اسکے دو ٹکڑے کرون ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن عمر و سنگ پیدا آئی ساحر بنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر گر کے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہی

ایک ساحر ہاتھ نکالے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی ماہی سحر
کو سنبھالتا ہے وہیں سے سحر کیا کہ سمک کے پاؤن زمین نے تھام لیے کمیل خنجر لیکر
دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ لوں اُسوقت سمک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری جناب باری
میں پکار رہے ہیں ای خالق کون ومکان والی رب دوجہان اب تو اس آفت سے نجات
دے تو کریم ورحیم ہی۔ نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری	بعجز سجدہ کنند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق گر دہوں گہرباری	بکار سوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندۂ بیکس چہ ناکند یاری	بہ پیشہ وقت غم و ریخ و درد غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش	کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام	بود بہ وحدت واحد زمانہ اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد	کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
زحال نیک و بد خلق حق خبر دارد	کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتی ہیں ایک ساحر کی شکل
بنکر دوڑا پکارتا ہوا ای کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھ لو پھر تمہیں اختیار ہی کمیل نے
پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہی کمیل دونوں کو قتل کرتے
کرتے رُک گئی اُس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ میں دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافہ
سے ایک دھوان نکلا کمیل کے دماغ میں پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کودکر کمیل کو
خنجر مارا کمیل کا شکم چاک تسمہ پاک مرنے سے کمیل کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا
سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود نہرت
باہ سے قصر لرا ستی پر دونوں ہاتھوں سے سحر کرہی ہی اسکے کان میں جو آواز پہونچی کہا معلوم
ہوتا ہی کسی عیار نے کمیل کو مارا شدمہ ماں کا تھا ایک خلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اُسی
حالت میں سارنہ طلسم کشا کے اُٹھے گئی شہرت نے سحر سے ہاتھ نہ اُٹھایا محیط کے جو کان میں
آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا مجمع سے آب نکل کے بلند ہوئی بالاسے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے مین ہی تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح
اُٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر بلوہ ہی محیط نے لوح جھکانا شروع کی جسپر عکس لوح
کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر کڑک کر محیط پر چلا کہ غضب
ہوا لوح لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ تمنچہ مارون محیط نے لوح سامنے کر دی
آفتاب اُلٹ گیا جہلال نے یہ جرأت بھی قصد کیا کہ چھین لے لوح لون جب قریب پہونچ گیا
تو محیط نے لوح کو پھر جھکایا آفتاب و جہلال دونون لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی سحر نے
دونون کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہین ادھر
محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہی محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ ای ساحرو جنگ
موقوف کرو مین لوح لیکر خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان مین آواز
پہونچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون نے مار گوون ستمرا اُڑکر دیا تھا
اب وہ دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہان رستم قصر معلق مین
خوب لڑے جو کنیزین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئین تھوڑی دیر مین
رستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا ای شہریار جستجو ہماری آپ کی
بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوے رستم نے کہا
ای آفتاب مین پیچھا محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہین مین بھی پہونچونگا
خواہ ایسے مین وہان جائے خواہ رہے مین مفصل خبر پا چکا کہ بادشاہ جاکر طلسم مین قید ہوے
دشمن انکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا ای شہریار چلیے کوہ الوان پر
ہفت پیکر ٹھہرا ہے آفتاب نے بزور کہانت بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ
کرین یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہی رستم لشکر مین آئے افسران فوج
کو تیار کیا قلعۂ فاروقیہ سے کوچ کرکے چلے سب سے زیادہ شہرت مرصع پوش مصروف
جستجو تھی ایک منزل رستم نے راستہ طی کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا
کوہ الوان پہونچاتی ہے جاکے دیکھون کہ لوح پر کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رستم
سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہان بعد کی جیئے

کے ہفت پیکر کوہ رنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہی الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہی اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیر کھلوا دیا آپ براے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک ابر
چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزار ہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے آتے ہیں الوان
جادو تخت سے اُٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آپنے مین مدت سے آپکا مشتاق
ہون کوہ رنگار رنگ پر عرصۂ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپکے جلوس
کے مشتاق ہین قریب ابر کے یہ باتین کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آکے
جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہان سب آپکے
رازدان ہین بلا تکلف ابر سے باہر آیئے قلعے مین تشریف لے چلیے یہان کوئی در انداز نہین
ہی کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا
سر چہار تخمہ پہاڑ ابر سے نکلا الوان جادو کے مشہور وزیر حاضر تھے پاے انداز بچھواتا ہوا
لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے مین بلند ہوا کہ قدرت تشریف لاتے ہین قلعے مین جابجا ذکر ہو رہا
ہی ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب ندیم ہی قدرت کو اسقدر پاس ہی کہ
بصورت اصلی تشریف لاتے ہین طائر درختون پر بیٹھے ہوے تعریف ہفت پیکر
کر رہے ہین ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد مشیر وزیر قلعۂ الوان مین آیا شہر مین ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لاتے ہین الوان ہفت پیکر کو لیے ہوے دار الامارۃ مین آیا اور ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا جلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اُسپر الوان بیٹھکر
ہفت پیکر سے باتین کر رہا ہی کہ یا خداوند بندے آپکے جابجا قتل ہو رہے ہین ہفت پیکر
کہہ رہا ہی مین نے خود انقلاب کیا ہی اعتقاد کا سب کے امتحان ہی کہ آسمان پر ایک ابر یاقوتی
اُٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جبدن سے اُسنے انقلاب
سُنا ہی پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہی دیکھیے وہ دورہ کیے ہوے آتی ہی آمد مسلمانان کی خبر لیتی
رہتی ہی دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہی لڑکی الماس زن یاقوت پوش نام ہی ہفت پیکر دیکھنے لگا
کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبون کی
کفیل گرد کنیزین گھیرے ہوے لباس گلنار پہنے ہوے قدرت کو جو تخت پہ دیکھا

تخت سے اپنے کود ہی قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اس بے بی پیکر
پر پڑی بیچین ہو گیا سلطان عشق نے مزرع دل پر جو چڑھائی کی سینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
کر کے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای بندی قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے
تمکو بڑی مشقت پڑی ہو ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچی تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین
مہ جبین حسن میں بے مثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر ماہ منظر ہفت پیکر جو
منھ کھولکر باتیں کرنے لگا بدبو سے بد اسکے دہن سے آتی کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر پہلو
تخت پر سرنگون بیٹھی ہی ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھ دیتا ہی کبھی کہتا ہی کچھ باتیں تو کرو
ای الماس کہان گئی تھین قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی
جب سے مین نے سُنا کہ قدرت موجود تھے اور مسلمان بلوہ کر کے کوہ زنگار رنگ پر آئے
اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہون کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو دشت
صحرا مین روکون قریب قلعۂ الوان نہ آنے دون ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر مین قید کر دون قدرت نے اسکو ہدایت
کی وہ قلعۂ زنگار رنگ پر آگیا زنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
اسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر مین بھیجا وہان جا کر قید ہوئے اس مصیبت مین
ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے مین کوئی ساکن طلسم نکلے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
درست کہ رہی ہی الوان جادو قریب کرسی پر بیٹھا ہی مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھکر
حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی یہ کیسی بدمست ہی کہ بیٹی میری پر بیہوش اور یہ ایسا دیکھیے اب
کیا ہوتا ہی اسی تردد مین الوان بیٹھا ہی پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہین دیتا
جب الماس ارادہ کرتی ہی ہفت پیکر تو بٹھا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو
آگے آگے پشت پر کئی سو جادوگر نیان مگر خستہ و شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے
حیران افتان و خیزان چلی آتی ہین محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ خوشخبری لائی
الماس نے درست کہکے سر جھکا لیا کہ محیط آکر یہ بھی سجدہ کر کے رونے لگی اور کہا کہ
یا خداوند وہ صدمے اٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہین کر سکتی دختر کمیل سے

طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچایا کمیل قتل ہوئی مگر مین وقت پر پہونچی جان اپنی بچاکر فوراً
گلدستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہی پہلے تو وہ زنگار رنگ پر گئی کئی مہینے
سے قدرت اُسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے
رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا ای محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز
کرین کہ اب لوح کو کہان رکھیں تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اُٹھاکر پھر جھولی مین رکھ لیا الماس
نے اپنے دل مین کہا یہ کیسا خداوند ہی کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدہ خوشخبری لائی ہے وہ
یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اُسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی ای الماس
یہ اصل مین ساحر زبردست ہی خداوند بنکر ان پہاڑون پر بیٹھا ہی سب کو اپنے عجائب وغرائب
دکھاتا ہی یہ الماس کے دل مین طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے مین
بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہی اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہی مجھ سے
باتین عشق ومحبت کی کر رہا ہی مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہی اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اُٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھاما کہا ای سرتاج معشوقان
کہان جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمھارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہل طلسم تمکو سجدہ کرینگے
میرے مقام پر باتین کرتے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتین کرتا ہی الماس کو ناگوار
ہوتا ہی باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہین کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتین کررہے
ہین یہ کیسے خداوند ہین مثل انسان کے عذر وحیلہ کر رہے ہین اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے
میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے اُٹھا سامنے ہفت پیکر کے
گیا کہا یا خداوند ابتو آپ نے نیاز مند کو سرفراز کیا بالائے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام
آپ کا جو تصویر سنگی مین ہی وہان تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو ابھی ذرد دیجیے
مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجھکو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہین تو بڑھکر ایسا سحر
کرون کہ لوہے کی دیوارین درمیان مین قائم ہون مسلمان قریب نہ آسکین یہ دیکھنے جاتی ہی کہ
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اُٹھنے
دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اُٹھے اُٹھتے غائب ہو گیا الوان نے

مشیرون اور وزیرون کو بالاے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اُسی تصویر مین ہوگا گھنٹہ نواز
و ناقوس نوازون کو بھیجو کہ جا کر گرد تصویر مجمع کرین اپنے کام مین مصروف ہون وزیر و امیر
گھنٹہ نوازون کو لیکر بالاے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتین کر رہی ہے شہر مین بھی ڈھنڈورا
پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہون کہ قدرت تشریف لائے ہین اب اس کوہ پر میلہ
ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
بی محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک مین آئی ہین اُنکو بحفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہین وقت بے وقت نہ نکلین ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پا جائے اور آکر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہے کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہین اُنھون نے بتلایا ہوگا کہ محیط بالاے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہان تشریف لائے ہر خرد و کلان برائے مراد آئیگا تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ قدرت بالاے
کوہ الوان ہین ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کی کہ بالاے قصر معلق
پہونچے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہ ہو تمھارے جلنے سے آفتاب فلک سحر
آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا مین آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر
کی باتون نے شک مین ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہے اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اُسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہے مجھکو بہت ناگوار ہوا مین آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ مین قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا ای نور نظر ان باتون مین دخل نہ دو ہم سب لوگون نے ملکر اُنکو خداوند بنایا
ہے سب لوگ اُنکو بخدائی مانتے ہین اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے وجہ
ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا اب خیال آپ کو رہے کہ تنہائی مین قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا
مین سمجھا دونگا الماس باپ سے باتین کرکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اُسپر آکے ٹھہری نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے
چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے زیر کوہ سے
نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی عجمی یمنی عراقی پاکھرین اُنکی پشت پر موتیون کی پڑی
ہوئی تھین سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر و جلال سرکش شہرت
مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوے نقیب آگے آوازین لگاتا ہوا الماس جاہ و
جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہی لشکر طلسم کشا مین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ
بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے
گذر رہا اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کا راکب ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال
آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو مین حمائل سپر
پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس ہاتھ مین ہاتھ پہ لٹک رہا ہی
اور چند پیکان تیر و ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان بانبی سے منھ نکالے ہین قد سرو
گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد گرہن سینہ
رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کئی سو افسر کمیدان و
رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آراے
رستم پہ پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی
ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اٹھتی ہے کہتی ہی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی — دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی
سرگرم مع غیر دم شعلہ زن سے ہی — دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی
روز جزا نہ دے جو مرے قتل کا جواب — وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی
کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس — سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہی
آنکو گمان ہے گلۂ چین زلف کا — خوشبو وہان زخم جو مشک ختن سے ہی
مین کیا کہ مرگ غم پہ دامان تر نہ ہو — وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہی

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ
خود رفتگی مین چین وہ ایا کہ کیا کہون
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے ریش ثنال
کیون یار نوحہ زن ہی کہان مرگ مجکو تو
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے جو

آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہی
غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہی
مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہی
لب بستگی تصور بوس دہن سے ہی
تو اب بھی دل درست اُسی دلشکن سے ہی
مومن کو ضد یہ کش پہ برہمن سے ہی

الماس یا قوت پوش حیران حیران بڑھ بڑھ کر گلگشت گلشن جمال رستم کی کر رہی ہی قصد یہ ہی کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرین گے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بیثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اُترے اُسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُسی صحرا مین اُتر پڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ رہی ہی کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایۂ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا کی سارا دن اُسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کر و چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب ہوںچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارۂ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اُسی خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی حیرت مین ہی جی مین کہتی ہی کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سمک کے ساتھ رستم اُسی خیمے مین آکے داخل ہوے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہو گیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ صحرائے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سمک سے کہا دو یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سمک نے ز تو بڑلے سے نکالی سامنے رستم کے ٹھکرئیے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

د دینا بوسہ پا کو فلک جھکتا زمین پر ہے — کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہے اٹھتا زمین پر ہے
تڑپتا ہے پڑا شوق شہادت خاک اور خون مین — گرا کوچے مین یہ تیرے لہو کسکا زمین پر ہے
خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم — زمین گرتی فلک پر ہے فلک گرتا زمین پر ہے
تری دوری مین بھی کیا جاے جان ہی پاس جانا ہے — کہ جیسے آسمان برسے اسے پٹکا زمین پر ہے
نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین — کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جا زمین پر ہے
مری فریاد سے کہتا ہے اسرافیل حیرت سے — قیامت آ گئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہے
ہوا جہر برات عفو نقش سجدہ مومن کو — قدم رکھتا فلک پر ہے کہ سر رکھتا زمین پر ہے

اس لطف سے سماں بندھا رہا ہے کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا کبھی گوشہ ہاے دشت سے نکل کر گرد خیمہ رستم چیخ مار رہے ہین شیران صحرا بیلون مین غزالان دشتی کے بیٹھے ہوے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اترے بیلو کنجشک مین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آخر بہزار سعی بسختی تمام زین دربارگاہ پر پہونچین غیرت توسنع کرتی ہے حسرت دامن کھینچ رہی ہے کہ بلا تکلف اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ دربارگاہ پر حاضر تھے اونھون نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کرین الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل و حسین دربارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت مین آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سماک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلانے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اے برادر زبانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہے حسن و جمال مین خوب ہے اے سماک تمھارے کہنے کی مشتاق ہو گئی ہے سماک نے کہا حضور روح کی جستجو مین سنتے ہین قریب کوہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہین حضرت آ جاگے

رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کر سکتا ہی سمک نے زمانا تڑپ کر اُٹھا بیرون خیمہ آیا
دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سمک نے
دیکھکر کہا ای الماس جادو تشریف لائیے پھر سمک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم
گرامی حضور کا کیا ہی الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب خاص و
عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے
جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن وجمال سے اُٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کرکے فرمایا آیئے تشریف لایئے

فرد- رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ یہ کہکے
رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے
سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمین کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکایا
کہا ای شہنشاہ اصل یہ ہی کہ مین اس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو
آپ کے آمد ہوئی اور مرتبۂ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے سارا
دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سُنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین ہین
بلا تکلف چلی آئی آپکے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی رستم
سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر پر کوہ الوان آیا ہی کیا کر رہا ہی
الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق
سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین فرو کش ہی
ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہے وہی میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اُسکے جمع ہونگے
جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اسی طرح یہان بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے مجکو
یہان تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھین جہان تک ہوسکیگا کل مین لوح
لیکر آؤنگی اب مین جان ومال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے لہ ایک
غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والد نامدار پوچھینگے
کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب
کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیسا پیش آئے سمک نے سامنے الماس کے بیٹھ

یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہیں	پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہیں
وہ عضو کون سا ہی جو کہ انتخاب نہیں	کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی	غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہیں
کھڑا ہو بام پہ پردہ شکر تو عاشق سے	کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی شیدون پر	مراد پہ یہ ترا عالم شباب نہیں
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل ناری بھی	ابولہب ہیں زمانے میں بوتراب نہیں

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اٹھی۔ **فرد** شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے * گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے * رستم نے کہا ای ملکۂ عالم اسقدر بیقرار ہو کہا ای شہریار نہین معلوم تقدیر مین کیا لکھا ہی اور کیا ہونے والا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی اب کنیز رخصت ہوتی ہی محیط سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہون کہ حضور کے خیال مین رہے ہفت پیکر نے مجبر بدل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے نہ اٹھین باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھا یا ہو اصل یہ ہی کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست ہی مثل ہمارے باپ کے چند راز دان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہین بڑا شرف یہ رکھتا ہی کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بخدائی مانتے ہین وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہی کہتا ہی کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہی کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہین کہ جنسے گذر طلسم کشا کا دشوار ہوگا تو ای شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پہ تشریف رکھیے گا مین اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس رخصت ہوئی طاؤس پہ بیٹھکر طرف کوہ الوان کے چلی یہان الوان جادو آنے سے بیٹی کے غضب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہی کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اداس پریشان آکے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ ای نور نظر شب کو کہان

ربین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سُنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جاکے دیکھا
قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ
مین ایک کوہ ملا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارۂ سحری آسمان پر چمک
چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا ای نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو
نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ نہین
مانتے شب کو کھلکر مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوند زادہ اُسکے بطن سے پیدا ہو گا
خدائی تمھارے گھر مین آ ئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر سے گئے
ربین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی الوان جادو
بر سر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قدر بیٹھ
جاکر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہو کر
طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سمک
کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونون ہاتھ پر
رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر محیط جو
سو کر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون
آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین محیط کو ایک ایک سے
پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہان ہین کنیزون نے
کہا برائے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہو کہ الوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ ای
محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی
سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر ہویدا الوان سے پوچھا کہ معشوقۂ قدرت
کہان ہو الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے فکر کر لی ہو محیط
کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہو ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت
جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آفت
برپا کی بر سر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہین الماس گئی ہو اور لوح پاس طلسم کشا کے

پہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تجھے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو
بڑا قلق ہو الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوندا اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا میں بیٹھی ہے تو ابھی جاکر اُسے لاتا ہوں اور قتل کرتا ہوں
یہ تو مجھسے کبھی نہوگا کہ بیٹی آپکے سپرد کروں آپ یہ ہوس دل سے نکالڈالیے ورنہ غلام کو رنج
ہوتا ہے قدرت یہ ذکر نہ کرو ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو
قبضے میں کرینگے الوان نے کہا اچھا میں جاتا ہوں اگر بنتا ہے لوح بھی لاؤنگا نہیں تو الماس
کو تو ضرور لاتا ہوں یہ کہکے الوان چلا محیط نے کہا میں بھی آؤں ہاے ای الوان میں لوح کو
قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو دلیا آخر دشمنوں نے اپنا کام کر لیا
الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے محیط جادو
بھی چلی یہاں پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ میں جاتی ہوں
رستم ہاتھ تھام لیتے ہیں فرماتے ہیں ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود
وہان موجود ہے شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہے الماس نے کہا میرے
جانے میں کئی مطلب ہیں اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو میں گرفتار کرکے آپ کی خدمت
میں حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے منت خلق
پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا
یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلۂ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ
جھکاتا ہوا کہ برقیں گرنے لگیں شعلہ ہاے آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہوگئے رستم نے لوح
کو جھکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا صاف
ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغۂ ہفت جوہر
جھکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہے کبھی برق جھکاتا ہے کبھی تلوارین گراتا ہے مگر کوئی سحر
رستم پر تاثیر نہیں کرتا رستم جھپٹتے ہیں الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہے الماس کھڑی یہ تماشہ
دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہے برابر الماس
کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرے الوان نے

کلائی پکڑلی کمر میں پنجہ دیکر لے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزیں اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہیں جو جمال بیثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پہ آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیوں نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی گل یہ بلبل زار — اُٹھو اُٹھو کہ چمن میں پھر آئی فصل بہار
پڑھوں غزل وہ جنوں خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقاں میں تار
پڑھوں میں قصۂ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنوں نہو کہیں بیدار
جو مے پرست مریں چاہیے کہ پیر مغان — بنائے تاک کے سائے تلے سبھوں کا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل میں — کفن سے قبر میں میری ہوا دھواں اظہار
بہ قول شاعر شیریں کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشاں کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پہ — جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پہ ہے نرگس زار
کیا سوال یہ میں نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگوں ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا — عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان میں — سو اُسکا گور غریبان میں کیلیے ہو گزار
میں اُسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ مرقد ہے — بہ زیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم والم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو جلی للکار کر آواز دی ای رستم بوجہ الماس تنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کمی کی جلیبے علی میں نے لوح پہونچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا ہی الماس نے یہ کمال کیا کہ تجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح تجسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر لاشہ محیط کا زمین پر گرا آندھی

سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا گیسو بریدہ محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھیے اب قدرت پر کیا گذرے الماس خاموش ہی الوان چلا آیا ہوا بر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہی مراد مند بھی جمع ہیں فریاد فریاد کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی اے بندگان من مراد تمہاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹہ نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہیں باجے بجا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر ایک سجدہ کر رہا ہی آواز آ رہی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیرا تماشا دیدنی بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر تصویر میں سے باتیں کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو بغل میں لیے ہوے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب متحیر و وزیر حیران ہوگئے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کرکے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہونچا یا اب الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی اے الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر میں حاکمان مرحلہ ہیں وہ سب قتل ہونگے میں کیونکر گوارا کرون کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا نہ دیجائے ہرچند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلادون کے سپرد کیا جلادون نے پکڑکر الماس کو کھینچا دارین استادہ ہونے لگین الماس دیکھ رہی ہی کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچالے

نظم

از خدا جو یہ دوا سے درد دل بیمار روح
شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح

جلوہ گر باشد بہ چشمش نور ذات کردگار
جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح

ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال
از صدائے نغمۂ پر سوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب گل
شوید از رویش سیاہی چشم گو ہر بار روح

در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر
سیر ای بلبل مکن در گلشن بیکار روح

لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم الٰہ
دور دار از ہندی آسیب تن و آزار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کو وہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچا لین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین اس ہیجا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعویٰ کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہی یہ خداوند نہین ہی یارو یہ ایک ساحر ہی کیون اسکے دام مکر مین پھنسے ہو وزیر و مشیر تو بہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کا ہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہی مگر طلسم کشا بہ رجا نے الماس کے لوح کو پھینکدیتے تھے سمک نے سمجھا کر لوح گلے مین ڈالی کہا ای شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہو کر وحیلہ نہ کرینگے برا سے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا ای سمک مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھ نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہی سب سردار آکر جمع ہوگئے ہین سمجھا رہے ہین کہ ای شہریار صبر فرمایئے خدا انکو بچا ئیگا باپ انکا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ ہفت پیکر ناسبر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کہا کہون دل کو عجب عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین۔ نظم

مشورہ کیا کیجیے چرخ پیر سے
دن نہین پھرتے کسی تدبیر سے

کسطرح مایوس ہون تاثیر سے
دم رکے ہی نالۂ شبگیر سے

میری وحشت کے لیے صحراے قیس
تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے

کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو
برق گرتی ہے تری شمشیر سے

وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل
گر ہوا خط کاتب تقدیر سے

یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا
بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

انگلیون مین خامہ جبکر رہ گیا	نامہ ہاے شوق کی تحریر سے
قہر ہی پھیرنا نگاہ یار کا	الامان اس بازگشتی تیر سے
وحشت چشم پری رو دیکھنا	پھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے
لیگئی جان یاد رونق ہاے محل	گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے
اے صنم مومن ہون آخر کسطرح	مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش وخروش ایسا ہلتے ہین کہ غلام بہت گھبراتے ہین اُسوقت بارگاہ مین ایک عجب غوغا ہی رستم کی بیقراری سبب سردار ہر چند سمجھا رہے ہین رستم نہین قبول کرتے قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اسنے جو یہ ہلڑ سنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو مین رستم کے پایا اُسی غیرت مین بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہی بیقرار ہوکر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہی وزیر وامیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اسنے دودھ پلاکر پرورش کیا ہی بیقرار ہوکر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہی کہ چلکر رستم سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ کی محبت مین الماس قتل ہوتی ہی وقت قتل اب قریب ہی اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمایئے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے ہین دایہ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری آپکے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے زیر تیغ بیٹھی ہی اب قتل ہونے مین اسکے کچھ دیر نہین ہی یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو مین جاکر اسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اپنے خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنے لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو لیکے پہونچا دی یقین ہی کہ میری مدد کو آئین رستم کا مرکب تیار ہوکر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے سمک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکاتے چلے تمام سردار ساتھ ہین شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سب کے ساتھ

ذ چلی بالاے آسمان جاکر چمکی رستم جانتے ہین یہان اوان جادو سر پر بیٹی کے کھڑا کہ رہا ہے
کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کر بگی قدرت تجھکو ہیلونشین کریگی سارے طلسم
مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہی سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے
الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہی مین جانتی ہون کہ جو شخص
طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سرکوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے
ہین اسیر اوان جادو چلاتا ہی کلمات سخت سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ
طلسم کشا کی آواز آئی - نعرۂ رستم - ارشد اولاد دلیر پر رعب + کیست علمشاہ چو رستم لقب
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مردوق افگندہ شور + منم بر دمان رستم نوجوان
نہال گلستان صاحبقران + زبر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی اوان نے دیکھا کہ دوکاندار بھاگنے
لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جہلال سرکش ان دونون کے
سحر نے زمین ہلا دی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے
ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جال بمثال دکھا دیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان
پھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور وناچار سحر آفتاب نے سیکڑون
کے سر گرا دے دوکانین ویران ہیلہ برباد اوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ
بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی
ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بندکر کے بھاگتے ہین جب ساحران اوان
پہاڑ سے اتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین انکو آفتاب قتل کر رہا ہی
اوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی ہوئی تھی
شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاد صرف گرد ہین اور ساحران زبردست گرد سے
الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اڑا دیے الماس کی زبان
سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اٹھو ہم سب تمھارے ممنون وشکرگذار
ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی
لوح ایسی شی تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین ہزارون ساحرون

کو دیکھو مار کر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیاں
پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیوں پر ساحر بیٹھے ہیں رستم کو
روکتے ہیں رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں جب لوح چمکائی سو دو سو نابینا ہوئے
سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیوں پر لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں
گرد رستم انبوہ ساحران ہے سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہیں رستم اُنکے روکے سے نہیں رُکتے
مگر زخمی ہو رہے ہیں آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولا مارا کہ
کئی ہزار ساحروں کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اپنے سحر کر کے
روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوئے بالائے کوہ پہونچے جب الوان
ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریائے خون بہا دیے سارا میلا لوٹ لیا
ہر طرف سے صدائے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالائے کوہ پہونچے
سب گھنٹہ نواز ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر میں آواز دیتی ہے
او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے پر
دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح
چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوئے دیکھا خود
تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے للکارا او الوان
بے ایمان الوان نے یہ سُنکر گولا مارا کئی سو کنیزیں نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئیں نظم

وہ گردوں دیکھ یہ حالت ہوئی تغییر شیشے کی ہر قسمتی ہی نہیں بجلی ہوئی ہے دیر شیشے کی
مدام اُس دلبر مہوش کے منہ لگتا ہوا ساقی بنائی ہائے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی
سوائے محتسب رسلے کہ اپنے دل کی صورت ہے سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی
اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عوض دل شکستن کی شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی
ہوں اک آئینہ رو کا دیدۂ پر آب دیوانہ بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی
بیان کرتا ہے ہکلانے کا اُس بدمست کے عالم ہوئے کیا سمجھے پیچیدہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا | کہ بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینوں کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہوئین
انکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اسنے دستک دی درد سے آگے بڑھا
ایک دو پتھر زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوئے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے
آفتاب نے آواز دی ای شہریار انکو قتل نیکیجیے گا لوح چمکایئے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا
وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوئے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان
نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ ای ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے
چند شیر دم اُٹھائے ہوئے منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے ہی
طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی
جہلال وغیرہ نے پکار کر کہا ای شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم نے
اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینک دو مین نے
وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب
نابود ہوئے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے
عرصے مین سب شیر غائب ہوئے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر
پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے
آواز دی ای الوان قدرت گھبرائے ہوئے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہی کہ طلسم
ہفت پیکر مین جائین وہان جا کر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون
سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح والے کرے تحفہ جات قبضے سے جب
طلسم کشا کے نکل جائینگے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہوگا الوان نے جو یہ باتین
سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا - او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہی
وہ خود مکار و جعلساز ہی ساحر شعبدہ باز ہی آج وہ بھی بچ جائے گا الوان نے جو یہ باتین رستم
کی سنین گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و خوار
کیا الماس نکل گئی اسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا رادہی مین اسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاساز ہے طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہوگیا طلسم کشا
نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر
طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے
ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور
ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے
چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اے
شہریار لوح چمکایئے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو چمکایا تصویر کو چاہا جیسے
تیغہ ماروں کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک جوان پیچیدہ ہو کر
نکلا آفتاب و جہلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے
نہ بڑھیے ہفت پیکر نکل گیا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر نوکی
تن قوی مس پکار رہا ہے کہ اے رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر وہاں آؤگے
تو مزا اٹھاؤگے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر سحر کمان میں پیوست کیا تھا
ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہوگیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا
اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ میں
قلعے میں جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے
لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل
قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اترا رشیوں میں یہی چرچا ہے کہ ہفت پیکر
بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی اے شہریار اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان
جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جانا ضرور ہوگا آیندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے
بادشاہ وہاں تھے میں جس وقت قبلہ و کعبہ سنینگے دو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر
مشغول رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلونگی الماس نے
اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحرا اپنی اپنی شوکت وشان دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب ایک صحرای پرفضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جلال بعد اُسکے لشکر شہرت مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر ونہنگ بحری لشکر گران لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق وجاروق وشریر مردم ور دیوانہ ان سردارون کے بیچ مین بارگاہ رستم استادہ ہو شام کا وقت ہو رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتاب وجلال وشہرت والماس لشکرون کو اپنے چھوڑ کر براے ملاقات رستم آئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہو صحبت عیش وچہل آراستہ تھی کہ لشکر آفتاب مین ہڑ ہوا سردار جلگے لگے کہ ہر کارے دوڑے ہوے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزارہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہو سردار بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہو یہ کہکے آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزارہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر شیرون کو للکارا اور آواز دی ای سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہو یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرے ان آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت کو شیر کی پارگندا شیرون کو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا ای آفتاب یہ دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہانگیر وزہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر اُنکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر آکے کھڑی کھڑی دیکھ رہی ہو کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو بھیجا تا ابر مین کہا تاب چھوٹی یہ کہکے گولہ مارا
ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر
نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بھگایا اب میرے
مقابلے مین آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا روک کر وہی گولہ
مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علیحدہ
ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا
الماس تڑپ کے نکل کر دونون پر جا پڑی دونون کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے
ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین
سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار جھٹ کر سر پر الماس کے گری کہ سر سراسر
الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا
کچھ خون جلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردن
مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین
الماس نے چاہا اُن دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر
چاہا ابر کو دونون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا
مگر ابر سے نہین نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جاکر ایک گولہ مارا وہ
کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا آفتاب نے جاکر الماس کو سنبھالا الماس کے
ہوش درست ہوے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونون کو
گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچین
اُن دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونون نے
ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر
ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے اُنکو
قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونون نے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے
وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشکر فراغت کرکے

بہ فرخندہ و نیکوئی و بہ حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورالدہر کا اور قید ہو جانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام جرأت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو جھو رکی
سر راہ پر ایرج گرو ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہی بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا اُسکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہی قصہ سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے جہرسے صاف یہ دور ہی
یہ منظور ہی مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
سنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بصد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہی بزم کا

ترے دور مین ایسا بیچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
تو صاف ہی اور نہ یان درد ہی
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل اے توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بصد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہی رزم کا

چہرہ کشایان رہروان منازل طلسمات و طی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نورالدہر یون تحریر فرماتے ہین - شعر - مرصع خیالان رنگین ادا + چنین سے نگارند این ماجرا + جبکہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ عجاہ ایرج نوجوان نے سنی قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوے جو فیروز نشان جا گیا تھا اُسی سمتے پر چلے عقب مین نورالدہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے اُس دشت پر آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بجائے بند بر جاے قلعہ پر نگہبان آدم خوار قرنا مین دہن سے

لگانے گھڑے ہیں بہت سے نقارہ نواز برجوں میں ایرج نے آتے ہی لشکر آرا
شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاپور شیر دل نے عرض کی ای شہریار یہ مقدمۂ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جانبر نہ ہوئے نہیں معلوم کس حال سے طلسم میں پہونچے ایرج نے کہا
جب تیغ مردافگن عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہیں کرتا کل اس قلعے کو فتح کرینگے
لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچینگے تم اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہواخواہ پہونچے
وہ آپہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانینگے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر
رکھکر سر بسجود ہوا اور ستاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی میں آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہو کر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہی ای شہریار یہ
مقدمۂ طلسم ہی بے سمجھے نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان میں مہمیز کیا جب
میدان میں آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سب نے دیکھا کہ نصف
میدان طی کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پر
آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزیں پشت پر حاضر ہیں اور
گلابیاں اُنکے ہاتھ میں دونوں کو شراب پلا رہی ہیں زنگی نے جوش محبت میں اُس نازنین
کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہی ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہی اس نازنین سے
الگ رہ اُسنے پھر گلے میں ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بجبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جھکا کر قریب خندق کے آکے للکارا کہ او بے حیا میں اُس پار آتا ہوں اُسنے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چاروں تیلیاں جھاڑ کر خندق
کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہی ای شہریار
آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

پیتے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی
آنکھیں سرخ ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ میں چلیے وہ مقام خالی از
غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوئے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ
بند ہوگیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے میں گئے چاہا کہ روتے پیٹتے لپٹیں
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے ایرج
کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہرنگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کریں
اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کرباس فروش بازاری یوں
طلسم میں جائے اور میں عبادت خانہ آراستہ کروں میں ابھی جاتا ہوں ہر چند سب نے سمجھایا
یہ بھلا کب مانتے ہیں اسپ پریوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ یکایک قلعے کا کھلا دیکھا کہ
ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہاں آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے
بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکریں کھا کے چلے گئے بالائے قلعہ سے نقارہ نوازوں نے
آواز دی کہ ای جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نورالدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط
میدان میں پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے
نورالدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ
چلنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالوں نیزے کو گانٹھا جھٹکا دیکر ایسا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے نکل گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر
پر ہاتھ مارا نورالدہر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں
لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر بھر میں اُس مرصع پوش نے نورالدہر کو اٹھا لیا
ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے میں لیگیا پھاٹک بند ہوگیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائیں بجانے لگے
ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیزداران طلسم کشا قید ہوئے اہل لشکر دونوں کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہیں بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہیں کہ
صحرا سے گرد اُڑی سبنے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک و
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شہرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار

ایرج و نور الدہر بھی جاکر قید ہوئے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہیں کہ جاکر قید ہو گئے امیر نے جو یہ حال سنا اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکائے اشقر کو اُسی وقت مہمیز کیا اللہ ہو بلند واواک دا بجنے بائیں قاسم و بدیع الزمان قبغون پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوئے سردار ناہی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں سب سردار یعنی جمہور و فرامرز و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھوڑا جھکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائیں لیے کھڑے تھے سب قرنائیں پھونکنے لگے نقارچیوں نے نقارے بجائے میدان میں ایک غل ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں کہ پہلوے قلعہ سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان عقب میں تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا جھکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں جمہور گھوڑا جھکا کر مقابلے میں اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنیں آپس میں ردو بدل ہوئی تھیں کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی جو اُسنے ایک مقام پر بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جمہور نے گریبان میں ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونوں زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکوں لیکن نہیں رک سکتا دس پانچ قدم پر لاکر اُسنے بگہ مارا کہ دونوں گھٹنے جمہور کے آشنا بزمین ہوئے کمر میں ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھا لیا جست کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائیں بجانے لگے وہ جوان جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا تھا آہستہ دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے
مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا
آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین
اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے مین داخل
ہو گیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے ادھر سے سرداران صاحبقران
عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و نعمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران
صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کرکے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی تھین اور نوبت
نقارہ بجتا تھا لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب
گیہان کرگدن سوار ہے یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ لونگا یہ
کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی
استادہ ہوئی جملہ سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو نے عرض کی ای شہریار
معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علامتین چند در چند مین بادشاہ اسلام کا
اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوے
حضور کے سرداروں پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مفسدہ
طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی
ہی کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین
داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل
جنگی بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے یہان بھی بحکم صاحب قران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن
ہی کہ دشمن تو آمادۂ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی
اُسی طرح ہوگی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ
شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیا و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی میں صف آرا ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آگئے اور
صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جمین آتش افسر پہلوان نے خود گینڈا حمیکا یا اور میدان
مین آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بدیع الزمان
نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کرو مین خود اسکے مقابلے
مین جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلین گے امیر نے
اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان مین
ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے
سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے کھڑے ہین امیر جو
گیہان کے مقابلے مین پہونچے تگاورزن ہوئے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہین کہ ای شہریار
اسم اعظم وردِ زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگاورزن ہوئے چھ سات
قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی
یا صاحبقران مین پہلوان قدرت ہفت پیکر ہون اور نظر کردہ ہون آپ مجھسے مقابلہ
نکیجیے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تو تیرے مقابلے مین آئے پلٹ جانا مقابلے مین کر
مردان عالم کا دستور نہین گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے
لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ کا تھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جب اسم اعظم
موقوف کرتے ہین ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن مین جوش مار رہا
ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا ہاتھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا
دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار
قدم ریل کر لیجاتے ہین تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤن لیکن بسبب اسم اعظم کے
صاحبقران پر کوئی زور نہین چلتا امیر بھی چاہتے ہین اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا ست
ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہین گیہان تڑپ کر
نکلجاتا ہی اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین شام تک

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کرسکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہوگیا ہر چند
قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن
واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہے اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے
کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر
خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا
وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہے گیہان نے کہا میں ضرور
آپ کے مقابلے میں آؤنگا ہر چند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خواہاں
ہیں مگر اب میں میدان میں آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہو لے تو
سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہوکے چلے
کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر میں ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو
یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ اُمیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو حال سنکر
بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر میں پڑا ہوا بدیع الزمان کو ساتھ قلعے
میں لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ میں آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون
آقائے نامدار مزاج کیسا ہے امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر
یہ پہلوان ایسا زبردست ہے کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے
کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر
ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ
ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون
میں تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور	یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر بہ این زرین سپر	ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار میں آئے صفین جمین گیہان گرگدن سوار نے گینڈا اپنا
نکالا میدان کارزار میں آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو جھکا رہا ہے نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران آمادہ کھڑے ہیں کہ یہ آواز دے تو میں میدان کارزار میں جاؤں مگر فرما رہے ہیں
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہے پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روکے
کھڑا ہوا آواز دی کہ کہاں ہیں صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے
لگے دیکھا چند لکہ ہائے ابر آسمان پر کڑکتے ہوئے نمایاں ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر
ساحر و غیر ساحروں کے جماؤ امیر نے دیکھا رستم مرکب اشتر مالا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوئے
ایک دیوانۂ ژولیدہ مو چوبدست کاندھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے پشت پر چار سو
دیوانے غل مچاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ میں اس
گرد سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان میں دیکھا سمک نے جو رکاب
پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی اے شہریار پہلوان میدان میں ہے آپ کے قبلہ و کعبہ کو للکار
رہا ہے صاحبقران نکلا چاہتے ہیں رستم نے وہیں سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا او بیحیا میں
تیرے مقابلے میں آتا ہوں مرکب پر کوڑا اٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چھلاووں
ٹھکیوں میں مقابلہ گیہان میں پہنچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہنچکر
فرمایا او بیحیا ہم تیرے ہم نبرد ہیں صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوگئے
صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کیفیت
سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہائے ابر آسمان پر ٹھہرا رہے ہیں اسمیں بڑے
بڑے ساحر مخفی ہیں اور رستم کے شریک ہیں کائنات کے ساحر ہیں علم نیرنگ و شعبدے
سے بخوبی ماہر ہیں صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا چند طعنیں آپس میں رد و بدل ہوئی تھیں کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برقتاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
تیغۂ ہفت جوہر کا مارا اسنے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغۂ ہفت جوہر پڑا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرایا تو تیغہ سپر پر جمکا تھا یا زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا بارگہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہی نیزے
اُٹھا کر رستم پر چلی رستم نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے — **نعرۂ رستم** - ارشاد ولادم عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف +
تزلزل فتد درمیان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ دین برکنم +
فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
کتنے سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازان
نے قرنائیں بجائیں اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازوں نے آواز
دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رُخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پر آکے
رستم نے لوح کو چمکایا پانی میں غرش ہوئی ایک آہو جست کرکے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے صحرا میں جاکر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب
میں ایک کوئیں پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فتاح طلسم وائے سیار این عجائبات
اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئیں میں فوراً پھاند پڑا
سمک یلدائی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہان سے پلٹا اور یہان لشکر میں آیا آفتاب فلک سیر
نے پوچھا آقا کہان گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئیں میں مع گھوڑے پھاند پڑے
آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا اے آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
گئے ہیں اس راہ سے ہم تم نہیں جا سکتے ہمارا تمھارا اور راستہ ہے آفتاب نے الماس سے
پوچھا کیون اے ملکۂ عالم کسطرح جائیں کہ پاس طلسم کشا کے پہونچیں الماس نے کہا میں
چلتی ہون میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب و جلال
و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر
آواز دی اے رہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم میں لیچلو دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام
بد انجام نمایان ہوا پکارتا ہوا اے ملکۂ عالم آیئے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس و آفتاب

و شہرت و جہلال جاتے ہیں جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ مین رکھا آواز آئی ای راہبر کسی لیے جاتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین پہلو سے ایک ساحر فوق الجثہ جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑون الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر ایک دو پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر گرا جہلال نے بڑھکر سحر کیا جہلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہی یا نہین اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا منھ گلنار ہوا آنکھین سرخ ہوئین منتین کرنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان مین تو مدت سے تمھارا اشتاق تھا ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال بے مثال تمھارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہی فسانہ ساتمہ ہونے کب کسی تدبیر سے
نیند آئی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے

ہاے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے
اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے

بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے
لگئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے

میرے لکھے کو مٹا یا آپ نے اچھا ہوا
تھا شگون ہی دعا یان نامہ کی تحریر سے

جاے شربت مرتے دم بھی خون پلانا ہی ہا
منھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے

عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہمکو رہا
ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہین تعزیر سے

سر پٹکتا ہی فلق مین مومن خانہ خراب
مسجدین رہتی نہین کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم راہ زن میرا نام ہی راہبر دہ کھڑا ہی تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اُٹھایا آفتاب و جہلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوے ان چارون کو لیے چلے درۂ کوہ سے تھوڑی دیر مین نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست میدان چاہ بطرف

سنسان کچھ نخل جلے ہوئے خاک اُڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آ رہی ہی
زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہین اِنکو جلتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ آتش سب کے بیچ سے
نکلا نکلکر بلند ہوا اور پکار کر آواز دی ای ساکنان صحرائے ویران ہمراہیان طلسم کشا اِس
راستے سے جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھکر
آواز دی کیون سنسان ہمکو روکنے آئی ہو ہم تو مدت سے تمھارے مشتاق تھے ذرا ہمسے
نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو ۔ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی
آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو
مدت سے تمھارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے
لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لئے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب
نے کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہونچین اور طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی اور راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہی راہبر نے پلٹ کے آواز دی ہان ری دیوانی
ہمارا یہی کام ہی اسی اُلٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہی تینون
مین سحر چل رہا ہی الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنسان نے جو
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغچہ کھینچا پہلے راہبر کو تیغچہ
مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہوتا تھا کہ دونون نے
خون اپنے اپنے سرون کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برساؤن یہ جو

سنسان

سنسان نے دیکھا نیمچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی اپنی تو جبڑے یہ کہکے ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونوں لڑکھڑائے سنسان نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوئے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیمچہ مارا دونوں میں دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر تا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوئے سنسان جو مرکر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینوں ساحروں کا خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحرائے ویران میں تھے یا ایک صحرائے پر بہار ہی جانوروں کی پکار ہیجوں کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہیں غنچے چٹک رہے ہیں نخل سرسبز و شاداب غنچہ ہائے گل لاجواب نہریں موج مار رہی ہیں موجیں مثل تلوار کے چمک رہی ہیں عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہیں ایک مقام پر صدہا بلبلیں جمع ہیں ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہی۔

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا
دم کا ہیکو یون ای دل ناکام نکلتا

میں وہم سے مرتا ہوں وہاں عیب اُسکے
قاصد کی زبان سے نہیں پیغام نکلتا

کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم
کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا

ہر ایک سے اُس بزم میں سب پوچھتے تھے نام
تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا

ورنہ نہیں مومن کے نصیبوں میں جو ہوتیں
بت خانے ہی سے کیوں یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یار و دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہیں اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہیں ورنہ گرفتار ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہیں معلوم طلسم کشا کس مقام پر ہیں آفتاب نے جو یہ باتیں کیں الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہوکر اُس ابر میں مخفی ہوئی ابر ایک جانب چلا فہرت نے بھی ایک ابر نگگون تیار کیا اُس ابر میں مخفی ہوئی جھونکے ہوا کے چلتے ہوئے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمیں چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا جہلال نے

ابر سوسنی آراستہ کیا بہ شکل ماہِ تابان بنکر اس ابر میں مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا جادوں ساحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین میں داخل ہوے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحرائے پر آشوب میں جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزارہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہا سے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل مثل گلدستے کے آراستہ ہیں کہ سایہ انکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اس صحرا کو دیکھ
رہے ہیں بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سائے میں جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز میں داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس
تعداد سے ورد زبان کرو تعداد میں فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیۂ لوح شروع کیا چند تب
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام شرخ پوش نام
ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی اے طلسم کشا سارا گھمنڈ تمکو اس
لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے میں آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر
آواز دی کہ اے رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے میں
نہیں آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہیں بزرگونکا جو اُس پہلوان نے
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی میں تیرے مقابلے میں آتا ہوں
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر
سوار ہوکر مقابلے میں اُسکے پہونچے تگاورزن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنوں میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اُسنے ساتھ والوں سے پکار کر آواز دی یارو
تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار سوار گھوڑے
اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ میں رستم کے نہیں آتا سواروں کو

ترغیب دے رہا ہے جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بڑے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے میں نہیں آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر رد کر کے ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ صحرا تاریک ہو گیا آوازیں مختلف آئیں پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نام من سرخ فام سرخ پوش بود رستم اُس اندھیرے میں کھڑے ہیں حیران ہیں کہ یہ کیا سعرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرائے مختصر ہے سامنے میں پہاڑ کے میں کھڑا ہوں حیران ہوے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہے شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے میں ایک نخل کے زین پوش بچھا کر میٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہے دربار جمع ہے بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہے اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہے غراب کہتا ہے کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہیں وہ ضرور دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہیں یہ وہ مقام نہیں ہے کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو فتح کر لیں وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ میٹھے ہوے ہیں سب غلام اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد کہاں ارادہ جانے کا ہے غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہوں سہیم نے کہا ای والد تحفہ جات و لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہیں ایسا نہ ہو حضور پر دار جل جائے غراب نے کہا ای نور نظر اب وہ میری حوالی میں آیا ہے کیونکر مقابلہ نہ کروں سہیم نے کہا فوج کو بھیج دیجیے وہ جاکر گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہے ہزار دو ہزار کی حقیقت نہیں جانتے ایسے ایسے مقاموں پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہو گئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یوں قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہیں لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد نامدار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے
ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم
جاکر دیکھ آئین اُسکے بعد شکر کشی کیجائے یہ صلاحین کرکے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئین طرف
طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہو کہ رہا ہی دختر میری سحر مین طاق
شہرۂ آفاق ہی کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کروائے ہزار ہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ
اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہوکر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر
کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو اُنکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون
موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کرون سب دیوانے ہوکر الگ جائین طلسم کشا خدمت
والد مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر ٹھہری صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرۂ راہ گیر کی
قطع بنی کپڑے بھی کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے
دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہی مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہی
آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا اکیلے اس مقام پر پہونچے ہین
رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُترکر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کشا
چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضے پر تیغۂ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل
سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دوسرے شخص
کی آہٹ پائی تاب زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور چمکا
صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہی سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ
پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو رشک
ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دوش پر مار سیاہ لہرارہے ہین جسکی مثال
شاعر کہتا ہی۔ نظم بطور مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سربلند	یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مار دوش شہ ضحاک خودپسند	ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہی	دل خون خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

ہر زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
خورشید روے یار کی گو زلف غرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین بیگیان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان
بہوبچے یہ چشم زخم لعین خوفناک ہون

اس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی

پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ
پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین

اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ برملا
ممکن نہین ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو

آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

جادو ہو انکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

جتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہی چشم یہ وردی سیاہ رنگ
یا ہر صید باز نے یہ جھگا لے ہین

جمال جہان آرا نے رستم دیکھکر سہیم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا تو تعجب ہوا کہ کوئی عورت ہو قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہو دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہو رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروے خدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بسبب غشی کے بند دو ٹپہ سینے سے سرکا نار پستان کا ابھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان مہ جبین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں سر زانو پر آنکھوں سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے
پڑے اشکوں نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ میں پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا
سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیۂ زانوے
محبوب گوہر آبدار اشک آنکھوں سے رستم کی ٹپک رہے ہیں گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا اے شہریار
آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے
اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو میں سہیم بیٹھی رستم سے باتیں ہونے لگیں فرمایا اے سرتاج
معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج
اس شب تیرہ میں تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے
جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے سامنے کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم
حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائیں اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد
میں بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے جب ساحر آپ کو دیکھ کر گئے
غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر میں طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے
بڑے بڑے ساحروں کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہاں لگا کے
لاؤ بہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کریں یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہاں آکر اسیر گرفتار
ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
آپ کے ساتھ ہیں اُن سب میں میں حقیر ہوں مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس
سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا میں پہونچیں اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم
کریں ہر چند کہ اور ساحر موجود ہیں اپنے اپنے شعبدے دکھائیں گے مگر آپ دھوکا نہ کھائیں
اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھیں تب یقین ہے کہ اُن مکاروں کے مکر سے بچیں اور منزل مقصود
تک پہونچیں پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائیں گے اب جو اس سرحد
میں آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا اگر
تامل کروں تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا میں پھنسیں اگر کوشش کروں تو باپ کے
قتل کا سامان ہے دونوں طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکلنا سخت غیر ممکن ہی اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش
کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی
مین دل و جان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل
ہو یہ وہ مرحلہ ہی کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے
گئے مین اب خود بربادی ملک غرابیہ چاہتی ہون مین جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے
باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ
خیر خواہی ہوسکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت
پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار مین تشریف لائینگے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر
بلوہ کریگا ہرچند کہ جہان تک ہوسکیگا مین کد و کوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ
نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے
پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا
سہیم نے گھبرا کر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت
ہوتی ہون ہرچند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے
سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کرکے طرف بارگاہ
غراب کے چلی رستم انتظار مین کہ روشنی ہولے تو مین سوار ہون اتفاقاً جب
سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوتہ اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہی کہ سہیم دیکھکر
شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلون دیکھون اُسپر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح
بنائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے
لوح ایسی شی دستیاب ہوئی تو ای معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک
طائر بنکر آئی اسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش
ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہوکر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب
کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہو جائیگا طلسم کشا
دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہی کون روک سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل و جان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتائیں بس
مین لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درہ کوہ مین آئی اور سہیم کی
صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار مجھے کچھ اور عرض
کرنا ہو دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہو معطل قریب آئی قریب آکر کہا
ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہو کوئی آفتاد تو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق
صادق ہو بس فوراً لوح گلے سے اُتار کے ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
دیکھتے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ مین لیا کہا ای شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر
معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا بڑگیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
دیکھا ایک ضعیفہ فرتوت کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہو چاہا کہ تیغہ
چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے
تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اسی مقام پہ ٹھہر گئے معطل جادو لوح و تیغہ
ہاتھ مین لیے ہوئے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی
کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا ای غراب تیری دختر
نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتادی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ
جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر اپنے
برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہو کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو علی الخصوص وقت
شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہو وہی ہوا کہ یہ جلتے ہی
مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے
قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا
کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود
ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سنکر جھلا گیا
غصہ مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

گذر نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہوں اُسکو ایسے مقام پر قید کرون
کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے مگر اے امان تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا شکریہ نہین ادا
کرسکتا اہل قلعۂ غرابیہ کی تمنے جان بچائی ہرچند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر
ہین کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونگے مرحلہ جات پر دھرے جائینگے مگر ابتدا ہی مین تمنے
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گوہر پوش گھبرائی ہوئی آکر پہونچی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیون
بیٹا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہے صبح و شام مین گرفتار کرونگی
رنگ مین نے جما رکھا ہے غراب نے کہا او گیسو بریدہ داو شوخ دیدہ جا کر دھگڑے کو دیکھ کے
عاشق ہوئی بیہوش ہوکے گری طلسم کشا نے سر زانو پر رکھا میری دائی امان سب تماشہ
دیکھ رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے
لیلیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اُسکو گرفتار کرلینگی سہیم نے یہ سُنکر چاہا کہ تم کون
اڑ کر نکلجاؤن غراب نے ہاتھ پکڑلیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھڑایا چاہا نکلون معطل جادو
نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہے لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچائیگی خبیث کے پہلو پر آئی حلقہ
کمند سحر مار دیے وہ گردن مین سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری
غراب نے گرفتار کر لیا دہان مین سوزن دی مار سیاہ جسم مین لپٹائے قفل مار سیاہ دہن
پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کرکے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اُسی پر
سوار کیا معطل نے پوچھا اے نور نظر اسکو کہان لیجاؤگے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہان
ہوا کا بھی گذر نہ ہو اے مادر مہربان باغ سومناتیہ مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و سنسان
ہے ساتھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہے مگر کسیکو خبر نہین ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل
سناٹا ہے یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر کامل رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین ایک باغ
ہے مگر بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوے

پھول بے رنگ غنچوں کے دل تنگ ہزارہا طائر درختوں پر خاموش بیٹھے ہیں چار جانب دیکھ رہے ہیں بیچ میں باغ کے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہے اُسکا دروازہ بند ہے غراب تخت کو لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد میں صد ہا بت پتھر کے رکھے ہیں غراب بیٹی کو لیکر اُس بتخانے میں آیا بیٹی کو بیچ میں بتوں کے بٹھا دیا اُنھیں بتوں کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوندا لات و منات سوا میرے کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھلائیے گا کہ وہ شخص زندہ بچ کے نہ جائے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہو گئے تیغہ پر نگاہ ڈالے ہوئے ٹہل رہے ہیں یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد میں قفل لگایا کنجی اپنے جوڑے میں رکھی پکار کر آواز دی اے نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ میں نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا اسمیں آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز دی اے آفتاب فلک سیر کہاں سے آتے ہو آفتاب نے کہا ہمنے سُنا ہے کہ قدرت طلسم میں تشریف لائے ہیں اور طلسم کشا بھی ہیں ہم تلاش میں طلسم کشا کی نکلے ہیں جہاں طلسم کشا ملیں اُنھیں گرفتار کرلیں جا بجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہیں پایا غراب نے کہا اے آفتاب وہ میری سرحد میں ہے شرخ فام سُرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم کو میری سرحد میں پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہاں پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہے میں نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ میں قید کیا وہیں لوح اور تیغہ بھی رکھا ہے اُس باغ میں کوئی جا نہیں سکتا یہی کام کرکے چلا ہوں میرے ملک میں آنا میں طلسم کشا کو بتا دونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا میں پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہے گھوڑے کو پہچانا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی اے مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

یہ ہو مرکب نے سر اٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا
دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہیں مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای
آفتاب تم ہم سے جدا ہوئے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ
لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب سرکار
پر عاشق ہو کر گئی وہان گرفتار ہوئی معطل جادو دایہ غراب کی بلا سے روزگار ہی کیس
مکر سے سرکار کے سامنے ہو بیٹھی رستم نے کہا اگر اسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور
زرہ بھی دیدینا ایسا اسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہوں آفتاب نے
اسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اڑاتا ہوا طرف باغ
سومناتیہ کے چلا یہان غراب اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی صاحبو میں نے بیٹی کا
پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ خداوند کہنہ نگہبان ہیں کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے
سامنے جائے فوراً افکار ہو پتلا پتھر کے ٹہل رہے ہیں سردار کہتے ہیں حضور آپ بڑے
صاحب اقبال ہیں جا بجا شاہزادیان عاشق ہوئیں کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا
دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم میں آگئے اب طلسم کشا
کا بچنا دشوار ہی آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش میں طلسم کشا کی پھرتے
ہیں کاہن طلسم ہی ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہی کہ کلاہ و زرہ لے لیتا
پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کب طلسم کشا بچ سکتے ہیں دائی امان نے لوح طلسمی لی
اب کلاہ و زرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہی مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی امان
کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ میں جا سکے اور سامنے گنبد کے گزر سکے
ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہیں سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ
دیکھ رہے ہیں کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لیں اگر سامری و جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار
ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہی مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور
چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب
کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پری رعنائی تخت پر سوار ہیں آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکلگیا لیجاکر باغ سومناتیہ مین
رکھا ہی الماس نے کہا ای آفتاب باغ سومناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہی وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین وقت پر وہی ساحر بنینگے پہلے ہمین
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین چل کر
انتظام کرتی ہون رستم نے گھبراکر کہا ای الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب سہیم
گوہر پوش بھی اُسی گنبد مین ہی اُسکو بہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا ای شہریار اُسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اُسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر گوہربار دیکھا چاہا کہ درختون سے اُڑین غلغلہ کرین الماس نے
ملکہ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے اُنکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اُسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کئی سو نخل گرا طائر اُن درختون مین دبے طائرون کو مارکر الماس ابر سے اُتری
سامنے گنبد کے آکر چوکہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
اسطرح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اُس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج مین
ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھکر شرماگئی دل سے کہتی ہی ایسی نازنین
پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو ابھی بچالے کہ الماس نے پکار کر آواز
دی ای ملکہ نہ گھبرائیے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہو پہنچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گھسی پتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے اُن پتلون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہی یہ گنبد خزانۂ راز ہی سوائے غراب کے اور کسی کو
آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے بھیجا ہی
اُسی نے حکم دیا ہی کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکوگے تو بہت پچتاؤگے یہ کہکے الماس آگے
بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم والی شاہزادی والاحشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہمکو تجکے
سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا بس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اُس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اُس پتلے نے ایک
چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین اسمن بر
بجبیر بدعت کرتی ہی خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جسقدر پتلے پتھر
کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین
آفتاب مع طلسم کشا آگے ہو چکا استے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ
رہی ہی پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب بنکے جکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوئے جو جس مقام پر تھا اُسی
مقام پر ٹھیرا آفتاب نے پکار کر آواز دی ای الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی
کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قبل الماس مین کوشش
کی چاک کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑلون آفتاب نے
جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوئے کچھ طرف آفتاب کے بھی
چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین
سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہین
انکو آفت ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار
پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے
کئی پتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کار سحر سے کئی پتلے مارے ظاہر مین وہ مرکر

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہوگئے رونے لگے رستم کی کمر مین تلوار لگی تھی اُسکو
کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم۔ ارشادِ اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب +
دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر زمان رستم نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوکے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار
تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیا اُس تیغ کو کھینچا
جس پتلے پر عکس تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہی کہ
ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہمیر وقت تنگ ہی پاس نام و ننگ
ہی مدت سے اس گنبد مین رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
کر رہے ہین غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت ہین ذکر کر رہا ہی کہ اب سہیم تڑپ
تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہین حضور اُسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اُس سے
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہی اُنکی طلسم کشائی انھین
نازنینان مہجبین کی مدد پر موقوف ہی غراب کہتا ہی یارو تمنے دیکھا میرے سامنے جو سنے
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے بند سے بند جدا ہوگا محبت طلسم کشا دلمیر
تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہی کہ مین محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی
پتلون کے آواز کان مین آئی غراب نے کہا وہ ہوا جو غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور مین
پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہین جلد چلو یہ کہکے تخت سے اُٹھا چالیس مشیر و وزیر اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہان
تھوڑے ہی عرصے مین طلسم کشا نے پتلون کو باہر نکالدیا اب قریب سہیم کے پہونچے
جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم و تڑپی سب قید جسم سے دور ہوئی ماران سیاہ
مر کر گرے سہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آئی کہا ای شہریار باہر نکلیے سہیم نے لوح گلے مین
رستم کے پہنائی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا ایک طرف الماس دوسری
طرف سہیم پشت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کیے اُمیر سوار ہوکر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم والماس
سوار ہوئین آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
غراب نے بیٹی کو جو پہلوے طلسم کشا مین دیکھا جل گیا دہین سے نعرہ کیا ہاش ای طلسم کشا
تو چاہتا ہی کہ سہیم کو ہمراہ کرکے لیجاؤن سہیم کو مین ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحرون کو اشارہ
کیا چالیس منیر غراب کے سحر کرتے ہوے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے ماہر سحر
کرتے ہوے اُترے چار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے
کودے نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اُٹھی الماس نے بھی سحر کیا
ساحرون کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کرلین مگر رستم
پیلتن تیغ ہفت جوہر کھینچے ہوے درمیان مین اُن ساحرون کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مر کر گرا مرنے کی اُسکے
علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چار سو ساحرون سے
اس زور سے گر رہا ہی چاہتا ہی کمندون مین رستم کو گرفتار کرون سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب
سیاہ رو کیون اسقدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جاکر
شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہوکر پکار اُٹھا اے
جان جہان وای آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے
آیا آواز دی ای ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب کہکے چار سو ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت
ہی شہاب نے کئی افسرون کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے افسر
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب اُنکو کب مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے
سر اُڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخین مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ خاریدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا مہیم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر
تین رنگ کا پیدا ہوا برقین گرتی ہوئین وہ ابر قریب آنکر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی سحر
ونہنگ بحری تینون جادوگرنیان آکر پہونچین شریک جنگ ہوئین اب غراب بھاگا بھاگا
پھرتا ہی عین گرمی جنگ مین فوج تو ساحران مذکورہ نے تباہ کردی غراب کا رستم کا سامنا ہوا
غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہی افسران فوج خیرخواہان دولت بھی
بلوہ کر کے آتے ہین کوئی سحر شہرت مین مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال بیننال مہیم
دیکھکر تنکے چن رہا ہی کوئی کوہ دشت سے سر ٹکرا رہا ہی کوئی غل مچا رہا ہی کئی افسر اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بہ سبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ
غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغہ ہفت جوہر جو
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب
بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے اُنھون نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے اُن سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ
کرین رستم نے کہا مین نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہی وہان جاکر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تب
قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اُسی صحرا مین آکر پہونچے اُس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا کہ
برادران تم اب ہمکو رخصت کرو تم لشکر مین جاؤ ہم بھی انشاءاللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابر چمکاتے ہوے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر مین آ کر ملے رستم نے اسم حاشیہ
لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی رستم نے
دیکھا زمین پر سے گرد اُڑی ایک جوان بصورت مہیب بہ شکل عجیب و غریب کوڑا مارا آتشین کا
ہاتھ مین اژدر پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار صدائین مہیب دیتا ہوا دور سے
پکارتا آتا ہی اے طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے
سنم اژدران اژدر سوار ہی طلسم کشا سر اُٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہی رستم نے سر اُٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آکر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے
نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخر کار اُس
ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار
غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلین اُس ساحر سے مقابلہ کیا
اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ مین نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہوکے بڑے
فخر لیئے یہ کہکے تیغچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلین پکارتی
ہوئین کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہی آپ اسم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا ستم اسم پڑھنا نہین
موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ موذی ہو طلسم ہی یکایک الماس
بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے مین سب ساحران
نامی کو اس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای طلسم کشا
ذرا بائین جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے
کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا
نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
اُسکے مقابلے مین نکلے آپس مین نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا دو دو وار آپس مین چلے
تھے کہ اس جوان کوہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ
ہمپر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے مین پلٹے اُس کوہی نے سر کو تاکر کمر پر ہاتھ مارا
بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان
غم مین بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا مین اپنے عم نامدار کے پاس
جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینہ
بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے
گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہین

ری نور نظر تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا لقانے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران تو
رش بدیع و قاسم بر بین ایرج دنور الدہر نکلکر اس جوان کو ہی سے لڑے یہ دونون
جوان بھی مارے گئے اُن چارون جوانون کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جماو ہی لقا رہا ہوا
قریب خیمہ ہاے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کارا بتدا مین خیمہ ملکہ رابعہ زرلقبت
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہر چند روکا اُن عورتون کو لقا
کب مانتا ہی کئی سو کنیزون کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا صیغم خون آشام اڑا رہا تھا لقا نے
اشارہ کیا صیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے چیخ
پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو بچاؤ د
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا بدحواس ہوکر نعرہ کیا او دشمن خدا لقا سے بے لقا عورتون نے تیرا کیا لیا ہی رستم نے
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے بہ غور دیکھا وہ صحرا
نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز
کان مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب کی
خیر ہی اس تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے تخل ہی اُسکے سایے مین بیٹھون اور اب
کسی طرح اسم کو موقوف نکرون جیسے ہی قصد کرکے دو قدم گزا تاکہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمھاری
رستمی دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من للکارتا ہوا سامنے آیا قریب
آکر نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان
جاؤگے کہان چھپیے گے سنم ناقوس جادو درۂ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بعد جوش و خروش
ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوارین گرائین مگر رستم پر تاثیر نہوئی وہ جادوگرنی دور سے
سحر کر رہی ہو قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ ساحرہ کا تاک کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑکر چہرۂ پشت کو بارگندہ اندھیرا اس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہاسے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوسے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار شہرت تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ خریر مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی اے شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے اسم موقوف کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہی ہم لوگوں کا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہو جیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نسترن مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمایئے حکم لوح پر کاربند ہو جیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھایئے گا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و جعلساز اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا امیر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ در بند اوّل ہی یعنی جہاں زیری ظلمت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نوش گوار
کہ جسکا شگفتہ ہی ہر اک خمن
ہوائے فرحناک سے چلنے لگی
کہ ملجائے معشوق کا بھی نشان
نسیم چمن لڑکھڑانے لگی

دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک شاخ سرسبز ہلنے لگی
کبھی پھول آویزۂ گوش ہین
یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی

عجب ہی بہار ریاض سخن
اڑاتی ہی بلبل ہر اک گل سے بو
ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
کہ میخوار اس جا پہ مدہوش ہین
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحریر کی کد ہوئی
ترانے جو گاتی ہین یہ بلبلین
گلون کو یہ ہنسکر سنانے لگین
کہا قمر یون نے بصد سوز و درد
کہ فصل طرب یان پہ حیران ہی
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کرو دل تنگ تھے فصل رنگ سا ہان
یہ لیلی کو الفت مین مژدہ ملا
کہ ہو رنگ سے عشق کے دل کھچی

کہ آتی ہو گلشن مین میرے بہار
ہوا کہتے گلشن کی مستی مین
ہمین وصل گل کی جو خواہش ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہوجائے زرد
چراغ معنا مین و روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے بعد رنج
چمن آجکل بر سر وجد ہی
کبھی غنچۂ دل نہ تھا کھلا

کرون بلبل فکر کو مین شکار
ترانے فرح خیز گانے لگین
ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہی
تو مضمون سب شک گلشن ہوے
کہ کھولی ہی غنچون نے اپنی زبان
کہ لیلی کا نالہ سر سجدہ ہی
لکھون حال عشق امیر دلبر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سراندگان حالات شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف۔ دوران فلک کہ بیدار است + او گاہ خزان و گہ بہار است + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد خمار دارد + ہم چہرہ و ہم بدست ہم در + گہ شیشہ تہی کند گہے پر + گہ برد فراز از نشیب + ہشیار کہ مید ہد فریب + صاحبقران زمان برسر قلعۂ طلسم فروکش ہین انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مار صحرا مین جاکر غائب ہوے سرداران رستم بھی فرداً فرداً گئے اب امیر کو بڑی تشویش ہی کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم میرے سردارون پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر ملیٹ کے بارگاہ مین آ گئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخل کرونگا خواجہ عرض کرتے ہین کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہی عمارت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہو کسی بلائے طلسمی مین مبتلا ہوجائیے امیر فرماتے ہین خواجہ مین اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا فاتح ہو شامل عجائب و غرائب کا سیاح ہی وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کو کئی دن اُسی مقام پر گذرے قضائے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی اسکو آکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر برسر قلعہ فروکش ہین جس دن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلے مین حرز ہیکل ہی جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحر انکا مقابلہ

نہین کر سکتا اظلم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین
کیا عجب ہی کہ گرفتار ہوجائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سیب
باتین بیٹھی سُن رہی ہی اوصاف امیر سُنکر مشتاق جمال بیمثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہوکر
اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافۂ زرین کنیزین تیار کر کے لائین
وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئین اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین بدحواس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار
دیکھا گلشن نامے وزیرزادی نے علیحدہ بُلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل
شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدم سے
نہ چھپائیے ملکہ جہتاز پری طلعت سے جو وزیرزادی نے منت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین
کہا اے گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہی دل کو پیس و پیش ہی کل شب کو دربار مین باواجان کے
امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین پر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا
اے گلشن انصاف کرو کہ انکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا سے اسکی داخل طلسم ہوچکا وہ ضرور
طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا اے فوری گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہہ نہ سکی کیونکر امیر کو
بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیون گلشن کوئی ایسی تدبیر ہی کہ امیر کو خبر پہونچ جائے یا اُنکو بلوالو
کیا تدبیر کرون جلالت امیر سُنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا واری اب آپکے دشمن ہوجائینگے
جہتاز نے کہا اے گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا
ولولہ بڑھتا جاتا ہی فرماتی ہین اے گلشن اگر کچھ تدبیر تمسے ہوسکے تو کرو ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا
واری میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بلاتی ہون شاید وہ چرالائے ملکہ نے خوش ہوکر کہا
اے گلشن اگر یہ تدبیر کر لی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھ دیا گلشن نے
ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلالا
کنیز نے جاکر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے روبرو ملکہ کے اُس سے بیان کیا
کہ اگر ہوسکے تو امیر کو چرالا گل عیاری اُسی وقت بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر امیر کے
چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سنا کہ کل صبح کو امیر قلعۂ طلسمی مین جائینگے اپنے سرداروں کے واسطے

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کر دن بہر دن رہے لشکر
مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر
دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہی جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سر کھڑے
رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار مدام امیر کو دیکھتا ہی شاید کوئی
عیار ہی جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا کمند ماریں عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی
بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکل گیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر
نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ
تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جا کر سو مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجکو مدام
دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہی عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جا کر سویا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا
بازارون مین پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ
کیسی ہی ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہی جسقدر کھودتا ہی سراچہ زمین مین
اُترتا جاتا ہی آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی نجلا
ناچار ہو کر نقب سے نکلا دربارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جا کر امیر کو جگایا امیر
نے فرمایا ای مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر
بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے
جو حلق سے اُترے بیہوش ہوے عیار نے بہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے
پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا ای مقبل یہ کیا ہی مقبل نقلی نے کہا اس
چاندنی پر چھینٹین پڑ گئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ
مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی
لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نکی سب نے
کہا ہم تمہارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش چلا جاتا ہی
پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے
چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار میں دربارغ پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہو ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا وہ تمھارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہو گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہوگئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری میں چلیے میں بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہوں عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیوں بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھے انکو لایا گلشن نے اسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ میں پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہے اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہوں سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر کمندیں توڑکر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری میں آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھیں سیاہ مثل دیدۂ غزال دریاے جوانی میں غوطہ زن مسند پر سرنگوں بیٹھی ہے امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھی استقبال کرکے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہوگئے اور دل سے مائل ہوکے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہوں جیسے وہ بیرحم بدظن ہوگیا
حال میرا اب مبارک باد دشمن ہوگیا

کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ میں بھی
جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہوگیا

صدمے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہوگیا

بے ہوا اُڑتا ہوں جب بیتابیاں کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا

میں بھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہاں لوگوں کا مدفن ہوگیا

ہاے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا

وہ توقع تجھسے برآئی جو مجھکو اُس سے تھی
او عدو کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہوگیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤں میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا

بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا میں کہ وہ آتے ہیں
بارہا میرا تصور مجکو رہزن ہوگیا

سر اُٹھانے کی کہاں طاقت پس مردن نسیم
آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا

جلسہ آراستہ ہی صاحبقران پہلوے جہناز مین بیٹھے ہین جہناز سمجھا رہی ہین کہ کئی ساحر آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھایئے گا اپنے کو بہت بچایئے گا امیر فرمارہے ہین ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کردیا یہان خواجہ بوسوکر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہے مگر پلٹ کر نہین آیا عمرو بیقرار ہوکر چلا راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین ایک نازنین کے بیٹھے ہین اور پہلو مین اس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گا نا سن رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوے ایک نخل کے سایے مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سایے مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا لاش کو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا بتابتا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل نجاے	نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے
وہ مجھسے ہین گئے خبر مرگ غیر سُن	بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے
روئے ہین ضد یار سے ناحق ہو کہیں	جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجاے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہی	ٹھنڈھی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے
ابر چڑھے رہے صف مژگان پھری رہے	خم تیغ کا مشاؤ نہ خنجر سے بل نجاے
شام فراق ہو وہ اندھیری کہ خوف ہی	بیٹا بر جناب قضا کا دہل نجاے
کس آب و تاب پر رُخ شفاف ہی نسیم	پھسلے نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجاے

اسطرح بتابتا کے یہ غزل گائی گلشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفین کین کہا ای نیرنگ آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بیچین کردیا کیا بتایا ہو آج تو نے رنگ واقف کارون کا دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا یہ کہکے پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گاتے گاتے طرف جہناز کے دیکھکر کہا بی جہناز صاحب صاحبقران مجھسے اشارے کرتے ہین طرف کمرے کے اشارہ کررہے ہین مین ہرگز ان

بڑے میاں کو نہ قبول کرونگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے مہناز کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی بات ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای شیر رنگ کچھ دیوانی ہوئی ہی مین نے تجھسے کب اشارہ کیا مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالے بیٹھے رہو تے جوان جوان اور آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا وہی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اُٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی یا وا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجکو مرحمت فرمایئے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر مرشد کی کنیزین دیکھکر بھاگ گئے ملکین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہی خواجہ فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہو گئی مہناز کو دیکھکر خواجہ نے کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھین ناٹا سا قد ملکہ یہ سنکر رو نے لگین سی حسین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار دریا سمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے دو کشتیان جواہرات کی منگاکر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی مین افسوس کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادۂ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہی یہ لعل بے بہا بتھر سے ٹوٹا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے مہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپ کے آزار کرنے کے لیے مقرر کیے ہین آپ اپنے کو اُنکے مکر سے بچایئے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے ساتھ دربار اظلم مین پہونچایئے پس اگر آپ نے اظلم کو مدلیا تو سب بلاؤن سے بچیے گا ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی اُن صحراہاے پُر آشوب سے

بجاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمھارے ساتھ کیونکر چلیون کہا حضور سوا ے
میری کنیزون مین ملکر چلئے گے اور کوئی صورت نہین ہی امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ
جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ بنونگا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمرو
نے کہا ای ملکۂ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل بنہ جائین گے مگر
آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان
اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھا دو اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین آج
شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے
سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت
سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہی گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب
ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہی جو میری شکل بنا کے بیٹھی ہی حضور معلوم
ہوتا ہی اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہی اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری سچ بتا
تو کون ہی اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی
مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے
چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین
جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ
لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہی ساحرون کو
نامہ لکھا ہی کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ بر سر قلعۂ طلسمی فروکش ہی اُسکو آکر
آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی
بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل
مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہی بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان
مین قید کیا ہی اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹکر
نہ آئین کوئی کہتا ہی اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامۂ رستم لیکر جاؤن امیر کو
لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلاؤ یک

ساحر کہہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہو جائین اسم اعظم نہ پڑھین اظلم کہتا ہی
مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پہ قدم نہ رکھہ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو
کہ وزیر زادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو برای
استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی حسن
جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی ابرنگار
پہ بیٹھین کہا ای والد ہماری وزیر زادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سنکر یہ
فرماینگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سنا یہ کہکے اشارہ کیا کہ بوا گلشن آج اس صحبت مین کچھ
گاکر رنگ دکھاؤ قدر دانون کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو و جیبٹ کر اٹھے بیچ محفل مین آکر
بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جتنی بھوین سازندے حاضر ہوے
ساز درست ہو گئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ مین ہی زاہد غافل نشان دوست ... دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست
افسانہاے دوست مین کٹتے ہین اب دن ... رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی ... رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے ... لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر ادہر ... رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست
ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ ... رکھتی ہی اور طرحکا چسکا زبان دوست
ہین سر فروشیون پہ بہاے جمال دوست ... ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے ... ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین ... ہی اور رنگ پہ چمن بے خزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام ... دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان ... غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دہوکے دیے نزاکت جانان نے اک نسیم ... پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

اظلم نے کہا اے گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمنے کن کاملون
سے یہ کمال سیکھا ہی کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے ہین خواجہ نے عرض کی حضور کی
قدردانی ہی کہ اپنی کنیزون کی آب آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا
رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا
کمال ہی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ اصل یہ ہی کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی
نہ رہے سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن
تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا اے گلشن جو کچھ
وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب مین
محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے
کہا اے گلشن کلید میخانہ موجود ہی یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آئے
شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہی کئی سو گلابیان جواہرنگاری
سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع
کرون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بنزول اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو
آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آکے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب
ہاتھ مین لیے ہوے اسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیون اے اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا
آراستہ ہی ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہی کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین
آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین
لکھا ہی کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا اے ملکہ اختر مین نے اپنی صحبت
مین یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آج کل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ
اٹھا کے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک
وزیرزادی ہی تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہی ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے
اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا اے شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے
ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہی کہ اسکو زبان پر نہین لا سکتی ایک ورق الٹ کر آپ

مضمون دیکھ لیجیے اظلم نے جو ورق اُلٹا بخط جلی نوشتہ پایا کہ ای اظلم تیری صحبت مین بیٹی تیری
عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان مین کہا ای اختر اس فقرے کا کیا اعتبار
کرون بیٹی میری سحر سے ناواقف ہی یا میری صحبت مین آئی ہی یا اپنے باغ مین رہتی ہی شکار تک کو
نہین جاتی اختر نے کہا مین آج سے علم کہانت کو ترک کرون اسوقت عمرو آپ کی صحبت مین موجود
ہی جو جو قدرت نے لکھا ہی وہی پیش آتا ہی عمرو یہ حال سنکر بہت گھبرا رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ
خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہی مہناز سے اشارے کر رہا ہی کہ لا اب
شکل چلیے رنگ بگڑا چاہتا ہی مین شراب محفل مین لاچکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ ورنہ آتی تو
خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دیے مگر اب یہان رنگ بگڑا ہی
دیکھون فلک کیا دکھائے مہناز کا رنگ رو متغیر اشارون مین جواب دیتی ہی کہ خواجہ کیونکر اُٹھون
چلنے کے نام پر حال کھلجائیگا یہ ساحرہ زبردست ہی جانے نہ دیگی اختر نے جو مہناز کو ملول و حزین پایا
قریب آکر کہا کیون صاحبزادی عمرو کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان
لینگے قدرت نے کتاب مین سب کچھ لکھ دیا ہی آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے
صاف صاف لکھ دیا کہ بی مہناز صاحبقران پر عاشق ہونگی اور عمرو کو صحبت مین لائینگی مگر یہ
نہین لکھا کہ صاحبقران کہان ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت مین فرق نہین پڑتا
جو جو لکھ گئے ہین وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ نسترن مین جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش
کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہین لکھی انجام اُنکا بخیر ہی مہناز نے گھبرا کر جواب دیا ای اختر جادو
ہوش مین آ مین عمرو کو کیا جانون مین باپ کی صحبت مین عمرو کو لاتی بربادی دربار چاہتی یہ گمان
دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن
بنے ہوے تھے ہوش اُڑ گئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری
کا چہرہ سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ
صورت تمھاری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے
اُٹھے کہا مین برائے پیشاب جاتی ہون اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان نا دے اب
کہان جائیگا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پاے مری گرد پاپوش کو	دوندہ جہان گرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

چاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین سے پاؤن تمام سینے عل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا جہناز کا عجب حال ہی چاہتی ہو کہ دم نکلجائے یا زمین شق ہو مین سما جاؤن اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کرلے اسی کی ذات کا سارا فتور ہی اظلم کو تو بیٹی سے محبت ہی طرف جہناز کے دیکھتا ہو اور خاموش بیٹھا ہو اختر نے بڑھکر جہناز کا ہاتھ پکڑا چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین اختر نے جہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہی اختر نے کہا ای شاہ کیون دھوکا کھاتا ہی یہی عمرو کو بشکل گلشن لائی جہناز و گلشن دونون گرفتار ہوے اظلم یہی چاہتا ہی کہ بیٹی میری خطاوار نہ ہو مگر اختر نہین مانتی کہتی ہی ان دونون کو جلدی قتل کرو ای اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہی ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن مین ہی کوئی عمرو کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچتاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مہلت نہ پاؤگے آٹھ پہر یہ لوگ اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہی اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہی سب اہل دربار حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہی کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہی یہ تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب مین طلسم کو برباد کراؤنگی حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہی مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہی ہمارے خداوند جولی طلسم مین ہین بادشاہ طلسم پہ خوشامد بیش آرہا ہی دیکھین اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتین کر رہے ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہی مگر اختر نے جہناز و عمرو کو گرفتار کرکے زیر تیغ بٹھایا کہہ رہی ہی کہ جلادون کو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کرو یہان جلادون کا ہنگامہ ہی اظلم چاہتا ہی کہ بیٹی کو بچاؤن یہان صاحبقران باغ مین جہناز کے گھبرا رہے ہین فرماتے ہین کہ ای گلشن نہین معلوم وہان عمرو پر کیا گذری ہر چند کہ مکر و بلاے روزگار ہی مگر یہ دربند طلسم ہین اُنکے عجائب و غرائب مشہور ہین دیکھین کیا ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی امیر نے کہا ای گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہو گلشن اُٹھی ہو کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوج اظلم بہت ہو کئی سو افسران فوج مین ایسا نہ ہو کہ حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر ینگے اکیلے کس کس سے لڑیے گا امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو تاب نہین یہ فرماکر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جاکر آپ کے لشکر مین خبر کردون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ مین آئی سجادہ بچھاکر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہو کہ ای خالق کارساز وای رب بے نیاز عمرو و صاحبقران وجہناز کو آفت سے بچالے نظم

تا شود شرمندہ نور آفتاب	برفگن از چہرۂ انور نقاب
ذات پاک تست ای عالی جناب	لاشریک و بے مثال ولایزال
گاہ آتش میکنی پیدا از آب	گاہ ز آتش آب جاری میکنی
از تو آباد است ہر خانہ خراب	از تو آزاد است ہر پابند غم
فارغی از ہر حساب و ہر کتاب	خارج از ہر حد و اندازہ توئی
شکل مے آید نظر از ہر حجاب	گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہو وہان اختر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہو عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی جہناز کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم عمرو کہتا ہو مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اختر نے کہا سر کاٹ لے اب باتین نہ بنا دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچکر جلا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا نعرہ خیر کی صدا آئی زمین تھرائی۔ نعرہ صاحبقران - منم صاحب جبر و تیغ و علم +

امیر عرب حمزۂ ذی حشم | ستم قاتل کافران جہان | ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو رفتم بسنجان پے گیر و دار | بذیرفت گنجاب ملعون فرار | چو در باختر جنگ شد آشکار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار | گذر چون بجولان گہ قاف شد | جزائر برا ز عدل انصاف شد
ز دم دیو عفریت در مصاف | بلرزہ فتادند دیوان قاف | سمندون بدبخت گشتہ شکار
شد از جنگ بیدین لیل و نہار | در آنجا چو جاہ و ادب یافتم | سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا اے اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنینان مہ جبین آگے اُن سب کے ایک مہ پارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہے سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ نظم

سراغ دردِ نہاں کا جو پا نہیں سکتے | تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں سکتے
ہم آہ ہنگئے ابی کر چھپا نہیں سکتے | وہ ہوش کھو دے ہمارے کہ آ نہیں سکتے
یہ رنگ ہجر میں یوں اشک لا نہیں سکتے | جگر کا خون کیا ہے چھپا نہیں سکتے
حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ | بس ایک پردۂ حیرت اُٹھا نہیں سکتے
کوئی بلائے جو قاصد ہمیں تو کہہ دینا | کہ آپ ہی میں وہ مدت سے آ نہیں سکتے
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل | تڑپنے والے بہت دور جا نہیں سکتے
یہ لاکھ طرح سے ہو ایک امتحان وفا | جفا کشوں کو تمہیں آزما نہیں سکتے
بس ایک دوست ملا عشق میں نصیحت گر | کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے
فراق یار میں اللہ رے شور نالوں کا | کہ دردِ دل ہی کسیکو سنا نہیں سکتے
یہ مدعائے دلی ہو کہ نقش پتھر کا | بہت مٹاتے ہیں لیکن مٹا نہیں سکتے
کسی کے پاؤں پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور | کہ لاکھ سر کو جھکائیں جھکا نہیں سکتے
ہوئی جو حشر میں پرسش ہمارے قاتل کی | دہان زخم پکارے بتا نہیں سکتے
گلے سے ہم تو اُنھیں ہر ادا پہ لپٹا لیں | دھرے ہیں ہاتھ جگر پہ اُٹھا نہیں سکتے

نگاہ خلق مین کم ہو گئے بہت لیکن ❊ تمھاری آنکھ مین ہرگز سما نہین سکتے
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو ❊ کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن نازنینان مہ جبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائین یا تو صاحبقران چپ ہو رہے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اب تو لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر بہ ہمیت اخر بیکر حاضر ہوے لکھا ہی کہ اسی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے آئے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قیدیون کو رہا کرے وہ ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو مہناز پری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر رشید ہوا
مرا لگر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین اکے عوتین
مری چال سے ہی جہان پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مری نسل سے یہ کمر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو تیغ
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی ❊ کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کرکے عمرو نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہو گیا سوار پامال پیدلون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون نہین ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن سے کھولا سنگ لون ہم بتھر برسا دیے کسی کی جیب کتر حباب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مارا آستلم دیا کہ

قصہ پاک کیڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا
ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان چلکر
ٹھہرو وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے
ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اُس آندھی مین نکل گیا
جہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کرکے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا
اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر چہرۂ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گیا اختر کے
مرتے ہی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مری
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی
چالیس ہزار ساحر دائرہ اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا
مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گزوسکہ نام پر سعدین قباد کے جاری ہوا
جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان اظلم جاکر
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر
چلین امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد ہونے طلسم ہفت پیکر کے ہم
تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہے کیونکر ہجر کا
یہ زمانہ کٹے گا۔ نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر
دے جگہ یار کو پہلو مین رگِ جان ہوکر

وحشت نگا ہون سے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے
آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہوکر

دست وحشت سے کھونگا مین سے بھی کرچاک
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر

حسرت ناوک قاتل ہین جو دل بھر آیا
آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر

گریۂ شب ہو کسی پر بھی اثر ہو کہ نہ ہو
مضحکہ کرلے ذرا صبح تو خندان ہوکر

حسرتین خاک مین سب نکلین اپنے دل کی
اب بلائین ہمین کیا بے سروسامان ہوکر

قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل
بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہیں کسطرح کسی کے دلبر — آزمائش تو کروں قالب بیجان ہو کر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگیِ جور و ستم — مار ڈالا ہمیں ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہیں جو ہر کوئی — تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق میں گم — راہ بتلاے یہ داناؤں کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ — پھانس کھنچ آئے کلیجے ہی میں پیکان ہو کر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال — دیکھے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت میں یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگاکر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و گل سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر میں ہیں ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایرج دولاکھ اس طلسم میں جاکر قید ہوے اُنکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاءاللہ بعد وہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہیں اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ جہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ میں بھی ہمراہ صاحبقران کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و جہناز سے ہوا وہی وعدہ میں بھی تمسے کرتا ہوں یہ کہکر جہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت جہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہو راہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اسنے سرحد داروں کو نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہیں کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائیں گے کہ اظلم آکر پہونچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا ای کہکشان اس نازنین مہ جبین نے بڑی آفتیں برپا کیں عمرو کو دربار میں لے آئی اختر نے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا نہیں لیکن سحر اثر تاثیر نہیں کرتا آخر دربند پر قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان کچھ انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ جہناز پری طلعت یہان کا پتہ بتائیگی تم لوگوں کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہیں اور

اُنکے جلو سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ نسترن مین پہونچ گئے تو تمہارا
در بند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون
کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ
حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا
اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کر کے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا
کوچ کر کے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہی ایک صحرائے
بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرماتے ہین جنگل مین کہین درخت
کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہی صدائے بوم سے کہ صدائے ہیہات دیتے ہین تنہا کا ویرانہ پن
اُس مقام پہ برس رہا ہی کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
مُنہ کھول کے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جانور آکے بیٹھے ہین
مگر تپش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا پتھر کو
شدت حرارت سے شعلہ اُٹھا یا پھر اُٹھے جاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے
اور بہ مجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحرائے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہی کہ ای شہریار
یہ صحرائے طلسمی ہی ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم ورد زبان کرین ایسا
نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہی کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم
کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دھماکا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم اعظم
گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہی کہ بارگاہ مین جاوین کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو بند
اسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہی ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران کا سُنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کرکے اب طرف دربند کہکشان کے جلتے ہین ہومان نے جھلا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل صبح کو امیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آتی ہی خواجہ نے آکر نقار خانۂ سکندری مین غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین وِش مع شاگردان شعلع و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا اِدھر امیر مع فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گینڈا میدان مین نکالا نکا۔ کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے کہ بہرام گرد بن خاقان چین گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کریگا امیر نے فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقا سے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے اسکے بعد یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا ہومان سے آکر نکا ورزن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جبکہ کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے کلندھور بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوے ہومان نے کہا اے جوان حربہ کر کہ تیرے دل مین وصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
کہا ہمارا دستور نہین کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے ہومان نے خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا شستے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اترے آپس مین
کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کرلے دوڑا
ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم
پیچھے ہٹا وہان پر موشخانہ تھا ہومان نے جو دھکا مارا دونان پانون بہرام کے موشخانے مین
جاتے رہے کولہ بہرام کا اتر گیا ہرچند صاحبقران نے آواز دی کہ او قابوچی کیا کرتا ہے
ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ ہوئے خواجہ سے فرمایا
خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان روانہ
ہوے بصورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام
کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجاکر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سر دربار سمجھا جائیگا
یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے
کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہے امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین
ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلاکے کہا اے بہرام مین نے تمکو سر میدان
زیر کیا اب بہتر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھنچونگا بہرام نے کہا تجھکو دعوے
پہلوانی بیکار ہے میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اسپر اطاعت کو کہتا ہے شرم نہین آتی ہم اہل اسلام
ایسے مکارون کی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون
کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہے سر میدان زیر کرکے لائے ہین آخر کولہ بھی ہمارے
زور سے اترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شلنگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز
دی اے جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کردونگا
میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہی بہرام نے کہا او بیحیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہی وہ بجا لا زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے
گردن پر کوے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت
صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے
گوپھن سر سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوئے جیسے ہی
جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارون عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا الٹا ہوا
وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ کفتہ تلوار
پھرا پھرا کے اپنے سر پر مار لی مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز اسنے اپنے شاگرد کو حکم
دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا نگاہ اوٹھا کے عمرو کو دیکھا
چاہا بہرام پر خنجر مارون عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے
عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑ لو عمرو نے تیغہ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام کے
پہونچا کہا ای بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے تیغہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانۂ زین
مین آکر قید کو توڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان
عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان
مسلح بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے عرض کی ای عالیوقار اصل
مین استاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج
کفار کا بلوہ ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اوٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر
ہین ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے
کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان
ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑون کہ نعرۂ شمر کی صدا کان مین آئی بارگاہ [illegible]
ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آگئے نعرۂ امیری کی آواز
سب نے سنی ۔ نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
بدبرفت کنجاب ملعون فرار

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان بے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار

گذر چون بجولان گہ قاف شد	جزائر پراز عدل وانصاف شد	زدم دو عفریت را در مصاف
بلرزہ فتادند دیوان قاف	سمنرون بدبخت گشتہ شکار	شد از جنگ بدین ذلیل و نزار
درانجا جو جاہ وادب یافتم	سلیمان ثانی لقب یافتم	

نعرہ کرکے صاحبقران آبڑے
چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب بہرام کے پہونچے کہا ای شیر
بیشہ جرأت لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہی لڑتا ہوا قریب ہومان
کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر
ہومان نے کمر بند کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر
کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے
صید زبون پر ہاتھ نہ ڈال سر اُسکا زخمی ہے زرہ و خود لڑا رہا ہی اُسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے
گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران پر
وار کرنے لگے جسنے امیر پہ ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
چار پہلوانون کو مار کر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تیغہ عقرب پر روکا روک کر کمر کو تاکر سر پہ ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سرداران
امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرا دی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین
تباہ کین عین گرمی جنگ ہی سب کا فر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین کہ
بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا ایک پہلوان ڈور کا بہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل
کے دل سامنے آکر پہونچا اُس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہی اُسنے جو سنا کہ
ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چار طرف سے بیجاؤن نے امیر پر بلوہ کیا
امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار
ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغہ دودمۂ ہندی کا مارا قنطور
کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا
اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اُس جوان کو کمندون مین گرفتار

کرے شاہباز نے زنبیل بجائی چار سو پایک بجے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیارون
کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے
بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوے شاہباز نے پشت پر
آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت
مرکب سے گرے چار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو اندوے بلوے کے گرفتار کیا
اب قنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار
ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوے
لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی ای شہریار قنطور کے تیور بد مین ایسا نہو کہ لندھور
کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام
آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹکر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے
کہا وہ جو آپ دعوی کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار
کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمایئے اور لکھیے
کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جراحات مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے
لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہے کہ وہ کسی ساحر
کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو
کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جاکر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی
لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن
لندھور کو رہا کر دون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان
مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے خواجہ نے
اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمندون
کے پہونچا لیکن دل اُسکا دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے
مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اُسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے
کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقدمۂ صحرا اتحاد دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہین یہ سوچ کے جست کی بیچ کمندون
مین آکے کھڑا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے چاہا کہ جاگون خواجہ نے کمندین کھینچین
شاہباز پھنسکر گرا خواجہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر شاہباز نے
اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس چپت منھ پر عمرو کے مار دیئے خواجہ بیہوش
ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی
کیون او ساربان زادے اب کہو تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا اُستاد کیا کہنا مین نے
سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین
شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ عمرو نے کہا روپیہ
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ مجھسے دیا نہ جائیگا
شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
فیاض ہی ہزار ہا روپیہ پیدا کروگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگذاری کرتا ہون یہ کہکے
بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کردیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک
پوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسی طرح متواتر کئی پوٹلیان
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا
اُستاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین مگر اسکو دیکھیے نہین جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب مین قیتول لعابر گیا اور اُسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہی کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی بو اُڑی اور سے
کھاکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اُسی وقت درخت مین باندھا اور آب
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرف لشکر قنطورے چلے یہان لندھور حسب قید خانے مین قید
ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین اُستاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون
نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہی مین پلٹ آیا لندھور کو جاکر دیکھون کہ وہ قید مین

کیا کر رہا ہی یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر بر سر خم کیے ہوے ہی عمرو نے
آکر کہا ای جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین
چلکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات
زنبیل سے نکالکر کہا لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہی کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو
ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ
کاہ فروش جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سُنکر
گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی وابستہ دو یہان سے
بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھکر
قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے
آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا اُستاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک
شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر ستے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین
قید کرکے برائے رہائی لندھور آیا ہی چہار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چہار طرف سے
خیمہ گھیرا خواجہ عمرو لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا ای لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل چلونگا عمرو نے چاہا لندھور
کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمرو نے زنبیل
پر ہاتھ ڈالا کہ حقۂ آتشبازی نکالون یک بیک جوان نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے
عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑکر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے
پانچ سات یک بیک مارکر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پر
مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو کمر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب
بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین برابر
لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے
شہریار اب عمرو و لندھور قید ہین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے آپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہو کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان
کیا فرمائین بہتر یہ ہو کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیچلیے کوچ کرکے نکل چلیے
ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ
کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہین کر سکتا
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ رائے بہت پسند آئی
اُسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے
روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم
ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین نامیان و طوطیان خبری گھبرائے ہوئے
آئے عرض کی ای شہریار شب کو اُستاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کرکے گیا لندھور و عمرو
کو لیگیا یہ سُنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی
ہو اگر قنطور پر سر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہی
کہ عمرو پر کوئی اُفتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہی
مجھسے ناممکن ہو کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوئے
سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوئے عمرو و
لندھور کو جاتا ہو راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر
آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اس
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جاکر
قنطور کو لاؤن قلعے مین لاکر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسّی ہزار ساحرون
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اُترا ہو کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور
کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا ای شاہباز تو نے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کرڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچون قلعۂ کہکشان پر جاکے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول وحزین سر زنجیر پر سر رکھکے سو گئے شاہباز مع عیاران در قید خانہ پر نگہبانی کر رہا ہو عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جلگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ ملاسے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیر دین کے سُرون مین تانین مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہے کہا عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جہان مین نقش پیری سے مفرط نے کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا

مکان ہون تو مکین ہوتے مین از خود غیب سے پیدا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے
مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل مین
بہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا

کُھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے
اُسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا درک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی
مین دوڑا سر کے بلنے کو جسے تیرا صنم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دودم پایا

جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہی ہوگی
ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا

نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے
کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا

تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہی
کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا

نسیم اب خاک کی جاہی لحاظ انکا رکا لوٹا
ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہوکر اندر قید خانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کرکے اُسکو بٹھایا تان لگاکر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مارکے

اُسی بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر آ بیٹھے اس عرصے مین سفیدہ سحری ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پھرتے دیکھا پکار کر کہا ای شاہباز قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہو کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے ہین خواجہ نے بہ تعجیل اپنے ہمشبیہ کو نکالکر ارابے پر سوار کیا بعد لندھور کو اور جیبٹ کر قریب شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ بھی جائیگا تو ہم پھر آپ پھر گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا ہے شاہباز تجھکو اختیار ہے جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا اور شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچیے شاہباز نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر بجز کمان مین پیوست ہوے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بیجا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُننے دی چہار طرف سے تیر پڑے کہ چند تیر مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرے نوبت نقارے بجنے لگے چہار جانب ہُلڑ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی ارابے سے اُتارنے لگے لندھور نے لنگر مارا ارابے سے نہین اُترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور ارابے سے نہین اُترتے کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھور کو ارابے سے اُتارے کہ زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی - نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بکف تیغ عقرب بکے دزد لجام

بحکم خدا بستہ شمشیر جار
بت کافران از جہان پاک کرد

بہ یک تیغ صمصام و قمقام تمام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے امیر آ گرے باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبرا کر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین

کہا منہ سے برق روتا ہوا آیا کہا ای شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ پڑا
لٹک رہا ہی تمام جسم مشبک ہی یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا جھک کر لڑنے لگے ڈر ہی کہ لندھور نہ قتل ہوجائے مگر ایک
لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوے کہ لڑتے ہوے طرف لندھور کے چلے مگر سرہنگ نقلی یعنی
خواجہ عمرو فوراً جست وخیز کرتے ہوے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو
آکر کھڑے ہوے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا
دیکھیے صاحبقران کس زور وشور سے لڑتے ہوے آتے ہین جیسے ہی شاہباز نے
طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان — عمرو ذیحشم مہتر مہتران — مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر شیدا ہوا — اُڑاتا ہون کفار کے مین حواس — جھنکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو
مرا مکر ہی گلشن قیل وقال — مری چال سے ہو صبا پائمال — فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا — مرا افسر ذیحشم نامدار — امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہی — کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

امیر نے جو نعرۂ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہوگئے کہا ای مہتر برق فرنگی تمھارے اُستاد
کے نعرے کی آواز آئی ہی یہان عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیارون نے عمرو کو گھیر لیا عمرو
اُنسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوے ہین
نیمچہ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق ۔

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار — تڑپنے مین ہین برق رفتار ہم — لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی — ارسطوے ذیعلم شاگرد ہے — زمانے کا مکار وغدار ہون
غروب سے مری چرخ بھرا رہا — بزیر قدم غرب ہی شرق ہے — دم مکر پر پیدا ہمیشہ رہا
جھلا وہ ہون مین نام بھی برق ہی

نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہین جسکے نیمچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا
امیر لڑتے بڑھتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا
ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زور مین آکر قید توڑی وہی ارابہ اُٹھالیا اُسکو جو گھماتا

شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر پھٹے بھیجے اڑا بے مین لپٹے ہوے ہین کہکشان جادو کو بڑھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکارون نے عرض کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ تھا اُستاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہی لندھور نے جو قید اپنی تو بیچی چھکڑا اُٹھا لیا اُسی چھکڑے سے لڑ رہا ہی ہزارون ساحر وغیر ساحر مارے گئے یہ سُنکر کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سرداروں نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسی مین کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہی امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سر نامے پہ نام مہناز ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بے وردۂ عہد کج ادائی غزال صحراے بے اعتنائی زیدت دولتکم بعد آرزوے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے مین آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعۂ کہکشان کے پہونچائیے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکینگے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہی آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہو زندگی محال ہے

اہل مین یہ کیفیت ہی نظم

افزا لیشون پہ تھا قلق دل تمام رات	کاہی ہی بھینے یار بہ شکل تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے	بھکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن	آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم	جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت | جیتا بیان نہین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم | رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم | لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھ کر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے
کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قنطور
اہن کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بحر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہی کسی منزل پر قیام نہ کیا برابر سیر کی
کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد یہی ذکر ہونے لگے کہ ایک
ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گرا کہا اے کہکشان نامدار طلسم کشا کے
عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ ببر دندان پہلوان کو
لاکہ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے
قلعے کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کر دیجیے
سُنا ہی کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون
مار کر اُسے تباہ کیا ہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحدار کے لازم
میلاد و دامن پوش حاکم بیشۂ میلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو
یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین
ایسا ہی کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرتا اور جب
و لازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جاے کہ حاکم دربند کہکشان نے
یہ آفت برپا کی ساموس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی مسن قددار مکار و غدار
اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا
شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا
اور لاکہ سوار و پیدل ساتھ کیے ساموس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ
کے اُترا دوسرے دن بیرون رہے گرد اُڑی دیکھا کہ ابلاغ ببر دندان فیل مست پر سوار
پشت پر لاکہ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے ساموس نے بڑھکر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون مین میرا ساتھ نہ دے سکو گے
سالوس نے کہا تم سے چند قدم آگے بڑھکر رہینگے دونون ایک ہی بارگاہ مین رہے چار پہر رات
آپس مین تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونون
کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہین بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئین اسیر معشوقان
عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہین یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ نسترن
مین سرکار کا مقام ہو نسترن جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پھریرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوے نشان
آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہے آکے دونون مقابلے مین اترے رستم نے سمک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہین کس ارادے سے آئے ہین سمک گیا اور دریافت
کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہین مگر حقیقت مین بڑے
قد و قامت کے دونون جوان ہین دونون مغرور نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شریر مردم در کے متعلق ہے جیسے ہی دارغہ
نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اٹھائی کہا
آقا انھین باتون پر مجھے غصہ آتا ہے ایک چوبدست ماردونگا پراٹھا ہو جاؤگے رستم نے
ہنسکر کہا کیون شامتین آئی ہین تمھارے کان اکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک
چوبدست ماری رستم نے پیترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اڑی
رستم تو گرد مین چھپ گئے دیوانہ چیخین مارکر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اسی دن کے لیے مین
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہے مین
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا
کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونون کان پکڑے فرمایا اکھیڑ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہی دریلے جرأت کا بے بہا دُر ہی آقا معاف فرمایئے غصہ نہ کیجیے مگر طلاسے بر میں ہی جاؤنگا
رستم نے حکم دیا دیوانہ خبر برمردم درچار سو دیوانوں کو اپنے ساتھ لیکر لشکر میں آیا دو کانداروں سے
کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہاں چور آوے تو
مجھے اطلاع کرنا میں کنارے پر لشکر کے ہوں میں اُسکو مار ڈالونگا دو کاندار دیوانے کی صورت
سے ڈرتے ہیں بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہیں دیوانہ یہ سب انتظام کرکے کنارے پر لشکر
کے آکر ٹھہرا وہ دونوں پہلوان اپنی بارگاہ میں ہیں کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی
کیا صلاح ہی آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لیں سالوس نے کہا ای ابلاغ طلسم کشا رستم
ہی اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی میں نے تو طلسم کشا کو
دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہی سامنا ہوتے ہی گرفتار کرونگا سالوس نے کہا اُسنے
بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے
مارا جائیگا میں فوراً گرفتار کرونگا دونوں میں تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونوں
نے تلواریں کھینچیں ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر
نکلا فوجیں دونوں کی تیار ہو گئیں نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھُکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار
ادھر آپس میں تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو خود نامرد ہے
ایک ہی وار میں گرد برد کر دونگا دونوں میں تلوار چلنے لگی بلوا جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے
دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا ای سمک دیکھو تو یہ کیسے
باجے بج رہے ہیں سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونوں پہلوان آپس میں لڑ رہے ہیں دیوانے
نے کہا میں جاکر دونوں کا فیصلہ کردوں سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوبیت
لیکر سمک پر چلا کہا او عیار مجھے سمجھاتا ہی یہ کہکے چار سو دیوانوں کو اشارہ کیا کہا ہاں بھائیو
ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلاسے بد نہ ہوتا تو
بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتیں کرکے طرف فوج کفار کے چلا چار سو دیوانوں کو ساتھ
لیکر دولا کہ یہ آگرا سالوس اور ابلاغ دونوں زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین
ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار میں چوبدستیں مارنا شروع کیں کئی ہزار جوان مار کر

ڈالدیے سالوس نے کہا ای ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کردی
اب ہم تم سنبھل کے لڑین دونون آپس مین ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے
ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف سالوس کہتا ہوا جاتا ہی یارو تم سوار و پیدل بہت
ہو دیوانے کے ساتھ چارسی جوان ہین جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو سالوس
جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جاؤ کرکے طرف دیوانے کے چلتے ہین اور دیوانہ
ہنگامہ شیرانہ چارسی دیوانون کو جلائے ہوے چوبدستین مارتا ہوا آتا ہی جب حملہ
کیا ہزار دو ہزار کے سر پھینٹے جرات کے جھنڈے گاڑے دیوانون کی بے باکیان و
چالاکیان جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چیخین مارتے ہین حریف کو للکارتے ہین
سالوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد
تو اپنی فوج کا افسر ہے مین ملازم آقاے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہین دبتا مجھ ایسے کو
رفیق بنایا ہی چوبدست سے بیکار رہتا ہی دن بھر مین سو مرتبہ بگڑتا ہون اپنے آقا سے لڑتا ہون
تجھکو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے سالوس کے آیا سالوس نے
ہاتھ تلوار کا جھکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے سالوس کے منھ پھیرا زمین
کترا گئی سالوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤن مگر دیوانے نے للکارا گردن مین جو طوق
پڑا ہی اُسکو ہلا کر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی سالوس
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو آکر پڑی سپر کے پھول مرجھائے سپر رو گردان چوبدست
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پہ پڑی سر گردن مین گردن سینے مین سارا جسم گینڈے
مین گینڈا و سالوس دونون خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ پکارتا ہی ابے سالوس
دیوث تمھکو مقابلہ کرکیا تانگ پھیلائے پڑا ہی دیکھون تو کیسا پہلوان ہی ساتھ والون نے
جو دیکھا کہ سالوس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا ای ابلاغ سالوس کو
دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر خون کا تھالا ہوکر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلاغ نے
افسرون کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر بڑے غضب کا ہی نہین معلوم طلسم کشا
نے کیا سحر کیا ہی کہ اُنکی اطاعت مین ہی سنتا ہون کہ روز طلسم کشا پہ چوبدستین لگاتا ہی

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہین ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی۔ فیقون نے کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہی کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہی چہار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کرلین ابلاغ نے بھی ترغیب دی کہ چہار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رسنین دیوانے پر پڑنے لگیں سپاہیوں نے دیوانہ کے فوج جسے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ وہ منہ کے بل گرا چہار طرف سے ازدحام بلوہ کفار ٹوٹ پڑے گرد یوانہ بیہوش ہوکر گرا ابلاغ نے گرفتار کرالیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو بدستین تان کر ملے سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مارا لاشے تڑپ رہے ہین ابلاغ نے آواز دی یارو ان سب کو رسنون اور کمندون مین گرفتار کرو ان بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگیں دیوانہ شیر مردم در سع ساتھ والون کے گرفتار ہوا وہ طبل امان بجوا کر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے تھے کہ یہ دیوانہ طلاے پر نہ جائے اُسنے نہ مانا آخر جاکر گرفتار ہوا ای سمک بڑھکر خبر تو لو سمک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی ساوس تو مارا گیا دیوانے کی ایسی چوبدست پڑی کہ پر اُٹھا ہوگیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے گرفتار کرالیا اب اُسنے قید کیا ہی حکم دیا ہی کہ کل سویرے میدان جنگ کی تیاری ہو دیوانہ قیدخانے مین زنجیرین ہلا رہا ہی رستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کر سکتا ہی ای سمک ہمکو وقت پر خبر دینا سمک بصورت مبدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو اُس معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون یہ تھا کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہونچا طرف سے کہکشان جادو کے ساوس نامے ایک پہلوان آیا ایسا جاہل اجہل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شیر مردم در کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہی کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رستم کو بھی روکا ہی آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو بلغ نسترن مین بیٹھی ہے جادوگرنیان اُسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سُنا کہ چارسو دیوانون سے وہ

دولا کھہ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ ساوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہے اپنے مقام سے
اُٹھی کہا اے ملکۂ عالم کنیز جا کر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے
روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لشکرن
نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو چونکہ خوف ہے کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا
آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہے کہ اپنے رفیق کو رہا
کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے
آکر پہونچی ابلاغ خوش ہوگیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگ
کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کر ڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے
ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سر زنجیر
تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان
سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا
بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہوگئی پہلو
بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا
ابلاغ نے کہا کمندون سے گرفتار ہوا کیا روکے سے رکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان
مارے جب بیہوش ہوگیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا ایسکے قید خانے مین بھیجدیا ابلاغ
نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنون کو بلایا گائنین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ
بجوش و خروش گانے لگین نظم

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ مدعا نہ ملا	بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہے کون سا معشوق باوفا اے دل	گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھے شب فراق مین ہم	کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا
ندی تو ہاتھ سے ہون مصحف مین رنگ حنا	ہوئے شوق فنا مین جہان اُڑا نہ ملا
جواب دیگی بھلا روز باز پرس تو کیا	اُڑا اُڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین	مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی — بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و طرب — یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی — کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
جیسے ہزار تمنا سے کیون نہ کر ٹکڑے — کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت — پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا ای ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہی پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنے کی جو خبر سُنی اپنے مقام سے اُٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برائے رہائی شہریہ مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ ای ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جایئے آفتاب فلک سیر کاہن نے اُٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شہریہ مردم در کو مجھسے لیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق مَی ہو کر جاؤن دیوانے کو رہا کرا لاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جا کر قیدخانے مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرا لاؤن مگر طلسم کشا نے بزم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریائے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمۂ لشکر کفار مین دخل نہ دینا اُسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اُسکو قتل کر دین اُسی وقت مین جا پڑونگا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپ جا کر کئی سر افسران

فوج لیے ایسے ساحر بگڑ رہے ہین ای پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو یہ خبر سنی کہا کیون ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کرون اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخدمت شعرین چلا جاؤن وہان اُنکو اختیار ہی ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا جانے جگہ راہ مین جاکر روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا مگر مین بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہون کہ کوئی ساحر نہ آسکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار ہوگا مشکل یہ ہی کہ تحفے اُنکے پاس موجود ہین ابلاغ ملکہ سے تحسین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحرون کے تدبیر کرو یہ سنکر ہلال اپنے مقام سے اُٹھی اس حیلے سے در زندانخانے پر آئی اور نگہبانون سے کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قیدخانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکار کر آواز دی ای نازک ذرا ہمسے تو نگاہ ملا شرماکر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای مہ جبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

مزا دیوانگی کا زیر شمشیر دودم نکلا ‖ کہ زنجیر ہوا بنکر مرے سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آئے ‖ نہ بل زلفوں مین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا

بڑے ثابت قدم یاران اپنا دوست ہوتے ہین ‖ کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہو کر بہم نکلا

نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے ‖ بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرمگین تیری ‖ جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا

پکارا مجھکو وان اُسکو ہوئی منظور خست جا ‖ جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا

وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہی ‖ کمان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ انکا نشان باقی ‖ نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابھی پردے مین ہو جیسے پیام مرگ آتے ہین ‖ قیامت اودر آئیگی اگر باہر قدم نکلا

زمانہ مسکون سے ای نسیم آباد ہی اتجو ‖ بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھپر توجہ ہوئی بڑے جلیل کا رفیق ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قید خانے میں اُچھلتا ہی کودتا ہی دمبدم یہی کہتا ہی اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکل جاتی ہی کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں اور تو ایک
پاس رہوں یہ سنکر ہلال نے کہا نہ گھبرا میں تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہوں قصد کر رہی ہی کہ سحر کر کے
نگہبانوں کو بیہوش کروں دیوانے کو نکال لیجاؤں قضاے کار نسترن جادو جلسے میں اپنے
بیٹھی ہی اور سب مصاحب جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے
ابلاغ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
سکینگے اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہی اُسنے کہا ملکۂ عالم یہ تو ارشاد فرمایئے کہ طلسم کشا صاحب تاج
و حاکم تحفہ جات اُسپر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب میں دیکھیے کہ اسوقت
ہماری بہن کیا کر رہی ہین نسترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منھ
پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئین
قید خانے میں اُسکے پاس بیٹھی ہین نگہبانوں پر سحر کیا چاہتی ہین نگہبان بیہوش ہوے
اور وہ دیوانے کو لے نکلین اے نجم تو جا چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دون کہ دیکھنے والون
کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر
کیا چاہتی ہین اُس دیوانے نے جو وحشیانہ کلام کہے لیس گئین رات کو گانا سُنا اور
زیادہ بیقرار ہوئین غزل عاشقانہ سُنکر روتی تھین نجم نے کہا میں ابھی جاکر لاتی ہوں اس
ذلت سے لاؤن کہ دیکھنے والے عبرت کرین یہ کہکے سامنے سے نسترن کے اُٹھی نسترن نے
کہا ایسا نہو اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمھارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہی
کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی نسترن نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خطا اُنکی
ثابت ہو نجم جادو پر پرواز پیدا کر کے چلی مگر نسترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہو نجم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہی بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا مسکین جادو ہی کہا اے مسکین جلد
جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو انگشت نما کر دے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو تم بھی
شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا پیدہ ہو گی آپکا حکم قضا شیم ہی کسکی

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین درانداز ہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر سحر کر رہی ہے نگہبان سب کہتے ہین کیا ٹھنڈھی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین نیند آرہی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈھی ہوا کھاکر ایسے بدحواس ہوے کہ گانے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج ‏ دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج ‏ بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کوند جاتی ہی ‏ ابر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو ‏ مرغ روح روان شکار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ رحمت جان ‏ چین ہی صبر بے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی ‏ باغیون کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا ‏ کس لیے تمکو ننگ و عار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا ‏ اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہے ‏ گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر ‏ تو دہ دل سے صاف پار ہی آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا ‏ وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین ‏ غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان ‏ نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ ‏ غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا ‏ غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے ‏ کہو رعنا تمہین خمار ہی آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بھاگے جاتے ہین کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے در قید خانہ پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبرا مین تھوڑے

عرصے میں ان سب کو ہٹائے دیتی ہوں تجھکو لیے چلتی ہوں دیوانہ بھی خوشی کرے یا معشوق کو دیکھا ہنس رہا ہی قضائے کار ہلال چاہتی ہو کہ دیوانے کو رہا کر دوں یہ لڑتا بھڑتا نکلجائیگا میں اسکے عقب مین جاؤن جو روکے اُسکو دیوانہ کر دون ابلاغ بیر دندان بارگاہ میں اپنی بیٹھا ہی قضائے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پر کچھ لوگ سوتے ہین کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قید خانے مین بیٹھی سحر کر رہی ہی ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سُلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار اُٹھا ای ہلال صاف تو یہ ہی نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار ۔ کب خوش آتی ہو اُسے ای دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات ۔ چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی ہے وحش ۔ دل بھڑکانے ہو تو دیکھین جل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی ۔ عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس ۔ برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہی چھیٹون سے لہو کی بار بار ۔ اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہی کسکو احتیاج ۔ دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جائیے ای دل ہجوم داغ کے ۔ کم نہین ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار
ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن ای پری ۔ دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قدر ۔ کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہی جب سینے مین آگ ۔ گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم ۔ دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد مین ہی مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اسے پہلوان دوران آپنے کے قاعدے کے بخلاف ہی ہلال نے اُنپر بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھکے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دون ہنسکر کہا ای رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سب کا یہی حال
کردن میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی اتو نکلا دیوانہ اُچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق جلی
نجم جادو اُسوقت آکے پہونچی کہ اُسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہی گرد اسکے مصاحب
چرخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہی دیوالے کو رہا کرون نجم نے وہین سے
للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے
خبردار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن
کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن
ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرتی مین اُسکے پاس نہ جاؤنگی
یہ سنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹ کھاتے ہی اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو نجم
ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری جا مکر مین پنجہ دیکے
لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر
آواز دی ہر چند کہ تو بھی نزک ہی مگر میری یہ نزک نہایت حسین وجمیل ہی تجھسے زیادہ شکیل
ہی مین تجھپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا
چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصے مین ہک مارا کہ تھرا گئی
ٹوٹی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ لیجھ بلا دونگی
دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانۂ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر پھٹا لڑکھڑا کر گری
اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود اب جو ہلال اُٹھی دیکھا
دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشۂ نجم زمین پر پڑا ہی کہا ای یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے
نے کہا قید توڑ کر اک زنجیر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہوا ہی ہلال تو نے
غضب کیا کہ فرستادۂ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کرون دیوانہ منع
کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھنے ہی کا اسکا قد و قامت
ہی ایک جو بدست اسکے واسطے کافی ہی یہ کہکے جھومتا ہوا چلا یکا یک آسمان سے نعرہ
ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ مصاحب نسترن تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رُک گیا پاؤن زمین نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کرلو کل فوج نے حملہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی دونون لشکر آپس مین لگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چاک چاک کے گرنے لگی جب تڑپ کر گری ہزار دو ہزار کے سر اُڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہی خوف ہوا کہ ایسا نہو میرا بھی سر اُڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضا سے کار مہتر سمک یلداقی یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے حملہ ہی دیوانہ چپکا کھڑا ہی چہ بدست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اُسوقت پہونچا کہ زرستم دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل رو کی لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک آ پہونچا سمک نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی فرد - ای زابر رحمت خرم گل بستان ما ✦ گفتگو ے حرف عشقت مطلع دیوان ما ✦ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپکے دیوانے پر بی ہلال عاشق ہوئی ہین نسترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اُسنے اُسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اُسنے آکر ایسا سحر کیا کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اُٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آیا اُسنے ہلال کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان لڑ رہی ہی یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپ کا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب فلک سیرا اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جا کر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمایئے گا یہ کہکے بلند ہوئی اُسوقت جا کے پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ دیوانے کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہی لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تمپر نثار ہوئے افسوس ہی حسرت وصل لیکر پردۂ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سنکر چیخین مار کر روتا ہی ہر چند چاہتا ہی بڑھون جا کر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پاؤن نہین

چھوٹتے شہرت نے دہن سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیے آواز دی
ای شریر مردم در تو رفیق طلسم کشا ہو لڑتا بھڑتا نکلجا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملکہ شہرت
کیونکر نکلجاؤن نزرک میری گھری ہوئی ہے اگر نزرک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دونگا اس نزرک کے واسطے میری جان تک حاضر ہے نزرک سے کوئی شی عزیز نہیں
اسطرح دیوانے نے بیچین ہوکر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شریر مردم درین تیری
معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ
ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہے کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھا کر تماشہ دیکھو
جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا
بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے
آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو جیسے آنکھ ملاؤ اسقدر جیسے آنکھین بزجراؤ ابلاغ
نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے زیور
جواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار
ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی اجو آب سے جا بہنے والے کا یہ حال ہے **نظم**

کھوچکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف
خوب انصاف ہے سرکار مین ماشاء اللہ
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین
جلوۂ کثرت و وحدت ہے حقیقت مین ایک
دیر مین یار ملا کفر ہوا دین رعنا

ہو گئے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
دیکھتے روز مین آ آکے ترے بام کو ہم
صبح کے بھولے ہوئے آئے مگر شام کو ہم
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
توڑ کر صاف نکلجا ئینگے اس دام کو ہم
خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
کیون سلام اب نہ کرین کعبہ اسلام کو ہم

دیوانہ دار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت
نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا اوساحرنا کام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئیں تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہے ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر گجرہ پھینکا سب پر پھول برسے سب مبہوت ہو گئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہان جاتا ہے مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہے تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہے حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہے سحر اُلٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے سوچکر ایک جانب بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کر کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہے منم محن جادو فرستادۂ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہین تجھپر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مارو نوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے بہ نگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لاکہ ساحرون نے مجھپر بلوہ کیا یقین ہے گرفتار کرلین ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جادو نے لکۂ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اُسکو مٹایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شندہ دوام ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دوسرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد - شاہا زکرم برمن درویش نگر + برحال من خستہ

دلریش نگر + ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہین کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز وقت اخیر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لون فراق مین کنیز کا عجیب حال ہو اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی۔ نظم

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو ۔ پریزادون نے اپنے بال کھولے بہر ماتم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہی اپنا ے عالم کو ۔ کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
مثال شیر مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے ۔ دیا کیا وصل اللہ نے فرزند آدمؑ کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیمؑ پر جسنے ۔ گل و گلنار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو
محیط حسن و خوبی ہو سراپا یار زیبا ہے ۔ کہون مین وہ حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو
مین دیوانہ ہون اُس شنگ پری کا دیکھکر جسکے ۔ سلیمانؑ نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو
بجھے وہ تیغ ابرو دست بازون کیطرف کیونکر ۔ بنایا ہی نہین اُستاد نے تعظیم کے خم کو
بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو مین ۔ اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
گلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے اے رند ۔ اگر کمل سے بہتر جانتے کمخاب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم مین اشکباری کہتی ہی ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہے تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سمک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت و ہلال گھر گئین دیوانہ زخمون مین چور ہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے فوراً تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر وغیرہ سب سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے جیکا کہ محن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلال سے پانی برساکر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب نے جو شہرت کو اِس حال مین دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھین کھولین آفتاب نے منھ پر ہاتھ پھیرا ظاہر مین سب زخم اندمال پا گئے مگر باطن مین درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زرد ہی صدمۂ زخم قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطر ہے اُس حال مین پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ وہ لڑتے ہوئے آتے ہیں رستم
پرے درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ ببر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے
مبہوت ہو رہا ہی پکار کر آواز دی ای طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھیں چار کیجیے
مجھپر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کیکے گھوڑا جمکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ
ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اسکا سپر ہے
اگر ایک پر بھی ہوتا اثر جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق
شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کر تا بہ جگرگاہ پہونچی ابلاغ زمین پر گرا تمام
ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سو پہلوان اس مقام پر
مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح
مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ ای شیر مردم
نہ گھبرانا میں آ پہونچا شیر مردم در نے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک و چست ہوا
ارادہ درست ہوا جو بدست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر
نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہی آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے
محن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر و عیوق و جاروق
نیز ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آگرے اب محن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے
آفتاب فلک سپر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہو گرمی سے ساحران غدار بدحواس جوش پر
بیاس سوچی کہ ای محن نکلجاؤں اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہی بھاگنے کا بندوبست
ہی ملکہ نسترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح سکلے
نہیں پڑی ہی یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساتھ ستر ہزار ساحر مارا گیا
باقی ماندہ نے چاہا نکلجائیں آفتاب نے گھیر احصار کا ڈالدیا اس حصار سے وہ نہیں
نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے
پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوئے اسی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ نسترن مین
پہونچنا واجب ولازم ہی دو چار دن آپ کو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح
سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ نسترن کے کوچ کرین مگر محن جادو جو
بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد
فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر
مسند نشین نے پکار کر آواز دی ای محن جادو خیر تو ہی بی نسترن سے جنگ آغاز کر دی اور
ہمکو خبر نہ کی منم افتتاح جادو سلطنت نسترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے
پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محن نے کہا ای افتتاح جادو
طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہماری
نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے
مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا
آجتک قید مین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے
محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار
کنیزین گرد تاج سر پر شعلۂ آتش نکلتے ہوے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف
مینھ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین ڈرے چمک رہے ہین اس زور و شور سے وہ
ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا برلے استقبال آیا پکار کر
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ
اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پا چکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراو بخوبی ہم
انتظام کر لین گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے
بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بہجے موجود ہوے گلابیان کھلنے لگین جام گردش
مین آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر
یہ غزل عاشقانہ گانے لگی ـ نظم

پیجیے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہی شمشیر خانہ ساز کا

صوفیوں کو وجد میں لاتا ہی نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ ہمسے ہی اُنکی نگاہ ناز کا +
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسےٰ نے جو کی
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا

پڑگئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
ایک ادنےٰ سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا

منھ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
مثل نَے محتاج ہی اپنا رہین دمساز کا

حیرتا آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا

یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خمدار یار
کام منھ چڑھنا ہی اس تلوار کے جانباز کا

اے زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا

غیبت عاشق کے سننے کا دماغ اُسکو نہین
بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا

کاٹ کر بے مطمئن صیاد بے پروا نہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا

کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا فکر خیال
فکر رنگین کام اُسپر کرتی ہے پرواز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہوگئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا اے محسن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمہارے ساتھ کردون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہو جائے محسن نے کہا اے افتتاح اُس سرزمین پر جاکر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہوگئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا اے محسن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا مین سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت نسترن مین جانا کہ نسترن تمسے راضی ہو تم لوگ ہمیشہ ملکہ نسترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کسنے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا بسنے اختتام کردیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کردیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جاکر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو اُڑ کر گیا ہی انکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جا کر اگر وہ ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا
محن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ
کر دیے محن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پلٹے ہلال انجم پیشانی
کہ دیوانہ شریر مردم در بر عاشق ہوئی ہو زخمی ہو کر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین
بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقاے نامدار میری ترزک کو کیا کیا
مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ
ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری ترزک نہ آئی ہو تو مین باغ نسترن جاؤن
اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ
لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت
پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے
مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے جو دست جراح
پر ماری جراح پرا اٹھا ہو کر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا
کاندھے پر سوار کیا ہلال چیخی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہو اور کبھی اسکے
حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقاے نامدار میری ترزک تو بڑی مصیبت
مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال
کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی مین بھی آپ کی
ترزک کو چھوتا ہون رستم نے گھُر کا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے
کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم
بگڑ جائین۔کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے
آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو مین اسپرنگاہ ڈالونگا رستم
نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کرکے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجب
ہنگامہ ہو سمک یلدا قی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محن ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا ای ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر
آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چیخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہوگئین کنیزون سے
کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی
مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محن کے چلی بلا جو ہوا
کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھیں سرخ
چہرہ گلنار اُسی پر بگڑی ہی کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
ہلال تمھے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر
گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب
سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش
مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوے محن کسی وجہ سے آئی ہی
یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چیخ مارا یا تو
طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین برائے ملاقات محن جاونگا
یہ کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین
محن کے پہونچا جاکر محن کو سلام کیا محن نے کہا ای آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے
کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ نسترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین زبردستی
طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محن نے اشارہ کیا
زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان
بیڑیان پہنین محن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجدیا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی
جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محن کے
جاؤنگی وہ ملکہ نسترن سے صفائی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اُٹھی ہرچند جراحون
نے روکا ہلال نے پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب
کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ نسترن سے صفائی کرنا ضرور ہی محن جادو صفائی کرا دیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ بحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپکے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بہوا میرے ساتھ آؤ پاس نسترن کے پہونچ جائینگے دونون جادوگرنیان وجد مین لشکر سے نکل گئین پاس محن کے پہونچین محن نے آفتاب وہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سمک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جاکر محن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی فوراً ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محن نے قیدخانے مین بھیجہ بارستم یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا اے سمک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائیے یقین ہے وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جسوقت کہ میرے آگے چرخ مارینگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہے جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھول کر پکارتا تھا کہ اے ملکہ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پاؤن مین تا ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہی یہی پاؤن کا اب وان چلیے

رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمنے آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہیں جوں جوں اشعار سنتی ہیں آنکھیں سرخ ہوتی جاتی ہیں
نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکا یک شہرت کو دو لہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر
کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوے
آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے غصے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم
کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کا تا اُسے ہوا
پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا
سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا
وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آؤن اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان
سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے
شہریار آپکے گلے مین لوح تھی آپ کا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا اگر
آسمان پر جا کر اسیر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہوگیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر
میرے قریب آئے حضور اپنے کو بہو کا ئین آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت
آئی ہی اگر حضور لوح حاصل کر کے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا و تھمنا
مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام
آج خبر لیتا ہی یہ کہکے بارگاہ محن مین آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک آواز
آئی ہم بھی آئین محن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ پہلوے
بارگاہ سے ایک ساحر عجیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا او طیران جادو ملکہ شہرت
کو نہ لائے طیران نے کہا اے خالہ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا
آگئے طلسم کشا کو دیکھا شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اُسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جا کر اُسپر برق
گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بشکل طائر بلند ہوا
سمک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سایہ مین بیٹھا
سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا

نظم

باتون کو پوچھتے ہین پرستار آفتاب	چلنے مین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب

منھ پر نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے
پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
زیر زمین ہے گاہ گئے آسمان پر
البتہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ
ہٹلا سیئے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
چلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام
پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے سبب
سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
جو تھے فلک سے کم نہین مستون کو بیکدہ
ایسا کھرا ہو سکّہ ترے داغ عشق کا
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے سبب
اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی

آنکھون مین اپنی بندہی بازار آفتاب
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
عقل حکیم ہے نہی رفتار آفتاب
لب لعل کیسے دکھائے جو رخسار آفتاب
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
شب کو ہمارے گھر مین ہوا آزار آفتاب
ہی آفتاب ساغر سرشار آفتاب
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب
بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہوگیا درخت پر بیٹھا پاؤن مین رشتہ محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اُسی اپنی بیقراری مین شعار مذکور گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی ہی بہ صورت اصلی ہوکر درخت سے اُترا تہاں جا قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہوگیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی مہ جبین کا کیا کام ہی صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آپھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آپڑے

کارندے مارے گئے اوا جان گرفتار ہوئے مال سب لٹ گیا مین بدنصیب آوارہ ہو کر بارگاہ
سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب ودانہ اس جنگل مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی مجھکو
نہ پوچھا ای شخص بڑا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھکو قتل کر ڈال کہ مین اس کشاکش سے چھوٹون
طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو
قتل کرون جان کو تیرے قدمون پر نثار کرون تمھاری آواز نے دل کو مشتاق کیا ذرا انھین
اشعار کو پھر تو سناؤ اس مہ جبین نے بٹے طیران کے پکڑ لیے کہا او دیوانے اس نگاہ
سے دیکھتا ہی کہ کھائے لیتا ہی میرے سر مین درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران منتین
کرنے لگا جب چاہتا ہی کہ بوسہ لون یا کچھ کلام محبت آمیز کرون وہ نازنین کہتی ہی ای شخص جا میرے
پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل گھبراتا ہی طیران منتین
کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کوئی پری کر منھ کھولا طیران نے کہا کیون ملکہ عالم کیا خفگی ہی اُس نازنین نے
بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہی اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک
قطرہ پیین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اُس نازنین نے کہا صاحب مین اسمین
سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد غم والم سے گھبراتی ہون تو چند قطرے پی لیتی
ہون جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے پینے مین دخل نہ دے مجھ بدنصیب کو کہان ممکن ہوگی
تم تو مٹکے منگاؤ گے مین کمبخت کہان سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو
لشکر معلوم ہوتا ہی مین اسکا مالک ہون اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئین
نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا مین
بھیجا ہوا ہون چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست
ہی وہ ہر وقت اسی خیال مین رہتی ہی اسوجہ سے سحر نہین جمتا طلسم کشا نے بڑے بڑے
خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کو سنے لگی کہتی تھی انھین مسلمانون
مین کے لوگ تھے جو لوٹے آتے تھے ایک انھین بہی کہتا تھا کہ رستم کو خبر کرو طیران کو
بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہین نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا آب شراب کے لیے تکرار
ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے میں نہ دونگی طیران کہتا ہے میں چند قطرے پیونگا آخر اُس
نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھیں اختیار ہے اگر پیر و پیر
مجھکو ممکن ہوگی تو میرا دم نکلجائیگا طیران نے کہا میں ابھی گلابی بھرلا دونگا پیر دیا ہو مگن
ہوتا کیا معنی بتلے لا کے رکھدوں میخانہ بھردوں نازنین نے کہا تم منھ کھولو میں چند
قطرے تمھارے منھ میں انڈیل دوں طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اٹھائی
مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کر دیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
منھ میں انڈیل دوں گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منھ میں اسکے نہ گئی جب تو طیران
نے کہا اری تو کون ہے سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر گھسیٹ کر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر
چڑھ بیٹھوں طیران نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ سمک زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے
اڑ گیا طیران نے کہا ارے میں جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوئے ہیں عیار طلسم کشا
ضرور فکر کریگا یہ کہکے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چار جانب دیکھتا ہے جنگل کا سناٹا
کہیں انسان کا نام نہیں کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ساحر کس لیے جاتا ہے ذرا مجھسے ملاقات
کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہے کہ ارے
ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہیں بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
کو مارا چاہتا ہے جلد اسکو بہونچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی [illegible]
خیال جادو فرستادۂ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کرکے قریب آیا
ایک نامہ ہاتھ میں دیا طیران نے سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی جی میں کہتا ہے خداوند کو
ہر وقت فکر رہتی ہے کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا ہے دل
چاہتا ہے کہ سحر کروں باتیں کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤں زمین نے تھام
لیے ساحر نے کہا اے طیران مجھپر سحر کرتا ہے اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤگے ایک عیار
پر سحر کرکے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیار کا
چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہے طیران نے کہا

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا مین
واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہوگئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اتر پڑو عیار نقابدار
جہتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سمک کو جو دیکھا
گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھکر حیران ہو جی مین کہتا ہو کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو
برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر
ہمشبیہ برق ہو کچھ کچھ صورت مین فرق ہو کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہو سمک کو بڑا افسوس ہوا
طیران دونون کو گرفتار کرکے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہو بارگاہ مین بیٹھی
تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کرکے لاتا ہی
عیارون کا نام سنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا کہ طیران
یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا
جلادون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استاد کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور
ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اٹھا رفیقون سے پوچھا
ہمارا یار وفادار عیار کہان ہو ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی دو شہریار استاد
رات کو برائے سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین
تیاری میدان بھولی کی ہو رہی ہو چارون سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب ہلال
دماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
مرکب پر سوار ہوا چند جلیے قزاول ساتھ ہین واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہین
مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشہ دیکھین اسوقت یہ
نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے مین
حکم ہو کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آکے جاتے ہین کہ نعرۂ نقابدار کی صدا آئی پلٹکر
طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغۂ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون
سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانون کے مددگار تو جابجا
موجود ہین یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا کے سبب

لوح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے
سوار تیراندازی کر رہے ہین جب دوسو تیر چلے دوسو ساحران خطا کار گھوڑون سے گرکے
تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان ان دوسو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر قصد
کرتا ہی اُدھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ کے
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محن نے کہا نقابدار کے
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محن جو طرف نقابدار کے
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہمارے
نام ونشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین ساحرون کو پائین گے
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑین گے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس تیور
سے نقابدار نے کہا کئی سو ملازمان محن چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے کوئی قریب نہین آتا
ہرچند محن وطیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا خیرہ ہی للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آتا ہی کلیجہ تھراتا ہی مگر آفتاب وماہی سحر و نہنگ بحری وہلال تہ دل سے دعا ئین
مانگ رہے ہین پکار رہے ہین ای خالق بحر و بر و ای رب اکبر اس بہادر کو بچالے ہم لوگ
مارے جائین مگر نقابدار پر حرف نہ آئے **رباعی**۔ شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دل ریش نگر + ہرچند نیم لائق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر +
بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر بادسفید سایہ فگن رہتا ہی پردۂ دُنیا سے
پلٹا ہوا طرف پردۂ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرہ دیو ہمراہ سائبان زر لفتی سر پر
نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب حبشی بھی اسی تخت پر بہ پشت عیار

طرار قطوبے لگائے ہوئے کمندین بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین چمکاتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جلتہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور برسر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہی نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جس وقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہوگیا جسنے سحر کیا وہ گولے ترنج ونارنج اُلٹے پلٹے اُنھین کے
سینون پر پڑے توڑکر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ تھام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کردیتا ہی کسی گولے
پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا ای طیران
نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہی کہ گولہ پھٹ جاتا ہی اب
ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلطک ماری اسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھین
نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دونون پنجے پنجون سے پکڑکر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہوگیا
آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
رنج ومحن ہوگئی نقابدار زرین پوش بعد جوش وخروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہی ادھر
عیار نقابدار جست وخیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چارون سردارون کو نقابدار زرین پوش نے رہا کیا آفتاب سنے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا بنی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ بیبچے پگھلنے لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جا بجا زمین شق ہوئی پانی اُبلنے لگا کہ ہزارہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جاکے چلی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ عظیم پڑا غلام قتل ہوگیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا آکر مدد کرنا اور پھنسنا سامان قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد اسکے نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کرکے کہا حضور محن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے ہوے ہین مگر کسیکا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہے غلام کی نگاہ سے ایسا بہادر نہین گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہین ہے کہ اسم اعظم دستیاب ہوا اُسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہین کچھ زور بازو دکھائین سمک خاموش ہوگیا جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہین مین جو کچھ کہونگا اور دماغ دار ہو جائینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محن جادو معروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوے عیوق و جاروق ساتھ ہوے رستم نے حکم دیا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہوکر چلے یہان نقابدار نے گھیر کر محن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوے اب نقابدار بہ فتح پلٹا چارون سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہین دیوانہ شریر مردم درنے جو سُنا کہ آقا جاتے ہین جو بدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار سو دیوانون کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش سکون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی سردار چار جانب سے گھیرے ہوے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندین بازوون پر توبڑا پتھرون کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ اب جائین اور اپنے آقا سے ملین یہ مال جو لوٹ کا ہے تمھین لیتے جاؤ آفتاب نے مال قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہین خیمے جنہ اراہون پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہے زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشۂ جرأت

تم فرزندان صاحبقران میں نہایت پُر قوت ہو جیسے تیسے امتحان ہو جائے بعد فتح
طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جائے صرف
امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہے میں عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار نے
دیکھا رستم پیلتن آتے ہیں لوح طلسمی گلے میں تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست
وخیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک نرزک
کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رستم نے
نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال
نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹ کر نقابدار کیطرف کہا نقابدار
کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیچکے آفتاب نے کہا
آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقاے نامدار مال لین نقابدار نے
بڑھکر کہا ای رستم برہم کیون ہورہے ہو یہ مال تمھارا حصّہ ہی اسمین کیا قصہ ہی رستم نے
کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر یہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو
مارکر آپکو بڑا گھمنڈ ہی نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کررہا ہون
کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندون مین مثل آپ کے ہو اُس سے مقابلہ کرائیے مجھے
لحاظ ہی کہ صاحبقران سے ہم نبرد ہون اور طور سے امتحان ہو جائے اگر آپ کو منظور ہو
مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدہٴ حصول بابہاے صاحبقرانی ہو جائے رستم نے کہا بسم اللہ
جسطرح آپ کو منظور ہو مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہی پہلے
اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور سیکڑون
مین چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہی دیوانہ شر پر ہردم در تو ہلال سے باتین کر رہا تھا
اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہی چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا
قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کر یہ کہکے چوبدست لگائی نقابدار نے
کلّہٴ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارکر چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
دوڑکر چٹکی مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

ایک ہکہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے ملگیا دیوانے نے بمشکل سر اُٹھایا تیسرے پیچ پر نقابدار نے دیوانے کو اُٹھایا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہو کر رہجائین اب دیوانے نے منہ پھیلایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اُڑگیا غنیمت کرنے لگا کہا ای نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اُترئیے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے امتحان ہوجاے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپ کو زیر کرون تو بہانے سے صاحبقران ملینگے رستم نے کہا قبلہ وکعبہ مجھکو خود زیر کر چکے ہین کوئی فرزندون میں ایسا نہین ہو کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو بس میرے زیر کرنے پر بابو کا ملنا ناممکن ہو مگر مین آپ کو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اُسی مقام پر اُتر پڑا اب بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا بازسفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی آکر مقابلے مین اُترے ساحرون کو الگ کر دیا جاروق وعیوق ودیوانہ شہر مردم در یہ سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین سرداران رستم رستم سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست ہو زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہو صاحبقران سے بھی گفتگو کر چکا صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجیے آجتک تصفیہ نہین ہوا حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لونگا غرور جو اسکے دماغ مین ہو نکالدونگا قبلہ وکعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین یہ بیچارہ کیا پانے لیگا شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت وجوش قلعۂ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت نجد مین پہونچی مجنون روز بصد سوز رونق افروز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب سہ چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہو کہ طلسم کشا

آئیں تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے
صفیں جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سلحشوری دکھانے لگا
پکار کر آواز دی ای رستم آیئے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں سے
لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے
مقابلہ کروں آپ کے اقبال سے مشکیں باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار
ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جھکا کر سامنے
نقابدار کے آیا آپس میں تگا ورزن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہوگئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہے گینڈا اگرایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھایئے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان
سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو حربے
کی پناہ کیا بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمایئے
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا
دونوں میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دہ دہ گھسے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہے ندہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی الجھا الجھ
کے لڑرہا ہی نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہی
دو پہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور عیوق ہونے لگا دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکر لے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لاکر

ہچکہ مارا کہ دونوں گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوے نقابدار نے کمرز نجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا ہٹ ہوکر گرون نقابدار نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑہ کے مشکین باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جاکر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا ابتک کسی سردار کو اسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اُٹھائی کتاب اُٹھا کر دیکھا کتاب دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوگیا طیران و محن نے جاکر بڑی آفتین برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہے اُسوقت کئی ساحر موجود تھے کہ اسنے پکار کر آواز دی کہ یاروتم مین کون ایسا ہے کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو تباہ کرے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اُٹھا کہتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم غلام کو حکم ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کر دون لوح جبین ہون افتتاح و اختتام نے اُسکو خلعت دیا دیلمان تخت پر سوار ہوا اسّی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہے کہ طلسم کشا نے اپنے نام پر کہکے طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار نے عیوق کو لاکر قید خانے مین بھیجدیا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر رات لگے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کُل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین اُنسے کچھ کام ہے بہمن تیغ زن کی طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اُٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ میں دینا اور زبانی بھی عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار میں جلسہ آراستہ ہے آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ ماحضر ہے اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہے اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوکر چلا لشکر رستم میں آیا ہرکارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار کا ایلچی لشکر میں آیا ہے رستم نے چند سردار براے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فوراً اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہیں رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار میں آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو میں جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے سرور جو ہوا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جاکر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت میں رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہے رستم نے کہا آپنے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا میں اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہے جب سے زیر ہوکر آیا اسنے آب و دانہ نہیں کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو میں جگہ دی عیوق شگفتہ ہوکر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عبارت سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ و شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی۔ نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان ہیں سے میرے	کسنے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے میرے

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہین
مضمحل ہجر مین اعضاے بدن سارے ہین
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے
دمبدم قتل ہوا جاتا ہو کیون نخل حیات
ہین یہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتین
کوئی بلبل بھی وفادار ہو ہمسا صیاد
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے
وہ سنایا جو فرشتون نے سُنا تھا نہ کبھی
بات سے اپنی پھرین قول یہ مردون کا نہین
ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر
اپنے ہمچشمون سے ہم بہکے کس وادی مین
بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی دبے پاؤن رند

جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین
ای اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین
آمد و شد یہ نفس کی ہو کہ دو آرے ہین
لب شیرین نہین گویا یہ شکر پارے ہین
چھری کیا کھا کے ترے باغ مین چکارے ہین
آج اگرچہ ترے دانستہ مین ناکارے ہین
عالم جذب مین مجذوب جو بنکارے ہین
ہو سو ہو اب تو ہم اس بُت سے سخن ہارے ہین
منقسم گلشن ایجاد کے نقارے ہین
لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکارے ہین
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین
یا علی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہین

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ ورنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای رستم حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو مین تم سے نہین لڑسکتا مین تو صاحبقران کا ہم نبرد ہون رستم نے کہا اسطرح مین آپ کا پیچھا چھوڑتا ہون کہ کبھی قبلہ و کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو مین کبھی نہ کرونگا اس عہد کا تو خدا سے خواہان ہون جہان صاحبقران ملین گے اُنسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر قرار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اُس امتحان کو بجالاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا ای رستم یہ ملحوظ رہے کہ بانہاسے صاحبقرانی مجھی کو نہین گے مین سنے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمایئے اگر وہ حکم دین تو بانے مجھے حرمت کیجیے اگر منع کرین اور مجھ سے یہ فرماوین کہ تو لائق بانہاے صاحبقرانی نہین ہو پھر مین اُسدن سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر
میرے دشمنکے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خرد و کلان آگاہ
ہوئے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہی اے رستم میرے
تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے
چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہی کہ سفید
پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دبگئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار
باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی
ہی مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا
ای عیار دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے
جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جا کر کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم
پڑھتا ہے اس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا
ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز
سنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سہ جشمی ہی وہ بھی
چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اسکو نقابدار نے پکڑا یا تو بدو اسپ پھر رہا تھا نقابدار نے
اسم اعظم پڑھ کے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکابلون مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا
رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے
کہ سماک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپکے لشکر مین ہے آفتاب و
شہرت و جلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی
نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار
نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون
لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اوسپر لکہ ہاے ابر جمع ہین
وہ لکہ ہاے ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو ذول

ہوتا ہی برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر
کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہی یہی معرکہ کنارے پر سے سمک نے
بھی دیکھا سمک آگے بڑھگیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ اے ملکۂ عالم مجھے
خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اُسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ
عیار آئے جھانک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہی دیلمان نے پکار کر آواز
دی اے ساحر کیا ہی کسنے تجھے بھیجا ہی سمک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر
نے بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہون دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بداقبال
نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑکر
چڑھ آ۔ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤن مین لپٹ گئی دیلمان جادو نے
سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالا ے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا
رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار اب مین ان
دونون لشکرون کو مثل خس و خاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہون اتنا بھی
نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہی یا عورت سحر کر رہی ہی مگر کیا کیجیے ہین تم لوگون کے کہ فوراً
دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے مین آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہین
جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر گھسیٹا چھاتی پر سمک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہی خنجر گلے پر رکھون
درخت جو بڑے بڑے کوہ سے تھے اُنمین ایک درخت کلان بہت بلند تھا تبے اُسکے بڑے
بڑے پتون مین کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز نحیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ کوئی درد رسیدہ رو روکر کچھ کہہ رہا ہی دیلمان جادو چھاتی پر سمک کی سوار طرف نخل
کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوے آسمان سے اترتی
ہوئی آتی ہی جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہی مگر پکارتی ہوئی کہ اے
دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ مین آتی ہون یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھین دیلمان پر
جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی اے دیلمان ہم تو تمھارے
مشتاق ہوکر آئے ہین اور تم عیار کے قتل مین مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میرا بندہ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی
مین سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا ای زہرہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس دیلمان کے
جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین سنے تمھارے
دل کو روشن کر دیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سمک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا
عیار ہی بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑون کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکراکر اُس نازنین نے کہا
دیلمان نے سمک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اُٹھ نہ سکے کہا ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہو
کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا نظم

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے
زلف سے چھوٹ گئی ناکہ ابھی رخ جانان سے
روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال
مثل گل یار کو خندان کیا گریہ سے
حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض
صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی +
پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل
اس چاہیے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش

میلادت

برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
یگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندستان سے
بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
سر کٹے پر نہ ہٹے پاؤن مرا میدان سے
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے
ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
یار تک نامہ پہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم
مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہوان باتون سے مجھے معاف رکھو مین ان باتون کے قابل نہین
ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائین گے مجھے تمھارے لگاؤ سے
بچائین گے اسطرح کی باتین اُس نازنین نے کین کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رُکا برف کی

دہان کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین
نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
شراب وکباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا مین سات دن کا وعدہ کر کے
آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہون لیکن یہ دو باقی ہین نازنین نے دونون
مین سے ایک گلابی اُٹھائی اُسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور
کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے
دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈہکانے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک
سانس مین پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا
پیتے ہی مبہوت ہوا یکبار اُٹھا کہ قلب مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا ہے
دل گھبرا رہا ہی معلوم ہوتا ہی پہاڑ اُڑا جاتا ہی نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمین گود مین آکر اُٹھا لیجا
دیکھو خداوند بھی آتے ہین بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اُٹھا چٹکیان بجاتا
ہوا چلا جا رہا گود مین اُٹھا لاؤن پتھر کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا نازنین کا پایتختہ نگارین تھا
پایتختہ جلادی بنگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کہا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ
دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سمک یلدا قی پیچھے چلا یہان نقابدار نے
دیکھا برف سب پانی ہو کر بہگئی رستم اپنے لشکر مین تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے اُنپر
لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے
دیکھا ایک دنا ٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر پہونچا
تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے
کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار مین آیا دیکھا لشکر نقابدار
تیار ہو رہا ہی گھوڑے کسے جاتے ہین سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا
مین نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہونچے
دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر وعدے
کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا ای رستم آپ سے مین مقابلہ نہین

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک میں زندہ ہونگا
یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور میں بانے اُنسے لونگا رستم نے کہا ای نقابدار اُٹھو تا
ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہو جائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمایئے
ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہکے نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا سے سپر قین
لیے ہوئے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسی وقت
شوکت و شان سے نقابدار رواد ہو گیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت و شان نقابدار دیکھکر ایک
حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہی عیار بھی عرض کرتا ہی کہ حضور اصل یہ ہی کہ جو شوکت و لیاقت
نقابدار نے پیدا کی ہی آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہیں دیکھی رستم ناچار ہو کر پلٹے داخل
بارگاہ ہوئے سب سردار آکر جمع ہو گئے سب کے یہ قول ہیں کہ حضور اپنے کو باغ نسترن
پہونچائیں عرصہ کرنا باعث خرابی ہی بیچ میں سرحد داران نسترن میں افتتاح و اختتام جو
ساحران کامل و اکمل ہیں بڑے بڑے فتور کرینگے یہ ساحر اُخین کا فرستادہ تھا کہ لشکر ان
کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے مہلت پائی اپنے غضب کا
سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
شہرت نے کہا میں نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی
عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہیں اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا
کیوں صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دلیمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
کہ دونوں لشکر معرض زوال میں ہیں وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور
نقابدار بچیں گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دلیمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے
افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو
عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دلیمان کو دیوانہ کر دیا آخر مار لیا افتتاح
نے جلا کر چند نامے سرحد داران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ
نسترن کے جاتے ہیں اگر باغ نسترن میں پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہوگا جسطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہی اپنے تئین
سمجھا ہوگا کہ نامہ افتتاح پہونچا طائر نے لا کر نامہ گود مین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق
کے چمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ نفر ساحر جوانان زبردست مرکبون کو
تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اٹھا محل مین آیا دختر اسکی مینوش شیرین کلام
باپ کو دیکھکر براے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیون باواجان آج آپنے ہتھیار کیون لگائے
ہین در دولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا اے نور نظر اصل کیفیت یہ ہے کہ طلسم کشا
تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہے کئی مقام فتح
کیے اب طرف باغ نسترن کے جاتا ہے کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح و اختتام ہمارے
افسر ہین انھون نے نامہ لکھا ہے مین براے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہون مینوش رونے لگی
کہا اے والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سنے بڑے بڑے ساحر انکے ساتھ ہین
مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو پایا آپ
بے سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا اے نور نظر مجھے
تحفہ جات کا کیا خوف مین بزور اسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوان
کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہین گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اتار لیگا
ہمارا کیا کر سکین گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا
قمقام بلانوش بجائی کو مع اپنے دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا
آپ سوار ہو کر چلا مینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری مین
طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے
سے دل کو تشویش رہتی ہے بہت جی گھبراتا ہے اگر آپ حکم دین تو مین براے سیر و شکار کے
جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید میرے آنے مین دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش
نہ فرمائیے مین بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ اے نور نظر باپ
تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مینوش نے کنیزون سے
اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ سی

کنیزین مسلح ہوکر سامنے آئین مینوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے
شکار کے چلی صحرا مین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے کئی روز تین
اُسی صحرا مین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہوجیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے
ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ مین نیزے پھریرے اُڑاتے ہوے
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرا مین گذر ہوا ہنگامہ پڑگیا قضاے کار بادشاہ
جمجاہ کر بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسنے شاہ کو لاکر باغ نگارین مین رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہین ایک روز گھبراکر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ مقناطیس نے نگہبانون
سے کہا شمس کاہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانون نے جاکر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہو آکے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا ای شمس تنے ہمکو ایسے مکان مین رکھا ہو کہ سواے اس مکان
کے کوئی شی دکھائی نہین دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر مین دریچہ ہی جسکے باہر صحرا ہی اسکو
کھول کر اسمین بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کرین اس حیلے سے دل کو بہلائین یہ سنکر
شمس نے کہا غلام جانتا ہو کہ حضور صاحب اقبال ہین لشکر اسلام کے تاجدار ہین آپ کا
ایک مقام پر رہنا نا ممکن ہو مگر غلام اس فکر مین ہو کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے
تب آپ کو لشکر مین داخل کرون اس سیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی مین بدل و جان مطیع
سرکار ہون بسم اللہ دریچہ کھولدیجیے لیکن یہ عرض ہو کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے
کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملون مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے
خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگادی مقناطیس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا
ایسا نہ ہو کہین تشریف لیجائین مقناطیس نے کہا مین آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون
نوبہار نے عرض کی ای شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہو کہ یہان کوئی آئے شمس نے کہا ای
نوبہار ہزارہا ساحر تلاش مین آپ لوگون کی نکلا ہو ایسا نہو کوئی اس راز سے آگاہ ہوجائے
کسی کی یہ مجال نہین کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو
سجدہ نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر نہ جائیگا

شمس بخوبی سمجھاکر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اس دریچے مین بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی پھر ہرے اُڑتے ہوے گرد سے نمایان ہوے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے ہین جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ ڈھیلی ہوئی کبر بدلگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ شانۂ وہ نور کا سراپا
ہر جبین تھی موجۂ لطافت
دنبالۂ کب اُسمین سرمہ کا تھا

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
شہباز زنے واسطے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شراب کے بھری تھین
مینی کے قریب کب تھا ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سلیقے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سینے پر نار پستان کا ابھار جنت الماوی کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہر دار یا ہلال فلک خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار یوں جیسے پربالا پڑا ہوا نیچہ کمر مین سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے مینوش شیرین کلام دختر صمصام جو براے شکار نکلی اسطرف سے گذر ہوا مینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوشخو جمال بہتال دیکھکر پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوے مقناطیس و نوبہار نے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا وہان کنیزون نے جو بڑھکر اُس نازنین کو سنبھالا لیکن

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جاکر بارگاہ استادکرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب وکیوڑہ و بیدمشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بمشکل آنکھ کھولی گھبراکر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر ہین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہی آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیرخواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہی ملکہ نے گھبراکر جواب دیا ہاے تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہی

نظم

آستانِ یار تک ابھی رسائی کیجیے
جی مین ہی دربان سے اسکے آشنائی کیجیے

مثل آئینہ مصاحب ہوجیے اُس حور کے
شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے

پانون پھیلاکر شب وصل صنم مین سوئیے
بالش سر دست جانان کی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے

زنگ دل مٹتا نہین ہردم کدورت ہی زیاد
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہوجائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ تو مہندی مل کے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قلعہ گلزار تھے
ہاکہ خط نکلے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بنکے وان دریوزہ گر دیوار کے
اُس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیر گردون رند قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہوکر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان ما دیان سے بدلگامی کی تھی اور مین بیہوش ہوگئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہوجاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہی ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب ہوتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + اس مضمون مین شاعر گرامی و نامور میان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دلمین رہتے ہین
گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین

خیال مہ جبینان عاشقون کے دلمین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین

عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

ہمارے گھر پر آکر بیٹھتے وہ غیرون سے کہتے ہین
قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

تم لوگون نے جلدی کی مجھکو لے آئین مین نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہان تک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو مین جانتی ہون کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہی مگر یہ کون شخص ہی کہ جو دریچے مین بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کر کے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہی مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہان بادشاہ عجباہ جب ہوشیار ہوے تو گھبرا کر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقناطیس و مشکبار و نوبہار عرض کرنے لگین کہ ای شہریار آپ دمبدم طرف صحرا کے دیکھتے ہین چہرے پر اُداسی معلوم ہوتی ہی لونڈیون کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو ہمین کوشش کرین شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سعد نے سر جھکا لیا کہا ای مقناطیس مین کیا بیان کرون تم لوگون کے سامنے کچھ نہین کہہ سکتا چاہتا ہون کہ ضبط کرون نہین ہو سکتا مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر خاموش رہون کیا کہکے دل کو سمجھاؤن کیونکر اُس ماہ پیکر کو پاؤن دل کی عجب کیفیت ہی نئی صورت ہی۔

نظم

نیست بے یار مجکو ہستی ہی
شہر ویران اُجاڑ بستی ہی

ہی جان پر مرا قدم بھاری
ہر قدم پر زمین دھنستی ہی

وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہون
ور جسکا پلنگ کستی ہی

ہی حقیقت مجاز سے مطلوب
بت پرستی خدا پرستی ہی

اُسکے کشتے ہین زندہ جاوید
نیستی اُنکی عین ہستی ہی

ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب
بے زبانون کی ہند بستی ہی

خاکسارون کی ہی یہی معراج
سربلندی ہماری پستی ہی

کئی دن سے ہی گھات مین صیاد | عندلیب آج کل مین پھنستی ہی
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر | کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہے رہ ہموار | نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہی
زلف اُسکی سیاہ ناگن ہی | مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہی
ایسے جینے پہ زنار خاک پڑے | موت اس زندگی پہ ہنستی ہی

تمنے خیال کرکے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سدّ باب عیش ہوا تمنے خیال کیا ہوگا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر بادبان بجری پہ سوار سیر شمشیر لگائے ہوئے بہ قول شاعر فرد- اکڑ کے بیٹون کے بل یہ چلنا نہ کیونکہ گشتہ ہون اس ادا کا سجا سجایا کھنچا کھنچا یہ عجب تو دیکھو غضب خدا کا + یہ مین نے دیکھا کہ حال اُسکا بھی ابتر ہوا مین ادھر غش کھاکے گرا اُدھر کنیزون نے اُسکو سنبھالا لیکر نکل گئین مین نے چاہا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دون کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا نوبہار کہ عاشق صادق ہی اسنے عرض کی حضور مطمئن رہین مین پتہ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر ملجائے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے نوبہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہوکر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہی مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کررہی ہی جب ماش کے دانے اچھالتی ہی شجر خشک باردار ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کررہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا | سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دھر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی گردش کا اثر دیکھا | مے گلرنگ سے سو طرح پیمانہ بھر دیکھا
سواد گیسوے مشکین مین ظلمت شام کی پائی | بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہی ایذا مین الجھنے سے | اسی کو ہمنے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا جو دنیا مین — جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا
دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین پائی — کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا
خریدار محبت آئے تھے بازار عالم مین — وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمین درد سر دیکھا
نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے — کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا
ہوئی مین کیا سمجھ کر پردۂ فانوس سے باہر — مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا
جگر خون ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے — خموشی مین بھی مظلومون کی نالے کا اثر دیکھا
یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی — پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدہر دیکھا
فراق یار مین جب عشق نے مجھکو رُلایا ہی — جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا
بدخشان و یمن چھانا لگائے غوطے دریا مین — نہ لب سا لعل ہی آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم ہون اُسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہون فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیون صاحب تم کون ہو اس جنگل مین جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا مین رازدار خداوند ہفت پیکر ہون ابھی صحراے بے خس و خاشاک مین تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیون بی گلرنگ مین بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن خراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پین اور ایک تمکو پلائین گلرنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتی ہون یہ کہکے اُٹھی دو گلابیان شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام مین گھائی سے بیہوشی ملا دی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے لے جاہا ہون مگر سحر کر رہی ہی ایک ماش کا دانہ جو شراب مین پڑگیا شراب شعلہ بنکے اُڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دلمین کہا تیرا انتظام شانیچہ کھینچکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کر کے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہان جاتا ہو بے سبب میرے قتل کو آیا اب مین کب تجھے جانے دیتی ہون فیروزہ قریب سو

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا
چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ پنجہ کھینچکر چلی اُسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے
پکار رہا ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی تو مدد کر نظم

توگوئی ہر آنکس کہ در سخ دتاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا

دعاے کند من کنم مستجاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی۔ شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشایش
تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر + گلرنگ پنجہ کھینچے ہوئے کلمات سخت زبان پر لاتی تہی کہ
پہونچکر اسکو قتل کرون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ
مین نکلی تھی آسمان سے اسکے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی
نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا اوری اور اُسنے پنجہ مارا پنجہ مثل برق کے
چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کان سے نکالکر پھینک
ماری ایک برق جندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے نوبہار کو اطمینان ہی
کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلونگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین
فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑے ٹلتا ہوا جاتا ہی نوبہار با اطمینان زمین پر
آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی
ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہتے ہوئی دیکھا
ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور
لے اُڑی فیروزہ کا تڑپنا پھڑکنا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو
غریب مسافر فقیر مذہب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین
دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکے اُتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند
پہ سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مغناطیس
و مشکبار کہہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے
دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا بجوش محبت گرد پھرنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ ای یار وفادار کہان تھے ہمکو تو ظالم زنگی سے بچاکر شمس فلک ہفت پیکر کا ہین سے اس باغ مین رکھا ہو یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا ای فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہو اسطرح ایک تازنین کا اسطرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہو ای فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھرا ہی چشم یار کو
حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پایا ہو مین
زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بے وفا
روے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب
میری آہون کے دھوئین نے گھر بنایا خانہ باغ
رات بھر آنکھون کو اس امید پہ رکھتا ہون
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
صبر کو کھوکر نہ ہوگا تو بھی ای دل باغ باغ
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا ہے مین
بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین
نیلگون گنبد اٹھایا مردم بیمار کو
جبر تکلیف نگہ ہو مردم بیمار کو
دم بھڑک جاتا ہی عریان دیکھکر تلوار کو
برق دیکھی ہو نہ جسنے دیکھے اس خمار کو
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو
دھوپ مین جھلائیگا مجھ تشنۂ دیدار کو
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو
خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
نشہ ہو مین اگر دیکھے تری رفتار کو
بھولتے پھلتے نہ دیکھا ہو غریب آزار کو
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو
رجنہ سینے کباب آتش ملا ہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہو اگر بنتا ہی تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہو اُدھر ملکہ بہت بیقرار ہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رخ پلٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آئی ہوا اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہ جبین کی شکل بنا ہوا ہو راہ مین دوچار ہوے سمن رخ نے خود پوچھا ای نازنین تو کون ہو جو اس صحرا مین یون پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گو ہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ نے پوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین بمدد شمس فلک ہفت پیکر مقیم ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار ہی دریچے مین براے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی ایک نازنین ماہ زبان بحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ سو کنیزین پشت پر نمایان ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین مین اُسی محبوب کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق ہی فیروزہ نے کہا اے مہ جبین اصل یہ ہی کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہی سمن رخ نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ کے چلا مگر سمن رُخ نام و نشان سُن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ کے جن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے پہونچی جُھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوے ایک کمرے مین لیکر سمن رُخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہریار مین مینوش شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اُسی دن سے آب و دانہ ترک ہی آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلین تو مین آپ کو لیچلون بادشاہ یہ مژدہ سُنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا اے سمن رخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب سنون اور مین رُک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو نہ جانے دینگے مین چاہتا ہون کہ اُنسے چُھپکر جاؤن سمن رُخ نے عرض کی مین جاکر صحرا مین ٹھہرون آپ کسی طور وہانتک آئیے بادشاہ نے سمن رُخ سے وعدہ کیا سمن رُخ تو جاکر صحرا مین ٹھہری صبح کو بادشاہ جو اُٹھے مقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہی تینون جادوگر بیان بادشاہ کے قریب بیٹھین بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو اُسپر سوار ہوکر شکار کو جاتے مقناطیس نے عرض کی اے شہریار آپ جبھی مہمان زمین آسنے منع کیا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھلجائیگا شمس کا قول یہ ہی کہ مین کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے تجویز کیا ہے اُسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا مین باغ مین مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقناطیس نے کہا مین شمس کو بلواتی
ہون اُس سے مرکب کی فرمایش کرون یہ کہکے ان تینون نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا
شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطیس نے کہا ای شمس بادشاہ یہان گھبراتے ہین ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ مین پھرینگے شمس نے کہا ای مقناطیس وقت انقلاب
قریب آگیا جو مین سوچا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خلاف ہوگا ای مقناطیس مین نے
یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو مین بادشاہ کو اُنسے ملا دون اور
بالا بالا ان ساتھ ہو جاؤن اب بادشاہ پر کوئی آفت پڑیگی جہانتک ہوسکے ای مقناطیس
وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خبر دیچکا ہی کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے
باعث خرابی ہو مقناطیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی باہر وہ
کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا خیر مین مرکب آج بھیجونگا مگر حفاظت کرنا مقناطیس وغیرہ
نے عرض کی ظاہر تو یہی ہی کہ اسی باغ مین سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے
اپنے نگہبانون کو بھیجا ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کار خدمت مین بادشاہ کی لائے
شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا ای شہریار یہ مرکب تو حاضر ہی مگر غلام کی خدمتگذاری خیال مین
رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی دیکھ لے تو باعث خرابی ہی بادشاہ نے کہا ای شمس مین تمھارے
حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جانے
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے باغ مین مرکب ٹہلانے لگے قریب دیوار باغ کے
آکر ایڑ جو کی مرکب طرارہ بھر کے دیوار کے پار گیا صحرا مین بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش کیا
دیکھا سمن رخ سایے مین ایک نخل کے بیٹھی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہی بادشاہ کو
دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالا یا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی ادھر یہان
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ ملکہ پہونچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا لیکن
حیران و پریشان وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہین کنیزین بہلا رہی ہین فیروزہ
ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو کئی دن کا
عرصہ گذرا کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان نہین

پایا حجاب سے پلٹ کر آئی فیروزہ نے کان میں منھ لگا کر کہا اے ملکۂ عالم میں اس شہریار کا عیار ہوں بہ مشکل یہاں تک پہونچا حضور نہ گھبرائیں میں بادشاہ کو لاتا ہوں ملکہ نے گھبرا کر کہا بھیا اگر مناسب ہو تو میں خود چلوں فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہے وہ مرد ہیں انکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہوں ملکہ نے گلے سے موتیوں کا مالا اُتار کے گلے میں فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کر گنبد کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہاں وہ حال شاہ کا سُنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزوں نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہاں گئی ملکہ نے کہا زیبا مادیان بحری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہے ترقی پر اشکباری ہے دیکھوں اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر میں حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہیں معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہے اصل میں دل کی یہ کیفیت ہے۔

نظم

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا　　صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے میں ٹل جاؤنگا　　آج جانا ہے تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر　　منھ چھپا کر میں اندھیرے میں نکل جاؤنگا
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو　　ناف معشوق نہیں ہوں جو میں ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے　　مجھ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو　　تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف میں مجھے　　حال دل پر کف افسوس میں مل جاؤنگا
شعلہ رویوں کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھو　　موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
حال پیری کسے معلوم جوانی میں تھا　　کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں میں ڈھل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو　　دیکھکر لڑکوں کی صورت کو بہل جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہیں مری فکر سے آج اے آتش　　مر کے کل تو کے سانچے میں میں ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزوں کو سمجھا دیا کہا میں مادیان پر سوار ہونگی کنیزیں سمجھیں کہ باغ میں پھر کر دل بہلائینگی ملکہ نے جو اُس مادیان کو زیر ران پایا اُڑاتی ہوئی قریب در باغ آئیں گھوڑے کو باغ سے

نکالا بادیان کو ایڑ کی باغ سے نکلیں صحرا کی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ رستہ دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی رستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اُسکے دامنے میں آکر ٹھہریں دیکھ رہی ہیں کہ ای مینوش رستہ اصلی مجھ سے چھوٹا بادیان نے راستہ بھلایا نگہ اُٹھا اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہیں کہ ای مینوش کسطرف جاؤں کیونکر اپنے کو قریب باغ نگارین پہونچاؤں اس سوچ مین کھڑی تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار بہشت مرکب پر سوار پشت پر دو تین سو پیلے قراول عہدے ہاتھوں میں باز بحری جرّہ لیے چلے آتے ہیں بسبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھیں اُس بادشاہ کی جو نگاہ پڑ گئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن ہو رہا ہے بدحواس ہو گیا پکارا تمھاری جان جہان ای آرام دل مشتاقان تمھارا جمال بے مثال دیکھکر روح تڑپ گئی چاہتا ہوں آکر قدموں کو بوسہ دوں ہر چند اپنے کو روکتا ہوں مگر ضبط نہیں ہو سکتا عجب کیفیت ہے دل کی یہ صورت ہے۔ نظم

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر　جوانان چمن نازان ہیں اپنے اپنے جوبن پر
نقاب اُلٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے　نہ پروانہ سے آرے چلیں شمعوں کی گردن پر
دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے　چھری چلتے نہیں دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر
ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا　نہیں ممکن کہ گرد اُڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر
نہایت بلبل شیدا کا دل اسنے جلایا ہے　جو بس ہووے تو رکھدوں آگ میں گلچین کے دامن پر
نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب　مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر
دری زلف سیہ الکت سفیدا ی بار ہویگی　یہ وہ شب ہے چلیگی جو طریق روز روشن پر
حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہے　یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر
فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی　ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر
جو کامل ہیں نہیں اندیشہ آتش اُنکو بدبین کا　دہان زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر

ملکہ نے پکار کر جواب دیا ای شخص خبردار ایسے خیالات مہملات اس جانب نہ کر یہ تاجدار بادشاہ قلعہ نیلم نگار خراج گذار ہفت پیکر برائے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھکر مائل ہوا

پہنچ

تحسین کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا اوجان جہان اب مین تمکو نجانے دونگا
پکڑ کر لیجاؤنگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا
گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چارجانب
سے گھیر لو گرفتار کرکے نیلم حصار مین لیجاؤ خاتون محل قرار دونگا وہ مرتبہ کرون کہ سب محلات کو
رشک ہو بیلیے قراول بلوہ کرکے چلے نیلم تاجدار رجھا بوجھ کر اُٹھا حکم بلوے کا دے رہا تھا کہ
بیلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیر مارا وہ خطا شعار سہم کر واصل جہنم ہوا چلایا روایا
مگر گر کر نہ اُٹھ سکا بعض گوشون مین جھپتے ہین بعض مثل تیر کے بھاگتے ہین ملکہ نے تیرون
کی بوچھار کردی دس بیس جوان گرے نیلم نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مر کیسے
گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکر چلا قضا سے کار صمصام بدانجام کو جو لشکر کشی
کرکے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اُسکا اس طرف گذر ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ
آپ کی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت مین اس جنگل مین آئی ہین نیلم تاجدار نے گھیرا
ہے وہ صاحب عصمت وعفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصے
مین گینڈا چمکا کر بڑھا پکار کر آواز دی اونیلم کیون قضا آئی ہے میرے مقابلے مین آ سوارون
سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مار لو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی
دیر مین بیلیے قراولون کو مار لیا اب نیلم مقابلے مین صمصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ
پہلوان زبردست ہے اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تحسین کرنے لگا
کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو یہ فرزندی قبول کرو مگر صمصام
نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کر سکا پیغام شادی دیتا ہے مین ایسے دلیر
کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون مثل
میرے ہو اُسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے
نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے
سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوئے ملکہ نے گھوڑی
کو چمکا کر درۂ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہوکر نکل گئی یہان صمصام نے تھوڑے ہی

عرصے مین شیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے
شکار کے آئی تھی یہان آکر گھر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی بر سر منزل روانہ ہوا
ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سایے مین جاکر ٹھہری حیران پریشان ہی کہ اے
مینوش راستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچو نگی عیار نے جاکر اُس شہریار
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہی کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رُخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ
بادشاہ کے آتی ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی ای سمن رُخ یہ تو کیسے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
سمن رُخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا ای شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق
مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترے ادھر ملکہ یا دہان سے اُٹھین دونون
فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو
منع کیا ہی کہ صحرا مین نہ جایئے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تمکو دیکھے نے تصویرین ہماری
سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پایئے گا اسپر
آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین ملینا
بہتر ہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اُسی مقام پر زین پوش بچھا کر
بیٹھے صرف سمن رُخ خدمت مین ہی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو آتا ہی
فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا اے شہریار یہ عیار
آپ کا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر نہین
ہی راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی شیلم کو مار ا مگر میرا
پردہ اُسپر نہین کھلا مین درہ کوہ مین ہوکر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہو وہ اسطرف
سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بر سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئے گا تو
مارا جائیگا ملکہ نے کہا ای شہریار صمصام یگانہ آفاق ہے فنون سپاہ گری مین طاق ہی
اُسپر تیغہ قابض ہونا دشوار ہی اس حوالی مین کوئی اُسکا نظیر نہین نظر کردہ ہفت پیکر کہلاتا ہی
اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا ای ملکہ ہر چند کہ اُس

حوالی میں پہلوان بے نظیر مشہور ہی مگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ای فیروزہ بن عمرو
کہیں سے شراب تلاش کر کر صحرا میں بڑھے سے شراب کا جرعہ نہیں ہوا فیروزہ بیتاب ہو
کہکے روانہ ہوا اور یہاں بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے میں مصروف
ہوے یہاں کباب تیار ہیں فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہیں شراب کا نشان
نہ پایا پلٹ کر عرض کی ای شہریار یہ وہ صحرا ہی کہ جہاں بستی کا نام نہیں بھٹی قریب بستی کے
ہوتی ہی یہاں کوئی بستی قریب نہیں سب طرف جنگل اُجاڑ چہار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ
سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھُرّیاں چہرے پر پڑی ہوئیں لباس بھاری
پہنے ہوے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس سے مسخرہ پن وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا
سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سایے میں آکر بیٹھا پکار کر آواز دی ای سبزوار
شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلوے کوہ سے پیدا ہوا مشکیزہ شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے
جتنے گلابیاں شراب سے خالی ہو گیا اس مرد پیر کے سامنے رکھیں مرد پیر نے گلابیاں
شراب سے معمور کین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امرد کو پلاتا ہی طفل امرد نشے کے
جوش میں بہ الحان یہ غزل گاتا ہے

نظم

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کے دل تمام ‌ ‌ کرتی ہی روح مرحلہ آب و گل تمام
دیکھا ہی جب سے مجھے عرق آ گیا ہے یار ‌ ‌ غیرت سے ہو گئے ہیں حسین منفعل تمام
قدسی بھی کشتہ ہیں تری شمشیر ناز کے ‌ ‌ مارے پڑے ہیں متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا ہی بند بند ‌ ‌ اعضا ہمارے ہو گئے ہیں مضمحل تمام
ساری عداوت الفت صادق کی بگو ‌ ‌ حیر دن سے ہو گئی ہوئی اپنی سجل تمام
کہتے ہیں غیر یار سے میرا بیان حال ‌ ‌ الفت سے ہو گئے ہیں موافق مخل تمام
تیغ نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا ‌ ‌ چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام
ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ کا ‌ ‌ دھوکے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت میں ساقیا پڑے جا ناز چمن ‌ ‌ ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گاتا ہے اور وہ پیر کبھی اسکے پاؤن پر گرتا ہی کبھی اسکے گلے میں ہاتھ ڈالدیتا ہی

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک
مٹکا شراب کا اسکے پاس ہے کہو ایک گلابی ہمین دیدے تیرا احسان ہوگا بجائے ایک گلابی شراب
کے بدلے ہم دس گلابیان دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہین تیرے پاس شراب بہت ہے اگر
ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اس
بڈھے کے آیا بڈھے نے یہ سخت جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہین کہ غیرون کو
تقسیم کرنے ہین مگر ای شخص تو میرے پاس آیا ہے تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا وہ
میرے آقا ہین انھون نے شراب مانگی تم نہین دیتے میری مجال ہے کہ مین پیون بڈھے
نے کہا ای شخص مین تجھے ایک جام پلاتا ہون تو کیون عذر کرتا ہے یہ کہکے جام لبریز کیا
لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھین ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا
کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے مین تو خود جام کا مشتاق ہون اگر بادشاہ
کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگین گے یا طلب کر لین گے اس طفل نے جام لیا چند اشعار
گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود بخود تھرکنے لگا
ہاتھ اٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا ای پیر
روشن ضمیر و ای صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤن بڈھے نے کہا بالاے کوہ
فلک شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہے یہ سنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے
آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان طے
کرکے بالاے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اسمین پھاند پڑا بادشاہ نے سمن رخ سے
کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لو فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے
کوہ چلا گیا فرزندان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہین آپ شراب پی کر بالاے
کوہ چلا گیا نہین معلوم وہان کیا رکھا ہے سمن رخ نے عرض کی جب اسنے عیار کو
شراب نہ دی تو مجھے کاہیکو دیگا نہین معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رخ
جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اسکے پاس سارا مٹکا رکھا ہے ایک گلابی مین
کیا کم ہو جائیگا سمن رخ ناچار ہوکر بموجب حکم ملکہ اس بڈھے کے پاس آئی کہا ای

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہین تیرے پاس تپلہ بھرا رکھا ہی ایک گلابی
مین کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیین گے اس تپلے کی کیا حقیقت ہی ہم
دن بھر مین دو دو تپلے پیتے ہین اسمین سے گلابی دینے مین ہمارے نشے مین کمی ہوگی مگر ای
سمن رُخ تو ہم تک آتی ہی اگر تیرے مزاج مین آئے تو ایک جام پی لے سمن رُخ نے کہا
میری ملکہ سامنے بیٹھی ہین مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رُخ سے آنکھ ملائی
چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رُخ بھی تحسین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام
شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہی مجھے اپنے لطف سے مطلب ہی
لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رُخ کو دیا سمن رُخ بھی پی گئی پی کر
ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رُخ تم بھی بالاے کوہ جاؤ سمن رُخ یہ سنکر گاتی ہوئی
فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رُخ بے حیا بے مروت کہان جاتی ہے ادھر آ
اری وہان جاکر کسی بلا مین پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہین کس کام کو بھیجا تھا تو نے جاکر
کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہین دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رُخ نے نہ سُنا بالاے کوہ
چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار مین پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا
اپنے مقام سے اُٹھے فرماتے ہوے کہ ای ملکہ عالم مین اس ملعون سے شراب چھین کر
لاتا ہون مجھسے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہین تمام تپلے کی
شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے
کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہین کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین مجھکو اس صحراے ہولناک
مین اکیلا چھوڑے جاتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیون کو طے کرکے طفل
امرد کا ہاتھ تھامے ہوے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالاے کوہ پہونچا اُسی غار مین پھاند پڑا
بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیان تھامتے ہوے بالاے کوہ چلے ملکہ بیٹھ رہی ہین پکارتی
ہین ای شہریار بالاے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھر بار چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہی اب کیونکر
بسر کرونگی اسی جنگل مین سر ٹکرا کر مر رہونگی

نظم

ظاہر کسی سے دل کا کیا حال زار کچھ	سُنتا نہین وہ گُل کبھی کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ
پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نبات
زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑتے ہین میری محبت سے منھ موڑتے ہین
بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اُس غار مین جاکر بلا تکلف پھاند پڑے
ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصے کے بعد اُسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو
نکلا پکارکر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہے ملکہ خوش ہوکر دوڑین
پکارکر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور
ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ
کیا کررہے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ
تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا
جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سُنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کررہے
ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون
تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی
غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف
معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے
یہی راستہ چلنے کا ہے کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سُنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای
فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہے مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اُسی غار مین
پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین
اور سر اُٹھاکر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوئے ہین سمن رُخ مگس رانی کررہی ہے کچھ وزیر و امیر
وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون
پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا
ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن
عمرو کہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہورہی

تھین کہ چند لوگ دوڑتے ہوئے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغۂ زندان خانہ آتا ہی
دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ
لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوئے آیا بادشاہ برلے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے
کہا ای بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہو یہان وجہ معاش سبب سے
حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہو کیا پیشہ کرکے
کھائیگی ملکہ نے سر جھکاکر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی
ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہرچند ملکہ
روئین پیٹین مگر کسی نے نہ سُنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان
مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی
بہت سا سینا رکھدیا کہا اسکو سیئے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام
بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھرکر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال
بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہو یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا
کہ کیون ای عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہو فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی
آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے
ہوے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے
جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار
کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین
جاؤ جو جوڑے تیار ہون اُنکو تہ کرکے رکھا کرو بوقت آنے طلسم کشا کے تمسے حساب
لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی
مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ
ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج
بنانے مین دخل ہو مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ
مین آیا کہ اُسمین بالکل سناٹا ہو ایک الماری رکھی ہے اُسمین قفل لگا ہو بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ کے رکھدیے بادشاہ مجبور و ناچار اُسکے بنانے مین مصروف ہوے مگر رویا کرتے ہین کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان لاتے ہین وہین ملکہ و فیروزہ وسمن رُخ بھی کام بناکر آتے ہین اسقدر تھکے مارے ہوتے ہین کہ آپس مین کلام کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے سامنے ہر ایک کے رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہے سب کو اس مقام پر قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اسکی سکارہ جادو دختر اسکی گلگونہ گلگون پوش ہو اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو قید کر لیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ نہ چھوڑینگے جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام لندس قید خانے مین بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والد نامدار انکے رہنے کی کیا صورت ہی کہا اے دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین اُنکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق مین ایسی مبتلا ہی کہ ساتھ بادشاہ کے قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہی کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہی اسی کو وہ غنیمت جانتی ہو بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہی کہ فقط کھانا کھا کے بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہی کہ اب مدت تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہانتک پہونچنا دشوار ہی جب تک وہ یہان آئین گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی
کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر
تڑپی آخر شام کو اُٹھی مان کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتلایئے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ
بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمہارے
کہ مکار طلسم مشہور ہین اس بات کو منہ سے نہین نکالتے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ
ان لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بے نظیر ہے
بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی
بادشاہ نے خلاف قاعدۂ طلسمی کیا قید ہو گئے مین ان باتون کو زبان سے نہین نکال سکتی
گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین ان دشمنون کی
رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگون
کی کیا صورت ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہے کہ شمس فلک ہفت پیکر
ان لوگون کا معین ہے قید اظلم سے رہا کر کے لاوا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ افتاد
پڑی کہ جوش عشق مینوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آ کر پھنسے شمس
کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آ کر ایک نامہ
بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آ کر
قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے
بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین
رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جا کر
شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے
جو باغ مین آیا مقناطیس و نوبہار دمشکبار کو گریان و نالان پایا گھبرا کر اُن سب سے
پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقناطیس وغیرہ نے رو رو کر سب حال
بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مینوش مین باغ سے نکل گئے
کسی بلا مین جا کر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس کہ

میری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جہان جا کر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز مین تشریف رکھیے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پر پرواز پیدا کر کے چلا گلگونہ قصر راز مین تھی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہی شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو تو عجب حال زار مین پایا آپ نے مجھکو یہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہون امیدوار ہون کہ جو فرمایئے وہ بجالاؤن گلگونہ نے کہا ای شمس کیا کہون حال مصیبت مآل بادشاہ شکر حجب دل کی کیفیت ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی اس خیال مین عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون خم شمشیر ہم — زلف آپ سمجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم
کھائین شل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم — جا نکر غربت ہین آب دم شمشیر ہم
بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو — تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم
ہم وہ مصحف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان — خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم
بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو — عشق شاہد ہی ہوے ہین قتل بے تقصیر ہم
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پر — تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم
کوہکن کہتا تھا ای شیرین جو ہی تائید عشق — بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوے شیر ہم
دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جسدم ماہ نو — یاد کرتے ہین گریبان کی تیرے تحریر ہم
دولتِ دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا — جانتے ہین خاک کوے یار کو اکسیر ہم
رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم — کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
صورت معنی عیان ہین اپنی ہر اک بیت سے — شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم
شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل تلک — شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا ای گلگونہ انگشتر جمشید کو وہ نیرنگ پر ہی

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہاں پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس
کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا
گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون
مگر نیرنگ جادو نہایت بد مزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی
ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے
مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اسیوقت
قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑ گیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لے جاتی
ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام
رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو
ساعت بہشت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر
نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی اڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا
ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک
کے دو پتلیان سنہری ننگے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے
سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹ کر گوشۂ قصر پر آئین مگر پھاٹک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر
آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے
پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اتری یا ہفت پیکر
کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پہ ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً
قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین
لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید
دستیاب نہ ہوگی بہت پچتاؤگی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسماے سحر
پڑھے اسماے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا
گرد پوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چمکی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تونے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگونہ
نے جواب دیا مین کسیکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید لینے آئی ہون
ای دختر غائب اگر مطلب ہوسکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان جن
ہی ایسا نہ ہو قدرت آجائین تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ چمکایا
گلگونہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہی اُسکی اُنگلی مین
ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہی یکایک قصر کی
چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگونہ کے پڑ گئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے
چلی گلگونہ کی آنکھین نکل آئین نفس در قفس پیچیدہ دل سے پکار رہی ای بادشاہ
لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کرے
اب مجھسے کشاکش نہین اُٹھتی بیقراری کر رہی ہے اور زنجیر اُسے کھینچے لیے جاتی ہے
یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر
کے دو ٹکڑے ہوئے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین
ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر
چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا مین نے
سحر کرکے تمھین بچایا چونکہ تم سے وعدہ کرلیا تھا مین پیشتر سے یہان موجود تھا مین نے
برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکین دین
لیکن کچھ نہ ہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اُتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید
اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتر ظاہر ہو تو بھی میرے
حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہے
اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے
سب کتابون مین قدرت نے لکھا ہو اُس تحریر کا وقت ظہور آگیا اُس شخص کی
رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص وعام

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لپٹا ہوا غرّا کے طرف
گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دراز
ہو کے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہی گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلی کے
پھینکا بلی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منہ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے چمکیں بدن میں بلی کے
لپٹ گئیں وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاوں
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پر گتی پر زمین
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرہ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پر بیٹھی رو رہی ہی ای شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا مین اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہون
اُٹھکر گلگونہ کے قدمون کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
مین انگشتر نہین ہی مین اس قصر کی نگہبان ہون وہ جو نازنین آئی تھی مین نے سحر کرکے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمھارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمسے
ہو سکے اُسمین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشید پیر
سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہی بی گلگونہ دختر فرتوت و شمس کاہن ہی کہکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک جھماکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشید یہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم مین آیا

اپنے شعبدے دکھا رہی ہو یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہی اُس
جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمھارا کہنا مجھکو بدل وجان قبول ومنظور ہی گلگونہ
بھی سامنے کھڑی ہی شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری
اُتار کر ہتھیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی لی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین کئی ہزار
جادوگرنیون نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طراز و شمس فلک کاہین کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینون کو مارو گولے ترنج نارنج مارنے لگین نیرنگ سحر طراز پر جو کئی گولے
پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا
آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائین مین ان شعلون کا علاج کیے دیتی ہون
یہ کہکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دب کر
رہ گئین اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آواز آئی آمین کشتی مرا نام ما نگہبانان قصر طلسم انگشتر
جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز جمشید یہ کو دیر جمع ہوے شمس نے کہا
ای گلگونہ اب تم قصر قیدخانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو
جانا کہ وہ خلوت کا وقت ہی سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کرآنا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے فرتوت کے قتل کی تدبیر
ہو گی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہوے
گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوفش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے
ہویدا مینوفش کہتی ہے ای شہریار کون سی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف
باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے یہان کی مشقت سے زندگی زہر ہو گئی فرخ
نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہی سمن رُخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جوڑے
پہنکر چلی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

مسخرہ بنا ہے جھوٹی نہیں ملتی مجھسے کہا ای سمن رخ دیکھو یہ جو ٹلتے نہیں تو کیا گرد و غبار اسیر پڑا رہا ہو سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا ای مینوش و فیروزہ اور سمن رخ یہ انقلاب فلک ہو کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے تھے نہ کہ ایک مکار ہمکو ناشز اکہتا ہو جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہو کہ ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہین وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اوس حال مین گلگونہ سامنے آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین وجمیل مردان عالم کا کفیل مگر کانٹا ہو گئے ہین گل عارض مرجھائے ہوے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا آواز تو ہمارے کان مین آئی مگر ہمنے نہین دیکھا کون صاحب ہین گلگونہ نے انگشتر کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین وجمیل رخسار پہ خراش ناخن غم جا بجا آنکھین جو نرگس شہلا تھین اونمین آنسو بھرے ہوے صاف ثابت ہوتا ہو کہ جام بلوری مین موتی کوٹ کر بھرے ہین بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا ای نازنین تو کون ہو گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا مین صرف آپکو دیکھنے آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف مینوش کے دیکھا کہا ای شاہزادی والاقدر تم اس بلا مین کیونکر پھنسین تمھارا باپ ایک پہلوان ہو مینوش نے کہا جب فلک گردش کرتا ہو تو ایسا ہی سامان ہوتا ہو مین نے کس اشتیاق مین شہریار کو صحرا مین پایا یہ بخت بد نصیب کے اشتیاق مین آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرتوت جادو ہو مگر اب تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ کر گئی کہ اب جاکر شمس سے صلاح کرون فرتوت جادو بڑا ساحر زبردست ہے دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہو۔کئی ہزار جادوگر نیان کوہ نیرنگ پر قتل کین ایسا نہ ہو اوس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا مین بلا تکلف حاضر ہوا کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت ویاس میں ہیں اے شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم
بڑی سختی ہو اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئین ماں کو دیکھا رو رہی ہیں اب
گلگوں نے پوچھا کیوں مادر مہربان خیر تو ہو کیوں رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اسمین مین نے عجب مضمون دیکھا تمھارے بڑے
مرتبے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا اے نور نظر برائے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
نہ کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہین جو انکی مدد کریگا
قدرت اُس سے بیزار ہوگی گلگوں نہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ ماں کو شک ہے
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن باپ نہین معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہے
مگر سوچ مین ہے کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین ہلڑ ہوا فرقوت جادو آتا ہے
طفل امرد ہمراہ ہے کنیزون نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہے ہماری بی بی کا
کمبخت رقیب ہے اب اسکی موت قریب ہے فرقوت جادو کو اس طفل کا بڑا عشق ہے فرقوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین
گلابیان لائین فرقوت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرقوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن قیدیون
کو تمنے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فرقوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او سمجھا
ہم تجھے تاکید کر چکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منھ پھلا کر
بیٹھا ہر چند فرقوت شگفتہ کرتا ہے مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی
رہائی کی کیا صورت ہے آخر فرقوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے
کہا اسے کیون ڈرتا ہے اپنے مکان مین بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہان
غیر کسکو سمجھا ہے مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے
ذکر کرون جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرقوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور پھر انگشتر کو گرا سکے

اور جمشید یہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی اُسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت نہین ہی اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدۂ طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہو بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بند مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی اسکی دوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شکار کو بھی نہین جاتی فرتوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر نہین لاسکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرتوت نے کہا ای نور نظر یہ بھی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان ان لوگون کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا جبر لواہ ہو کہ قصر زندان خانے سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے گلگونہ نے جو پہلو بابا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپ کی زبانی احکام سنکر دل تھراتا ہی کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین اسے صحرا مین لیجا کر قتل کرون جہان کو سون پانی نہو کسیکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہی فرتوت نے کہا بیٹا کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور برپا ہو مکارہ نے کہا او بے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات کہتا ہی مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہوگی فوراً سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیان چارون قیدیون کو لیکر جائین صحرائے بے خس و خاشاک مین لیجا کر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرتوت طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل ان چارون کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا
اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین
کے آسمان پر پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر اسکو
ہٹ گئے یہ بیٹھا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب نشہ
کی زیادتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہو ناک پر انگلی رکھ کے مٹکتا ہے
تھرکتا پھرتا ہو اور یہ گاتا ہو سے بے جانان چون ہولی بازم + دو پچکاری بندہ نوازم
بے جانان چون ہولی - فرتوت جب بسم پر آتا ہی طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ
پھرتا ہو تڑاق سے اُسکے سر پر لگاتا ہی یہان تو یہ عیش ہو مگر گلگونہ باغ کے چلے سے باہر نکلی
طاؤس پر سوار ہو کر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل مین
مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر
مہربان کو مارونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری سے
کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کر لونگا شمس
یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اٹھا کر دیکھا مقناطیس
و نوبہار و مشکبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر
اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہے
ایک سحر مین تنکے چنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین
کر لینا انکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشاہ کو
اٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس مین رخصت
ہوے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ تم
اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات بہار
ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگا یا کہا ای مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہو مکارہ
حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا ای نور نظر چلین گے تمھارے
باپ بھی تو محل مین آوین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کر کے کہا

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلوا او اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے
ہوے محل مین آیا از وجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف بر آیا شب کو
حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہو خوب لطف ہوتا ہو کہ گلگونہ نے آکر
سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا اے نور نظر مجھکو
تمھاری باتون سے خوف آتا ہو مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہو ہر مرتبہ
یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت
نے کہا اے مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہو کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین
یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہو بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے
کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب راز نہین لکھی ہین غرض جادو گلگونہ
و مکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قید خانے مین آکر ہوئین دیکھا
نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جو اہر خانے مین بھیجا جاتے ہین گلگونہ نے
کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک
شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز
دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو رخصت ملتی ہے قیدی برائے رہائی جلے نہین
یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا اے بقراط کیون تو باتین بناتا ہے
یہ کیا لفظین سناتا ہو مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر
تجکو خوف ہو کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا
اے نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت پیکر ہو اسکا نقارے پر چوب لگانا
اور یہ کہنا کہ برائے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہو وہی ہوگا
آج تامل کرو کل لے جلنا گلگونہ خاموش ہوئی چارون قیدیون کو کام تقسیم ہوگیا گلگونہ
نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین
مین رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون
مین یہی دراندازہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار ماں کے ساتھ پلٹی راہ مین ماں سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے نرمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہوجائین تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہو تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ ماں سے رخصت ہوکے باغ مین آئی کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی اتنی یہ صورت ہی کہ نہین سکتی

نظم

بیکسی پر مجھے لڑائی ہی کب کیا بدلی — یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
گل تھے جس جا یہ وہان خار ہین سبحان اللہ — کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا — ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا — دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
دفعتہً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے — کیا دوا نسخے مین ای میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو — آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند — جیون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ لقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ لکھکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین لقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگون اپنے مقام سے اُٹھین دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین لیے تلاش مین لقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو لقراط جادو یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوسے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب مین دیکھ چکا کہ گلگونہ دبلی ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہون

جا کے انتظام کرون لیکن تم لوگون سے کہے جاتا ہون اگر مین وقت پر نہون تو فرتوت
سے صاف صاف کہدینا کہ تمھاری صاحبزادی ہوش مین نہین ہین انکی باتون کا اعتبار
نہ کرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانون نے کہا ای بقراط یہ ہماری مجال نہین ہی
کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کرین بقراط نے کہا کہ مین خود کل صاف صاف
حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ
اسکی ثمرات جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہا ہی شوہر کی منتظر
ہی اس باغ مین چند درخت ہین کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہین انکو دیکھ رہی
ہی بقراط جادو جو قیدخانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا چہار جانب سر کو اٹھا اٹھا
کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی تصویر خیالی مین مبہوت ہو رہا ہی اودہر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش
آتی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے مین کانپنے لگی دل سے کہتی ہی اگر یہ پیچیدار انداز
نہ ہوتا تو مین نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت مین یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی
بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی ماش کے دانے ہاتھ مین لیے تھی جھولی سے ایک مقراض
اور ایک کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری
جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجہ
اجل سے نکلیا اور حال تو نے کتاب مین حسب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ
لشکر اسلام صاحب اقبال ہین میرا جب قدم نہ ہوگا اُسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو بچانا
مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑین کہ توڑ کر پشت کے پار
گذرین بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات
جادو جو باغ مین بیٹھی ہوئی درختون کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا
مارا گیا پکار کر آواز دی ای شجر ساختہ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے
بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکا یک بیخ نخل سے دھوان نکلنے لگا آتش ہوئی

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہاے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر بقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فرقوت نے مارا وہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اُٹھی کہ ابھی جاکر اس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فرقوت کو جواب دیلونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان اُفتان وخیزان چلی مگر بدحواس عالم یاس میں چہرہ اُداس آنکھون سے آنسو جاری دلبر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ بقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہی بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ تونے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ کردیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے یہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ نے اُسکے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اُتارا ثمرات جادو پر کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آکے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

دل کو کبتک ہجر مین بہلایئے	جی مین ہی اب کھاکے کچھ مر جایئے
دھوپ دن کی اوس شب کی کھایئے	آستان یار پر مر جایئے
مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے	کٹھن ٹھے ٹھڑھے آپ گھر کو جایئے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط	سب بجا ہی آپ جو فرمایئے
اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے	آیئے اب یا مجھے بلوایئے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز	شب کو بھی اکدن کرم فرمایئے
ترک عشق لالہ رویان کردیا	کسلیے کیلئے واسطے گل کھایئے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجیے / جھوٹی جھوٹی بس قسمیں کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین عرض / چپکے رہیے منھ ذرا اب کھلوائیے
دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک / زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہی جیسی بیوفائی آپ نے / بالعوض اسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین / مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ مین او گل نظر تو آیا گیا / خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا / آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے / وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہے جان بھی گر درکار ہو / کیا کروگے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو / خواب مین صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین / اب تو پردہ رخ سے اٹھوائیے
زور و زر سے جسطرح ممکن ہو زند / آج کل تک اسکو گھر مین لائیے

ثمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے ثمرات جادو کیا چاہتی ہو ثمرات نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ ثمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے ثمرات جادو نے بیخوف تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے ثمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بود لیکن شمس وغیرہ صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین آئی بدحواس ہوگئے شمس آسمان پر آکے جھکا دیکھا گلگونہ نے زن وشوہر کو مارا اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہے کہ شمس فلک آکر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرے ہین آب ودانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے یا تمین جاکر روک دیا مین نے آج زن وشوہر کو مارا اب آج رات کو قیدخانے پر بلوہ کرکے آؤ بادشاہ کو رہا کرلو

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہی کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ بقراط جادو مرتے مرتے
نگہبانون کو آگاہ کرا گیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
مین بالاعلان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی ہو کیسانا بخوبی یہ وعدہ
کر کے گلگونہ گلگون پوشش اپنے مقام سے اُٹھی اندھیری رات مین طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اُدھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے پہلو مین
جو دریچہ تھا اُسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہین شانہ پکڑ کر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اُٹھے بیٹھے ہین نگہبانون نے پکار کر آواز دی کہ یارو ہوشیار
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ دستمن تیغ دمیدوش شیرین کلام بھی اُسکے
بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگونہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے
زمین پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑ لین گلگونہ سحر کر رہی ہی
بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس
بیٹھا تھا جگا کر کہا ای فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبرا کر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کینے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے
مقام سے اُٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای مکارہ اُٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبرا کر
اُٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہین
یہ کہکے فرتوت نے ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا پکار کر اُسنے
آواز دی ای فرتوت و مکارہ گھر سے آگ لگی لقبراط اور قمرات مارے گئے لقراط
کے مارے جانے کی خبر سُنکر فرتوت گھبرا گیا کہا ای مکارہ چل جلوہ زن و شوہر طرف
قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا
قید خانے پر دریاے خون بہ رہا ہی جب برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑ گئے دھڑ ادھڑ
لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا ای مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی
چارون گنہگارون کے گرد حلقہ آہن ہی جو قریب حلقے کے آیا سر کٹ کر گرا کتنے ساحر چلے

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اُچھالا ایک
برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہے فرتوت نے
پکار کر آواز دی کہ او مکارہ و او شہکارہ میں یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے
بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگی فرتوت بڑھا
کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑوں گلگونہ نے حولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے
کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ او صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس
شوخ دیدہ کے پاس موجود ہے رات کو میرے بیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و
ثمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہیں کون اُنکا لاشہ اُٹھائے
کون اُنکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزوں کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو
انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے میں آجائے تو ابھی گرفتار کرلیں
لاشہ ہائے کنیزان میں اسکا بھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزوں نے
قسم کھا کر کہا کہ ای افسر ہم گلگونہ کو نہیں دیکھتے کیونکر گرفتار کریں سر ہتھیلی پر رکھے
کھڑے سحر اُٹھا رہے ہیں آگ ہمپر گر رہی ہے جلے جاتے ہیں کنیزوں کی زبانی یہ حال
سنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکا و مکارہ نے پھر دستک
دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے میں ہٹ گئی ہے مگر سحر
کر رہی ہے جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہے دو چار کے سر اُڑ جاتے ہیں
فرتوت بڑھا اُس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رُکی کہ جسکی وجہ
سے گلگونہ معلوم ہوتی ہے فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑوں گلگونہ
نے ہانک کر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مجکو اس آفت ارضی و
سماوی سے بچالے ہانک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو تیغ برہنہ
ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی للکارا کہ او سیماب خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اُٹھانا
دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے
جمشید یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی عکس آئینے کا فلک

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے مخفی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اسکو
پا جاؤن تو گرفتار کرون مگر جمشید یہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرتوت کے آئی
فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہو گیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ ارے حباب
مجکو کچھ نہین سوجھتا زوجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید یہ سحر طراز
نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن وشوہر دونون نابینا ہوے نیرنگ
نے بڑھ کر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صداے ہا ہو بلند ہوئی
زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تونے کو توال زندانخانہ کو مارا اے عاقبت
طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہون
مگر نکل جاؤن جمشید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بیحیا کی قضا
تیرے ہاتھ سے ہی اب یہ بچنے نہ پاے گلگونہ نے بڑھ کر تیغہ مارا کہ مکارہ کے بھی
دو ٹکڑے ہوے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و سمن رخ و مینوش
شیرین کلام کو لیکر نکلین مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت
میرے باغ مین چلین وہان چند تحفہ جات ہین اگر وہ حضور کو ملگئے تو اس طلسم
مین آرام ملیگا مقنا طیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ مینوش نے
منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس
باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین اب
ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سایے مین بادشاہ و مینوش
بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہین
کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بروقت فتح طلسم ہوگا چند سردار ہمارے مثل
نور الدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوے آج تک
اُنکا نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت
ویاس سے قید ہوے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین اپنی تو
یہ کیفیت ہی سر پر بار رنج و مصیبت ہی۔ نظم

بیٹھا

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا | گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزین جانا ہی اکدن تجھے آخر | اب جائے تو بہتر ہو کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور | دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہی کلیجہ پہ نہین روح بدن مین | چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونکدے تن اشک بہا دے | بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اٹھاؤ ابھی یارو | وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای رند ملو پاس سے یا ہاتھ اٹھاؤ | جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اٹھائے
خدا نے فضل کیا کہ اس قید خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ
بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہے طالع
آپ کے مددگار ہین گلگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قید خانہ مین
پہونچی مان باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس
طلسم مین اس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اُس
انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب
ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے
ذمے رہتی عاشق ومعشوق یہ باتین کر رہے ہین فیروزہ ملکہ رانی مین مصروف ہے کہ
صحرا سے گرد اڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش
کا جو برے مقابلۂ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر
نگاہ پڑی زیر شجر جلوۂ وادی ایمن پایا عیار اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کہ
نام اسکا وہم تیز رو ہی اس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو تلے
شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی
پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین
لیے جاتی ہین صمصام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دولاکھ فوج لیتا لیتا کو کے چلی مینوش نے
عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہی بڑی بہادر اسکی
فوج ہی بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سواروں نے آکر حملہ کیا ایک رسالدار
کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا لہ باشید ای
کافران بیحیا وای نابکاران پُردغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہوگیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے
کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گبھرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھکر ایک اور
سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش
کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ
کمر سے کھینچا کمانِ کیانی دوش سے اُتاری تیراندازی کرنے لگین صمصام کو اپنے
زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین
جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و
رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کہ میدان ورسالہ دار کو تاکا اُسی کو
تاک کر مارا گرد مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہے فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی
کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا
اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
ہوش پراگندہ ہوے وہم تیزرو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو
مین بادشاہ کو گرفتار کرلون یہ سُنکر وہم تیزرو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار کر
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہوکر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
پلیچون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہو کہ اے
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی
اُفتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہو قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی
ادھر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر زنی
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہو پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹکڑے میں
قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ ای بادشاہ
جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے
پشت پر آ کر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغ کا مارا ہر چند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر تیغۂ قمقام جو
تڑپ کر گرا اور سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرا تا دوابرو پہونچا
صمصام نے دستانہ مارا تیغہ جھنّا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ نشانہ خطا ہوا دوسرے شخص نے آ کے گرز مارا وہ
دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پکڑ لیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روے بلوے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر
حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی کے منھ جلا دیے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اُٹھایا اس عرصہ مین جو مینوش نے مہلت پائی
بادیان کو جمکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک ٹیلے کی طرف سے گذرا سہیل زمیندار

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کمٹھے لیے ہوئے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ نے
چاہا کہ بھاگون پاسیون نے تیر کمٹھے بڑھے کہ فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہو جاؤنگا
ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا کہا کہ دکھلا
پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہوگیا کہا کہ ای عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسنے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کردیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلوایا
ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ وپٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے مین صحت
حاصل ہوگی پھاہے پٹیان چڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ مین لیکر
کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دو پہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا عیار
آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ
خدمت گزاری کرون سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیون کا مالا گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہی جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمت گزاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانکی سرحد ہی کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنے صمصام جنگ آزما کی یہ
سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤن تمکو معافی مین دین گے اور
صمصام سے بدلہ لین گے اُس بیحیا نے ازروے بلوے کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہنچایا
یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہی سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان
مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتین گلبدن
کے پانجامے پہنے ہوے انمین ڈول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر
ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت
مین آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتین شراب پیے گا رہی ہین اُلٹا سیدھا
کچھ تالی بجتی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھ کر ایک جانب سر
جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ
گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین
شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی بے سمجھی تان لگاتی ہین سنتے
مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ نے
کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے
فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آکے بیٹھا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی - نظم

زبسکہ طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
کہان تلک سر تری اُلفت کرین نہان مشتاق

یہان بھی آیئے اک رات تو کرم کیجے
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

شنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق

فراق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
تنگ آگئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق

قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پر
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق

عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تا دم مرگ
خدا اُٹھائے جہان سے نہ ای بتان مشتاق

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سُنکر جھانک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا ناٹھیا کمندین بازوؤن پر بندھی ہوئیں تو بڑا پتھر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہرچند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہو کہ کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اُٹھ کے جس کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اُٹھی تھرآتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ اے مغرور اس جلسے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سُنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چونکہ رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سُرخ ہوگیا ہی آنکھیں اُبلی ہوئیں شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی رو کر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جنکا علاج کیا اُنکا عیار کل صحبت مین آیا جسکے اُس کمبخت کا گانا سُنا دل پر ہجوم غم و الم ہی اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی کہ مجھے خواہش جنون ہی۔

نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے اے جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

جو کہ خوگر ہین تری بوسے دہن کے اے گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

یون بہتہ پوچھو اُس حور کے گھر کا قاصد
کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا	اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل	یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای زند	اسلیے لوگ مجھے سیف دبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیاری کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی نام تمھارا سُنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھا کر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور لیلے دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بو قلمون نرگس کے اشارے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو خدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خدا ے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیاں کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو ناگوار ہوا کہا کہ جہتر صاحب سمجھ کر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آیا اگر یہ پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہو جاتا ساری مکاریاں و دغابازیاں ظاہر ہوگئیں اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہی کہ اپنے بندون کے ہاتھ سے دردمند ہی بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشا لوح طلسمی حاصل کر چکے مرحلہ جات توڑ کر جب دن لشکر کشی کرینگے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے کانون مین انگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو ہمسے قدرت کی برائیان نہین سنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہی اسنے یہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی سامری و جمشید و لات و منات پر قدرت انکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتون کو سنکر منہ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خبر ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جائے انسانیت مین نہ رہو گی اگر انکا دل چاہے جانور بنا دین جہنم دکھا دین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجکو بھی یہی خوف آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سنکر شعلہ خیز نے کہا کہ ای ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش ہی اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کرون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و ناچار ہونگے تب قدمون پر گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنے لگے ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونہی دوسی کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرے یہی بہتر ہے کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار
عاجز ہو کر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اے
شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آگر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
مجال جو عیار پر دست انداز ہو مین خود کہکر بچا لونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہے کہ اس
اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ اے سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہے علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہے طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم
باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہے اُسکے دماغ مین غرور بھرا ہے
قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ مین طلسم کشا سے لوح
چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کر دونگا ہرچند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر
نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین اسم اعظم
پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب و غرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیرو اسطے
طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہوے
مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہے دین خدائے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مردساحر
زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گانون کے لوگون کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلا تا اور
بادشاہ کی دلیلین سنواتا ہے وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی
اس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سبکو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین گھیرا کر

عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے ہین
کہ انشاء اللہ مین صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش وخرم ہین لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین
لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کریگی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستون
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے عیار انکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُسنے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت مین مغرور کی بخدمتگذاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہے چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا
صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
ہے سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کر دونگا مشکین باندھکر
خدمت مین اُس خیر خواہ دولت کی حاضر کردونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمارا ملازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائین پر قریے کے ایک

باغ ہی اس باغ مین ملکہ رہتی ہین اُس باغ کو بچانا اُس طرف تمھارا کوئی ملازم
کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزون کو ساتھ لیکر تیر اندازی کو
چند اہل قریہ کو مار لین گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ مغرور کو
اُس قریے کی حکومت دین گے تمکو منتظم کردین گے اور چند قریے بھی ہم اُس
قریے کے خراجگذار زمین کے بڑے بڑے راجاؤن کو مغرور کے ماتحت کردونگا
اگر وہ قبول کرین تو خاتون محل اپنا قرار دون شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتین وہان
آکے کرنا اگر یہ بات دل مین ہی تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہدین گے کہ مغالطے
مین مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہین گی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز
صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش
ہوئی کہا کہ ای شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستون مین نام کیا یہان شب کو
بادشاہ برائے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چکے ہین جب
باقی ہین بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے
مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی -

نظم

اثر ہووے بلبل ناشاد کی طرف — گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسون سے قید یار کا مضمون نہین بندھا — مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف
چلنے مین کی جو شوق شہادت نے رہبری — گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف
ای جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو — جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف
لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان — آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
نکلا ہی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ — آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا تون سے عشق — مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف
گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہ گار — منھ سوئے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف
طاقت ہی کسکی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے — اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو — کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن میں ہیرے وہ یوسف گم کر / شادی کو کبھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون ہے موسم گل کا ہی زور شور / سودائی کھینچے جاتے ہیں حداد کی طرف
دھوکا دیا ہو دام نے کس گل کی زلف کا / بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اُسے پیرزن تو کیا / خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہو کہ جسمین شفیق من / سودا ہوا ہو میر سے اُستاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہو شب بھر فیروزہ کا گانا سُنا اب وہ وقت آیا ہو کہ نی نواز زرین پوش چنگ زرین ہاتھ مین لیکر عیش گاہ آسمان چہارم پر آیا سہیل بھی خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہو بیکا یک گانون مین بلوہ ہوا غل ہائے و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہو فیروزہ صحبت سے اُٹھا ۔ وڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانون مین آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہو سہیل زمین ادگھبر کے اُٹھا پاسبون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہین اُنکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ وقت جانبازی ہو صمصام بدانجام برائے گرفتاری شاہ آیا ہو ہم اپنی جانین دینگے پاسبون نے دوڑ کے آوازین دین کہ ای اہل اسلام اپنے اپنے مکانون سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہو صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ مین گھس آیا ہے بے گناہون کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہوئے ہین جسکے کان مین یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوئے مکان سے نکلا یہان بادشاہ سوار ہوے سہیل زمین ادساتہ ہے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اُسکو واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتہ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلوارین ہاتہ مین لیے ہوے نمایان ہوے بادشاہ کے ساتہ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادۂ حرب وپیکار دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا ۔ نعرہ بادشاہ جمجاہ

تم شاہ شاہان فریدون حشم / بہار گلستان کاوس و جم / ہزبر دمان قاتل کافران

لگی نخل بستان صاحبقران ✝ سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجا نباری
لڑ رہا ہی جسنے سامنا کیا اُسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکارون نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
پانچ ہزار جوانون سے جنگ کر رہے ہین صمصام گینڈا اُٹھکر اسی طرف چلا بادشاہ
جنگ ستمانہ کرتے ہوے آتے ہین کہ نعرۂ صمصام کی آواز کان مین آئی بادشاہ
نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبون نے کیا کیا تھا کہ جنکو تونے قتل کیا تو اگر ہیرون
قریہ آکر اُترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر مین تنہا تیرے مقابلے مین
آتا جو کچھ گذرنی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والون کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو
فوج والے جم کر کھڑے ہوے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کانٹھا چھیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای بادشاہ تمنے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کہ کُل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا مین نے
اپنی عملداری مین کسی پہلوان کو رہنے نہین دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہکے
بعد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون بادشاہ نے الجھا دے سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود
کو کاٹا سراسر کلہ اور جبڑے کو کاٹتا تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والون نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پر آپڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانون سے دولا کھ پر
جا پڑے گنوارون کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہی جسپر لٹھ مارا تلوار اُسکی ٹوٹی سر پھٹ
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مثل مشہور ہے

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ
کو گرفتار کر لین بادشاہ نہنگانہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج مین آ کر
لڑ رہے ہین ہزارہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار
گنوارون نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین
دریاے خون جاری ہی آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی
کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوے امیدوار ہین کہ دامن مین پناہ دیجیے
آپ کے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون
کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کس قدر خوش
ہی کہ پھولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیشے مین نامہ بھیجے
کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار
رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مقناطیس و نوبہار و شگوفہ
و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر و نکو
بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوے آ کر پہونچے بادشاہ کو شہر
جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام
کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی
بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون چند دن قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ
نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل
نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہی کہ زیارت سے
ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل
زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا
حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کر کے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہین
کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچا مین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی
خواہش ہی کہ حضور کے ساتھ کدو کاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہی

وہ سامان لشکر کشی قصر عجائب مین کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ
شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اُس سے
مقابلہ کرین حضور یہاں سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر
آئے مگر یہ غلام بجولی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا مقابلہ
طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر لکھے رہیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ سے
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہو آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا
بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تخلص سہیل فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار خیبر فرار یہ حقیر سراپا
تقصیر کج مج زبان ذلّہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین
مین عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے
بھر دیا ہو وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہو عرض نہین کر سکتا مقابلہ
ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوشربا
کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اٹھایا
فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان
بے نظیر لڑائیان با توقیر اُسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ ہے سُنا ہوا فسانۂ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت
و جلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

میرے قبلہ وکعبہ مین ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے
ناظرین پر بروقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر سر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا
خدا نے عجب فخر مجھکو دیا
ہے اپنے دستور کا بھی خیال
جو لکھون زبان صاف ہو با تمیز
قمر جلد ثالث بھی تحریر ہو

۹۲۳

شراب مصفا کا دورہ ہوا
کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
اُٹھے اہل بینش کرینگے عزیز
اُسی طور کی صاف تقریر ہو

۳۸۷

۹۲۳ + ۳۸۷ = ۱۳۱۰

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس مین بماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوئی

نام کتاب	قیمت
طلسم فتنۂ نور افشان - جلد اول	سے ر
" جلد دوم	ہے ر
" جلد سوم	للعہ ر
لعل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم	عہ ۴ ر
ایضاً جلد دوم	عہ ۱۲ ر
طلسم ہفت پیکر - جلد اول	عہ پ
" جلد دوم	۱۲ آ ر
" جلد سوم	سے پ
طلسم نوخیز جمشیدی - جلد اول	عہ پ
" جلد دوم	عہ پ
" جلد سوم	عا ر پ
طلسم خیال سکندری - جلد اول	عا ر
" جلد دوم	عہ ۴ ر
" جلد سوم	عہ ۴ ر
طلسم زعفران زار - جلد اول	عہ ۱۲ ر
" جلد دوم	عہ ر
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل	
مصنفہ محمد تقی خان - خیال دہلوی	
۱ - جلد مہدی نامہ	للعہ پ
۲ - جلد - دو حصہ الابصار دو سوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ
۳ - جلد - ضیاء الابصار - موسوم بہ جمشید نامہ	سے ۴ ر
۴ - جلد شمس نہاری یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ر

نام کتاب	قیمت
۵ - جلد مطلع الانوار	سے ر پ
۶ - جلد خزینۃ الاسرار	صہ ر پ
۷ - جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پ
۸ - جلد مشرق الانوار - ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر
۹ - جلد تفریح الاحرار - ترجمہ معز الدین نامہ	ہے ر
داستان امیر حمزہ بالتصویر - ہر چہار دفتر	
مسلسل ہندسہ - ترجمۂ مولوی عبد اللہ و	
نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ر
الف لیلہ بالتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ	
ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین تھا اسکا	
ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عام	
منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان	
مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
خان صاحب متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا	عہ ر
فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر - بعبارت	
رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹ ر
الف لیلہ بالتصویر - کامل - ہر چہار جلد -	
پنجابی ترجمۂ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۴ ر
قصہ سند باد جہازی - ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ ر
کامروپ کا جادو اُردو -	۲ ر پ
جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب حیدر علی خان	عہ ۴ ر
فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر - کاغذ سفید	۹ ر پ

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶/
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳/
سروش سخن با تصویر - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی	۳/۵ ۶پا
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴/۳ ۶پا
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵/
باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر -	۳/
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳/
طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹/
آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش	۶/۶ ۶پا
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵/
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین -	۶/۱ ۶پا
نوطرز مرصع - از محمد عوض	۶/۱ ۶پا
بستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	عہ
سیراب باغ - از میر محمد علی تلق مرحوم و مغفور	۶/۳ ۶پا

نام کتاب	قیمت
فسانۂ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم و بزم دونوں عمدہ -	۸/
فسانۂ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین	۴/
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس	۶ ۶پا
فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۸/۳ ۶پا
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عیش عرف اچھے صاحب	۵/
قصۂ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین احمد	۱/
سنگاسن بتیسی	۳/۹ ۶پا
ناٹک نل دمنتی - مولفۂ منشی بنائک پرشاد	۲/۹ ۶پا
قصۂ بوتی و نبولہ	۹ ۶پا
بیتال پچیسی با تصویر - قصۂ مشہور	۳/
گل بکاؤلی - از منشی نہال چند	۳/
طوطا کہانی با تصویر - مصنفہ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر -	۲/۹ ۶پا
قصۂ گل صنوبر - از منشی پیم چند	۱/۶ ۶پا
ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری نانتوم صاحب	۵/
نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۵/۹ ۶پا
قصۂ اگر گل - قصۂ مشہور	۲/
سیر مقبول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۹/